جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ والمنہ کہ این کتاب مستطاب در ابطال مذہب اہلسنت
و احقاق مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ الموسوم

اعلان الہدیٰ

در جواب

اسرار الہدیٰ

از تالیفات عالیجناب فیضمآب حکیم مولوی شیخ احمد رضا صاحب [illegible]
مولوی شیخ وجیہ الدین صاحب مرحوم تاریخ ۲۰ جون سنہ ۹۴ء

بمقام لکھنؤ مطبع اثنا عشری باہتمام کمترین بندہ علی عابد رضی طبع کردیا

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا

الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ کہ این کتاب مستطاب محتوی بر تحقیقات عمیقہ وتدقیقات رشیقہ مذہب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ مسمی بہ

اعلام الہدی

در جواب

اسرار الہامی

بتاریخ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۱۰ ہجری بمقام لکھنو محلہ فراشخانہ در

مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر تعریف اور سب ستایشیں اُس قادر مطلق کے لیے سزاوار ہیں کہ جسنے اپنے نور سے
نورِ محمد مصطفےٰ اور علی مرتضیٰ کو پیدا اور پھر اُسی نور کے وسیلے سے ہژدہ ہزار عالم اور زمین
و آسمان عرش کرسی لوح و قلم جمیع موجودات کو ہویدا کیا اور تمام مشکلات دینی اور دنیوی
کا حلال اور ہر طرح کی حاجات ظاہری و باطنی کا عقدہ کشا اپنے برگزیدہ پیغمبر اور اُسکے
اوصیا کو بنایا۔ یہ اُسکی کمال شفقت ہی کہ حضرت رحمۃ للعالمین و مجاہد الکفار و المنافقین
کو ہمارا پیشوا مقرر کیا اور نہایت پاک سرشت فرشتہ خصائل اماموں کے تقلید و تمسک کا
حکم دیا اور ہم شیعیان اہلبیت اطہار کو خطاب مستطاب خیر البریہ عطا فرمایا اور
ہمارے پیشواؤں کے مخالفوں اور معاندوں کو بڑے بڑے غضب آلود شدت آمیز
القابوں سے یاد کیا جل جلالہ و عم نوالہ۔

اور ہر قسم کی مدحت اور بزرگی کا سزاوار وہ پیغمبر ذوی الاقتدار ہی کہ جسکی قامت پر

خلقت لولاک لما خلقت الافلاک راست آیا بلکہ اُسکے وسیلے سے پنجتن خلقت
مبارک یعنی چہاردہ معصوم کے بدن مین بھی درست بیٹھا صلی اللہ علیہ وآلہ
بعد آپکے درود وسلام وہرطرح کی فضل واکرام کے مستحق اہلبیت پیغمبر صلعم ہین
جنکی شان مین آیۂ تطہیر نازل ہوا جنکی امامت اور پیشوائی سے دین کامل ہوا سب سے پہلے
وہ مرد میدان فتوت وولایت جسکو خدا تعالی نے نفس رسول اللہ سے تعبیر کیا جسکے ولیعہدی
سے اکمال دین واتمام نعمت ہم لوگون پر ہوا جسکا تمسک گمراہی سے بچانیوالا جسکے مودت
مومنین کا شعار جسکے دشمنون پر خدا کی پھٹکار یعنی حضرت جاہد الکفار صاحب ذوالفقار
کرار غیر فرار حیدر نامدار صفدر کامگار قوت بازوی نبی مختار خدا کا ہاتھ اللہ کا شیر رسول کا
بھائی ہمارا پیشوا سردار نبی کے بعد آنکا وصی اور بلافصل خلیفہ جسکی خداترسی اور
رحم دلی اور سخاوت اور شجاعت اور پاکیزگی اور طہارت اور بزرگی وامامت کا آیات
قرآنی مین مذکور امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین سید الاولیا امیر الاوصیا
الصدیق الاکبر الفاروق الاعظم الیعسوب الامامۃ اسد اللہ الغالب الغالب علی
کل غالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب خدا کا درود وسلام آنپر ہر دم نازل ہو
اور نیز اُس پاک اور مقدس بی بی پر جو دونون جہانکی بیبیونکی سردار ہے اور اُسکے
دونون نور عینین رسول خدا کے بیٹے علی مرتضی کے دل کے چین یعنی سبطین الشہیدین
السعیدین ابی محمد الحسن وابو عبد اللہ الحسین انکے پسماندہ نو سردار ہمارے پیشوا
رسول خدا کی نور نظر فاطمہ زہرا اور علی مرتضی کے پارۂ جگر امام حسین کے پسر علی زین العابدین سے
لیکر پشت در پشت حضرت قائم آل محمد مہدی آخر الزمان تک خدا کا درود وسلام ہر روز
شب وصبح وشام ہم نپر نازل ہوتا ہے کما قال اللہ تعالی ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی

خداتعالیٰ نے ہر طرح کا شرف اور بزرگی ہم مومنین کو فقط انھین چودہ مقدسون کی
بدولت عطا فرمایا ہی۔ یٰایہا الذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیماً

سببِ تالیف رسالہ ہٰذا کا بندہ شیخ احمد ابن جناب مولانا مولوی وجیہ الدین عثمانی
دیوبندی عرض کرتا ہی کہ آخر ماہ جولائی ۱۸۹۳ء مین ایک رسالہ موسومہ اسرار الہدیٰ
میرے پاس پہنچا جو مطبع اکبری مقام آگرہ مین طبع ہوکر شایع ہوا جسمین اول اہل تشیع کی
جانب سے بیس سوال قایم کرکے اُنکے جوابات بجانب اہل تسنن دیئے گئے ہین
اور اُنھین جوابات کے ضمن مین اکثر آیات و احادیث صحیحہ مرویہ اہل تسنن متعلقہ مناقب
و فضائل حضرت علی مرتضیٰ پر بہت اصرار کے ساتھ جرح اور قدح کی گئی ہی بعد
اسکے بہت بڑے اعلان و اظہار کے ساتھ پچیس سوالات ایسے قایم کئے گئے
ہین کہ جنمین خاص ذاتِ مقدس حضرت مرتضوی پر اعتراضات کئے گئے ہین اور
ثابت کیا گیا ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ نعوذ باللہ کافر تھے امامت اور خلافت کے ہرگز سزاوار
نہ تھے شرع کی خلاف حکم دیا کرتے تھے لوگونکا مال مفت کھا جاتے تھے خدائی کا دعویٰ کیا کرتے تھے وغیرہ
وغیرہ مولف اس رسالہ کے بحسب مندرجہ دیباچہ رسالہ منشی جوہر علی صاحب مچھلی شہری
ہین جو اپنے آپ کو جدید سنی کہتے ہین اور طرز تحریر عبارت بالکل مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
شکوہ آبادی کا ہی اور ہر فقرہ اور ہر مطلب سے انھین کے عقاید کی بو ٹپکتی ہی
میرا دل اس بات کو قبول نہین کرسکتا کہ ایک مسلمان جسکے آبا و اجداد سے مذہب سنی
چلا آتا ہو یک بیک خاندان رسالت کا ایسا دشمن ہو جائے کہ اُن بزرگوارون کو قطع نظر
ولایت و امامت کے دائرہ اسلام سے بھی خارج سمجھنے لگے۔ اگر ایسا ہی کسی بدنصیب ازلی
کو شامتِ اعمال نے گھیرا ہی تو درجہ بدرجہ تنزل کرتا ہی مثلاً شیعہ سے سنی ہوا سنی سے وہابی ہوا

وہابی سے ناصبی ہوا ناصبی سے خارجی ہوا اور یوں و فعتاً کہ شب کو تو ولائی اہلبیت دل میں لیکر سوئے اور صبح کو بغض و عداوت اہلبیت سے معمور دل لیکر بیدار ہوئے بلاشبہ عجیب اور نئی بات ہے۔ اگر یہ رسالہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی کی تصنیف سے نہیں ہے اور منشی جوہر علی صاحب ہی اسکے مصنف ہیں اور ترک تشیع کرکے جدید سنی ہوئے ہیں تو شیعوں کو شکر درگاہ الٰہی میں بجالانا چاہیے کہ منشی صاحب انکے زمرہ سے بہت جلد علیحدہ ہو گئے ہیں پورا پورا اندازہ اس امر کا نہیں کر سکتا کہ وجود با جود جناب منشی صاحب سے جماعت حضرات اہل تسنن کو کیا کیا منفعتیں حاصل ہوئی ہیں ہاں اسقدر کہہ سکتا ہوں کہ عوام اہلسنت کو کوئی فایدہ ذات شریف منشی صاحب سے نہیں پہونچا بلکہ انکی عقاید اور مذہب کو ضرر عظیم پہونچنے کا احتمال ہے البتہ خواص اہلسنت کو بظاہر اسقدر فائدہ پہونچا کہ معارضہ و مناظرہ شیعیان میں جن الفاظ کو حضرات اہلسنت بظاہر اپنی زبان سے نہیں نکال سکتے تھے اور اُنکے زبان پر لانے سے خوف معصیت تھا اُنکو منشی صاحب ادا کر دیا کرینگے۔ یہ فقط میرا خیال ہی نہیں ہے بلکہ کامل ثبوت اس میری رائے کا موجود ہے جسکا جی چاہے رسالہ اسرار الہدیٰ کو ملاحظہ کر دیکھ لے کہ اُسمیں صاف صاف ایسے فضائل اور مناقب مرتضوی سے انکار کیا گیا ہے کہ جنکو قدیم سے علمائے اہل سنت تسلیم کرتے چلے آتے ہیں اور نیز ایسے ایسے اعتراضات حضرت علی پر کئے گئے ہیں کہ وہ قابل امامت نہ تھے اور گنہگار تھے۔ بلکہ نعوذ باللہ کفر تک کا الزام آنپر عاید کیا گیا با وجود اس سب و شتم اور طعن و تشیع کے تین علما اہل سنت کی تقریظیں خاتمہ رسالہ مذکور پر درج ہیں جنمیں سرآمد علمائے سنیہ مولوی محمد لطف اللہ صاحب علی گڈھوی ہیں جو اس رسالہ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں فضلہٖ رسالۃٌ سنیۃٌ و مقالۃٌ بھیۃٌ اور ایک موقع پر لکھتے ہیں للہ درہ فقد اُحکم المعانی بتحقیقات انیقۃ

ذرّیتہٖ واشکتھم بالامامات شنیعۃ قویۃ ۶ ۔ ایک صاحب قطعہ عربی توصیف
وتاریخ رسالہ مین تحریر کرکے اپنا علم و فضل جتلاتے ہین ایک صاحب اردو زبان مین ہی
تقریظ لکھ رہے ہین مگر ساتھ ہی اسکے ایک دو ٹوٹا پھوٹا فقرہ عربی کا بھی حمد و نعت مین مجبورًا انکو
لکھنا پڑا غرض اس ستایش بیجا سے وہ ہی معلوم ہوتی ہی جو اوپر گذارش کرچکا ہون اگر حضرات
موصوفین کچھ بھی اپنے دلمین انصاف کرتے تو اعتبار انکے علم و فضل اور دیانت و تقوی کی لازم
تھا کہ منشی صاحب کو ایسی تحریرات سے باز رکھتے کیونکہ منشی صاحب نے اپنے آپکو اہل سنت
قرار دیکر یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا اور اغلب اکثر مضامین مندرجہ رسالہ مذکور مخالف عقیدت
اہل سنت والجماعت کی ہین - کیا کم علم اہل سنت اس رسالہ کو پڑھکر یہ یقین نہ کرلینگے کہ حضرت
علی کی شان مین گستاخی کرنا اور انکو الفاظ نامناسب یاد کرنا اور انکے فضائل و مناقب سے انکار کرنا
مذہب اہل سنت مین جائز بلکہ مولوی لطف اللہ صاحب کا پسندیدہ مسئلہ ہی کیا جہلاء اہل
تسنن اس رسالہ کو پڑھکر یہ امر باور نکرینگے کہ جن جن علمای اہل سنت نے معجزہ ردّ شمس کو اپنی
اپنی تصنیفات مین لکھا ہی وہ سب کے سب ابن سبا ملعون کے شاگرد اور چیلے تھے - کیونکہ منشی صاحب نے
جو اکیسوان اعتراض حضرت علی پر قائم کیا ہی اُسکے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ کتب معتبرہ اہل سنت
مین ردّ شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین ہی نہ بروایت قوی و نہ بروایت ضعیف مگر اہل تشیع کے معتبر
کتب مین اس قصہ کا مذکور ہی - اور ملا جامی کے شواہد مین کسی شیعہ نے الحاق کرکے چھپوا دیا ہی - اگر
مولوی لطف اللہ صاحب کی تقریظ اس رسالہ پر نہوتی تو عوام سمجھ سکتے تھے کہ منشی صاحب کو اتفاق
ملاحظہ کتب اہل سنت کا نہین ہوا ہی ناواقفگی اور کم علمی کیوجہ سے ایسا لکھدیا لیکن اب کتب معتبرہ
و علمائے اکابر اہل سنت مندرجہ ذیل کی نسبت جنھون نے واقعہ ردّ شمس کو اپنی کتب مین لکھا ہی
عوام اہل سنت کا کیا عقیدہ ہوگا - ملاحظہ فرمائیے کہ امام طحاوی و صاحب مواہب لدنیہ امام احمد

بن صالح قاضی عیاض مالکی شیخ ابن حجر عسقلانی ابن حجر مکی ابن مندہ ابن شاہین ابن مردویہ
طبرانی صاحب معجم کبیر شیخ الاسلام ابن العراقی صاحب شرح تقریب علامہ جلال الدین سیوطی
صاحب رسالہ مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب مدارج النبوۃ
اور انکے علاوہ ایک جماعت کثیر محدثین اہل سنت نے اس معجزہ رد شمس کو اپنی اپنی تصانیف مین لکھا ہی
بموجب تحریر منشی صاحب وبحسب شہادت مولوی لطف اللہ صاحب عوام کی نظرون مین دایرہ
اہل تسنن سے خارج ہو گئے یا نہین آیندہ جب کبھی رد شمس پر مناظرہ ہوگا اور اقوال علما مندرجہ
بالا کا کوئی حوالہ دیگا تو فریق ثانی بند مولوی لطف اللہ صاحب پکار کر کہیگا کہ یہ لوگ اہل سنت
کے عالم نہین ہین بلکہ رافضی ہین انکے قول کا کچھ اعتبار نہین اور چونکہ جہلا مین تہذیب کی پابندی
نہین ہوتی کیا بعید ہی کہ کوئی لفظ خلاف شان ان بزرگون کی نسبت رافضی اور ابن سبا کا
چیلہ سمجھکر کہہ بیٹھے تو فرمایئے کہ کیا بات نکلی ہمارے منشی صاحب تو اپنی خطا کو خطا اجتہادی
قرار دیکر الگ ہو جاینگے لیکن مولوی صاحب سے یہ بھی نہو سکیگا کیونکہ وہ شرائط اجتہاد سے
واقف ہین اس ایک امر کو بطور نمونہ ذکر کیا ہی باقی اپنے اپنے موقع پر گذارش کیا گیا ہی۔
الغرض جب یہ رسالہ اسرار الہدیٰ اولاً میری نظر سے گذرا تو مینے اسکو قابل جواب
دینے کے نہ پایا کیونکہ جو لوگ خواہ سنی ہون یا شیعہ کچھ بھی فن مناظرہ سے نسبت رکھتے ہین وہ
اس رسالہ کی وقعت کو بخوبی سمجھ سکتے ہین اور اہل انصاف جنکے دلون مین تعصب اور
طرفداری نہین ہی خود دیکھ سکتے ہین کہ مؤلف صاحب ہر سہ سوالات کے جواب سے
عہدہ برآ ہو گئے ہین یا نہین اور نیز یہ بھی خیال تھا کہ جس وقت معتبرین علمائے اہلسنت
اس رسالہ کو ملاحظہ فرماینگے ضرور اسکے تشہیر و اعلان کو روکین گے اور اسکے برخلاف
قلم فرسائی کرینگے مگر جبکہ خاتمہ رسالہ پر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب کی تقریظ

نظر یہی اسوقت ضرور ہوا کہ اس رسالہ کا جواب لکھا جاوے پہلے تو جہلا کی طرف
سے یہی گمان تھا کہ ہمارے سکوت کو محمول بعجز نہ کرلین اب علما اور خواص کیطرف سے
بھی اس گمان کا خدشہ ہوا اسلیئے خدا تعالی کے فضل و کرم اور معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی تائید پر بھروسہ کرکے قلم برداشتہ تردید لکھنی شروع کی از آنجا کہ رسالۂ مذکور کی تردید
کرنے مین کوئی نوع غور و تردد کا نتھا صرف سیزدہ روز مین تمام و کمال مسودہ کرکے
تحریر سے فراغت پائی۔ اور چونکہ نام رسالۂ رد کئے گئے کا اسرار الہدی ہی اور ظاہر ہی
کہ ہدایت سِر اور خفیا نہین ہوا کرتی بلکہ اس طرح کی ہدایت کو اغوا اور بہکانا کہتے ہین
ہدایت ہمیشہ اعلان کے ساتھ ہوتی ہی لہذا نام اس رسالۂ مبارک کا
اعلان الہدی فی ردِ اسرار الہدی رکھا گیا۔ خداوندِ کریم جمیع مسلمانونکو
اس سے مستفید کرے بجاہ محمد و آلہ الامجاد

قبل شروع کرنے مقصد کے ایک بات اور قابل گذارش ہی کہ مصنف صاحب نے
خاتمہ رسالہ پر ایک اطلاع واجب الاتباع کی سرخی لکھکر زیب رقم فرمایا ہی کہ جو صاحب
اس رسالہ کا جواب لکھین وہ سر رشتۂ تہذیب کو ہاتھ سے نہ دین جیسا کہ شیخ احمد صاحب نے
بمقابلہ مولوی محمد جہانگیر خان صاحب ہمارے معین کے واہیات کلمات لکھے ہین ۔
اس امر کا انصاف وہی شخص بخوبی کرسکتا ہی کہ جسنے ازہار الہدی و بدر الدجی مولفۂ
مولوی محمد جہانگیر خانصاحب اور انکی تردید یعنی شمس الضحی کو با استیعاب ملاحظہ فرمایا ہی
شروع سے لیکر خاتمہ تک مولوی محمد جہانگیر خانصاحب نے اپنے رسالون مین کوئی
دقیقہ توہین علمائے شیعہ کا اٹھا نہین رکھا یہانتک کہ ائمہ اہل بیت کی شان مین
برابر کلمات ہتک آمیز و توہین کا استعمال کیا مگر ہمنے ہرگز اسکا جواب نہین دیا بلکہ

اسمائے صحابہ تعظیم کے ساتھ لکھے اور علما کی شان میں کوئی کلمہ توہین کا نہیں لکھا اگر اسپر بھی شکایت ہی تو خدا کی مرضی اسکے تو یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم تو جھین جو چاہین کہہ لین مگر تم ہمکو کچھ نہ کہنا جیسا سمجھا یہی بات ان رسالوں میں بھی ہی کہ ماشاء اللہ جناب منشی صاحب نے عوام شیعہ اور علمائے شیعہ اور ائمہ اہلبیت کی شان میں ایسے ایسے واہیات الفاظ اور توہین اور رشک کی کلمات تحریر فرمائے ہیں کہ سننے والے کو ہرگز تحمل نہو سکے اور فوراً اسنا ظرہ سے نوبت مجادلہ پہونچ جاوے اور پھر طرہ یہ ہی کہ دوسروں سے یہ درخواست ہی کہ ہمارے ساتھ تہذیب کا عملدرآمد رکھا جاوے۔ اگرچہ ہمکو یہ امر ہرگز منظور نہین کہ دوسرں کی بدتہذیبی دیکھکر ہم بھی نا مہذب ہوجاوین لیکن فقط اسلیے یہ حال گذارش کیا گیا ہی کہ منصف مزاج لوگ غور فرماوین کہ دوسرونکی توہین کرنا اور پھر اپنے امیدواری درگذر کی کرنا کیا مستحسن نہین اگر خوف طوالت نہوتا تو اس موقع پر ازہار الہدیٰ کے ان مقامات کو نقل کرتا کہ جہاں ضلع اور جگت اور پھکڑ بازی ختم ہوئی ہی۔ اور منشی جوہر علی صاحب کو جو دعوی اپنی تحریر کی تہذیب کا ہی اسکی یہ کیفیت ہی کہ براہ کرم ذرا اسرار الہدیٰ کو ہاتھ میں لیجیے اور جن جن صفحات کے میں حوالہ دیتا ہوں انکو ملاحظہ فرمائیے کہ منشی صاحب نے کونسا دقیقہ بدکلامی و توہین و بدتہذیبی کا باقی چھوڑا ہی۔ تفصیل بدتہذیبی کی یہ ہی

نمبر شمار صفحہ	مضمون نامہذب	نمبر صفحہ	مضمون نامہذب
٣	حساد باطل پرست	٣	سوالات واہیات کے جوابات
"	فی قلوبہم مرض		دندان شکن
"	اپنے قدماء کی تقویم پارینہ و اسلاف کی کتب دیرینہ	"	اہل نفاق
		٣٩	اگر ملا صاحب میزان الفصل کی

التماس بندہ

اب فرمائیے جناب منشی صاحب آپ پان فرحت فرماکر امیدوار انعام تو ہو ہی چکے
ہین لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ کیا مدرسۂ تہذیب اور بوستان ادب سے یہی سبق حاصل
کیا ہی اور اسی تہذیب کے بھروسہ پر دوسرون سے تہذیب کی درخواست ہی۔
اگر ایک ایک لفظ کے جواب مین ہزار ہزار لفظ اس سے بدتر آپکے علما اور عظما کی
شان مین استعمال کیے جاوین تو ہرگز ناواجب نہین بلکہ منصف مزاج لوگ ضرور
مجیب کو معذور بلکہ مصیب قرار دیلینگے۔
ذرا آپ ہی اپنے دل مین انصاف کیجیے اور ان الفاظ کو جو قلم تہذیب رقم سے نمونۂ
ادب پر جلوہ گر فرمایا ہی اپنے اور اپنے ہم مذہب اور اپنے علما اور فضلا و مشایخ کی شان
مین ایک لمحہ بھر کے لیے عاید کر کے پھر دل مین غور فرمائیے کہ کیسے برے معلوم ہوتے ہین
منشی صاحب اگر تھوڑی دیر کے لیے منصف بن جاوین تو آنکو ان لفظون کی قدر و
منزلت معلوم ہو جائے ناظرین با انصاف اس امر کا انصاف کرین کہ اگر مین بھی اس
قسم کے الفاظ بلکہ ایک ایک کی جگہ دس دس اور بطریق جواب مین استعمال کرون تو کیا
انصاف کی رو سے منشی صاحب شکایت کر سکتے ہین پھر غور فرمائیے کہ اس
سرخی اطلاع واجب الاتباع سے کیا مطلب نکالا۔

آغاز کتاب

واضح ہو کہ تین سوال بجناب اہل تشیع قائم کرکے گئے ہین وہ یہ ہین
اول خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہین اگر ہی تو کوئی ہی

حدیث ہی اور کہاں سے ہے۔

دوم۔ اگر حدیث صحیح موجود ہی تو شوریٰ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوریٰ سے
مخالف حدیث ہی یا اُسکے مطابق۔

سوم اگر ایسی حدیث صحیح موجود ہی تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیوں رکھا
صاف صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میری بعد فلاں پھر اُنکے بعد فلاں یکے
بعد دیگرے خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع میں آیا۔

مولف اسرار الہدیٰ نے اول سوال اہل تشیع کو لکھکر یہ سرخی رقم فرمائی (جواب
اہل سنت) اور اُسکی ذیل میں چند احادیث غیر متعلقہ خلافت نقل کر کے حضرت
علی مرتضی کے فضائل اور مناقب پر جرح کی ہی اب ہم اول سوال اہل تشیع کو نقل
کر کے پھر جواب اہلسنت نقل کرتے ہیں اُسکے شروع میں لفظ قال لکھا گیا ہی بعد اسکے
لفظ اقول لکھکر تشریح کے ساتھ تردید کیگئی ہی اگر پورے جواب اہل سنت کا ایک جگہ نقل
کیا جاتا تو طوالت کے سوا ناظرین کو بھی کچھ لطف حاصل ہوتا اسلیے جدی جدی
فقرات کو نقل کر کے تردید کیگئی ہی۔

سوال اول اہل تشیع

خلافت کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہیں اگر ہی تو کونسی حدیث
اور کہاں ہی۔

جواب اہل سنت

حدیث ق۔ ابو سعید ان من امن الناس علی فی صحبته وماله ابابکر ولو کنت
متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومودته

لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر بخاری اور مسلم مین ابو سعید سے
روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مقرر سب آدمیون مین سے مجھپر بڑا احسان کرنے والا
ساتھ صحبت اپنی کے اور اپنے مال کے خرچ کرنے مین ابوبکرؓ ہے اور اگر مین اپنے رب کے
سوا کسی کو دوست پکڑنے والا ہوتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی
برادری اور محبت ہمارے اُسکے درمیان ہے مسجد کی طرف سے سبکے دروازے بند
کر دیے جاوین مگر ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہے فـ مسجد کے صحن سے لگے
اصحاب کے دروازے تھے سو حضرتؐ نے وفات کے قریب سب دروازے بند
کروا دیے صرف حضرت ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رکھا اس حدیث سے ابی بکر صدیقؓ کی
سب اصحاب پر تفضیلت ثابت ہوئی اور اسمین صاف اشارہ کیا آنکی خلافت کا۔
اقول و بہ نستعین اگر منشی صاحب بجائے نقل کرنے اس حدیث کے سکوت اختیار
فرماتے تو زیادہ مناسب تھا عیب و ہنر چھپا رہتا عوام پر یہ بات ثابت ہوتی کہ اہل
سوال کے جواب مین اہل سنت ایسے عاجز ہین کہ اگر کھیت کی پوچھو تو کھلیان کی
کہین کہان خلافت اور کہان یہ حدیث قدیمی اہل تسنن تو بوجہ تعصب و رعایت مذہب
غیر مذہب والون سے جان بچانے کے لیے ایسی حدیث بیان کردین تو مضائقہ
نہین لیکن جو لوگ تحقیق مذہب کر کے سنی ہونا چاہتے ہین اُنکے حال پر کمال افسوس ہے
کہ ایسی حدیثون پر استدلال کر کے اور بھی قلعی اُکھڑوائین۔
اگر مین لکھون یا نہ لکھون یہ بات تو ہر شخص پر جسکے حواس خمسہ مین فرق نہین روشن ہے
کہ یہ حدیث خلافت سے کوئی علاقہ نہین رکھتی لیکن مین یہ کہتا ہون کہ یہ حدیث

موضوع اور ساختہ ہے۔ مؤلف صاحب نے اگرچہ بحوالۂ صحیح بخاری و مسلم اس
حدیث کو نقل کیا ہے مگر ظاہر ہے کہ اسناد حدیث کو ترک کر دیا اور اسناد کے ترک کرنے کی
یہی وجہ نہین ہے کہ مؤلف صاحب نے یہ خوف کیا ہو کہ اسناد لکھنے سے حدیث کی موضوعیت
پہچانی جائیگی بلکہ طرز نقل حدیث سے ظاہر ہے کہ مؤلف صاحب نے صحیح بخاری اور مسلم کی
بذاتہ زیارت نہین کی کسی اور کتاب مین دیکھ کر لکھدی ہے یہی وجہ غلطی عبارت
حدیث و ترجمہ کی ہے بعض محدثین نے صحاح ستہ کی احادیث کی فہرستین یادداشت
کیلئے مرتب کی ہین انمین اسناد اور معمولی عبارت قال رسول اللہ صلعم ترک کر کے
فقط مضمون احادیث کو نقل کر دیا ہے جیسے مشارق الانوار وغیرہ ہین اور اب انکی
ترجمہ بکثرت ملتے ہین ایسے ہی کسی ترجمہ سے منشی صاحب نے دیکھکر حدیث لکھدی
اور غلطی عبارت حدیث پر مطلع نہوئے۔ یہ شبہ کہ شاید کاتب سے غلطی ہوئے ہو
غلطنامہ مرتب ہونے سے زائل ہو گیا مودة الاسلام کی غلطی املا کو درست کیا ہے
یہانتک عبارت حدیث پر نظر کی جاتی ہے پایا جاتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حدیث نہین بلکہ ابو سعید کی حدیث ہے کوئی لفظ حدیث مین ایسا نہین جسکے یہ معنی
ہون کہ رسول خدا نے فرمایا یہ کہ ابو سعید اس حدیث کا راوی ہے۔ ترجمہ حدیث کا صریحا
غلط ہے فقرۂ اول کا یہ ترجمہ نہین ہے کہ سب آدمیون مین سے مجھپر بڑا احسان کرنیوالا
ابوبکر ہے بلکہ لفظی اور صحیح ترجمہ یہ ہے کہ مجھپر بڑا احسان کرنیوالے آدمیون مین سے ابوبکر ہے =
تبدیل و تحریف ترجمہ اسلیئے کیگئی تاکہ سب آدمیون پر اس امر خاص مین ابوبکر کو
ترجیح ہو۔ دوسرے اس فقرہ کا بھی ترجمہ غلط ہے۔ ولکن اخوة الاسلام ومودته
کیونکہ اسکا ترجمہ فقط یہ ہے (اور لیکن بھائی چارا اور محبت اسلام کی) یہ فقرہ

کہاں سے لکھا گیا ہمارے اُسکے درمیان ہی) علاوہ اسکی اس فقرہ سے اہلسنت کا وہ دعوی بالکل ساقط ہو گیا جو بڑی شد ومد سے نسبت دوستی اور محبت پیغمبر خدا صلعم اور حضرت ابوبکر کی کیا کرتے تھے - اب سبکو معلوم ہو گیا کہ وہ دعویٰ اہل سنت کا کہ پیغمبر خدا اور حضرت ابوبکر میں بڑی بھاری دوستی تھی بالکل غلط نکلا - اگرچہ حدیث عطائے رایت یوم خیبر سے یہ امر صاف ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر محبوب خدا ورسول نہیں تھی نہ وہ دونوں صاحب خدا اور سول کو دوست رکھتے تھے کیونکہ جب تین روز تک شیخین قلعہ خیبر پر جنگ کر کے ناکام پسپا ہوئے تو چوتھی روز رسو لخدا نے یہ فرمایا کہ کل رایت لشکر ایسے کرار کو دونگا جو خدا اور سول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور سول اُسکو دوست رکھتے ہیں الخ - اس سے پایا گیا کہ جو لوگ حضرت علیؑ سے پیشتر سالار لشکر مقرر ہوئے تھے وہ محبوب خدا اور سول نہ تھے مگر حضرات اہلسنت براہ تعصب مذہب زبانی جمع خرچ میں یہ ہی کہتے چلے آیا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر بڑے دوست رسو لخدا کے تھے مگر الحمد للہ کہ اب خود ہی اُنکی زبان بند ہو گئی اور ظاہر ہو گیا کہ جیسا اور عوام مسلمانوں سے تعلق اخوت ومودت اسلامی کا رسو لخدا کو تھا ویسا ہی حضرت ابوبکر سے تھا - اب اہل سنت حضرت ابوبکر کی فضیلت ابوسفیان اور معاویہ وعمرو عاص وغیرہ کے مقابلہ میں بھی ثابت نہیں کر سکتے -

اب ہم مضمون حدیث پر بحث کرتے ہیں اور بعد اسکے موضوعیت اس حدیث کی ثابت کرینگے - واضح ہو کہ واضع حدیث نے تین مطلب اس حدیث کے وضع کرنے نکالے ہیں - ایک یہ کہ حضرت ابوبکر اُن لوگوں میں سے ہیں جو رسو لخدا کے صحبت وحاضر باشی اور مال صرف کرنے میں بڑے احسان کرنے والے تھے -

دوم یہ کہ رسولخدا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسیکو اپنا دوست بناتے تو حضرت ابوبکر ہی کو بناتے سوم یہ کہ سب لوگون کے گھرون کے دروازے جو مسجد نبوی مین آ ہو کر کھلے ہوئے تھے بند کرا دیے اور فقط حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا۔

پہلے امر کی نسبت کتب اہل سنت مین صاف درج ہی کہ جب یہود جمع ہو کر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور سائل ہوئے کہ آپ اپنے صاحب یعنی نبی صلعم کے اوصاف اور خصلتین ہمسے بیان کرین تو حضرت ابوبکر نے جوابدیا کہ مین تو فقط حضرت کی ساتھ غار مین تھا یا جبل حرا پر آپکی ہمراہ چڑھا تھا مین آپکی اوصاف اور خصلتین بیان نہین کرسکتا حضرت علی کے پاس جاؤ کہ وہ ہر وقت اور ہر حالت مین حضرت کی پاس رہتے تھے وہ بیان کرسکتے ہین۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین آواخر مقصد دوم مین لکھا ہی اب رہا احسان مالی اسکا یہ حال ہی کہ حضرت ابوبکر نے ایام ہجرت مین دو سو درہم کا اونٹ نو سو درم کو رسولخدا کے ہاتھ فروخت کیا جیسا کہ مدارج النبوۃ مین درج ہی۔ امر دوم مین خود ہی فضیلت حضرت ابوبکر کا انکار ہی۔ رہا تیسرا امر کشادگی دروازہ کا اور امر اہم اس حدیث مین یہ ہی ہی۔ وہ فقرہ ابتدائی فقط تمہید اس حکم کشادگی دروازہ کے ہین گویا مطلب اصلی حدیث کا یہ ہی کہ حضرت ابوبکر کا دروازہ کھلا رہے اورون کے دروازے بند کیے جاوین اور ذکر احسان اور مودت اسباب صدور اس حکم کے ہین یعنی مسجد مین کسی صحابی کا دروازہ نہ رکھا گیا فقط حضرت ابوبکر کے دروازہ کھلا رہنے کا حکم اس سبب سے ہوا کہ وہ رسولخدا کے بہت بڑے محسن اور دوست تھے۔

حقیقت مین یہ حدیث کسی ناصبی نے مناظرہ شیعے مین بنائی ہی کیونکہ اصل حال یہ ہی

کہ بعض اصحاب کے گھر جنکے دروازے مسجد مین کھلے ہوئے تھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا
کہ میری مسجد طاہر ہے اسمین سوائے طاہرین کے اور کوئی نہین آسکتا سب اصحاب کے
دروازے بند کرو فقط علی مرتضیٰ کا دروازہ کھلا رکھو اور مسجد مین کوئی ساکن نہ ہو
سوائے تمھارے اور علی اور پسران علی کے کیونکہ کسی فرد بشر کو حلال نہین ہے سوائے تمھارے اور
علی کے کہ بحالت جنابت مسجد مین داخل ہو سکے اور ایسا ہی حکم ہمنے موسیٰ کو بھی دیا تھا
ایک طاہر اور ایک پاک مسجد بناؤ اور اسمین کوئی ساکن نہو سکے سوائے تیرے اور تیرے
بھائی ہارون اور پسران ہارون کے چنانچہ حضرت نے منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے
کہ سب لوگ اپنے اپنے دروازے جو مسجد کے اندر مین بند کر لین بعض اصحاب نے براہ
تمردی اصل انکار ہی تعمیل حکم نکی اسپر رسولخدا نے یہ آواز دلائی یا ایہا الناس سدوا
ابوابکم قبل ان ینزل العذاب یعنی آگاہ ہو ای لوگو کہ قبل اسکے کہ تم پر خدا کا عذاب
نازل ہو اپنے اپنے دروازے بند کر لو اسپر حضرت حمزہ سید الشہداء روتے ہوئے
رسولخدا کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ اپنے چچا کو تو دور کیا اور چچا زاد کو
نزدیک کیا تب رسولخدا نے فرمایا کہ اسمین میرا کچھ اختیار نہین مین مامور ہون خدا کیطرف سے
اسکی حکم سے سبکے دروازے بند ہوتے ہین اور علی کا کھلا رہتا ہے اسپر سب لوگون نے
اپنے اپنے دروازے بند کر لئے اور سوائے علی مرتضیٰ کے اور کسی کا دروازہ کھلا نرہا
یہ حدیث اہلسنت کے نزدیک بہت ہی بڑی مشہور اور صحیح اور متواتر حدیث ہے اور
طرق اس حدیث کے بہت ہین بڑے بڑے محدثین متقدمین و متاخرین اہلسنت
نے اپنی معتبر کتابون مین اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ عنقریب ہم بحوالہ محدثین
روایات مذکورہ کو نقل کرینگے۔

سمجھنے والے تو سمجھ گئے ہونگے کہ جب حضرت حمزہ کی زندگی کا قصہ ہے اور جنگ احد سے پیشتر
سب اصحابوں کے دروازے بند ہو چکے تھے پھر قریب ایام وفات آنحضرت صلعم
کے کھلے ہوئے دروازے اصحاب کے کہاں سے آئے جنکے بند کیے جانیکا
حکم ہوا اور حضرت ابو بکر کا دروازہ کھلا رکھا۔

اہل نقاد واضعان حدیث اور مفتریان علی الرسول کے ایسے فروگذاشت سے
تعجب نکرین خداوند کریم ایسے مفتریان کی ذلت اور خواری کے لیے اُن سے ایسے امور
کی فروگذاشت کرادیتا ہے کہ جس سے ہر صاحب عقل پر کذب و بہتان واضع کا روشن
ہو جائے اس راوی سے فقط یہ ہی فروگذاشت نہین ہوئی کہ اُسنے حدیث کے
وضع کیوقت یہ خیال نہین کیا کہ اُس زمانہ مین سوائے دروازہ علی مرتضی اور سب کے
دروازہ بند ہو چکے تھے بلکہ اُسنے بہت بڑی غلطی یہ کھائی ہے کہ اس امر کو بھی تحقیق نہین
کیا کہ مسجد کے قرب وجوار مین کوئی مکان بھی حضرت ابو بکر کا تھا یا نہین۔ شیخ ابن
حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے ایسی حدیث کی شرح مین بڑی محققانہ بحث کی
ہے اور نیز شیخ عبد الحق نے مدارج النبوۃ اور جذب القلوب مین اُس سے اقتباس کیا ہے
اور ہم بھی اُس عبارت کی نقل کرینگے اُس سے صاف ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر کا کوئی مکان
قرب وجوار مسجد مین نہ تھا بلکہ وہ عوالی مدینہ محلہ سنح مین رہتے تھے اور جو ایک
مکان انکا اس نواح مین تھا اُسکو ام المومنین حفصہ کے ہاتھ زندگی رسولخدا مین فروخت
کر چکے تھے۔ ہمکو پہلے پہلے اس امر پر تعجب آتا تھا کہ مؤلف صاحب نے اس حدیث
کو بحث خلافت مین کیون لکھا ہے اگرچہ مؤلف نے اس بحث کو نہین لکھا جسوجہ سے
بعض متعصبین نے اس حدیث کو دلیل خلافت گردانا ہے وہ یہ ہے کہ جب فریقین کی

بحث مباحثہ مین یہ بات کھل گئی کہ حضرت ابوبکر کا کوئی دروازہ یا مکان مسجد کے
قرب وجوار مین بھی نہ تھا تب صاحبان حسن ظن نے مضمون حدیث کو اسطرف
چسپان کیا کہ دروازہ سے مراد دروازۂ طمع خلافت ہے کہ اور اصحاب اپنی طمع کے دروازے
بند کرلین اور فقط حضرت ابوبکر دروازہ طمع خود کھلا رکھین چنانچہ جذب القلوب
مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۹۰ مین درج ہے (وبعضی از علماء درباب
تاویل وے آمدہ ادعا کردہ اند کہ مراد باین حدیث ظاہرش نیست بلکہ مراد باب خلافت
است وبستن ابواب دیگران کنایہ از منع طلب وتوقع اوست والا ابوبکر را متصل
مسجد نبوی خانہ نبود بلکہ خانۂ او در عوالی مدینہ ودیگر در بقیع بود)۔
سخافت درکاکت اس تاویل علیل کی اصحاب فہم وذکا پر پوشیدہ نہین اور ایسی
تاویل کرنیوالے مرتبہ عقل وفراست مین واضع سے کم نہین ہین ۔
ترجمہ عبارت شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری ۔ اسی حدیث مستدلہ مؤلف
کی شرح مین شیخ ابن حجر لکھتے ہین کہ اس باب مین اور حدیثین وارد ہین جو اس
حدیث کے مخالف ہین ازانجملہ حدیث سعد ابن ابی وقاص کی ہے کہ کہا سعد نے کہ
حکم دیا نبی صلعم نے سبکے دروازون کے بند کرنیکا جنکا راستہ مسجد مین ہوکر تھا سوائے
دروازہ علی مرتضی کے ۔ استخراج کرنیوالے اس حدیث کے امام احمد بن حنبل اور
امام نسائی ہین اور اسناد انکے قوی ہین ۔ اور طبرانی نے اوسط مین ثقات سے
نقل کی ہے کہ سب اصحاب جمع ہوکر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ سبکے
دروازے بند کردیے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا کہ نہ مین نے دروازون کو
سبکے بند کیا نہ کھولا خدا نے سبکے دروازے بند کیے اور علی کا دروازہ کھلا ہین

مامور ہون سبکے دروازون کے بند کرنے پر سوائے دروازہ علی کے۔
اور نیز امام احمد اور نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ سب کے دروازون کے بند ہونے کا حکم ہوا سوائے دروازہ علی مرتضیٰ کے کہ دروازہ انکا مسجد مین کو تھا اور کوئی دروازہ سوائے اسکے نتھا اور وہ بحالت جنابت بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے۔ اور نیز امام احمد ابن عمر سے روایت ہے کہ علی ابن ابی طالب کو تین فضیلتین ایسی دیگئی ہین کہ اگر انمین سے ایک بھی انکو حاصل ہوتے تو تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر جانتے انمین سے ایک یہ ہے کہ ہم سبکے دروازہ جو مسجد مین تھے بند کیے گئے اور انکا دروازہ کھلا رکھا۔ امام نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر سے کسینے پوچھا کہ عثمان اور علی کے حق مین کیا کہتے ہو پس انھون نے اسی حدیث کو پڑھا اور فرمایا کہ علی کی بابت کچھ نہ پوچھو اور انکو کسی دوسرے پر قیاس مت کرو دیکھو کہ رسول خدا کی نزدیک انکی کیا منزلت تھی ہم سبکے دروازون کو بند کردیا اور فقط انھین کا دروازہ کھلا رکھا۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہین۔ کہ ان حدیثون مین سے ہر ایک حدیث صلاحیت حجیت اور مقبولیت کی رکھتی ہے خصوصاً یہ کہ بعض طرق بعضون سے تائید پاے ہوئے ہین اور تقویت حاصل کیے ہوئے ہین۔
طرفہ یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ احادیث دروازہ علی علیہ السلام بکثرت اور متواتر اور صحیح اور حسن ہین اور حدیث دروازہ ابوبکر اکیلی غیر صحیح غیر متواتر واقع کے خلاف مگر ابن جوزی نے بسبب عداوت خود حدیث دروازہ علی کو محض بہ توہم معارضہ حدیث دروازہ ابوبکر کی موضوعات مین لکھدیا مگر محققین علمائے اہل سنت نے اس امر پر بت

کہیں مشہور کیا یا اور ابن جوزی کے اس فعل کو خلاف تشنیع قرار دیا چنانچہ خود شیخ ابن حجر
شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے خلاف تشنیع
کی ہے کہ اس حدیث کو محض توہم معارضہ سے موضوعی لکھدیا کیونکہ اس حدیث کی
طرقیں بہت ہیں بعضے انمیں سے بدرجہ صحت اور مرتبہ حسن کو پہونچی ہوئی ہیں اور
دیگر روایات و احادیث اسکی تائید میں وارد ہیں جیسے کہ ترمذی نے ابو سعید خدری
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اس
مسجد میں کوئی شخص حالت جنابت میں سوائے میرے اور تیرے نہ آسکے۔

ثبوت اس امر کا کہ حدیث باب علی مقدم اور زمانہ حیات حضرت حمزہ سید الشہدا
کی ہے یہ ہے کہ شیخ عبد الحق جذب القلوب میں لکھتے ہیں رسید علیہ الرحمہ میگوید کہ از
انچہ دلالت میدارد کہ قضیہ فتح باب علی مقدم ست آنست کہ ابن زبالہ می آرد کہ
چون رسول خدا امر بسد ابواب جمیع اصحاب کرد غیر باب علی حمزہ بن عبد المطلب بعد
از انکہ در ابتدائی حال در مبادرت امتثال این امر توقفی کرد بحضرت رسالت آمد و
آب از چشم وی میریخت و گفت یا رسول اللہ صلعم عم را بیرون افگندی و پسر عم را
درون خواندی فرمود یا عماہ من مامورم مرا درین اختیاری نیست۔

بعد اسکے شیخ عبد الحق نے بڑی مفصل حدیث جسمیں اصل سبب بند ہونے اور
کھلے رہنے دروازوں کا درج ہے اسطرح نقل کی ہے۔ واز انجملہ این حدیث است
کہ ابن زبالہ و یحیی بسندی کہ وارد یکی از اصحاب رسول صلعم روایت آوردہ کہ
اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا درداد ایہا الناس سدوا ابوابکم
انتباہی در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس برنخاست بار دیگر ندا آمد ایہا الناس سدوا

ایوانکه قبل آن ینزل العذاب مردم همه برآمدند و بملازمت آنحضرت مبادرت کردند علی مرتضی نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد فرمود توچه ایستادی برو و بخانه خود بنشین و در خانه خود را بحال خود بگذار و در میان مردم ازین معنی گفتگو می افتاد و در ینجی در دلها راه یافت آنحضرت در غضب شد و بمنبر رفت و حمد و ثنا سولی گفته و گفت حق سبحانه تعالی وحی فرستاد بر موسی علیه السلام که مسجدی بناکن موصوف بصفت طهارت و ساکن نشود در وی غیر تو و هارون و پسران هارون شبر و شبیر و حق تعالی وحی کرد بر من که مسجدی سازم طاهر که ساکن نشود در وے جز من و علی و پسران او حسن و حسین پس من بمدینه آمدم و مسجدی گرفتم و مراد آمدن مدینه و گرفتن مسجد باصل اختیار نبود من نسلیم مگر آنچه بکنانند و نشنیدانم مگرآنکه بدانانند پس بر ناقه خود سوار شدم و بیرون آمدم و جماعت انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من نگفته ایشان فرود نیامدم و گفتم راه بر ناقه من تنگ مکنید او مامور است هر جاکه بنشیند منزل من همانست و الله من در ها را نه بسته ام و نکشاده ام و علی را من در نه آورده ام او را خدا آورد من چه کنم۔

اہل انصاف ذرا متوجہ ہو کر حدیث مندرجہ بالا کے مضمون غور فرماوین کہ ہمارے حضرت کے اصحاب کیسے صدیق اور صاحب یقین تھے کہ جنکو ہر بار نبی صلعم پر شبہہ اور شک گذرتا تھا کہ آنحضرت صلعم بوجہ نفسانیت برعایت برادر خود ایسے حکم دیا کرتے ہین اور ایسے تمردی اور سرکشی اختیار کرتے کہ جس سے رسولخدا کو بہت رنج ہوتا اور غضبناک ہوجاتے اور اسپر طرہ یہ ہے کہ باوجود اسقدر تاکیدی حکم کے حضرت عمر نے پھر بھی یہ کہا کہ مجھے ایک سوراخ ہی دیوار مین رکھنے دو مگر

آنحضرت نے بقول شیخ عبدالحق یہ ہی فرمایا۔ رواندارم اگرچہ بمقدار سر سوزن باشد میری نزدیک۔ واضع حدیث باب ابی بکر کی بہت بڑی نادانی یہ ہے کہ اُسنے خواہ مخواہ حضرت ابوبکر کو بھی زمرہ متمروان اور شاک آرندگان میں داخل کردیا۔ اگر درحقیقت اُنکا مکان ہم قریب مسجد نہ تھا تو وہ اس زمرہ میں کیون شامل ہونگے کہ جنکے افعال پر رسول خدا غضبناک ہوئے یہ راوی صاحب کی عنایت ہے اب ہم اس امر پر متوجہ ہوتے ہیں کہ جن کتب حدیث معتبرہ اہل سنت میں ان سد ابواب کی نسبت کیسے کیسے روایات وارد ہیں تاکہ اہل انصاف کو موقع تمیز حق و باطل کا ملے۔ از انجملہ وہ روایات ہیں جنکو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفا مین نقل کیا ہے صفحہ ۲۶۱ مقصد ثانی۔

اخرج الحاکم والنسائی۔ قال ابن عباس وسد رسول اللہ صلعم ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا و ہو طریق لیس لہ طریق غیرہ۔ یعنی اس روایت کو امام حاکم اور امام نسائی نے استخراج کیا ہے کہ کہا ابن عباس نے کہ بند کرادیے رسول اللہ صلعم نے سب دروازے مسجد مین کے سوائے دروازۂ علی کے پس وہ بحالت جنابت مسجد مین داخل ہوتے تھے اور اُنکا راستہ اُسی دروازہ سے تھا اور سوائے اسکے اور دوسرا راستہ اُنکا نہین تھا۔

واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ قال عمر بن خطاب لقد اعطی علی بن ابیطالب ثلث خصال لان تکون فی خصلۃ منہا احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل وماہن یا امیر المومنین قال تزوجہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلعم یحل لہ فیہ ما یحل لہ والرایۃ یوم خیبر

یعنی در آمدن در مسجد بحالت جنابت ۱۲

روایت کو امام حاکم نے ابو ہریرہ سے استخراج کیا ہے کہ کہا حضرت عمر ابن خطاب نے
کہ علی مرتضیٰ کو تین خصلتیں یعنی فضیلتیں ایسی عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک
بھی مجھے ملتی تو مجھ کو سرخ اونٹوں سے زیادہ دوست رکھتا پوچھا گیا اُن سے کہ وہ تین فضیلتیں
کون کون ہیں بولے ایک تو یہ کہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ کی شادی اُن سے ہوئی
دوسرے سکونت اُنکی مسجد میں ہمراہ رسول خدا صلعم کے حلال کیا گیا واسطے اُنکے
مسجد کے اندر جو کچھ کہ اُنکے لئے حلال کیا گیا یعنی بحالت جنابت مسجد میں آمد و رفت
کرنا اور تیسرے عطائے رایت یوم خیبر

واخرج الحاکم عن زید ابن ارقم قال کانت لنفر من اصحاب رسول اللّٰہ
صلعم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الا
باب علی قال فتکلم فی ذلک ناس فقام رسول اللّٰہ صلعم فحمد اللّٰہ و
اثنی علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علی
فقال فیہ قائلکم واللّٰہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشیٔ فاتبعتہ

استخراج کیا امام حاکم نے زید بن ارقم سے کہ کہا زید بن ارقم نے کہ چند اشخاص
اصحاب رسول اللّٰہ صلعم کے دروازے مسجد کے اندر کو تھے پس فرمایا ایک دن
رسول صلعم نے بند کر لو سب دروازے سوائے دروازۂ علی مرتضیٰ کے کہا زید
نے کہ اس بارے میں آدمیوں نے گفتگو کی یعنی شکایت رسول خدا کی کری پس
کھڑے ہوئے رسول خدا صلعم اور پہلے حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر فرمایا کہ میں نے
تم لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ان سب دروازوں کو سوائے دروازۂ علی مرتضیٰ کے بند کر لو
اسپر تم میں سے بولنے والے نے بولا ہی پس قسم ہی خدائے عز و جل کی کہ میں اپنی

طرف سے کچھ نہین کہتا نہ بدعت کرتا ہون بلکہ مین مامور ہون خدا کی طرف سے اور جس چیز کا مجکو حکم دیا گیا ہے اُسکا اتباع کرتا ہون۔

واخرج النسائی عن ابی سعید خدری قال قال رسول اللہ صلعم یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری و غیرک قیل معناہ لا یحل لاحد ان یستطرقہ جنبا غیری و غیرک۔۔ وعن ابن عباس ان النبی صلعم امر بسد الابواب الا باب علی۔ اور استخراج کیا امام نسائی نے ابو سعید خدری سے کہا ابو سعید نے فرمایا رسول صلعم نے علی مرتضی سے کہ اے علی کسیکے لیئے حلال نہین کہ وہ بحالت جنابت اس مسجد مین جا سکے سوائے میرے اور تیرے یہ بھی کہا گیا ہے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ کسیکے لیئے حلال نہین کہ بحالت جنابت مسجد مین ہو کر راستہ چلے سوائے میرے اور تیرے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے حکم دیا سب دروازون کے بند کرنے کا سوائے دروازہ علی کے۔ اے اہل انصاف ذرا متوجہ ہو کر غور فرماوین کہ جب بحسب مرویات اہل سنت قبل از واقعہ جنگ احد ہی سب اصحابون کے دروازے سوائے دروازہ علی مرتضی بند ہو چکے تھے پھر بزمانہ قریب وفات جناب سرور کائنات کھلے ہوے دروازے کہان سے تھے جنکے بند کرنیکا حکم ہوا اس سے صاف طور سے موضوعی ہونا روایت مستدل منشی جوہر علی صاحب ثابت ہو گیا اور علاوہ اسکے جب مکان ہی حضرت ابوبکر کا نواح مسجد یا اُسکے قرب وجوار مین نہ تھا تو کیسا بڑا بہتان اور افترا ہے۔ جمیع اہل سیر و محدثین و محققین اہل سنت کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر کا مکان جہان وہ بزمانہ مرض و قریب وفات حضرت سرور کائنات رہا کرتے تھے نواح مدینہ مین بمحلہ سنخ واقع تھا دیکھو مدارج النبوت

جلد ثانی صفحہ ۵۰۵ مطبوعہ نولکشور۔ کہ اسمین صاف یہ عبارت درج ہی وآنحضرت صلعم
از عالم انتقال کردند نقل ست کہ در آن ساعت ابوبکر صدیق در خانۂ خود بود کہ در محلہ
سنح حوالی مدینہ بود چون ازین واقعہ خبر یافت سوار شدہ وبہ تعجیل روی بحجرہ
عائشہ رضی اللہ عنہا آورد۔ آپ جناب منشی صاحب کے استدلال کی
داد دینا منصف مزاجون کے ہاتھ ہی۔

قال المؤلف اسرار الہدی

حدیث ۶ جبیر بن مطعم ان لم تجدینی فأتی ابا بکر قاله لامرءة امرها ان ترجع الیه فقالت ارأیت ان جئت ولم اجدك بخاری
جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نپاوے تو ابوبکر پاس
آیو یہ حضرت نے اس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار
پھر آنا تب اسنے کہا کہ بھلا بتلایئے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن۔
ف یعنی اگر حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے
پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کریگا علمانے کہا ہی اس حدیث مین
صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی۔

اقول وبہ نستعین۔ استدلال منشی جوہر علی صاحب چند وجوہ ممنوع ہی اول
یہ کہ سوال مین صاف درج ہی کہ خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث ہی یا نہین۔
اور اس حدیث کی نسبت خود مولف صاحب تحریر فرماتے ہین کہ صدیق اکبر
کی خلافت کا صاف اشارہ ہی۔ دوم یہ کہ اس حدیث مین کوئی اشارہ یا کنایہ
خلافت کا نہین ہی اگر بالفرض ہم اس حدیث کو صحیح بھی مان لین تو اشارہ

خلافت کا نہیں نکل سکتا کیونکہ عورت کا یہ سوال کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں
اور حضرت کا یہ جواب کہ اگر میں نہ ملوں تو ابو بکر کے پاس آنا وفات نبی صلعم کے
معنی پیدا نہیں کرتے بلکہ بہت سے احتمالات ہو سکتے ہیں اور سب سے اغلب
احتمال یہ ہے کہ عورت نے یہ پوچھا ہو کہ آپ بسبب کسی حاجت یا ضرورت
کے کہیں چلے جائیں اور مجھے نہ ملیں اور حضرت نے اُس عورت کے کام کے
لئے حضرت ابو بکر رض سے کہدیا ہو کہ جب یہ عورت واپس آئے اور میں نہ ملوں تو
تم فلان کام اسکا کر دینا جیسا کہ اکثر حاجت مند ہم لوگوں کے پاس آتے ہیں
اور ہم کہتے ہیں کہ پھر آنا اور اسپر وہ حاجت مند یہ کہے کہ بھلا اگر آپ نہ ملیں تو کیا
کروں اور ہم اپنے ایک خدمت گار کا حوالہ دیں اور کہیں کہ اگر نہ ملوں تو میرے
فلان ملازم کے پاس آنا وہ تیری حاجت روا کر دیگا اسکے معنی یہ نہیں ہو سکتے
کہ حاجت مند یہ کہتا ہے کہ اگر تم مر جاؤ تو کیا کروں اور پھر طرہ یہ کہ جس خدمتگار کا
حوالہ دیا جاوے وہ آقا کا جانشین بھی سمجھ لیا جاوے اول تو دنیا میں ایسا
دستور نہیں کہ کسیکے پاس حاجت لیکر جائیں اور وہ یہ کہے کہ پھر آنا اور اسکے
جواب میں حاجت مند یہ کہے کہ اگر آپ مر جائیں تو کسکے پاس آؤں لیکن ہم بطریق
تنزل فرض کرتے ہیں کہ اگر وہ عورت یہ بھی سوال کرتی کہ اگر آپ مر جائیں تو
میں کیا کروں تو اس سوال پر حضرت یہ فرماتے کہ ابو بکر رض کے پاس آنا تو بھی اشارہ
خلافت کا پیدا نہیں ہو سکتا اسپر بھی بہت سے احتمالات ہو سکتے ہیں فرض
کیجئے کہ آنحضرت صلعم اور حضرت ابو بکر نے اُس عورت سے کوئی چیز خریدی اور
اور قیمت اُسوقت نہیں دی وہ عورت اپنا قرض طلب کرنے آئی اور حضرت نے

فرمایا کہ پھر آنا او حضرت نے اپنے ذمہ کے دام بھی حضرت ابوبکر کو دیدیے کہ جب وہ مورت آوے تو اسکو بشمول اپنے ذمگی دام کے دیدینا۔

علاوہ اسکے ہم یہانتک منشی صاحب کو وسعت دیتے ہین کہ اگر آنحضرت صلعم یہ فرماتے کہ اگر مین مرجاؤن تو ابوبکر کے پاس آنا اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی فرماتے کہ ابوبکر میرے بعد حاکم یا خلیفہ ہوگا تو بھی مدعا حاصل ہوتا کیونکہ ایسا فرمانا آنحضرت کا بطریق اخبار ہوتا نہ بطریق نص اور اخبار کے نسبت کسیکو انکار نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت سارا حال جو اُنکے بعد ہونے والا تھا زندگی مین معلوم تھا یہانتک کہ سلاطین بنی امیہ وبنی عباس کے حالات اور نام ولقب وغیرہ سے خبر دی ہی تو یہ کب ممکن ہی کہ یون کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کو یہ خبر نہ تھی کہ میرے بعد کون خلیفہ ہوگا بحث اُس حدیث کی نسبت ہی کہ جو نص خلافت ہو جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ ونیز است سی خطاب کیا نسبت علی علیہ السلام کے۔ وھو ولیکم بعدی۔ یا جیسا کہ فرمایا انی تارك فیکم الثقلین الخ یا اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق۔

قال حدیث خ عائشۃ لقد ھممت ان ارسل الی ابی بکر وابنہ و اعھد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ ویدفع المومنین او یدفع اللہ ویابی المومنون بخاری مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسیکو ابی بکر اور اُسکے بیٹے عبدالرحمن پاس بھیجون اور اُسکو اپنا خلیفہ اور ولیعہد

کرون مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہین یا آرزو کرنیوالے خلافت کی آرزو
کرین پھر مینے کہا کہ ابوبکر کے سوائے خدا تعالی کسیکی خلافت نمانیگا اور مومنین بھی
دفع کرینگے یا کہ یون فرمایا کہ دفع کریگا خدا اور نمانینگے مومنین۔

اقول وبہ نستعین۔ بحث اس امر کی کہ یہ حدیث قابل اعتبار ہی یا نہین اُسوقت
لکھے جاوینگے کہ جب اور دوسری حدیث اسی مضمون کی معارض اور مخالف بحسب
استدلال مؤلف نقل کیجاویگی۔ اس موقعہ پر اسقدر گذارش کرنا کافی ہے کہ
اہل انصاف منشی صاحب کی تحقیق کو ملاحظہ فرماوین اور اس تحقیقات کے بھروسہ
پر تبدیل مذہب فرمانا بھی خیال کرین حدیث مین لفظ اعھد درج ہی منشی صاحب
نے اسکا ترجمہ یہ لکھا کہ اُسکو اپنا خلیفہ اور ولی عہد کرون اگر منشی صاحب نے
بقصد دھوکہ دہی غلط ترجمہ نہین کیا ہی اور اُنکو کسی عالم اہل سنت نے یہی اسکے معنی
بتلا دیے ہین اور منشی صاحب بوجہ صاف دلی اور سادہ لوحی اُس عالم کے
کہنے پر یقین کر لائے اور اسی بنیاد خام پر تبدیل مذہب کر ڈالا تو لازم ہی کہ اپنی
تحقیقات ناتمام پر غور فرما کر توبہ و انابت کرین۔ اور اگر منشی صاحب اعھد
کے معنی سے خود واقف ہین اور دیدہ و دانستہ لوگون کے بہکانیکے لیے
اسکا غلط ترجمہ لکھدیا تو دیانت کے بالکل خلاف ہی اور حدیثی ایسا نہین کر سکتا
ایسے دھوکہ دہی کسی بڑے خرانٹ سنی کی ہی لیکن ایسے دھوکہ دہی عقل سے
نہایت درجہ بعید ہی کیا یہ خیال نہین کیا کہ کوئی عبارت حدیث کو بھی پڑھیگا
اس امر کا فیصلہ ہم جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین
کہ وہ انصاف فرمائین کہ اسطرح غلط ترجمہ لکھنا اور جہلا کو مغالطہ عظیم مین

ڈالنا کیا ہی اور ہمکو اس امر پر بھی تعجب ہی کہ جناب مولانا صاحب کی نظر بروقت
تحریر تقریظ ایسے مقامات پر کیون نہین پڑی۔ یہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ جناب
موصوف نے بغیر ملاحظہ کتاب کی تقریظ تحریر فرمائی ہی۔ اور اس بات کے کہنے
کو بھی جی گوارہ نہین کرتا کہ خدا نخواستہ حضرت مولانا صاحب نے دیدہ و دانستہ اس
دھوکہ دہی کو جائز رکھا ہو اسلیئے اور زیادہ حیرانی ہی اگر ہم غلطی کتابت حدیث اور
بے ربطی عبارت اور سقوط الفاظ سے قطع نظر کرین تو صحیح اور لفظی ترجمہ اس حدیث کا
یہ ہی کہ عائشہ رض روایت کرتی ہین کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ مین نے ارادہ کیا تھا کہ کسیکو
ابوبکر اور اُسکے بیٹے کے پاس بھیجکر قول و عہد کرا لون تاکہ نہ کہین کہنے والے یا تمنا نکرین
تمنا کرنیوالے پھر مین نے کہا کہ خدا ایسا نہونے دے اور مومنین بھی اُنکو دفع کردین
یا خدا ہی دفع کردے اور مومنین ایسا نہونے دین۔ اگر اہل انصاف ذرا بچشم غور
ملاحظہ فرماوین تو اس مضمون حدیث سے صاف پایا جاتا ہی کہ آنحضرت صلعم یہ
چاہتے تھے کہ حضرت ابوبکر سے عہد اور قول اس بات کا لیلین کہ وہ معاملہ خلافت
مرتضوی مین دست اندازی نہ کرین کیونکہ قاعدۂ کلیہ ہی کہ جسکی خلافت کیلیئے
سند لکھائے جاوے اُسکے مخالف کے ہاتھ سے لکھائی جاوے اور مخالف کا ہی
بندوبست لازم ہوتا ہی۔ حضرت ابوبکر کی تحریر سے یا حضرت ابوبکر کے قول و قرار سے
کیونکر کہنے والون اور تمنا کرنے والون کی زبان بند ہوگئی۔ اگر آنحضرت صلعم
کی مرکوز خاطر حضرت ابوبکر کی خلافت ہوتی تو یہ ارشاد فرماتے کہ علی مرتضیٰ سے
قول و قرار لیلون کہ وہ کسی طرح کی مداخلت خلافت مین نہ کرین اور جبکہ حضرت
ابوبکر سے قول و قرار لینا درج ہی تو صاف طور سے منشا آنحضرت کا نسبت خلافت حضرت علی کے ثابت ہوگیا

یہ خدا کی قدرت ہی کہ واضع حدیث دروغ کبھی کامیاب نہین ہوا کرتا کچھ نہ کچھ ایسی بات باقی رہجاتی ہی کہ نتیجہ واضع کے برخلاف پیدا ہو جاتا ہی۔ یہ امر تو عبارت حدیث سے خود ثابت ہی کہ واضع حدیث نے ڈرتے ڈرتے ایسے الفاظ کا استعمال کیا ہی کہ جنسے نتیجہ صاف پیدا ہو کیونکہ اس امر پر تو اجماع امت واقعہ ہی کہ کوئی حکم نسبت خلافت حضرت ابو بکر کے صادر نہین ہوا اب یہ معجزہ معصومین علیہ السلام کا ہی کہ واضع نے حدیث تو اثبات خلافت حضرت ابو بکر کے لیے وضع کی اور نتیجہ اسکے برعکس یہ ظاہر ہوا کہ حضرت ابو بکر کو روک دیا جاوے کہ وہ کسی قسم کی مداخلت خلافت مرتضوی مین نکرین اور موید اسی کے دیگر روایات بھی وارد ہین کہ آن حضرت صلعم نے بنظر شفقت برحال حضرت ابو بکر بارہا اس امر کو چاہا کہ یہ خود مرتکب غصب حقوق اہلبیت پیغمبر کے نہون اور اسی غرض خاص کے لیے آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکر کو ماتحتی اسامہ بن زید مدینے سے باہر جانیکا حکم دیدیا اور تادم واپسین اسی امر پر اصرار کرتے رہے کہ یہ حضرت ہمراہ اسامہ ملک روم کو چلے جائین اور معصیت غصب حقوق اہل بیت پیغمبر سے بری رہین مگر تقدیر نے کسی امر مین پیش رفت ہونے دی نہ حضرت ابو بکر رضہ قدم کو گئے نہ وہ قول و قرار دن سے لکھا یا گیا جسکا ذکر حدیث مستدلہ مین درج ہی نہ وصیت آخری ضبط تحریر مین آئی۔

قال حدیث ق عن عائشة ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قایل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ بخاری اور مسلم مین حضرت عایشہ سے روایت

ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بولا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو
تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ
آرزو کرے کوئی آرزو کرنیوالا یا کہے کوئی کہنے والا کہ مین لایق تر ہون خلافت کا
اور نہ مانے گا خدا اور مسلمان مگر ابوبکر کو۔

ف اول حضرت نے چاہا تھا کہ صدیق اکبر کو خلافت نامہ لکھدین تاکہ دوسرا کچھ
دعوی نہ کرے پھر تقدیر اور اجماع مومنین پر چھوڑا۔ یعنی تقدیر مین تو یہی ہے کہ صدیق
اکبر خلیفہ ہونگے اور اجماع مومنین بھی انھین کی خلافت پر ہوگا پھر لکھنا کیا ضرور
ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت کو سوا صدیق اکبر کے کسیکی خلافت منظور نہ تھی۔

اقول بہ نستعین۔ اس حدیث و نیز اس سے پہلے حدیث کا موضوعی و نامعتبر
ہونا بوجوہ عدیدہ ثابت ہے۔ اول یہ کہ راوی ان دونون احادیث کے حضرت
عائشہ ہین انکی نسبت مؤلف صاحب نے اسی صفحہ پر ایک متفق علیہ حدیث یہ درج فرمائی ہے۔
حدیث ق عایشہ انکن لانتن صواحب یوسف الخ بخاری اور مسلم
مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ
والی عورتون کی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتی ہو الخ یہ حضرت نے اس
بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا۔ پس جن عورتون کی نسبت نبی صلعم یہ شہادت
دین کہ وہ مثل صواحب یوسف ہین یعنی خلاف واقع ظاہر کرتے ہین تو انکے
قول پر اعتماد کرنا صریحا کفر ہے کیونکہ جب انکے قول کو صحیح سمجھا گیا تو ضرور نبی
کو صادق نہ جانا اور نبی صلعم کو جھوٹا جاننے والا صریحا کافر ہے پس مسلمانون کے
نزدیک یہ دو احادیث دروغ اور نامعتبر ہین۔ دوم اگر حدیث صواحب یوسف

خود حضرت عائشہ سے مروی ہی توبھی دختر کی شہادت باپ کے حق مین بموجب
فقہ قابل قبول نہین ہوتی پھر کوئی مسلمان بی بی عائشہ کے بیان کو جو اُنکے والد کی نفع
رسانی مین ہی کیونکر قبول کرسکتا ہی خاصکر جبکہ حضرت ابوبکر نے معصومین کی شہادت
کو اس سقم فقہی کیوجہ سے فدک کے معاملہ مین قبول نکیا تھا جو منشی جوہر علی صاحب
کیسے مقتدا اور پیرو خلفا ہین کہ دختر کے بیان کو باپ کے حق مین قبول کرتے ہین۔
سوم صریح دلیل دروغ ہونے ہر دو روایات کی یہ ہی کہ وہ باہم ایک دوسرے کے
معارض ہین یعنی ایک روایت مین تو بی بی عائشہ یہ فرماتی ہین کہ حضرت نے کسی
دوسرے کو بھیجنے کا ارادہ کیا تھا مگر کچھ سوچکر خدا کے سپرد کردیا۔ اور دوسری روایت
کے بموجب یہ فرماتے ہین کہ مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بُلا لا۔ پہلی
روایت کے بموجب تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فقط ارادہ بُلانے ابوبکر و پسر
ابوبکر کا کیا تھا اور پھر کچھ سوچکر خاموش ہوگئے اور سپرد بخدا کردیا۔ اور دوسری
روایت کے بموجب یہ ظاہر ہوتا ہی کہ خود بی بی عائشہ کو بُلانے کا حکم دیا مگر واضع سنن
اس حدیث مین کوئی نتیجہ اس حکم کا نہین نکالا کہ بی بی عائشہ بُلا کر لائین یا نہین اگر
لائین تو کیا دستاویز لکھی گئی اور اگر بُلا کر نہین لائین تو کیون نتیجہ مین جو یہ فقرہ
لکھا ہی اور نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر یہ اس حکم کا نتیجہ نہین ہوسکتا
کیونکہ یہ فقرہ تو ترک ارادہ طلب ابوبکر کو ظاہر کرتا ہی نہ کہ حکم طلبی کو بس جبکہ
ہر دو روایات باہم معارض ایک دوسرے کے ہین تو دونون ناقابل اعتبار
ہین۔ چہارم یہ بات بھی تعجب سے خالی نہین کہ اگر تعلق خلافت تھا تو حضرت
ابوبکر سے تھا پھر اُنکے فرزند ارجمند کی طلبی اور اُنسے عہد و پیمان کا کونسا موقع تھا

اور چونکہ ان ہر دو روایات مین حضرت ابو بکر کے ساتھ اُنکے پسر کا بھی طلب کیا جانا
مذکور ہے تو ظنِ غالب یہ ہی کہ بی بی عائشہ نے اس حدیث کو اس غرض سے بیان
کیا کہ بعد میرے باپ کی خلافت کا مستحق میرا بھائی بھی تھا اور مسلمان لوگ اس
امر پر یقین کرلین کہ حضرت رسولخدا صلعم کا ارادہ یہ تھا کہ حضرت ابو بکر کے بعد
عبد الرحمن خلیفہ ہو وین مگر چونکہ زمانہ کی چال سکے پرواز مقتضی اس امر کی ہوئی کہ
کہ حضرت ابو بکر چار ناچار اپنا ولیعہد حضرت عمر بن الخطاب کو کرنا پڑا اس لیے
ان احادیث سے کوئی نفع واضع کو نہ پہونچا اور خود یہ خود کذب اور افترا ثابت کیا
اب ہم متوجہ ہوتے ہین عبارت اور مضمون حدیث مستدلہ کی طرف اور اہل انصاف
کو بھی توجہ دلاتے ہین کہ وہ مکرر مضمون حدیث پر غور فرماوین کہ صاف طور سے
وہ جملہ علامات موجود ہین جو موضوعہ روایات مین ہوا کرتی ہین۔ قائل کا مختلف
و متردد ہونا الفاظ کا متعلق اور گول مول ہونا صریح دلیل کذب ہی ہم کہتے ہین جب
رسولخدا صلعم نے بی بی عائشہ کو حکم دیدیا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلا لا پھر اس
کلمہ کے فرمانے کا کیا موقعہ تھا کہ یابی اللہ والمومنون اسلیئے ثابت ہی
کہ واضع کو خیال اُسی روایت کا رہا جسمین فقط ارادہ اور ترک ارادہ کا اظہار کیا گیا تھا
غلطی عبارت حدیث پر ہم منشی صاحب کو الزام دینا نہین چاہتے کیونکہ انھون نے
اصل کتاب بخاری یا مسلم سے نقل نہین فرمائی مگر ترجمہ کی بابت البتہ ہم منشی
صاحب سے شکایت کرتے ہین کہ دیدہ و دانستہ ترجمہ غلط لکھدیا اور آیات
و حدیث کا قصداً غلط ترجمہ کرنا گناہ عظیم ہی بلکہ ایسا شخص اشرار یہود و نصارا
کے ساتھ محشور کیا جائیگا۔ جو دیدہ و دانستہ خدا و رسول کے کلام مین تحریف و تبدیل

کرے خواہ اصل عبارت ہو یا ترجمہ مین ہو۔ اب مجھے منشی صاحب سے پوچھنا ہے کہ حدیث نمبر ۲ مین وہ کونسا لفظ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اسکو اپنا خلیفہ و ولیعہد کردون۔ اور حدیث نمبر ۴ مین خلافت نامہ کس لفظ کا ترجمہ ہے اور نیز وہ کونسا قاعدہ صرفی یا نحوی ہے جس سے یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر کا ترجمہ تحریر فرمایا "نمانیگا خدا اور مسلمان لوگ سوا ابو بکر کو" لفظ دکو کس قاعدے زیادہ کیا گیا ہمنے بارہا اس بات کو جتلایا ہے کہ مفتری علی اللہ والرسول کبھی کامیاب ہوا نہین کرتا ضرور ایسے الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہین کہ جس سے مطلب اسکی غرض کے برخلاف پیدا ہوجاتا ہے۔ آب اہل انصاف اس حدیث کے مضمون پر غور فرماوین کہ صاف یہ مطلب نکلتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے واسطے انتظام خلافت حضرت علی کے بی بی عایشہ کو یہ حکم دیا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بلا لا کہ اُنسے مین ایک نوشت لکھواؤن تاکہ تمنا کرنیوالے آرزو نکرین اور کہنے والے یعنی تیرے باپ اور بھائی یہ نہ کہین کہ ہم مستحق خلافت ہین اور نمانینگے خدا اور مومن لوگ مگر ابو بکر یعنی خدا تعالی اور مومن لوگ میری مخالفت کو روا نہ رکھینگے مگر ابو بکر میری مخالفت کرینگے اور جبکہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ علوم نبوت یہ بات معلوم ہوگئی کہ ابو بکر برخلاف خدا تعالی و مومنین کے میرے حکم کی مخالفت ضرور کرینگے تب آپ نے انکا بلانا اور تحریر لکھوانا ضروری جانا۔

علاوہ اسکے ہر معاملہ مین قرینہ بھی ہوتا ہے مگر حضرت ابو بکر کی خلافت پر کوئی قرینہ بھی دلالت نہین کرتا بلکہ تمام قراین اسکے برعکس ہین اگر حضرت نوح یا مثل حضرت علی کے وحدت نور یا نسب رسو لخدا سے رکھتے یا مثل نبی صلعم کے طاہر و معصوم ہوتے یا مدینہ علم الٰہی

سے باب ہوتے یا دیگر کمالات انسانی میں مثل شجاعت و سخاوت و عبادت و تقویٰ
کے ہم پلہ حضرت علی کے ہوتے یا کبھی رسولخدا نے انکو اپنا خلیفہ بیان کیا ہوتا
جیسا کہ حضرت علی کی نسبت بیان کیا یا کبھی انکی نسبت امت کو حکم تمسک و
پیروی کا دیا جاتا یا مثل حدیث ثقلین کے یا ایسی آیت قرآنی میں مثل خدا و رسول
خدا صلعم ولی مومنین قرار دیے جاتے۔ یا مثل رسول خدا صلعم کے مولائے مومنین
مقرر ہوتے یا وصی پیغمبر کا خطاب حاصل کرتے تو مضائقہ نہ تھا کہ ایسے مہمل
روایات کو انکے خلاف پر دلیل گردان سکتے اور جبکہ کبھی کوئی رسوخ اسلام
میں انھون نے حاصل نہین کیا کبھی زندگی رسولخدا صلعم مین نائب یا خلیفہ
رسولخدا کے مقرر نہین ہوئی بلکہ تبلیغ رسالت متعلقہ سورۂ برات سے باین حکم
روکے گئے کہ تبلیغ رسالت خاص پیغمبر خدا صلعم کا کام ہے غیر شخص بے نیابت
انکے اس کام کا انجام نہین دیسکتا حضرت ابوبکر کو اس کام سے بند کرنا چاہیے
اور حضرت علی کو اس کام پر مامور کرنا چاہیے۔ تا دم واپسین پیغمبر خدا صلعم اس
حکم پر بالاستحکام مصر رہے کہ حضرت ابوبکر بماتحتی اسامہ بن زید روم کو جائین
وصایائے آخری جو ہر پیغمبر اپنے نائب اور وصی سے کیا کرتا ہے حضرت ابوبکر
کو کوئی حصہ نہین ملا کفن دفن مین بھی شرکت حاصل نہین ہوا پھر کون
باور کرسکتا ہے کہ جنسے ہم لوگ ... ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ مقرر کرنا
چاہتے تھے۔ جن روایات کو منشی ... صاحب نے نقل کیا ہے اگر یہ روایات موضوعی ہوتین
تو ضرور تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ مین انپر استدلال کیا جاتا۔ ایسا ہی الصواعق کتب اہل سنت مین
حالات سقیفہ کو ملاحظہ فرماویے کہ انمین سے کسی پر بھی حضرت ابوبکر یا حضرت عمر نے استدلال نہین کیا

قال حدیث مشق عائیشہ انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس۔ قالہ فی مرضہ الذی توفی فیہ بخاری اور مسلم مین حضرت عائیشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہوکر نماز پڑھاوے یہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جسمین انتقال ہوا ف حضرت عائیشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہ کہو ابوبکر سے لوگونکو نماز پڑھاوے مین نے کہا کہ ابوبکر نرم دل مرد ہی اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانیکو کھڑا ہوگا رونے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنینگے عمر کو کو فرمایئے کہ نماز پڑھاوے حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز لوگون کو پڑھاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے بھی حضرت سے یہی کہا تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت سے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرت کا خاص تھا یعنی نماز کی امامت کا تو اپنی زندگی مین صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسیکو تخت و تاج دیوے تو یہ علامت ہی کہ بادشاہ نے اُسکو اپنا ولیعہد کیا۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم قبل از شروع کرنے تردید استدلال مؤلف اسرار الہدیٰ کے ہم مؤلف صاحب کے اُس تصرف ناصواب کو جتلاتے ہین جو اُنھون نے عبارت حدیث یا ترجمہ مین کیا ہی حدیث کی عبارت مین سے تو ایک فقرہ کا فقرہ نکال دیا کیونکہ یہ حدیث اس طرح ہی لا تکن صواحب یوسف

و آن کید کن عظیم۔ یعنی البتہ تم صواحب یوسف ہو اور تحقیق کہ مکر تمھارا بڑا ہی
اور ترجمہ مین یہ تصرف کیا گیا ہی فلیصل بالناس کا ترجمہ لکھا خود امام ہو کر نماز پڑھا
حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہی دلوگون کے ساتھ نماز پڑھے ، وجہ اس تصرف ناجائز کی
اہل انصاف پر پوشیدہ نہین ہی پھر مجھے گذارش کرنا کیا ضرور ہی عاقلان خود میدانند
اب بنسبت استدلال منشی صاحب کے گذارش کرتا ہون کہ اس حدیث کے نقل کرنیسے
کوئی بہتر نتیجہ منشی صاحب نے برآمد نہین کیا بلکہ برعکس اسکے دو روایات سابقہ کو
بھی نامعتبر ثابت کر دیا۔ منشی صاحب نے اس موضوعی روایت سے جو اشارہ خلافت
حضرت ابوبکر کا نکالا ہی اول تو اشارہ وکنایہ سے بحث نہین حدیث منفصل کا سوال ہی
دوم اشارہ بھی خود نامعتبر اور روایت موضوعی ہی۔ محدثین نقاد اصلیت وموضوعیت
احادیث کو انکی راویان کے احوال سے دریافت کیا کرتے ہین رُوات حدیث
مین سے اگر ایک بھی جھوٹا یا مکار یا کیا د ہوتا ہی تو اس حدیث کو خارج از اعتبار قرار
دیدیتے ہین اور جبکہ اس حدیث کی راویہ اول بشہادت مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام
مثل صواحب یوسف کے مکار خلاف گو ثابت ہو گئے پھر اسس روایت پر
کس قاعدہ سے اعتبار کیا جاوے۔

یہ معاملہ مذہبی اور دین وایمان کا ہی رعایت کسیکی نہین کرنی چاہیے منشی صاحب
آپ ہی انصاف کیجیے کہ جب اس روایت کے آغاز پر سے راویہ کا عدم وثوق
مروی ہی پھر آپکو روایت نقل کرتے ہوئے کچھ بھی خیال نہ آیا۔ ایسی روایت پر کون
اعتبار کر سکتا ہی اگر تعصب کو ذرا دل سے دھو دیجیے تو آپ پر روشن ہو سکتا ہی کہ درصورت
صحت اس روایت کے حضرت عائشہ کے تمام اقوال اور جملہ روایات محض کذب

واقفرا قرار پاتے ہین اور اُنکی کسی روایت پر بھی مسلمان اعتبار نہین کر سکتے۔
اگر منشی صاحب اس روایت کی نقل سے پشیمان ہوکر اسکو واپس لین تو البتہ
مذہب اہل تسنن پر بہت بڑا احسان ہوگا کیونکہ ایک چہارم کے قریب صحاح ستہ بی بی
عائشہ کی مرویات ہین اور جملہ روایات ام المومنین ساقط عن الاعتبار ہوگئین
تو ظاہر ہی کہ مذہب اہل تسنن کی پوری بیخ کنی ہوگی۔ ہم تو پہلے ہی سمجھ رہے
تھے کہ حضرات علمائے اہل سنت کیا خوش ہو ہو کر بڑی لمبی چوڑی تقریظین
لکھ رہے ہین ضرور اُنکو ستایش بیجا کی وجہ سے سخت پشیمان ہونا پڑیگا ابھی تو
ماشاء اللہ منشی صاحب کا پہلا وار ہی آگے دیکھیے حضرات اہلسنت سے کسطرح بنتی ہے
اب ہم اصل قصہ پیش نمازی کی طرف رجوع ہوتے ہین کہ درواقع اسکی کچھ اصلیت
نہین پیغمبر خدا صلعم نے ہرگز ہرگز نہ حضرت ابوبکر کی پیش نمازی کو فرمایا نہ حضرت عمر
کی بلکہ روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت سے صاف ظاہر ہی کہ فقط عورتون کی سازش
سے بلا حکم و بلا اجازت رسول خدا صلعم پہلے حضرت عمرؓ اور پھر حضرت ابوبکرؓ
پیش نمازی پر کھڑے ہوئے مگر آنحضرت صلعم نے اطلاع پاتے ہی دونونکو
معزول کردیا مفصل بحث اسکی ہمنے شمس الضحیٰ مین اور اُس سے بھی زیادہ
تاریخ الانبیا کی مجلد ثانی مین کی ہی اور اس موقع پر بھی بقدر حاجت گذارش کیا جائیگا
صحاح ستہ اہل سنت مین اس قصہ سے زیادہ اور کوئی معاملہ مختلف فیہ نہ ہوگا
جس قدر روایات اس قصہ کے متعلق مروی ہین اُنکے راوی فقط تین شخص ہین
ایک خود بی بی عائشہ دختر حضرت ابوبکر دوم بلال غلام آزاد کردہ حضرت ابوبکر
سیوم عبداللہ بن زمعہ ہاشمی مضمون ہر روایت کا ایک دوسرے سے مخالف اور

برعکس ہی مگر نتیجہ سب نے یہی نکالا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر و حضرت ابو بکر کو
یکی بعد دیگری پیشنمازی سے اسیوقت معزول کر دیا۔ درحقیقت اس قصہ مین سازش
عورتون کی پائی گئی کہ اول بی بی حفصہ نے موقعہ پاکر بلا اجازت حضرت پیغمبر خدا صلعم
اپنے باپ کو نماز پڑھانے کے لیے کہا اور بعد ازان بی بی عائیشہ نے اپنے باپ کی
نیو جمائی اسی پر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ تم صواحب یوسف ہو اور مکر تمھارا عظیم ہے
بی بی عائیشہ کی روایت کی کیفیت گذارش ہو ہی چکی ہے کہ اگر آنحضرت صلعم وہ
الفاظ بھی آنکی شان مین نہ فرماتے تو بھی یہ روایت قابل قبول نہوتی کیونکہ دختر کی
شہادت باپ کے حق مین شرعاً نامسموع ہے ایسے ہی بلال کی روایت بھی معتبر نہین
ہوسکتی رہے عبد اللہ بن ربیعہ وہ قسمیہ بیان کرتے ہین کہ مجھے رسولخدا صلعم نے
کسیکی پیش نمازی یا امامت کا حکم نہین دیا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ مین اسوقت مسجد مین نہین آسکتا
جو لوگ مسجد مین جمع ہون ان سے کہدو کہ وہ نماز پڑھ لین۔

روایت عبد اللہ ابن ربیعہ مدارج النبوت مین اس طرح مرقوم ہے۔
و روایت ست از زہری کہ فرمود آن حضرت صلعم عبد اللہ بن ربیعہ را کہ بیرون
آید و بگوید مردم را کہ نماز بگذارید پس بیرون آمد عبد اللہ بن ربیعہ و ملاقات کرد کہ
عمر بن الخطاب را و گفت بادی بگذار نماز با مردم پس (بگذارد و نماز با مردم) و بود وی رضی اللہ عنہ جہیر الصوت
پس شنید آنحضرت صلعم علیہ السلام آواز عمر را تا آخر مضمون۔

دوسری روایت بین شکایت کرنا حضرت عمر کا عبد اللہ بن ربیعہ سے کہ تونے
مجھے ناحق ذلیل کیا اسطرح مسطور ہے۔
و گفت عمر مر عبد اللہ بن ربیعہ را بد کاری کہ کردی تو من دانستم کہ آنحضرت

امر کردن ترا که امر کنی مرا گفت عبد اللہ لا و اللہ امر نکرد مرا که امر کنم کسی را ۔ بعد اسکے
یہ حال پہلے حضرت عمر کو نماز پڑھانے سے منع کیا اور جب پھر آواز حضرت ابو بکر کی
سنی تو خود آنحضرت صلعم حضرت علی اور عباس کے سہارے سے مسجد میں تشریف
لائے اور خود نماز پڑھائی مدارج میں درج ہے ۔
پس طلبید علی و عباس را و تکیہ کرد بر ایشان و بیرون آمد بسوئے مسجد و نماز گزارد ۔
علاوہ ازین اسی روایت مین جسکو مؤلف صاحب نے بی بی عائشہ سے روایت
کیا ہے صراحتہ درج ہے کہ بعد کھڑے ہونے حضرت ابو بکر کے خود جناب سرور کائنات
مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور حضرت ابو بکر امام سے مقتدی ہو گئے
چنانچہ مدارج النبوت کے صفحہ ۲۵۰ میں درج ہے ۔ فرمود آن حضرت علیہ السلام
شما اہی زنان صواحب یوسف اید الخ ۔ بعد اسکے درج ہے ۔ پس چون دید آنحضرت
ابو بکر در نماز یافت آنحضرت در نفس خود خفتے ترا برخاست در حالیکہ میرفت میان
دو کس و پاہای مبارک او خط میکشیدند در زمین تا در می آید مسجد شریف را پس
شنید ابو بکر پس آن حضرت را خواست کہ بستر رود پس ایما کرد آن حضرت کہ بجائے
خود باش پس آمد آن حضرت و بنشست در جانب چپ ابو بکر و ابو بکر ایستادہ است
اقتدا می کند ابو بکر بنماز رسول خدا صلعم و اقتدا می کنند مردم بہ نماز ابو بکر یعنی بواسطہ
تکبیر وی بر افعال و انتقالات آنحضرت صلعم وقوف می یافتند ۔
کمال تعجب ہے کہ منشی صاحب نے بے سوچے سمجھے کسطرح حضرت ابو بکر کی امامت
پر یقین کر لیا اس موقعہ پر یہ ذکر بھی خالی از فائدہ نہو گا کہ مسئلہ مسلمہ اہل سنت
ہے کہ پیغمبر کی نماز امتی کے پیچھے ہو جاتی ہے جیسا کہ اسی صفحہ پر مدارج النبوت مین

آنحضرت صلعم کا عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے بھی نماز پڑھنا مندرج ہی بلکہ اسی
رسالہ مین مولف صاحب نے حضرت ابوبکر کے پیچھے بھی ایک مرتبہ آن حضرت
صلعم کا نماز پڑھنا درج کیا ہی پھر یہ بات تعجب سے خالی نہین ہی کہ اس مرتبہ کیون
حضرت صلعم نے ابوبکر کے پیچھے نماز نہ پڑھی اور کیون بوجہ آنکو امامت سے معزول
کیا۔ غور کرنیسے یہ بھی بات ظاہر ہوتی ہی کہ آنحضرت صلعم نے اسی دور اندیشی سے
حضرت ابوبکر کو امامت سے معزول کیا تاکہ لوگ آنکی خلافت کی جواز پر استدلال نکرین
یہ قصہ نماز عشا کے وقت کا ہی اور اسکے بعد سترہ وقت کی نماز تک حضرت رسولخدا
صلعم زندہ رہے اور سترہ وقت کی نماز اسی وقت مین رسولخدا صلعم نے ادا
فرمائی اسوقت کے بعد کسی اور وقت کی نماز کے بابت کوئی تذکرہ کتب اہل
سنن مین درج نہین ہی منشی صاحب نے جو اس امر پر استدلال کیا ہی کہ نماز
پڑھانا خواص کام رسولخدا کا ہی اور جبکہ یہ کام حضرت نے حضرت ابوبکر کے سپرد
کردیا تو گویا اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ یہ استدلال کسی طرح درست نہین ہم کہتے
ہین کہ جب روایات اہل سنن سے یہ امر تحقیق ہوگیا کہ آنحضرت صلعم نے کبھو
نامزد کرکے حکم نماز پڑھانے کا نہین دیا اتفاق سے اول حضرت عمر کھڑے ہوئے
پھر حضرت ابوبکر پیش نماز ہوئے تو یہ ایک اتفاقیہ امر ہی اگر پیش نمازی حضرت ابوبکر کی
اسیوقت نہوتی تو بھی نقص خلافت ہوتی۔ ثانیاً پیش نمازی افعال مخصوصیہ
نبوت سے نہین ہی بلکہ حضرت کی زندگی مین خاص شہر مدینہ مین دس بیس مسجدون
مین عوام لوگ۔ امام بنکر نماز پڑھایا کرتے تھے اگر پیش نمازی مخصوص بہ نبوت
ہوتی تو کوئی شخص مجاز نماز پڑھانے کا نہوتا اور جبکہ حضرات اہل سنت اس

امر کے قائل ہیں کہ حضرت صلعم نے قبل اس واقعہ کے دو بار عبد الرحمن بن عوف اور
حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی تو پھر پیش نمازی کسی طرح دلیل فضیلت بھی نہیں
ہو سکتی نہ کہ استحقاق خلافت پیدا کرے - دیکھیے افعال مخصوصہ نبوت میں تبلیغ
رسالت ہے اگر نبی صلعم اپنے زندگی میں کسیکو تبلیغ رسالت پر مامور کریں تو کہا جا سکتا
ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مخصوصہ کام پر فلان کو مامور کیا جیسا کہ تبلیغ سورۂ
برات کا قصہ احادیث صحیحہ اہل سنت میں درج ہے کہ سال حجۃ الاسلام میں آنحضرت
صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو اوائل چہل آیات سورۂ برات دیکر مکہ معظمہ کو روانہ
کیا کہ حج کے دن یہ پیغام خدا کا لوگون کو پہونچا دین بعد روانہ ہو جانے حضرت
ابوبکر کے جبریل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ تبلیغ رسالت تمھارا کام ہے
اسکو کوئی شخص غیر بجا نہین لا سکتا یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو جو تمسے ہو
تب آنحضرت نے عقب حضرت ابوبکر سے حضرت علی مرتضی کو تبلیغ سورۂ
برات پر مامور فرمایا اور حضرت ابوبکر اس کام سے معزول کیے گئے - اس قصہ
سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کسی طرح خلیفہ رسول
ہونیکی قابلیت نہ رکھتے تھے - دیکھیے تعصب اسکو کہتے ہین کہ حضرات اہلسنت
اس پیشنمازی کو منسوخہ فسانہ کو کس آب و تاب سے بیان کرکے استحقاق
خلافت حضرت ابوبکر کا جتلاتے ہین حالانکہ ثابت ہو چکا کہ پیشنمازی نہ افعال
مخصوصہ نبوت مین داخل ہے نہ دلیل افضلیت ہے بموجودگی پیغمبر ہر شخص امتی
بھی پیشنمازی کر سکتا ہے اور معاملہ تبلیغ سورۂ برات کو زبان
حالانکہ یہ کام بشہادت وحی الٰہی امور مخصوصہ نبوت

کام پر مامور ہوا وہی قابلیت خلافت پیغمبر کی رکھتا ہے اور جو شخص بوجہ عدم قابلیت نیابت پیغمبر اس کام سے معزول ہو چکا ہے وہ کسی طرح قابل خلافت عام نہیں سمجھا جا سکتا۔

پس جبکہ تعصب کا یہ حال ہی تو ایسے لوگوں سے حق جوئی کی کیا امید ہو سکتی ہے اہل انصاف ذرا اپنے دلوں میں غور کریں کہ خدا تعالیٰ نے جس شخص کی نیابت و خلافت کو فقط ایک حکم کی تبلیغ میں بھی منظور نہ رکھا ہو وہ ہمیشہ کے لیے تبلیغ رسالت میں کسطرح خلیفہ اور جانشین پیغمبر صلعم کا مقرر ہو سکتا ہے

قال۔ علی ہذا القیاس اور بھی احادیث صحیحہ بطریق پیشین گوئی حضرت رسولخدا صلعم نے درباب خلافت صدیق اکبرؓ کی فرمائی ہیں وہ مخل شوریٰ نہیں اسلیے کہ ظہور انکا حسب ارشاد نبوی کے واقع ہوا۔

اقول۔ اہل خبرت پر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جو حدیث بطریق اخبار یا پیشین گوئی کے ہوتی ہے وہ کسی معاملہ پر حکم نص کا نہیں ہے اسلیے مثلاً رسولخدا صلعم نے بطریق پیشین گوئی حالات خلفاء مروانیہ و عباسیہ بیان فرمائے تو اس حدیث سے خلافت خلفائے جور کا نہیں ہو سکتا علی ہذا القیاس دجال کی بابت بھی پیشین گوئی واقع ہے تو اس پیشین گوئی سے دجال برحق نہیں ہو سکتا ہے علاوہ اسکے حضرت عمر نے اپنے خطبہ میں قبول کیا ہے کہ بیعت ابوبکر ایک واقعہ ناگہانی اور خلاف قاعدہ تھا مگر خدا نے اُسکے شر سے محفوظ رکھا یعنی نکوئی حکم تھا نہ حسب قاعدہ ہماری چالاکی اور تدبیر سے واقع ہو گئی اگر آیندہ اور کوئی ایسا کرے

انما کانت بیعة ابوبکر فلتة وقی الله

شرھا فمن عاد الی مثلہ فاقتلوہ - اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ خلافت
ابوبکر بر بنیہ نص تھی نہ اجماع بلکہ ایک ایسا فعل تھا کہ جسکا فاعل واجب القتل ہے -
اور نیز حضرت عمر نے بوقت وفات ظاہر کیا کہ آنحضرت صلعم نے اپنے بعد ترک
استخلاف کیا اور کسیکو خلیفہ مقرر نہین کیا جیسا کہ سیوطی نے تاریخ الخلفا کی فصل
دوم مین بخاری مسلم سے روایت کی ہے - واخرج الشیخان عن عمر انہ قال
حین طعن ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابا
بکر وان اترککم فقد ترککم من ھو خیر منی یعنی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیز دوسری روایت مستدرک حاکم و مسند بزار سے اسی
فصل مین نقل کی ہے - قالو یا رسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال
انی ان استخلف الیکم فتعصون خلیفتی ینزل الیکم العذاب یعنی لوگون
نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آیا آپ ہمپر کسیکو خلیفہ نہین کرتے ہو فرمایا
اگر مین خلیفہ کرون اور تم اُس خلیفہ کو نہ مانو تو تمپر عذاب آلہی نازل ہو در
حقیقت یہ حدیث سر نبوی ہے اور اشارہ خلافت مرتضوی سے ہے کیونکہ ابوبکر
کی نسبت تو گمان نہ تھا کہ امت خلیفہ نہ مانیگی بلکہ حضرت کو معلوم تھا کہ امت
میرے بعد ابوبکر کو حاکم کریگی البتہ حضرت مرتضی کی خلافت پر گمان تھا کہ لوگ
نہ مانینگے اور عذاب آلہی نازل ہوگا پس صاف ثابت ہوگیا کہ خلیفہ حضرت کا
سوائے حضرت علی مرتضی کے اور کوئی شخص نہ تھا -

قال المنشی السید جوہر علی - اسی ضمن مین ان احادیث کا ذکر کرنا ہے کہ
تشیع اہل سنت کی کتب سے استدلال کرتے

براء بن عازب سے صحیح بخاری اور مسلم مین روایت ہی کہ جب رسولخدا نے قصد عزوۂ
تبوک کا کیا جناب امیر کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینۂ طیبہ مین محافظ
مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیر کو طعن کی کہ رسولخدا آپکو اپنے ساتھ کیون نہین لیے
جاتے جناب امیر کو یہ بات ناگوار گذری یہ حکایت رسولخدا سے کی اور کہا۔
یارسول اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی ای رسولخدا آیا خلیفہ کرتے ہو
آپ مجکو عورتون اور بچون مین تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔
اما ترضی ان تکون منی بمنزلہ ھرون من موسی الا انہ لانبی بعدی
یعنی آیا راضی نہین ہوتا ہی تو یہ کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسی سے مگر تحقیق شان یہ
ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔ اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق
لیتے ہین مگر چند دلائل معقول سے انکا دعوی صحیح نہین ہی۔ اول یہ کہ خلافت جناب امیر
کے مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔ دوم جب
حضرت موسی کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نرہے بلکہ مستقل خود ہی
نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسیطرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہیے۔ سوم اس قسم
کی خدمت بسبب ہمرازی کے بیٹے یا داماد کو ہی سپرد کی جاتی ہی پس جناب امیر
کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہوسکتا۔ چہارم
کتب سیر فریقین مین مرقوم ہی کہ حضرت ہارون نے حضرت موسی کی حیات ہی مین وفات
پائی پھر خلافت کیسی۔ پنجم حضرت ہارون حضرت موسی کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان
... اور ... بھائی ہین افصح البیان جب ان جملہ مراتب مین سے ایک بھی
... نہ تھے پھر آپ خلیفہ بلا فصل ہوسکتے تھے۔ ششم

حضرت رسولخدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیر بھی حیات مبارک رسولخدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسیطرح سے بعد وفات رسولخدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے ہفتم جب رسولخدا نے انہ لا نبی بعدی کو کہ جملہ خبریہ ہے استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت در صورت حیات حضرت ہارون بعد وفات حضرت موسیٰ ہرگز جدا ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعاً جدا ہوا ہشتم ولو فرضنا حضرت ہارون بعد حضرت موسیٰ کے زندہ بھی ہوتے بلاشبہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضرور ہی تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیر مین یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کا کیسا۔ نہم حدیث شریف مین استثناء منقطع موجود ہے اگر اُسکو شیعہ استثناء متصل فرض کرین تو اس صورت مین حدیث رسولخدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے۔

قطع نظر ان جملہ امور کے شیعہ بتاوین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیر پائی جاتی ہو ہان اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے

فاقول انا العبد الضعیف بحول اللہ الخبیر اللطیف ۔ واضح ہو کہ مؤلف اسرار الہدیٰ نے اصل عبارت حدیث کو تو غلط اور بے سرو پا بوجہ عدم بصیرت و نہ ملاحظہ کرنے صحیحین کی نقل کیا مگر ترجمہ مین جو کچھ تصرف کیا گیا ہے وہ محض بوجہ عناد اور تعصب کی ہے بوقت لکھنے حدیث مذکورہ بالا کے ضرور یہ امر

پیش نظر مؤلف تھا کہ مناقب اور فضائل جناب امیر کو ایسے الفاظ سے تحریف وتبدیل کیا جائے کہ جو ظاہراً بے وقعت ہون اور آپنے مناقب و مراتب مندرجہ حدیث ناظرین کی نگاہ مین با وقعت معلوم ہون۔ مین یہ نہین کہسکتا کہ مؤلف کی یہ کارروائی خود انکے ذاتی عقیدہ کی وجہ سے ہی یا مذہب اہل السنن کے مطابق انکو ایسا کرنا پڑا۔ لیکن اسقدر تو ظاہر ہو گیا ہی۔ کہ علماء کبار اہلسنت نے منشی صاحب کی اس تحریف وتبدیل کو ناپسند نہین کیا بلکہ بڑی خوشی کے ساتھ مولوی لطیف اللہ صاحب نے مولف کی ایسی کارروائیون کی اپنی تقریظ عربی مین داد دی ہے

مولف صاحب نے جو یہ ارقام فرمایا ہی کہ صحیح بخاری مین براء بن عازب سے یہ روایت ہی کہ بوقت قصد غزوہ تبوک کے آنحضرت صلعم نے جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بیبیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا محض تحریف ہی صحیح بخاری مین نہ براء بن عازب سے روایت ہی نہ اُس روایت مین یہ غرض درج ہی کہ اپنی بیبیون اور بچون کی نگرانی مقصود تھی نہ لفظ محافظ مروی ہی مؤلف صاحب نے محض بوجہ تعصب وعناد حضرت علی کی خلافت کو کم وقعت کرنے کے لئے لفظ محافظ سے بدلا اور لفظ نگرانی بیبیون اور بچون کا اپنی طرف سے ملایا اور استخلاف کو بالکل درمیان سے نکالدیا۔ صحیح بخاری مین یہ حدیث مصعب بن سعد سے اس طرح مروی ہی۔ وعن مصعب بن سعد عن ابیه ان رسول الله صلعم خرج الی تبوك واستخلف علیا فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هرون من موسی الا انه

لیس نبی بعدی ہی صریح اور صاف ترجمہ اسکا یہ ہی کہ مصعب نے اپنے باپ سعد سے روایت کی ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم بقصد غزوہ تبوک نکلے اور علی مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تو علی نے عرض کی کہ کیا آپ مجکو بچون اور عورتون پر خلیفہ کرتے ہو (یعنی مردم شہر تو اکثر آپکے ساتھ جاتے ہین پیچھے شہر مین بچہ اور عورتین باقی ہین) اسپر رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ کیا تو راضی نہین ہی اس مرتبے سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔

اگرچہ اس حدیث کے طرق بکثرت ہین اور بوجہ صحیح و متواتر ہونے کے قریب قریب تمام کتب صحاح اہل سنت مین منقول ہی اور ہم موقعہ پر اور طرق سے بھی اس حدیث کو بھی نقل کرینگے مگر یہان ہماری مراد صحیح بخاری سے نقل کرنے کی یہ ہی تھی کہ اہل انصاف پر ظاہر ہو جاوے کہ حضرات اہل سنت کے تعصب کی اہلبیت رسالت کے ساتھ کیا کیفیت ہی۔

جناب منشی صاحب کیا ایمان داری اسی کا نام ہی کہ استخلف علیا کے معنی محافظ اور چوکیدار ہون اور حضرت ابوبکر کے قصہ مین اعہد کے معنی خلیفہ اور ولیعہد اور اکتب کتابا کا ترجمہ خلافت نامہ ہو۔ مجھے سخت تعجب ہے کہ مولوی لطف اللہ صاحب نے منشی صاحب کے اس نامحققانہ بلکہ معاندانہ تحریر کو کس وجہ سے باین الفاظ منسوب فرمایا۔ ہٰذہ رسالۃ سنیۃ و مقالۃ بہیۃ مشتملۃ علی تحریرات تطرب الاذہان الذکیۃ و محتویۃ علی تقریرات تعجب الآذان النقیۃ۔ للّٰہ درہ فقد الجم المعاندین

بتحقیقات انیقہ دریۃ وغیر ذلک ـــــ

زیادہ تر افسوس یہ ہی کہ منشی صاحب نے اس امر پر غور کامل نہین فرمایا۔ کہ نبی صلعم نے جو خلافت معمولی کے علاوہ حضرت علی کو اپنے اہل وعیال پر اپنا خلیفہ مقرر کیا اس سے حضرت علی کا کیا رتبہ عالی پایا جاتا ہی منشی صاحب یہ وہی اختیارات ہین جنکا کچھ اشارہ حضرت مرتضیٰ نے بعد خاتمہ جنگ جمل بی بی عائشہ سے فرمایا اور اُسکے نتیجہ ہی بی بی عائشہ نے کوفہ سے مدینہ کو کوچ کر دیا۔ اگر منشی صاحب کو یہ حال پیشتر معلوم ہوجاتا تو تمہید حدیث مین ہرگز نام بھی بیبیوں اور بچوں پیغمبر خدا کا نہ لکھتے۔ اب ہم مفصل روایت کو کتب معتبرہ اہلسنت سے نقل کرتے ہین کہ تقرر حضرت علی کا بطور محافظ زنان رسول صلعم کے نہ تھا بلکہ آپ خلیفہ رسول صلعم مقرر ہوئے اور ایسے عام خلیفہ مقرر ہوئے کہ نبی صلعم کے اہل وعیال پر بھی آپ خلیفہ رسول کے تھے اور ایسی خلافت کبھی کسیکو حاصل ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی۔

قال محمد بن اسحٰق۔ وخلف رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب علی اہلہ وامرہ بالاقامۃ فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ الا استثقالا و تخففا منہ فلما قال ذالک المنافقون اخذ علیؑ رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ صلعم وھو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی استثقالا بی فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اھلی واھلک افلا ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ

لا نبی بعدی ثم تیرجع علی الی المدینة ومضی رسول اللہ صلعم علی سفرہ
محمد بن اسحق باوجود اسکے کہ متعصبین اہل سنت مین شمار کیے جاتے ہین کہتے
ہین کہ خلیفہ مقرر کیا رسول صلعم نے علی ابن ابی طالب کو اپنے اہل پر اور حکم
دیا انکو اُنکے رہنے کا پس جھوٹ موٹ اڑائی منافقون نے یہ بات کہ رسولخدا
نے حضرت علی کو بوجہ گرانی طبع کے اپنے پیچھے چھوڑا ہی جسوقت منافقون نے
یہ بات کہی حضرت علی اپنے ہتیار باندھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور رسولخدا صلعم
کے پاس کہ منزل جرف مین مقیم تھی پہونچے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
منافقون کا زعم یہ ہی کہ آپنے فقط گرانی طبع کی وجہ سے مجھے یہان اپنے پیچھے
چھوڑا ہی پس فرمایا رسول صلعم نے کہ منافق دروغ کہتے ہین پس تحقیق
کہ مین نے اپنا خلیفہ تجکو مقرر کیا ہی اُن سب پر جنکو مین نے پیچھے چھوڑا ہی پس
لوٹ جاؤ مدینہ کو اور خلافت کرو میری اور اپنے اہل مین۔ کیا تو راضی
نہین ہی ای علی اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسے کہ
ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہی پس واپس آئے
علی مرتضیٰ مدینہ کو اور روانہ ہوئے رسولخدا صلعم سفر کو۔

امام حاکم اور امام نسائی عمرو بن میمون سے ایک روایت طویل نقل
کرتے ہین جسمین حضرت ابن عباس نے حالات علی مرتضیٰ بیان کیے
ہین ازانجملہ یہ کہ فقال ابن عباس وخرج رسول اللہ صلعم فی غزوة تبوک
وخرج الناس معه فقال له علی اخرج معك قال فقال النبی صلعم
لا فبکی علی فقال له اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من

موسیٰ الا انہ لیس بعدی نبی ان اذھب الا وانت خلیفتی ۔ یعنی ابن عباس
نے کہا ہے کہ جب رسول خدا صلعم غزوہ تبوک کو چلے اور سب آدمی آپکے
ساتھ جانے کو نکلے تو علی مرتضیٰ بولے کہ مین بھی آپکے ساتھ چلونگا حضرت نے فرمایا
کہ نہین اسپر حضرت رونے لگے پس فرمایا رسول صلعم نے حضرت علیؑ سے کہ آیا راضی نہین ہے تو
اس مرتبہ سے کہ ہووے تو میرے نزدیک ایسا جیسا کہ ہارون تھا موسیٰ کے نزدیک
الا یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہی اگرچہ لائق نہین ہی تجکو چھوڑدون لیکن تو میرا خلیفہ ہی
اگر مؤلف صاحب کے اب بھی اطمینان نہوئی ہو اور یہ ہی شبہ ہو کہ حضرت علی
فقط پیغمبر خدا کے اہل و عیال پر خلیفہ تھے اور اہل و عیال عوام مدینہ آپکی خلافت
وحکومت سے مستثنیٰ تھے تو یہ بات بہت ظاہر اور روشن ہی کہ پیغمبر خدا کے اہل و
عیال سے عوام مدینہ یا اُنکے اہل و عیال زیادہ شرف نہین رکھتے تھے جو شخص
نبی صلعم کے اہل و عیال مین نبی کا خلیفہ ہی وہ بدرجہ اولیٰ عام پر بھی خلیفہ ہے
اور جبکہ نبی صلعم نے نظیر موسیٰ و ہارون کی دی تو قوم کسیطرح مستثنیٰ نہین ہوسکتی
اور نیز جبکہ پیغمبر خدا صلعم نے صاف الفاظ مین یہ فرمایا انما خلفتک لما ترکت من ورائی
یعنی بتحقیق کہ مین نے تجکو اپنا خلیفہ انپر مقرر کیا کہ جنکو اپنے بعد مدینہ مین چھوڑا
تو پھر کوئی بھی مستثنیٰ نہین ہوسکتا ۔ بعض متعصبین اہل سنت نے جو معارضہ
و مناظرہ مین یہ لکھدیا ہی کہ حضرت علی فقط اہل و عیال پیغمبر پر خلیفہ تھے اور پیش
نمازی اہل مدینہ متعلق بہ ابن ام مکتوم تھی اسکو محققین سنے خود غلط قرار دیدیا
اور صاف لکھدیا کہ روایت پیشنمازی حضرت علی مرجح ہی جیسا کہ مدارج النبوت
کے صفحہ ۲۰۸ مین بحوالہ ابن عبد البر صاف طور سے روایت پیشنمازی حضرت علی کو

اصح قرار دیا گیا۔ مولف صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہی (اگرچہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کو موافق لگاتے ہین مگر چند دلائل معقول اُنکا دعوےٰ صحیح نہین ہی) واجب تھا کہ اس موقعہ پر ذکر اُس معنی کا کیا جاتا کہ جو شیعہ اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین اور جبکہ تشریح معنی مذکور سے اعراض کیا گیا ہی تو صاف طور سے لغویت اعتراض کی ثابت ہی۔ مگر قبل از تردید دلائل مولف اسرار الہدیٰ کی اول بحث معنی حدیث سے کرتے ہین۔

بحث معنی حدیث منزلت

واضح ہو کہ جمیع علمائے اہل سنت و امامیہ اثنا عشریہ معنی حدیث مین متفق ہین اور سب یہی کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے یہ فرمایا کہ تو میرے نزدیک ایسا ہی جیسا ہارون موسیٰ کے نزدیک تھا۔ اب بحث طلب یہ امر ہی کہ باہم حضرت ہارون و موسیٰ علیہما السلام کی کیا کیا نسبتین تھین سوائے نبوت ہارون کے کیونکہ فقط ایک نبوت کی نسبت کو مستثنیٰ فرمایا ہی اور باقی تمام نسبتون کو ذات علی مرتضیٰؑ مین ثابت کیا ہی۔ اور رتبۂ خلافت مضاف ہی منزلت ہارونی کی طرف کیونکہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے اول نسبت ہارون و موسیٰ کی تشبیہ دیکر خلافت کو اسطرح مضاف کیا ہی کہ موسیٰ علیہ السلام جب عازم میقات ہوئے تو انھون نے اپنے بھائی ہارون کو قوم بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اور چونکہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اس لئیے مین بھی تمکو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہون۔ اب ہمکو دیکھنا اس امر کا باقی رہا کہ باہم حضرت موسیٰ و ہارون کے کیا کیا نسبتین ثابت ہین

اسلیئے اس مقام پر وہ عبارت نقل کرتا ہون کہ جو اس بندۂ حقیر نے جلد ثالث تاریخ الانبیا مین ذکر امامت حضرت امام الاتقین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین لکھا ہے و ہو ہذا۔

نقل عبارت از جلد ثالث تاریخ الانبیا مولفہ ما صے

پس اکنون ما را تحقیق باید کرد کہ منزلت ہارون نزد موسی علیہما السلام چہ بود پس بمطالعہ کلام ربانی ہویداست کہ موسی بخداوند تعالی خواستگاری نمود کہ وارد شد۔ قال واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی واشدد بہ ازری واشرکہ فی امری۔ یعنی موسی بخداوند تعالی سالت نمود کہ بار الہا گردان برای من از اہل من ہارون برادرم را وزیر من و قوی گردان بوجود وی پشت مرا و شریک گردان او را در امر من یعنی در رسالت۔ وخداوند تعالی سئول وی را بدرجہ اجابت رسانید کہ در قرآن مجید وارد ست قد اوتیت سؤلک جعلنا معہ اخاہ ہرون وزیرا و قال فی سورۃ الاخری سنشد عضدک باخیک۔ حاصل معنی ہر سہ آیات این ست کہ فرمود خدای تعالی بتحقیق عطا کردیم ترا ای موسی آنچہ تو سوال کردی (در بارۂ ہارون) و در سورۂ دیگر میفرماید البتہ بتحقیق دادیم موسی را کتاب و کردیم با وی برادرش ہارون را وزیر وی و در جای دیگر فرمودہ کہ بزودے استوار سازیم عضد ترا بہ برادرت۔

پس ظاہر شد کہ منزلت ہارون از موسی یکے من حیث الوزارت ست کہ ہارون وزیر موسی بود۔ و وزیر مشتق ست از یکے از معانی ثلثہ کہ

یکی از آن وِزر بکسر واؤ و سکون زای معجمہ است و آن بمعنی ثقل ست و بر این تقدیر معنی وزیر آنست کہ تحمل اثقال نماید و سبکبار گرداند و معنی دیگر از وَزَر بفتحہ واو و زا بمعنی مرجع و ملجا ست چنانچہ در قول حق سبحانہ تعالی وارد ست کلا لا وزر و بر این تقدیر مراد از وزیر این ست کہ راجع شوند بجانب رای وی و تکیہ کنند بروی در استعانت از وی و معنی ثالث مشتق ست از ازر و آن بمعنی پشت و ظہر ست ہمچنانکہ در کلام باری تعالی وارد ست اشدد بہ ازری پس حاصل میشود از وزیر قوت امر و اشتداد ظہر ہمچنانکہ قوی و شدید میشود بدن از پشت پس بود منزلت ہارون از موسی اینکہ قوی گرداند پشت موسی را و معاضدت وی نماید و سبکبار گرداند موسی را از بارہای گران بنی اسرائیل و بردارد بارہای ایشان بقدر استطاعت خود۔ و این جملہ منزلت ہا باعتبار وزارت بود۔

و اما منزلت ہارون از موسی یکی من حیث از شرکت ست در امر موسیٰ و آن شرکت در نبوت و رسالت ست۔ و دیگر منزلت ہارون از موسیٰ این ست کہ بوقت توجہ بجانب میقات موسی علیہ السلام ہارون را بر قوم بنی اسرائیل خلیفہ خود گذاشت کہ قرآن کریم بر آن ناطق ست پس تلخیص منزلت ہارون با موسیٰ آنست کہ بود وی علیہ السلام برادر موسیٰ و وزیر و عضد او و شریک او در نبوت و خلیفہ او بر قوم او عند سفر میقات و ہمچنانکہ گردانید رسول خدا صلعم منزلت علی را نسبت بخود و

ثابت کرد برای وی علیہ السلام ہمہ چیزہا را کہ ہارون میداشت غیر از نبوت
زیراکہ در آخر حدیث استثنا نبوت واقع ست باین عبارت غیر انہ لا نبی
بعدی و مراد ازین استثنا ہمین ست کہ بعد از رسول خدا صلعم کسی بنبوت
ورسالت مبعوث نخواہد شد ولیکن شرکت در رسالت امری دیگرست و
آن ثابت ست در ذات حضرت مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ بچند وجوہ ـ
اول آنکہ در قرآن مجید آنحضرت را بنفس رسول صلعم تعبیر کردہ اند و
نفس شی عبارت می باشد از شی و اکثر احادیث صحیحہ و متواترہ نیز موید این تعبیر
وارد اند بنا بر فرمود رسول صلعم بعلی مرتضیٰ ـ انت منی وانا منک ـ
یا علی منی وانا منہ ـ و فرمود ـ انا وعلی من نور واحد ـ
وہمچنان در وحدت و شرکت طینت و خلقت و گوشت و خون روایات کثیرہ
وارد اند و ازین حیث در غدیر خم فرمود من کنت مولاہ فعلی مولاہ
وقصہ تبلیغ رسالت متعلق بسورۂ برات و تعین حضرت مرتضیٰ بعد عزل
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و فرمان نبوی ـ لا یودی عنی الا انا او
علی ـ و غیر ذلک اشارہ الیست ازین شرکت ـ و نیز در اکثر صفات
نبوت حضرت مرتضیٰ را بہرہ و نصیبی دادہ اند مثل عصمت و طہارت
وعلم لدنی و اعجاز و کرامات و در آمدن در مسجد بحالت جنابت و مختار
بودن در مال خمس و فی و غیرہم پس ظاہر شد کہ حضرت مرتضیٰ جزو یست
از ذات حضرت مصطفیٰ صلعم و شک نیست کہ جزو در حد مشترک میباشد
کل را پس جدائی در ذات نبی و علی ممکن نیست چنانچہ شاعری فرمودہ است

شعر غنی و علی ہر دو بنسبت بہم ٭ دوتا و یکی چون زبان قلم ٭ پس برین تقدیر مفہوم حدیث منزلت این ست کہ رسول خدا میفرماید ای علی تو نزد من بہمہ وجوہ چنان ہستی کہ ہارون نزد موسیٰ بود غیر ازینکہ ہارون نبی بود و بعد من نبوت منقطع گردید یعنی تو برادر من و وزیر من و عضد و قوت بازوی من و پشت پناہ من و خلیفۂ من و شریک من ہستی۔ و این کمال فخر و مباہات ست برای حضرت مرتضیٰ کہ کسی را از طبقۂ صحابہ میسر نشدہ است و این منزلت عظمیٰ صریحاً دلالت میکند بر خلافت بلا فصل وی علیہ السلام زیرا کہ چنین منزلت غیر در ذات وی علیہ السلام ثابت نیست و کسی را از خلفاء ما سبق میسر نشد خلافت نبی در حقیقت شرکت در منصب رسالت ست پس ہر کہ با پیغمبر صلعم چنین منزلت ندارد خلافت را نشاید۔ الخ

وجہ تقرر علی مرتضیٰ بر خلافت ہنگام عزیمت تبوک

جن لوگون کو حق سبحانہ تعالیٰ نے چشم بصیرت اور قلب نورانی عطا فرمایا ہے اُنکو حق و باطل مین تمیز کرنا دشوار نہین تھوڑے سے غوص و فکر سے معاملہ کی ماہیت کو دریافت کر سکتے ہین۔ جو لوگ فن سیر و تاریخ مین مہارت رکھتے ہین اس بات کو اچھی طرح جانتے ہین کہ رسولخدا صلعم نے بوقت عزیمت کسی سفر کے اہتمام تقرر خلافت کا نہین فرمایا بجز اسکے کہ کسی ایک ضعیف یا معذور صحابی کو امامت نماز کے لئے مدینہ مین چھوڑ جاتے تھے اور اکثر ابن ام مکتوم کہ نابینا و معذور تھے اس کام پر مقرر ہوتے تھے اور خاصکر حضرت مرتضیٰ کو کبھی کسی غزوہ مین آنحضرت صلعم نے اپنے سے

جدا نہیں کیا پھر اسی غزوہ تبوک کی عزیمت کیوقت کیا ضرورت اور وجہ
لاحق ہوئی کہ حضرت علی کو خلیفہ مقرر کر کے مدینہ مین چھوڑا پس جو لوگ حالات
غزوات سے ماہر ہیں وہ جانتے ہین کہ اس غزوہ تبوک کو دیگر غزوات
سے کیا نسبت ہی تمامی غزوات آنحضرت صلعم مین بعض اقوام و قبائل
عرب سی مقابلہ ہوتا تھا کسیوالی ملک یا بادشاہ سی جنگ مقصود نہوتی تھی ور اس غزوہ
تبوک مین مقابلہ قیصر روم سی تھا جو ایک بہت بڑا شہنشاہ اپنے وقت کا تھا لاکھوں فوج
اپنے زیر حکم رکہتا تھا عوام لوگ مسلمانونکو کسیطرح مد مقابل قیصر کا نہین جانتی تھی بلکہ
کفار اور منافق اس ارادہ پر پیغمبر خدا کے مضحکہ کرتے تھے خصوصاً بعضے سردار
نفاق ہمیشہ مثل ابن ابی سلول وغیرہ علی الاعلان کہا کرتے تھے کہ گو یا ہم
دیکھ رہے ہین کہ مسلمان لوگ قیصر کے لشکر کے ہاتھون میں اسیر ہین اور
قتل کیئے جا رہے ہین اور عوام لوگون کے دلون مین لشکر قیصر کا ایسا رعب
پڑ گیا تھا کہ ایک جماعت کثیر خلیفان و تابعان ابن ابی سلول پہلی ہی
منزل سے لشکر رسو لخدا کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اگرچہ رسو لخدا صلعم کے
ہمراہ بھی چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے لیکن ظاہر ہی کہ قیصر روم
کے مقابلہ مین اس تعداد لشکر کو کیا وقعت ہوسکتی ہی اس لیے ظاہر ہی
کہ اس غزوہ سے زیادہ کوئی غزوہ محل خطرنہ تھا بلکہ اسکے عشر عشیر بھی
اور غزوات مین احتمال خطر نہ تھا۔

پس جبکہ رسو لخدا صلعم نے ایسی جنگ عظیم کی طیاری کی تو حسب قوانین حزم
و احتیاط و بہ حسب قواعد سلطنت و ملک داری آنحضرت صلعم پر واجب ہوا

کہ اسوقت تک عزیمت جنگ پر کوچ نکرین جبتک کہ اپنا ولیعہد اور خلیفہ نامزد نکرین جو لوگ بنظر غائر اسطرف توجہ نہین کرتے وہ تو یہی جانتے ہین کہ منجملہ بہت سے غزوات کے ایک غزوہ تبوک بھی تھا اور جسطرح ہمیشہ کسی ضعیف و معذور کو مدینہ مین بشیمارزی وغیرہ کیلیئے چھوڑ جایا کرتے تھے اُسی طرح اس مرتبہ بھی حضرت علی کو مدینہ مین اپنا خلیفہ مقرر کردیا لیکن غوض وفکر کرنیسے معلوم ہوتا ہی کہ نظر بحالات غزوہ مذکور رسولخدا صلعم پر واجب ہوگیا تھا کہ جبتک کسیکو اپنا مستقل خلیفہ نامزد نفرماوین اُسوقت تک عزم سفر نکرین اسلیئے صاف ظاہر ہی کہ یہ خلافت مرتضوی مثل اُن چندروزہ خلافتون کے نہتھی جو آنحضرت بوقت عزیمت سفر کسی ایک صحابی کو بشیمارزی وغیرہ کے لیئے مقرر کیا کرتے تھے بلکہ یہ خلافت مستقل اور دائمی خلافت تھی اور مطلب اس تقرر خلافت سے یہ ہی تھا کہ اگر جنگ پیش آوے اور اتفاق سے معاملہ منعکس ہوجاوے تو اسلام بے سردار نہ رہے اور نیز عوام الناس پر ظاہر ہوجاوے کہ نبی کا جانشین برحق علی مرتضی ہے صلواۃ اللہ علیہ۔

اب ہم اُن دلائل صاحب اسرار الہدی کی تردید کرتے ہین جنکو عدم صحت دعوئ شیعیان پر سند لائے ہین۔

اقولہ اول ۔ یہ کہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارون کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

اقول وبہ نستعین ۔ جو منزلت ہارون کی موسی سے تھی اُسکو ہمنے مشرحًا بحوالہ آیات قرآنی اوپر لکھا ہی وہ جملہ منازل تاوقت وفات حضرت ہارون

قایم و برقرار رہیں انھین منازل و مراتب کو باہم رسولخدا و علی مرتضیٰ کے شمار کرنا چاہیے خلافت حضرت ہارون کی کسی خاص زمانہ کے لئے محدود نہین تھی بلکہ وہ روز بعثت حضرت موسیٰ سے تا وفات خود نائب و شریک و نشیت پناہ و وزیر و خلیفہ حضرت موسیٰ کے رہے حضرت موسیٰ کی حضوری و موجودی مین نائب اور وزیر کہلاتے تھے اور غیبت مین خلیفہ سمجھے جاتے تھے اور ان منازل سے کبھی عزل واقع نہین ہوا یہانتک کہ وفات پائی حضرت ہارون نے اسیطرح حضرت علی کو بھی سمجھنا چاہیے کہ یوم بعثت سرور کائنات سے تا حین وفات خود آنحضرت صلعم کے بھائی وزیر نائب شریک و خلیفہ و وصی رہے اور یہ امر بھی مسلم ہی کہ اصحاب موسیٰ علیہ السلام مین سے کسیکا رتبہ اور منزلت حضرت ہارون کے برابر نہ تھا اور حضرت ہارون کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت حضرت موسیٰ کا نہ رکھتا تھا پس جبکہ بشہادت نبی صلعم حضرت علی آنحضرت صلعم کے نزدیک بعینہ وہی منزلت اور نسبت رکھتے تھے جو ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی تو لامحالہ اس امر کو بھی ضرور ماننا پڑیگا کہ اصحاب محمد صلعم مین سے کسیکا رتبہ و منزلت حضرت علی کے برابر نہ تھا اور حضرت علی کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص استحقاق خلافت حضرت پیغمبر خدا صلعم کا نہیں رکھتا تھا۔ اور اسی منزلت کو خلافت بلافصل کہتے ہین۔

اثبات خلافت بلافصل حضرت علی مرتضیٰ مین صدہا روایات اہل السنن مین بہ تائید اس حدیث کے وارد ہین اور ثابت ہی کہ حضرت علی کی صغرسنی کے زمانہ سے آنحضرت صلعم نے آنکو اپنا خلیفہ او وصی و نائب گردانا اور ہمیشہ

بار بار امت کو اسکی اطلاع دی دیکھو شروع زمانہ بعثت مین بوقت نزول آیہ کریمہ
وانذر عشیرتک آنحضرت صلعم نے تمام بنی عبد المطلب کو جمع کرکے حضرت
علی کی نسبت فرمایا ھذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا لہ یعنی
یہ میرا بھائی ہی اور میرا خلیفہ ہی تم مین پس سنو بات اسکی اور فرمان برداری
کرو اسکی۔ استخراج کیا ہی اس روایت کو محمد ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن ابی
حاتم و ابن مردویہ و حافظ ابونعیم و بیہقی نے اور اسی تمام قصہ کو امام نسائی نے
کتاب الخصائص مین ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا ہی۔ پوری تفصیل ان
روایات کی انوار الہدی مین مندرج ہی بعد ازان بروز ہجرت آنحضرت
صلعم نے حضرت علی کو مکہ مین اپنا خلیفہ چھوڑا۔ بعد اسکے سال بیعت الرضوان
مین حضرت علی کی خلافت سے بہ انکار خلافت ابوبکر و عمر لوگون کو اطلاع
دی کہ امام حاکم اور نسائی نے حدیث خاصف النعل کو روایت کیا ہی
اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین بلفظ نسائی نقل کیا ہی۔ پھر بوقت
تبلیغ سورہ برات اس امر کو بہت صاف کیا گیا کہ سوائے علی مرتضیٰ کے
اور کوئی شخص اصحاب رسولخدا صلعم مین سے خلافتاً یا نیابتاً ادائے رسالت
نہین کر سکتا اور پیشتر جو حضرت ابوبکر اس کام پر مقرر کیے گئے تھے بحکم وحی
الٰہی معزول ہوئے اور پیغمبر خدا صلعم کو صاف حکم دیا گیا کہ ادائے رسالت
تمہارا کام ہی تم خود جاؤ یا علی کو بھیجو۔ یہ قصہ غایت شہرت سے محتاج ثبوت
نہین۔ دیکھو ازالۃ الخفا و مدارج النبوت وغیرہ کو۔ علاوہ بارہا امت کو مطلع
کیا گیا کہ علی مرتضیٰ بعد رسول صلعم تمام مومنین و مومنات کے امام اور والی ہین۔

وھو ولیکم بعدی۔ وفی ازالۃ الخفا عن ابن عباس قال لعلی رسول اللہ صلعم
انت ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ۔ ومن کنت مولاہ فعلی مولاہ
بمقام غدیر خم ستر ہزار آدمیون سے خطاب کرکے فرمایا۔ علاوہ برین آنحضرت
صلعم حضرت علی کو ان القابون سے یاد کرتے تھے سید العرب امیر المومنین
امام المتقین قائد الغر المحجلین یعسوب الامۃ وغیرہ غرض کہانتک
شمار کراؤن کوئی انصاف کرنیوالا بچشم غور ملاحظہ کرے اور کتب اہل سنت
کو بغور دیکھے کہ ان فضائل والقاب سے ایک بھی حضرت ابوبکر یا عمر کو حاصل
ہوا ہی۔ یا کبھی بھولکر بھی انمین سے کسیکو اپنا خلیفہ یا امام فرمایا ہی۔ اب ہم بطریق
تنزل یہانتک تسلیم کرتے ہین کہ اگر اس حدیث منزلت سے فقط ایک
وقت مخصوص کی ہی خلافت مرتضوی ثابت ہوتی ہی توبھی خلافت بلافصل
حضرت علی مرتضی کی ثابت ہوگئی کیونکہ خلفاء ثلثہ مین سے توکسیکو ایک ساعت
کے لئیے بھی رسولخدا نے کبھی خلیفہ مقرر نہین کیا کہ انکی لیاقت خلافت کی
شہادت حاصل ہوتی بلکہ خاص حضرت ابوبکر کی عدم قابلیت خلافت برنص
وحی نازل ہوگئی اور حضرت مرتضی کو خود رسولخدا اپنی زندگی مین خلیفہ مقرر
کرچکے اور انکی لیاقت برنص صریح نازل ہوچکی تو صاف ظاہر ہوگیا کہ سوائے
علی مرتضی کے اور کوئی اصحاب پیغمبر خدا مین سے نہ خلیفہ رسول ہوا اور نہ ہوسکتا
تھا پس علی مرتضی بیشک خلیفہ بلافصل ہوئے۔

قولہ ووم جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارون خلیفہ نرہے
بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسیطرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہئیے

اقول بحول اللہ و قوتہ۔ قول معترض بوجوہ عدیدہ غلط اور برخلاف تحقیق ہے کیونکہ یہ امر مسلمہ جمیع اہل اسلام ہے کہ حضرت ہارون معین و شریک و نائب و وزیر و خلیفہ حضرت موسیٰ کے تھے بذاتہ علیحدہ رسول نہ تھے فقط حضرت موسیٰ کی امداد کے لئے مبعوث ہوئے اور باعتبارات مختلف اُنکے مراتب و منازل نامزد ہوئے مثلاً جب وہ حضرت موسیٰ کی طرف سے ادائے پیغام و رسالت کرتے تو اُنکو حضرت موسیٰ کا نائب اور خلیفہ کہا جاتا۔ اور جب وہ امورات اہم میں رائے زنی کرتے تو موسیٰ کے معین و شریک کہلاتے اور جب حضرت موسیٰ کے شامل ہو کر قوم کا انصاف کرتے تو موسیٰ کے معین و شریک کہلاتے۔ ان تمام مناصب میں سے کبھی کسی منصب سے معزول نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے یہ قول کہ جب موسیٰ میقات سے واپس آئے تو حضرت ہارون خلافت سے سبقدوش ہو گئے محض لغو ہے کیونکہ حضرت ہارون اپنی وفات کے وقت تک حضرت موسیٰ کے خلیفہ برحق تھے کیونکہ تمام اعمال و افعال حضرت ہارون کے دو منصب پر منقسم ہوتے تھے۔ ایک وہ افعال جو بمعیت موسیٰ علیہ السلام کرتے تھے وہ من حیث شرکت والوزارت ہوتے تھے۔ دوسرے وہ افعال و اعمال جنکو بہ غیبت موسیٰ علیہ السلام انجام دیتے تھے وہ تمام افعال من حیث الخلافت ہوتے تھے۔ پس اسی پر قیاس کرنا چاہیے منزلت حضرت علی مرتضیٰ کو کہ جبتک وہ حضرت زندہ رہے نبی صلعم کے برحق خلیفہ رہے اور جو کام بمعیت رسول صلعم کرتے وہ من حیث الشرکت و وزارت ہوتا اور جو کام بغیبت رسول خدا صلعم میں انجام دیتے وہ من حیث الخلافت ہوتا حضرات اہل سنن لفظ شرکت سے نہ چونکیں

اس سے مراد بعثت نبوت نہین ہی بلکہ امور رسالت مین شرکت دوسری بات
ہی جسکی تشریح روایات صحیحہ مرویہ اہل سنت مین موجود ہی جیسے کہ قصہ تبلیغ سورۂ
براءت مین حضرت ابوبکر کو تبلیغ رسالت کی ممانعت ہوئی اور بحکم وحی قرار پایا
کہ اس کام کو خود آنحضرت کر سکتے ہین یا حضرت علی انجام دیسکتے کیونکہ وہ
انسے ہین اور یہ اُنسے - اسی کا نام شرکت ہی ورنہ غور کا مقام ہی کہ آیت تطہیر کی
مصداق مین کوئی صحابی کیون شامل نہوا حضرت علی کی کیا خصوصیت تھی
کہ معصوم وطاہر کیے گئے وجہ اسکی فقط یہ ہی تھی کہ امور ومناصب رسالت مین
شرکت بغیر طہارت ممکن نہین ہی - ایک بحث اس موقعہ پر اور قابل تذکرہ ہی
کہ مؤلف اسرار الہدی کے طرز تحریر سے یہ پایا جاتا ہی کہ شاید اُنھون نے غلطی
سے یہ سمجھ رکھا ہی کہ آنحضرت صلعم نے فقط اس خلافت وقت عزم تبوک
کے لیے حضرت علی کو ہارون سے مثال دی ہی کہ جسطرح موسی نے اپنی
غیبت مین ہارون کو اپنا خلیفہ چھوڑا تھا اُسیطرح مین بھی اپنے بھائی علی کو
خلیفہ کرتا ہون اور دیگر تعلقات جو باہم موسی وہارون کے مستقل اور دائمی
تھے اُنسے حضرت علی کو مثال نہین دی - اس امر کا فیصلہ اول تو ایسی حیثیت
سے ہو سکتا کہ اسمین تمام منازل ومناصب ہارونی سے سوائے نبوت
کے مثال دیگئی ہی علاوہ اسکے یہ بات ہی کہ آنحضرت صلعم نے کچھ اسیوقت
یعنی بوقت عزیمت تبوک ہی حضرت علی کو ہارون سے نسبت نہین دی
بلکہ ہمیشہ آپ اسی طرح فرماتے کہ علی میرے نزدیک ایسا ہی جیسا کہ
ہارون موسی کے نزدیک دیکھو سنہ ۳ ہجری سے قبل جب مسجد کے دروازے

بند کئے جانے کا حکم ہوا تو رسولخدا نے یہ ہی فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے موسیٰ
کو حکم دیا کہ ایک مسجد طاہر و پاک بنا اور اسمین سوائے تیرے اور ہارون
اور پسران ہارون کے کوئی ساکن ہو اسیطرح مجھے بھی حکم دیا کہ مسجد طاہر و
پاک تعمیر کر اور اسمین سوائے تیرے اور علی و پسران علی کے کوئی ساکن نہو
اگرچہ ہمارا ایمان یہ ہی ہے کہ جو کچھ رسول اکرم صلعم نے زبان مبارک سے فرمایا
وہ ہی عین حکم خدا ہے لیکن اس روایت سے صاف صاف ظاہر ہو گیا کہ خود
جناب باری نے محمد و علی کو موسیٰ و ہارون سے مثال دی ہے۔ اور یہ ہی
وجہ تھی کہ پیغمبر خدا صلعم نے حضرات امام حسن و امام حسین علیہما السلام
کے نام پسران ہارون کے نام پر شبر و شبیر رکھے۔
پس جبکہ یہ امر تحقیق ہو چکا کہ حضرت ہارون کا منصب خلافت موسوی
مستقل اور دائمی تھا اور بعد واپسی موسیٰ از میقات عزل ہارون واقع نہین
ہوا تو لامحالہ ماننا پڑیگا کہ حضرت علی بھی دائمی اور مستقل خلیفہ رسولخدا صلعم
کے تھے اور عزل انکا واقع نہین ہوا اگر کسیکو حوصلہ مناظرہ کا ہو تو ایک ہی
روایت اس قسم کی اپنے ہی کتب سے نشان دہی کہ جس سے عزل خلافت
ثابت ہو ورنہ ہم صدہا روایات کتب اہل سنت مین ایسی نشان دیتے ہین کہ
بعد واپسی غزوۂ تبوک کے آنحضرت صلعم نے اس خلافت حقہ کی تاکیدین
باصرار و تاکید تمام احکام صادر کئے دیکھو بعد واپسی غزوہ تبوک کے حضرت
علی یمن کو بھیجے گئے اور مردان خالد رسولخدا سے شکایت حضرت مرتضیٰ شاکی
ہوئے تو آنحضرت صلعم نے بعد تہدید ان لوگون سے فرمایا وھو ولیکم بعدی

یعنی علی میرے بعد تمھارا حاکم اور مالک ہی۔ اور نیز بار ہا فرمایا حضرت علی کی شان میں ہو ولی کل مومن من بعدی ومومنة۔ یعنی علی میرے بعد ہر مومن مومنہ کا حاکم اور امام ہی۔ اور آنحضرت صلعم نے کچھ اپنی ہی طرف سے نہیں فرمایا بلکہ حکم الٰہی کا اظہار فرمایا ہی جو آیتہ انما ولیکم اللہ میں نازل ہوا ہی اسی غزوہ تبوک کے بعد تمام امت کو تمسک اور پیروی حضرت علی کا حکم دیا گیا کہ حدیث ثقلین شاہد ہی پھر اسکے بعد خطبہ غدیریہ تائید اسی خلافت کے فرمایا کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جسکا میں مولا ہوں علی اُسکا مولا ہی۔ اسکے بعد حضرت ابوبکر کو بماتحتی اسامہ بن زید روم جانے کا حکم دیا گیا اور وہ حکم نافذ رہا دم واپسین آنحضرت صلعم تک بعد ازان عین قریب وقت وفات مثل طریقہ سنت پیغمبران حضرت علی کو برکت دی وصی اپنا مقرر کیا جو بنوت اور ملبوس خاص سے اعزاز بخشا۔ اور جو کچھ موسی علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کیا تھا وہ سب کچھ محمد مصطفی صلعم نے حضرت علی سے کیا پھر امت محمدی میں اور کون شخص ہی کہ خلافت پیغمبر کا نام بھی لے سکے۔ اہل سنت جو یہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے کسیکو بزمانہ وفات خلیفہ نہین کیا اگر یہ قول اُنکا صحیح ہی تو بظاہر یہی بات معلوم ہوتی ہی کہ جب جنگ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ مقرر کر دیا تھا تو دوبارہ تقرر کے کوئی حاجت نہین سمجھے کیونکہ یہ بات تو قطعی ناممکن ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے غیبت چند روزہ کے لیئے اپنا خلیفہ مقرر کرنے میں دریغ نہین فرمایا تو غیبت دائمی کے لیئے کسطرح خلیفہ مقرر نہ فرماتے۔ اب اگر بطریق تنزل ہم قول معترض کو مان بھی لین تاہم خلافت بلا فصل جناب امیر کی

ہوگی اسلیے کہ جب دیگر مدعیان خلافت مین سے کسیکو کبھی منصب خلافت
چندروزہ حاصل نہین ہوا تو لامحالہ خلیفہ برحق وہی مانا جاویگا جسکو کبھی خدا
اپنی حیات مین کبھی اپنا خلیفہ مقرر کیا ہو کیونکہ اسکی لیاقت خلافت کی تصدیق خدا
ورسولہ ہی اور دیگر مدعیان کو یہ فضیلت حاصل نہین۔

قال صاحب اسرار الہدی ہمیشہ اس قسم کی خدمات سب عزیزون کی بجائے یا دوستون کے سپرد
کیجاتی ہین پس جناب امیر کا چندروز کیلئے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہوسکتی۔
اقول بحولہ تعالی معترض صاحب کی اس قول سے یہ امر تو ثابت ہوگیا کہ دنیا مین
خدمات دو طرح کی ہوتی ہین۔ ایک وہ خدمات جنسے رازداری متعلق ہی اور دوسری
عام خدمات۔ اور یہ امر بھی صاف روشن ہی کہ جو شخص رازداری کی خدمات کو انجام دیسکتا
ہی وہ عام خدمات کو بدرجہ اولی انجام دے سکیگا اور جو شخص فقط عام
خدمات کو انجام دیسکتا ہے وہ نا قابل انصرام خدمات رازداری کی ہی پس
اگر خدمات سپرد کرنیوالا مجنون نہین ہی تو بجائے دو خادم مقرر کرنیکے فقط ایک
ایسے شخص کو مقرر کریگا جو دونون قسم کی خدمات کو انجام دیسکتا ہی پس یہ امر بمنزلہ
مثل قاعدہ کلیہ اور قانون تقرر خلافت کے ہوا یعنی جب یہ امر ثابت ہوا اس امر کو واجب
کردیا کہ جو کوئی شخص اپنا ولیعہد یا خلیفہ مقرر کرنا چاہے تو لازم ہی کہ ایسے شخص کو
مقرر کرے جس سے رازداری کی خدمات کا انصرام بھی ہوسکے اور غیر شخص
جس سے رازداری کی خدمات متعلق نہین ہوسکتے ہین ہرگز خلیفہ بھی مقرر نہین
ہوسکتا۔ اور یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہی کہ جسکو نہ فقط منشی جوہر علی صاحب نے ہی
تسلیم کیا ہی بلکہ علی العموم تمام دنیا کے آدمی اس قاعدہ کو تسلیم کئے ہوئے ہین

اور تنبیہ الغافلین پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ مفتی صاحب نے جو دوسرا فقرہ یہ تحریر فرمایا کہ
جناب امیر کا چندروز کے لیئے بطریق محافظ مقرر ہونا دلیل خلافت نہین ہو سکتا
بالکل بے ٹھکانا ہے اور ایسا ہی ہے جیسے کوئی یون کہے کہ آفتاب کا نصف النہار پر
ہونا دلیل دن ہونے کی نہین ہے۔ ہم پوچھتے ہین رسول صلعم کو تبوک جاتے
وقت جن جن اسباب سے ضرورت محافظ مقرر کرنے کے ہوئے تھے کیا وہ اسباب
رسولخدا صلعم کی وفات کے بعد فوت ہو گئے تھے کیا رسول صلعم اپنی حین حیات
زوجات کو طلاق دیگئے یا آپکی وفات کے باعث جمیع زوجات آپکے نکاح سے
باہر ہو گئین تھین کہ جو انپر محافظ کے مقرر کرنے کی حاجت نہ رہی پس مسلمانونکو
اسکا ماننا پڑیگا کہ آنحضرت صلعم کی وفات سے کوئی فرق آپکی خانہ داری مین
نہین پڑا اور آپکی زوجات بعد وفات بھی نکاح مین رہین اسلیئے بسبب سفر تبوک
کے سفر آخرت کیوقت محافظ کا مقرر ہونا ضرور تھا اور اس امر سے معترض صاحب
کو بھی انکار نہین کہ یہ کام فقط حضرت علی کے سپرد ہو سکتا تھا حضرت ابوبکر سے
کوئی علاقہ نہ تھا۔ اب یہ کہنا تو مالیخولیا سے کم نہین کہ رسولخدا نے انتقال کے
وقت دو آدمیون کو اپنا خلیفہ یا وصی کیا ایک کو رازداری اور خاص الخاص
خدمات کی انجام دہی کے لیئے اور دوسرے کو امورات غیر رازداری کے
لیئے اور اس امر کو کہ خدمت رازداری حضرت ابوبکر کے سپرد کی مفتی صاحب
تو کیا کوئی اہلسنت بھی نہین کہہ سکتا۔ اب ضرور یہ ماننا پڑا کہ جسکو رسول صلعم
نے اس رازداری کے کام پر مقرر کیا تھا وہی انکا خلیفہ برحق اور امام امت ہے
قال چہارم۔ کتب سیر فریقین مین مرقوم ہے کہ حضرت ہارون نے حیلۂ حضرت

موسیٰ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

اقول وبہ نستعین منشی صاحب کو یہ اعتراض رسولخدا پر کرنا چاہیے کہ حضرت ہارون تو حیات موسیٰ ہی میں فوت ہوگئے تھے پھر حضرت علی کو آپ کیون خلیفہ کرتے ہو اسلئے کہ مثال ہارون بھی حدیث مین موجود ہی اور خلیفہ کرنا بھی اُسی حدیث مین درج ہی۔

اب مین گذارش کرتا ہون کہ وفات ہارون جب خود اُنکی ہی خلافت مین خارج ہوئے تو زندون کے حق مین کیون مانع ہوگی کیا حضرت ہارون کی مثال دینے سے یہی لازم آتا ہی کہ بنا بر تطبیق نظیر زندون کو مردہ فرض کرلیا جاوے حضرت علی کی نظیر کو حضرت ہارون پر کیون نہ اس طرح قیاس کرلیا جاوے کہ اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ علیہ السلام زندہ رہتے تو کوئی دوسرا شخص بمقابلہ اُنکے مستحق خلافت نہوتا۔ پس انتقال ہارون حیات موسیٰ مین حضرت ابوبکر کی خلافت کو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا۔ ہان اگر حضرت علی کا انتقال حیات رسولخدا مین ہوجاتا تو اگر یوشع بن نون کی نظیر حضرت ابوبکر پر بیان کی جاتی تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ ہارون کے جیتے جی حضرت یوشع کی قدر و منزلت ایک خادم سے زیادہ نہ تھی اسی پر منزلت علی اور رتبۂ ابوبکر قیاس کرلو۔ مگر لطف یہ ہی کہ حضرت ابوبکر یوشع بن نون کے مصداق بھی نہین ہوسکتے کیونکہ یوشع ابن مریم بنت عمران خواہرزادی حضرت موسیٰ و ہارون کے ہین اور حضرت موسیٰ کی عترت مین داخل ہین اور حضرت ابوبکر محض غیر شخص ہین۔ منشی صاحب ذرا تو دل مین انصاف کیا ہوتا کہ اگر حضرت ہارون حیات موسیٰ مین

فوت ہوگئی تو ظاہرا مجبوری موجود تھی کہ جنکو خلیفہ مقرر کرنا چاہیے تھا وہ پہلے ہی فوت ہو چکی اسلیئے دوسرے کو تلاش کیا اور جبکہ حضرت علی بوقت وفات رسول صلعم زندہ موجود ہیں تو ظاہر ہی کہ بموجودی اُنکے کوئی دوسرا شخص خلیفہ نہین ہوسکتا پھر آپ ہی اپنے دل مین غور فرما دین کہ ایسے فضول اعتراضات کی کیا وقعت کسی کی نظر مین ہوسکتی ہی۔

قال المجیب۔ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان جب ان تمام مراتب مین سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیونکر آپ خلیفہ بلا فصل ہو سکتے تھے۔

اقول و بہ نستعین۔ ان اعتراضات کا صاف مفہوم یہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے جو حضرت علی کو حضرت ہارون علیہ السلام سے مثال دی ہی اُسمین رسول خدا نے غلطی کھائی۔ اگر مولف صاحب دراصل اس حدیث کو موضوع قرار دیتے تو بظاہر اس کلمہ کفر سے بچ جاتے اور جبکہ انکے نزدیک حدیث صحیح ہی تو یہ اعتراض صاف صاف رسول خدا پر عاید ہوا اور رسول خدا کے قول کو خلاف واقع سمجھنا صریحاً کفر ہی منشی صاحب ذرا غور فرمائین کہ جب رسول خدا صلعم نے یہ فرمادیا کہ علی میرے نزدیک ایسا ہی کہ جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے تو اسمین ایسے لغو اعتراضات [illegible] ایسے صریحاً کفر ہی اگر اسپر یقین نہو تو مولوی لطف اللہ صاحب [illegible] فتوی لیجیے علاوہ ازین رسول خدا صلعم نے جبکہ حضرت علی کی شان مین یہ فرمایا انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ اگرچہ آپ ابن عم تھے تو بھی بھائی شمار ہوئے۔ پھر جب صحابہ مین باہم ایک

دوسرے کے مواخات واقع ہوئے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا
عمر کی کلانی وخوردی خلافت مین معتبر نہین ملکہ اگر خلیفہ عمر مین چھوٹا ہو تو زیادہ
مناسب ہی افصح البیانی حضرت ہارون کی بمقابلہ حضرت موسی کی بھی کہ آپکو
ثقل زبان عارض تھا اور ہارون صاف زبان رکھتے تھے نہ کہ دنیا مین کوئی
آدمی حضرت ہارون سے زیادہ فصیح نہ تھا مگر حضرت علی مرتضی جمیع صحابہ
سے زیادہ تر افصح البیان تھے جن لوگون نے آپکے خطبات دیکھے اور سنے
ہین اُنسے پوچھیے جو لوگ فقط ترجمہ مشارق الانوار کو دیکھکر ترجمہ احادیث لکھدیتے
ہین اور صحت وغلطی ترجمہ سے بھی آگاہ نہین ہین وہ حضرت علی ع کی
فصاحت سے کب واقف ہوسکتے ہین ۔
اب ہم ان سب باتون سے قطع نظر کر کے کہتے ہین کہ اگر خلافت انھین تین
باتون مین منحصر ہو تو بھی حضرت علی ہی خلیفہ بلافصل ثابت ہونگے کیونکہ اگر
کسیکے برادر حقیقی نہو تو قائم مقام اُسکا ابن عم حقیقی ہوتا ہے نہ کہ سارا قبیلہ اور سارا بھی
عرب کا ۔ دوم اگر خردی عمر مانع خلافت ہو تو حضرت ابوبکر اور عمر دونون رسولخدا
سے عمر مین چھوٹے تھے اگر عذر کمی عمر کو نظر انداز کیا جائیگا تو بہرحال ابن عم نسبت
شخص غیر کے خلافت کیلئے اولی ہوگا ۔ فصاحت کلام حضرت مرتضی مین کسیکو
کلام نہین بہرحال حضرت ابوبکر و عمر دونون سے افصح البیان تھے ۔ رہی
شرکت نبوت وہ بہ نص صحیح شیخین کی ذات مین ممتنع اور حضرت علی کی ذات مین
مجتمع تھی جیسا کہ صحاح اہلسنت مین قصۂ تبلیغ سورہ برات بشرح تمام مروی ہے
اور قول مخبر صادق صلعم مین وارد ہے لا یودی عنی الا انا او علی ۔ تطہیرہ

عصمت جو لازمہ نبوت ہے شیخین اس سے محروم ہین اور علی مرتضیٰ طاہر و معصوم ہین اسلئے خلیفہ بعد نبی علی مرتضیٰ ہین نہ کہ حضرت ابوبکر۔

قال ششم۔ حضرت رسولخدا صلعم نے جو تشبیہ کہ جناب امیر کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیر بھی حیات مبارک رسولخدا مین خلیفہ رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اسی طرح سے بعد وفات حضرت رسولخدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

اقول بحولہ تعالیٰ۔ اعتراض چہارم مین مولف صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت ہارون نے حیات موسیٰ ہی مین وفات پائی پھر خلافت کیسی اور اس اعتراض مین برخلاف قول سابق خلافت حضرت ہارون کا صاف اقرار کیا۔ یہ امر طریقہ حزم و احتیاط سے بہت دور اور دانشمند محقق و مولف سے بہت بعید ہے عرف عام مین کیجا پن اسی سے مراد ہے بعد وفات حضرت موسیٰ کے جو حضرت یوشع اور کالب دو شخصون کو خلافت ملنا درج ہے صریحاً واقع کے خلاف اور برعکس اقوال صحیحہ کے ہے نہ مسلمانون کی تفاسیر و تواریخ مین اسکا وجود نہ اہل کتاب کی بیان اسکا مذکور نہ قاعدہ عقل کے موافق صحیح۔ حضرت یوشع بن نون بعد موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبری پر مبعوث ہوئے اور خلافت یا امامت جس منصب سے مراد ہو سکتی ہے وہ منصب بعد انتقال ہارون علیہ السلام کے انکے بڑے بیٹے الیعاذر کو اور پھر نسلاً بعد نسل بنی الیعاذر مین منتقل ہوتا رہا۔ حضرت یوشع

بن نون فقط اسی باعث اس وجہ سے حضرت موسیٰ کے خلیفہ کہلا سکتے ہین کہ کتاب
انکی ناسخ توریت نہین اور جن ملکونکا وعدہ خداتعالی نے بنی اسرائیل سے
معرفت موسی علیہ السلام کے کیا تھا اُنکی تکمیل حضرت یوشع کے زمانہ مین
ہوئی ورنہ تمام بنی اسرائیل کے انبیا تابع توریت ہین۔ علاوہ اسکے حضرت
یوشع کے مثال حضرت ابوبکر پر صادق نہین آسکتی کیونکہ اول تو حضرت
یوشع داخل عترت حضرت موسیٰ و ہارون ہین دوسرے اُنکو یہ رتبہ بعد وفات
حضرت ہارون کے ملا اور جبتک حضرت ہارون زندہ رہے حضرت
یوشع بحیثیت اُنکے خوردون کے تھے اور تمام امت موسوی حضرت ہارون
کو مثل حضرت موسیٰ کے اپنا مولا جانتے تھے جیسا کہ جمیع صحابۂ امت محمدی
حضرت علی کو مثل رسولخدا اپنا مولی سمجھتے تھے پس بزرگ یا آقا کی زندگی مین
خورد یا خادم آقا کے منصب کو نہین پاسکتا اگر حضرت ہارون بعد موسیٰ
زندہ رہتے تو غیر شخص کو اُنکا منصب ہرگز حاصل ہوتا اسلیئے ثابت ہے کہ
حضرت علی کی زندگی مین بھی منصب خلافت محمدی کسی غیر شخص کو حاصل نہیں
ہوسکتا تھا دوم یہ کہ اگر حضرت یوشع خلاف مرضی حضرت موسی اپنے
ہوا خواہون کی مدد سے مثل قصۂ سقیفہ بنی ساعدہ خلیفہ بن جاتے تو البتہ
حضرت ابوبکر پر اُنکی مثال صادق آجاتی لیکن کتب سماویہ کے پڑھنے سے
صاف ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ نے اُنکو اپنی زندگی مین دعا اور برکت دیکر
سردار امت بنایا اور امت کو جمع کر کے اُنکی متابعت اور فرمانبرداری کا حکم
دیا اور اس جانشینی اور ولیعہدی کی مثال سوائے حضرت علی کے اور کسی

مین نہین پائی گئی جو جو طریقہ حضرت موسی نے یوشع بن نون کے لئے قبل از وفات خود استعمال کیا تھا بعینہ وہ سب عمل خم غدیر مین واقع ہوا ہی جسطرح موسی علیہ السلام نے یوشع بن نون کے حق مین امت سے فرمایا کہ اسکو بجائے میرے سمجھو ویسے ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ پھر جسطرح حضرت موسی نے یوشع بن نون پر ہاتھ رکھا اسیطرح روایات اہلسنت مین علی مرتضی کی نسبت درج ہی فاخذ بید علی پھر جسطرح موسی علیہ السلام نے حضرت یوشع کے حق مین دعا اور برکت چاہیے ویسے پیغمبر خدا نے فرمایا۔ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ اللھم دار الحق معہ حیث دار ۔ پس اگر کسیکو اس بات کا حوصلہ ہو کہ حضرت ابوبکر کو مصداق حضرت یوشع کا بناوے تو اول اسپر یہ فرض ہی کہ مثل جانشینی و دعا و برکت حضرت یوشع کی حضرت ابوبکر مین اس طرح ثابت کرے جیسے ہمنے حضرت علی کے حق مین صحیح روایات کے ذریعہ سے ثابت کئے ہین بعد ازان روایات مندرجۂ ذیل کی تردید کرنا فرض ہوگا۔ اول ایام مرض الموت مین آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو لشکر اسامہ مین نامزد کیا۔ اور تادم واپسین رسو لخدا اسامہ بن زید حضرت ابوبکر کا سردار رہا اور رسولخدا صلعم اپنے آخری دم تک لشکر اسامہ کے کوچ کر جانے پر بغایت درجہ مصر رہے ہین اور تادم واپسین حضرت ابوبکر کا نام جریدہ لشکر اسامہ سے علیحدہ نہین کیا گیا دوم قصہ طلب قرطاس مین جھگڑا کرنے پر جن اصحاب کو رسولخدا صلعم نے اپنے مکان سے نکلوا دیا اور پھر انکو تادم آخر ملنے نہین دیا جسکا

ذکر صحیح بخاری مین ان الفاظ سے ہی قوموا عنی یعنی میرے پاس سے نکل جاؤ انمین حضرت ابوبکر نہین تھے یعنی اس بات کو ثابت کرین کہ حضرت ابوبکر اس گروہ سے علیحدہ تھے پھر اسکے بعد اس بات کا ثبوت دین کہ آیا مثل قصہ غدیر حضرت ابوبکر کے لئے بھی کوئی مجمع فراہم کرکے حضرت نے یہ فرمایا کہ مثل میرے ابوبکر کو سمجھنا اور انکا محب محب خدا ہی اور انکا دشمن دشمنِ خدا ہی اور جو نصرت انکی کرے خدا انکا ناصر ہو اور جو انکو مخذول کرے خدا اسکو مخذول کرے اور الہی پھیر دے حقکو جدھر کہ وہ پھرے پس اگر امور متذکرہ بالا کو ثابت نکرین اور پھر بھی حضرت ابوبکر کی خلافت کا دعویدار ہو تو صریحاً جہل مرکب مین گرفتار ہی۔ قولہ ہفتم و ہشتم و نہم ان ہر سہ اعتراضات کا مطلب یہ ہی کہ حضرت علی کی شان مین استثناء نبوت وارد ہی اگر حضرت ہارون بعد موسی زندہ بھی رہتے تو نبی مستقل تھے اور حضرت علی چونکہ نبی نہ تھے پھر خلافت کے مستحق کس طرح ہوتے۔ ان ہر سہ اعتراضات کی جو کچھ وقعت ہی وہ اہل علم اور اہل انصاف کی نگاہون مین ظاہر ہی حاجت گذارش نہین مگر تاہم متعصب لوگون کی سمجھ علیحدہ ہوتی اس لئے تردیداً عرض کرتا ہون کہ اگر نبوت مانع خلافت ہوتی تو حضرت ہارون ہی کیون خلیفہ کئے جاتے اور اگر خلافت منحصر بر نبوت ہوتی تو رسول خدا صلعم ہی کیون حضرت علی کو باوجود دینے مثال ہارون اور مستثنے کردینے نبوت کے اپنا خلیفہ اپنی حین حیات مین مقرر کرتے علاوہ ازین اگر خلیفہ کے لیے نبوت شرط ہی تو پھر حضرت ابوبکر کی خلافت پر مؤلف کو کیونکر استدلال ہی وہ تو نہ نبی تھے نہ نبی کے بھائی نہ مثل برادر نبی کے شرکت صفات نبوت مین رکھتے تھے۔

اب رہا مؤلف صاحب کا یہ سوال کہ شیعہ بتاوین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیر کی پائی جاتی ہو۔ اسکا صاف جواب یہ ہی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین کونسا لفظ ایسا ہی کہ جس سے اوروں کی نبوت کی نفی ہوتی ہو اور یہ پایا جاتا ہو کہ بعد رسول صلعم کے اور کوئی نبی نہو گا حالانکہ ہم لوگون کا ایمان یہ ہی ہی کہ کلمۂ شریعت پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کو ثابت کرتا ہی اور اُنکے بعد اوروں کی نبوت کی نفی کرتا ہی۔

اور جبکہ حدیث موصوفہ مین حضرت علی کی خلافت کا ذکر ہی تو ظاہر ہی کہ اوروں کی خلافت کی نفی اُس سے نکلتی ہی جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہی کہ داؤد نے جالوت کو مارا تو صاف بات ہی کہ اسسے مراد یہ ہی ہی کہ سوائے داؤد کے جالوت کو کسینے نہین مارا پس جبتک مؤلف صاحب کوئی دوسری حدیث اس مضمون کی پیدا نکرین کہ حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر یا عمر یا عثمان میرے نزدیک ایسے ہین جیسے ہارون موسیٰ کے نزدیک تھے اُسوقت تک تو یہی کہا جائیگا کہ یہ حدیث مثبت مدعا ہی واسطے منزلت علی مرتضیٰ کے اور نفی کرتی ہی اس منزلت کے اوروں سے اور جبکہ اجماع اہل سنت کا اس امر پہ واقع ہی کہ آنحضرت صلعم نے سوائے علی مرتضیٰ کے ایسی منزلت کی حدیث حضرت ابوبکر یا عمر یا عثمان کے لیئے نہین فرمائی تو خودبخود نفی خلافت خلفاء ثلثہ کی ثابت ہی اسمین کوئی موقعہ شک و شبہ کا نہین رہا منشی صاحب نے جو یہ ارشاد فرمایا ہی کہ اس حدیث سے خلافت مرتضوی فی وقت من الاوقات ثابت

ہوتی ہی اور یہ ہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہی اگر ہم اس معقولہ کو بھی
بفرض محال مان لین تاہم خلافت بلافصل جناب امیر کی ثابت ہوگی کیونکہ
مشایخ سہ گانہ کا جب حضرت علی سے مقدم اور افضل ثابت ہونا تو کجا مساوات
بھی ثابت نہوگی تو حضرت امیر کو بہر حال ترجیح رہینگی پس اگر کسیکو دعوی ہو تو
ایسی ہی خلافت فی وقت من الاوقات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور
حضرت عثمان کے حق مین ثابت کرے اور اگر ایسی کوئی حدیث مشایخ ثلثہ
کے حق مین ثابت نہ کر سکے تو اپنے عقیدہ فاسدہ سے توبہ کرکے بتصدیق
دلی خلافت بلافصل جناب امیر پر ایمان لاوے ورنہ اپنے متعصب
عنید ہونے کا اقبال کرے ۔

قال صاحب اسرار الہدی ۔ حدیث خم غدیر ۔ یا معشر المسلمین
الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلی قال من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ ۔ ترجمہ ای گروہ مسلمانان
مقرر ہی کہ مجکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجکو
دوست رکھے علی کو دوست رکھے بار خدایا دوست رکھ اس شخص کو
جو دوست رکھے اسکو اور دشمن رکھ اس شخص کو جو دشمن رکھے اسکو ۔ اس
حدیث کو مورخین واہل سیر نے اس طرح پر لکھا ہی کہ صحیح قصہ صرف اسقدر
ہی کہ حضرت رسولخدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے
قیام مقام خم غدیر مین کہ یہ موضع درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے واقع
ہی وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیر المومنین علیہ السلام

حیسے جولبسر گردیہی جناب موصوف کی مہم ملک یمن پر مامور ہوئی تھی شکایت جناب امیر کی حضور مین رحمۃ للعالمین سے کی حضرت نے بنظر دور اندیشی سے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین خلل پڑجائیگا اور بسبب یمن ہی کے حضرت نے یہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جائیگا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اسلیئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کی نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کریگا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہریگا اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی تحصیلدار کسی موقع مین جمعدار کو بھیجے اور اسکے ہمراہ چند چپراسی کردے اور کبھی کہ زمیندار سے سرکاری قسط کا روپیہ لے آ جب وہ جمعدار اپنے کام پر پہونچے اُسوقت چپراسی تعمیل مین کمی کرین یا تحصیلدار سے آکر جھوٹی شکایت کرین تو ضرور ہی کہ تحصیلدار جملہ اپنے ماتحتون کو جمع کرکے عام طور پر حکم سنا دے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کریگا تو وہ مجرم قرار پاویگا اسلیئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار کے ہی مگر مراتب ہر دو مین زمین و آسمان کا فرق ہے اسیطرح سے مراتب رسول خدا اور حضرت مرتضی مین بھی بعد المشرقین کا فرق ہی الی آخرہ۔

اقول انا العبد الحقیر بعون اللہ العلیم الخبیر منشی جوہر علی صاحب نے اس حدیث کو بے سروپا غلط کہین سے نقل کرلی بہت سے فقرات اسکے نکالڈالے ترجمہ بالکل ہی غلط اور خلاف عبارت حدیث کے لکھا ہی اگرچہ تمام احادیث مندرجہ اسرار الہدی غلط اور بے جوڑ ہین اور ترجمہ خلاف عبارت درج ہی مگر

ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ منشی صاحب نے قصداً براہی تعصب احادیث کو تحریف وتبدیل کردیا۔ اور ترجمہ غلط تحریر فرمایا۔ کیونکہ تبدیل عبارات حدیث اور ترجمہ عربی کے لئیے بہرحال کسیقدر تو لیاقت عربیت ضرور درکار ہی مگر طرز عبارت اسرار الہدے سے صاف ظاہر ہو رہا ہی کہ مولف صاحب نے تالیف رسالہ مذکور مین گھر کی عقل صرف نہین کی ملکہ دوسرونکی بھروسہ پر احادیث وترجمہ کو نقل کر دیا ہی اسوقت تک جسقدر احادیث جو قبل از حدیث غدیر نظر سے گذری ہین بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ فی الحال جو بعض کتب احادیث کے ترجمہ شایع ہو رہے ہین اُنمین منشی صاحب نے دیکھکر بغیر غوض وفکر نقل کر دی ہین اور اغلباً وہ تمام بے سروپا حدیثین اور ترجمہ مشارق الانوار سے نقل کر دی گئی ہین جس شخص نے مشارق الانوار کو اُردو مین ترجمہ کیا ہی دراصل کتاب کو مسخ کر دیا ہی ترجمہ کی فاحش غلطیون کے علاوہ شان نزول حدیث اکثر غلط ہین تعصب مذہب مترجم کے ہر ہر لفظ سے ظاہر ہی جابجا شیعون اور صوفیون سے مجادلہ کیا ہی بہرحال اعتبار مین اسرار الہدیٰ سے زیادہ نہین اصل کتاب مشارق الانوار کے مولف کی غلطیونکی کوئی شمار نہین ہوسکتے اکثر احادیث جو فقط صحیح مسلم یا صحیح بخاری کی ہین انکو متفق علیہ لکھدیا ہی۔ مثلاً حدیث نمبر ۲ حدیث زید بن الخالد الجہنی اصل نسخہ مشارق مین متفق علیہ بخاری اور مسلم درج ہی اور مترجم نے علامت م صحیح مسلم درج کر رکھی ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۳ پر علامت مسلم غلط ہی حدیث نمبر ۱ مین بھی علامت م غلط ہی حدیث نمبر ۲۶ روایت صحیح مسلم اصل نسخہ مشارق مین عن عائیشہ ہی اور مترجم نے عن ابن عباس لکھا ہی مترجم مشارق نے جو مشارق کے معتبر ہونے مین نہایت درجہ اصرار کیا ہی اور یہانتک

یا دہ گوئی کو کام مین لیا ہی کہ کوئی حدیث ضعیف اسمین مندرج نہین اسکی کیفیت ہی
کہ اکثر ایسی ایسی احادیث درج ہین جنکو حضرت امام اعظم سفیان نے اور نیز بڑی
بڑے اکابر علما حنیفہ نے مخالف کلیات شرع اور مخالف احادیث صحیحہ لکھا ہی
جیسے کہ حدیث نمبر ۲۹ متفق علیہ کی نسبت امام اعظم کے مقلد کہتے ہین کہ یہ حدیث
دیگر احادیث اور کلیات شرع کے مخالف ہی ایسا ہی حدیث نمبر ۳۱ و نمبر ۳۲
کی کیفیت ہی کہ امام اعظم صاحب نے اُنکو رد کردیا۔ یہ حالات مشارق الانوار کے فقط
ابتدائی پانچ سات ورق کے ہی دیکھنے سے معلوم ہوجاتے ہین اگر ساری کتاب کو ملاحظہ
کیجئے اُسیوقت خود کہدیجیگا کہ اس سے بڑھکر شاید دوسری کوئی کتاب نامعتبر ہو۔
اب ہم غلطیان منشی صاحب کی ظاہر کرتے ہین کہ اول تو اُنھون نے حوالہ کسی
کتاب کا نہین دیا کہ جس سے اسکو نقل کیا کیونکہ کسی حدیث کا معتبر کتاب مین
اس عنوان و الفاظ سے یہ حدیث درج نہین ہی دویم راوی اول کا ذکر نہین لکھا
اور کوئی کتاب حدیث کی ایسی نہین کہ جسمین احادیث بغیر اندراج نام راوی لکھے
نہ ہون سویم حدیث کی عبارت مخالف روایت صحیحہ اہلسنت کی ہی کہ آگے ہم صحیح
روایت کو نقل کرینگے چہارم ترجمہ ایسا غلط ہی کہ کوئی صرف و نحو جاننے والا
ایسا غلط ترجمہ نہین کر سکتا الست اولی بکم من انفسکم کا یہ ترجمہ
لکھا ہی۔ مقرر ہی کہ مجکو جان اپنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم۔ معلوم نہین
ہوتا ہی کہ کس قاعدہ سے یہ ترجمہ لکھا گیا ہے۔ افسوس ہی کہ مولوی محمد جہانگیر خانصاحب
نے باوجود اظہار سعادتمندی خود کیون ترجمہ کی صحت پر لحاظ نہین فرمایا۔ ہم اس
ترجمہ کا فیصلہ جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب سے چاہتے ہین کیونکہ اُنھون نے

اس رسالہ اسرار الہدی کو نہایت غور اور خوض سے ملاحظہ فرماکر تقریظ تحریر فرمائی ہے بعد اسکے فقرہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کا یہ ترجمہ تحریر فرمایا۔ یعنی جو کوئی مجکو دوست رکھے علی کو دوست رکھے اہل انصاف اس ترجمہ پر عزم تالیف کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرمائین۔

علی ہذا القیاس شان نزول حدیث کا جو لکھا ہے وہ محض افترا اور بہتان ہے کسی کتاب سیر یا تاریخ مین شان نزول نہین ہے نہ آجتک کسی عالم سنی نے قصہ شکایت علی مرتضی کو خم غدیر مین بیان کیا ہے بلکہ اس قصہ شکایت کو جمیع اہل سیر اور تواریخ اہلسنت نے مدینہ منورہ مین حجۃ الوداع سے بہت دن پیشتر لکھا ہے روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت حبیب السیر وغیرہ جمیع کتب اہلسنت مین اس واقعہ شکایت کو اسطرح لکھا ہے کہ خالد بن الولید نے چار شخصون کو اغوا کر کے مدینہ مین رسولخدا کے پاس حضرت علی کی شکایت کرنے کو بھیجا کہ مال غنیمت مین سے آپ نے باختیار خود خمس جدا کر کے مال خمس پر تصرف کیا جسوقت بریدہ بن الخصیب اور اُنکے ہمراہیون نے یہ شکایت رسولخدا سے کی تو سنتے ہی رسول صلعم کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا اور فرمایا ما تریدون من علی ما تریدون من علی انہ ولی کل مومن ومومنۃ من بعدی۔ یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے وہ میرے بعد جملہ مومنین و مومنات کے حاکم اور سردار ہین اور نیز فرمایا کہ علی کا حق اُس خمس مین اُس سے زیادہ تھا جسپر اُنھون نے تصرف کیا علماء اہل سنت اس روایت سے استنباط کرتے ہین کہ حضرت علی کو مثل رسولخدا کے اختیار جدا کرنے اور تقسیم کرنے خمس کا حاصل تھا۔ یہ روایت

حدیث غدیر سے بھی زیادہ مفصل اور مشرح ہی اور اسمین اہلسنت کو نزاع لفظی کرنیکی
بھی گنجائش نہین کیونکہ اسمین صاف طور سے لفظ ولی اور بعدی وارد ہی جسکے معنی
سوائے امام اور حاکم کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتے بلکہ کتاب تفسیر مین بجا ہو ولیکم بعدی
یا ہو ولی کل مومن ومومنة بعدی کے یہ فقرہ درج ہی ہو اولی الناس بکم بعدی
اہل سنت جب استخلاف غدیر کے مخالفت کرنے کیلیے حیلہ جوئی کرتے ہین تو معنی لفظ
مولا پر حجت لاتے ہین کہ اسکے معنی متعدد ہین آقا غلام ناصر و محبوب وغیرہ ہم آقا
کے معنی کیون استعمال کرین اگر بجائے مولی کے لفظ اولی ہوتا تو البتہ ہم بھی
امام اور حاکم کے سمجھتے مگر چونکہ حق چھپتا نہین خود اہل تسنن کی ہی روایات مین
لفظ اولی بکم بھی وارد ہے بلکہ ازالة الخفاء مین جو روایت حدیث غدیر کی
درج ہے اسمین بجائے مولی کے اولی وارد ہے اسلیے معنی مولا مین
اہل سنت کو جائے تکلم نہین رہی۔

ذکر تصحیح روایت حدیث غدیر کا معہ صحیح قصہ شان نزول بروایات اہل تسنن

۔ امام ابو الحسن الواحدی اپنی کتاب مسمی بہ اسباب النزول مین
بسند خود مرفوعاً ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ جب وقت حضرت سرور
کائنات علیہ افضل التسلیمات حجة الوداع سے واپس آتے ہوئے خم غدیر کے
مقام پر پہونچے تو جبرئیل امین یہ وحی علی مرتضی کے حق مین لائے۔ یا ایہا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ یعنی ای رسول پہونچا دے
اپنی امت کو وہ پیغام جو تیرے رب کی طرف سے بجانب تیرے نازل ہوا اور

اگر یہ نہین کرتا تو تبلیغ رسالت الٰہی نہین کی تو نے اور اللہ جل شانہٗ تجکو محفوظ رکھیگا آدمیون سے جمیع اہل سیر و تواریخ اہلسنت متفق ہین کو موضع خم غدیر بوجہ فقدان آب و ملفت قابلیت نزول نہین رکھتا تھا سر راہ جاتے ہوئے جب وحی نازل ہوئی تو رسول خدا صلعم مرکب سے اتر پڑے اور جو لوگ آگے چلے گئے تھے اُنکو واپس بلایا اور جو لوگ پیچھے آتے تھے اُنکا انتظار کیا جب سب جمع ہو گئے آنحضرت صلعم نے بعض درختون کے سایہ کے نیچے زمین صاف کرا کر عندیہ کجاوہ شتران جمع کرکے منبر بنایا اور بلال نے بحکم آنحضرت صلعم باواز بلند تمام لشکر مین ندا کی الصلوٰۃ جامعہ اور بروئے بعض روایات یہ ندا دی حی علی خیر العمل یہ ندا سنکر تمام لشکر خیر البشر جمع ہو گیا اور رسول خدا صلعم منبر پر تشریف لیگئے اور علی مرتضیٰ کو بھی منبر پر اپنے پاس بلا کر داہنے ہاتھ کیطرف کھڑا کیا اور خطبہ مشعر بحمد و ثنا باری تعالیٰ ادا کیا۔ یہانتک خلاصہ کتب معتبرہ حدیث و تفسیر اہل سنت کا ہے۔ اب پوری صحیح روایت کتب حدیث لکھی جاتی ہے اگرچہ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی و ترمذی و امام حاکم و ابو عمرو ذہبی وغیرہ نے ہم بلکہ ایک جماعت کثیر محدثین نے روایت کیا ہے مگر ہم اس موقعہ پر فقط اُس روایت کو نقل کرتے ہین کہ جسکو مشکوٰۃ شریف مین امام احمد بن حنبل سے بروایت براء بن عازب و زید بن ارقم لکھا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یا معشر المسلمین الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اے مسلمانون آیا تم نہین جانتے ہو اس بات کو کہ مین اولیٰ تر ہون مومنین کے نزدیک اُنکی نفسون سے

جانون سے۔ سب لوگون نے جب یہ سنا تو قالو بلی بولے ہان ایسا ہی۔ اور ایک
روایت مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے تین بار اس فقرہ کو معہ اسکے معنی کے تکرار
بیان کیا ہی اور تفسیر اسکی یہ فرمائی کہ دیکھو اللہ جل شانہ نے اپنے کلام مجید مین
فرمایا ہی۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم یعنی نبی مومنین کے نزدیک
اُنکی نفسون اور جانون سے اولی تر ہی۔ اور وجہ اسکی یہ ہی کہ انسان کا نفس
کبھی اُسکو خیر کیطرف دلالت کرتا ہی اور کبھی شر کی طرف اور نبی صلعم ہمیشہ خیر کی
طرف دلالت کرتے ہین اور شر سے بچاتے ہین اسلیئے مومن وہ ہی کہ رسو لخدا
صلعم کو اپنی نفس سے اولی تر سمجھے۔ بعد اسکے آنحضرت صلعم نے اپنی قرب وفات کی بابت یون
خبر دی۔ کانی قد دعیت فاجبت یعنی گویا مجکو اُس عالم مین بلایا ہی
اور مین نے اُس دعوت کو اجابت کرلیا ہی یعنی دنیا سے انتقال ہونا منظور کرلیا ہی
انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ تعالیٰ
وعترتی ان تمسکتم بھما لم تضلوا بعدی فانظروا کیف تخلفونی
فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ تعالی
عز وجل مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی وقال
اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ودار الحق
معہ حیث دار ۵ یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ تحقیق کہ مین اپنے بعد تم مین
دو شئی گرامی عظیم الشان چھوڑتا ہون کہ وہ آپس مین ایک دوسرے سے بڑی ہین
وہ ایک تو خدا کی کتاب یعنی قرآن ہی اور دوسرے عترت میری اگر تم لوگ

ان دونون سے متمسک رہوگے یعنی انکی پیروی و تقلید کروگے اور انھین سے
ہدایت طلب کروگے تو ہرگز ہرگز گمراہی مین نہ پڑوگے پس خیال کرو اور نگاہ
رکھو کہ میرے بعد اُن دونون گرامی منزلت چیزون سے کسطرح پیش آؤگے
پس تحقیق وہ دونون گرامی مرتبت آپس مین ایکدوسرے سے ہرگز جدا
نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین (یہ شہادت نبوی ہی نسبت
بعصمت عترت پیغمبر کی) بعد اسکے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالی جلشانہ
میرا مولا یعنی اولی بتصرف و حاکم ہی اور مین جملہ مومنین کا حاکم ہون بعد اسکے
آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے علی مرتضی کو پکڑا اور فرمایا۔ ای بار خدایا
جس کسیکا کہ مین مولا ہون علی اُسکا مولا ہی یعنی وہ شخص جسکا مین مولا اور حاکم
ہون علی مرتضی کو اپنا مولا اور حاکم سمجھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اور نصرت کر
اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور مخذول کر اُسکو جو علی کی نصرت ترک کرے۔
وائے برحال مہاجرین و انصار کے کہ جنھون نے باوجود طلب کرنے نصرت
علی مرتضی کے نصرت ترک کری) اور ای بار تعالی حق کو اُسی طرف
پھیر دے جدھر کو علی پھرے۔ بعد اسکے مشکواۃ مین مروی ہے
فقال عمر ابن الخطاب بخ بخ لک یا بن ابی طالب لقد اصبحت مولای
و مولی کل مومن و مومنۃ یعنی اس منزلت عظیمہ کے حاصل ہونی
کے بعد حضرت عمر ابن الخطاب نے حضرت علی مرتضی سے خطاب کیا کہ
گوارا اور مبارک ہو اسے پسر ابو طالب کہ صبح کی تم نے در انحالیکہ ہوئے تم

میرے مولا اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ابن المغازلی اور خطیب بغدادی
لکھتے ہیں کہ بعد مبارک باد ہونے کے اسیوقت وہ آسمی جلیسہ نہیں ہے آیۃ
مبارکہ نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی آجکے دن کامل کیا
میں نے واسطے تمہارے دین تمہارے کو اور تمام کی تمپر نعمت اپنی اور راضی
ہوا میں اس سے کہ تمہارا دین اسلام ہو لفظ اسلام میں ایک باریک اور
لطیف نکتہ ہے کہ اسلام کے معنی گردن نہادن اور اطاعت نمودن کے ہیں
یعنی جو کوئی حکم ولایت علی مرتضی کی تابعداری اور اطاعت کریگا اُس سے
خدا کی رضامندی تھی بعض مشاہیر عظماء و علماء اہلسنت مثل خوارزمی
ابن مردویہ لکھتے ہیں کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم بعد بیان کرنے خطبہ منکنت
مولاہ فعلی مولاہ کے اور قبل از دعا اللھم وال من والاہ کے نازل ہوئی ہے
علمائے موصوف لکھتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیۃ مبارکہ کے رسولخدا
صلعم نے فرمایا۔ اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمت
ورضی الرب برسالتی وولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی
یعنی اللہ بزرگتر ہے اور سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے اللہ تعالی کے اوپر
کامل کردینے دین اور اتمام کردینے نعمت کے اور رضامندی رب کے
ساتھ رسالت میری اور ولایت علی ابن طالب کی میرے بعد از اس
قول نبی صلعم سے اگرچہ صاف طور پر فیصلہ معنی مولا کا ہو گیا لیکن جو نکتہ
لطیف اوپر مذکور ہوا ہے اُسکا بھی صاف اشارہ اس سے نکلتا ہے یعنی اسلام

سے معنی یہ ہین کہ خدا آگے بعد رسالت پیغمبر اور ولایت علی ابن ابیطالب کا مقر ہو۔
سو دعوت جو عاے نبوی کے فقرات علی بعدہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ کو دریغ نہین کیا اسکی وجہ فقط یہ ہی کہ ان فقرات سے معنی لفظ
مولی مین اہل سنت کو بحث کرنیکی گنجائش باقی نہین رہتی کیونکہ نصرت کسیکی
واجب نہین ہوسکتی بجز امام کے اور شاید مؤلف صاحب نے کسی سنی مناظر
متعصب کی قول پر اعتبار کرکے اس فقرہ کو حدیث سے نکالا ہی کیونکہ بعض
لوگون نے مناظرہ اہل حق سے تنگ آکر اس فقرہ کی نسبت موضوع ہونا لکھدیا
تھا مگر محققین اہلسنت نے اُنکے قول کو مردود کردیا جیسا کہ شیخ عبد الحق محقق
دہلوی نے مدارج النبوت مین صاف لکھدیا ہی کہ جو لوگ فقرہ وانصر من
نصرہ کو موضوع کہتے ہین اُنکا قول مردود ہی ہرگز لائق التفات نہین پس
منشی صاحب نے جو قول مردود پر اعتبار فرمایا عقل جلی سے بہت ہی دور ہی
اب دیکھنا چاہیے اس امر کو کہ منشی صاحب نے یہ لکھا ہی کہ وجہ اس خطبہ کی
فرمانے کی یہ ہوئی کہ آنحضرت صلعم نے بنظر دور اندیشی اپنے دل مین خیال
فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام
اسلام مین خلل واقع ہوگا۔ اس مقولہ کو کوئی صاحب عقل تسلیم نہین کرسکتا کیونکہ
اگر حضرت علی کے ساتھ امت کو محبت ہی رکھنے کا حکم دیا جاوے تو اور سرداران
کی نسبت بدگمانی کرنے کا کیا انتظام ہوا ہان اگر یہ بات کہین کہ اسلام مین سوائے
حضرت علی کے اور کوئی سردار ہی نہین ہی اسلئے آنحضرت صلعم نے فقط
حضرت علی کی ہی نسبت بدگمانی کرنیکی ممانعت فرمائی تو البتہ ہوسکتا ہی پس اگر

ہم اس مقولہ کو تسلیم بھی کرلین تو بھی وہ ہی مطلب نکلا کہ سوائے رسول صلعم
اور علی مرتضی کے اور کوئی شخص مسلمانون کا سردار نہین ہے اور یہ ہی اثبات
خلافت بلا فصل ہے۔ اگرچہ علمائے اہلسنت یہ کہا کرتے ہیں کہ آیہ اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین مراد اولی الامر سے وہ حکام ہین جنکو رسول خدا
صلعم بطور چند روزہ کے سرپرا میرلشکر کرکے بھیجتے تھے مگر انصاف والون کے
دل مین ضرور یہ کھٹکا پیدا ہوتا تھا کہ غیر معصوم کی اطاعت کسطرح فرض کردی
گئی ضرور اولی الامر سے ایسے لوگ مراد ہین کہ جنکی نسبت خدا و رسول نے
امت کو اطمینان اس قسم کا دلادیا ہے کہ وہ ہر قسم کی معاصی سے پاک
ہین اور تمکو ہرامت سے نہ نکلنے دینگے اور نہ گمراہی مین پڑنے دینگے جیسے کہ
حضرت علی مرتضی کہ بشہادت آئہ تطہیر ہر قسم کے گناہ سے پاک ہین
اور رسول خدا نے انکی نسبت امت سے یہ فرمایا لن یخرجکم من ہدی ولن
یدخلکم فی ضلال مگر اب اس توجیہ سے جو منشی صاحب نے تحریر فرمائی یہ معاملہ
بہت صاف ہوگیا کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم کے مرکوز خاطر یہ امر تھا
کہ عوام سردارون کی نسبت ماتحتون کی گستاخی اور بدگمانی کو بند کیاجاوے
مگر آنحضرت صلعم عام سردارون کی نسبت انتقام کو منسوب نہ کرسکے
اور سردارون مین سے سوائے علی مرتضی کے اورکسیکو اس قابل نہ پایا
کہ اسکی نسبت بھی ایسی اطاعت کا حکم دین جو مثل اطاعت پیغمبر کے ہو
کیونکہ سوائے حضرت علی کے اور کوئی معصوم نہ تھا نہ کسیکی نسبت یا طمینان
یہ کہا جاسکتا تھا کہ وہ اپنے ماتحتون کو گمراہی مین نہ ڈالیگا پس جبکہ اطاعت

سنتی سوا اسکے علی مرتضیٰ کے اور کسی شخص کی نہیں ہو سکتی تھی تو اطاعت
واجب کی مدرجۂ اول عوام غیر مستحق ہیں اسلیئے ثابت ہوا کہ آیہ اطیعوا اللہ اولی
الامر سے مراد حضرت علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ معصومین ہیں منشی صاحب نے واقعی
بہت بار یک بات پیدا کی ہی اور ظاہر ہی کہ کیا رسول اللہ صلعم کو فقط اسی بات
کہدینے میں (کہ خبردار کوئی شخص اپنے سردار کی شکایت نکرے نہ اس سے
بدگمان ہو نہ اسکی گستاخی کرے) کچھ دشواری معلوم ہوتی تھی کہ حضرت
علی پر ہی ڈھالکر لوگوں کو تنبیہ کیا۔ دقیقہ اس کا لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر
عام سرداروں کی نسبت ایسے الفاظ کہے جاویں تو ضرور انتظام میں خلل
پڑجاوے کیونکہ اور سردار تو معصوم نہیں فرض کیجیے کہ کوئی سردار مرتکب
خیانت کا ہو اور مال غنیمت کو چوری کرلے تو ماتحتوں کا تو منھ بند کردیا گیا
پھر کونسا ذریعہ ایسا باقی رہا جس سے رسولخدا صلعم کو سرداروں کی خیانت
اور چوری کی اطلاع ہو اور آئندہ کے لیئے بندوبست کیا جاوے اسلیئے
خود منشی صاحب کی توجہ سے ثابت ہو گیا کہ سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی
شخص سردار امت نہیں ہو سکتا اور اسکو خلافت بلا فصل کہتے ہیں۔
منشی صاحب نے جو حدیث غدیر سے خلاف مفہوم عبارت حدیث یہ
معنی لیئے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا کہ جو کوئی مجھکو دوست رکھے
وہ علی کو دوست رکھے اگرچہ یہ حکم بھی دیگر احادیث میں موجود ہی لیکن
اس موقع پر محبت کے معنی کسطرح چسپان نہیں ہو سکتے ہاں اگر حدیث
کے یہ ہی الفاظ ہوتے جیسا کہ ترجمہ میں منشی صاحب نے لکھا تو ہم ضرور
اس حدیث کو اس معنی میں قبول کر لیتے لیکن من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے

معنی صاف ہین یعنی جسکا مین مولا ہون پس علی ہی مولا اُسکا) یعنی جسکا مین سردار و حاکم ہون علی اُسکا سردار و حاکم ہی۔ اگر مولا بمعنی دوست قرار دین تو منشی صاحب کی شان نزول کسیطرح چسپان نہین ہو سکتی بلکہ صاف طورسے مخالفت اُسکی ظاہر ہوتی ہی۔ ہان اگر جناب امیرؑ کی نسبت لوگ شاکی اس امر کے ہوتے۔ کہ آپ ہمسے عداوت رکھتے ہین اور دشمن ہین تو البتہ اس گمان کے دفع کرنے کے لیئے یہ کہا جاتا کہ علی تمھارے دوست ہین پس جبکہ حدیث کے الفاظ کا تو یہ ترجمہ نہین ہو سکتا۔ کہ جو کوئی مجکو دوست رکھے وہ علی کو دوست رکھے تاکہ علی سے دشمنی رکھنے والے باز آوین اور نسبت حضرت علی کے یہ ثابت نہین کہ وہ اُنھین سے کسیکے دشمن تھے اور اُنکو جتلایا گیا کہ علی تمھارے دوست ہین تو ثابت ہوا کہ مولا بمعنی دوست نہین بلکہ بمعنی اولی بتصرف ہی اور اگر اس حدیث مین لفظ مولا بمعنی دوست و محبوب ہوتا تو بھی مذہب شیعہ کی ہی تائید ہوتی یعنی جبکہ حضرت علی کی محبت مثل رسولخدا کی محبت کے امت پر واجب ہوئی تو اقتضائے محبت یہی ہی کہ اُنکے دشمنون سے تبرا کرے اور اُنسے تولا رکھے اور یہی اصول مذہب شیعہ کا ہی اور نیز جبکہ تمام گروہ صحابہ مین سے حضرت علی اس امر مین منفرد ہین کہ فقط اُنھین سے مثل رسولخدا صلعم محبت رکھی جاوے اور سوائے اُنکے اور کسی غیر دیگر کی محبت کے لیئے ہم مامور نہین کیئے گئے تو ظاہر ہی کہ ہم درمیان محمد اور علی کسی شخص کو داخل نہین کر سکتے اور اسکو خلافت بلا فصل کہتے ہین۔

منشی صاحب نے جو نظیر تحصیلدار اور جمعدار کی دی ہے وہ صریحاً بے محل ہے کوئی تحصیلدار ایسا بیوقوف نہیں ہوگا کہ اپنے سب ماتحتوں کو جمع کر کے جمعدار کی اطاعت کا حکم دے کیونکہ تحصیلدار کے ماتحتوں میں جمعدار سے بڑے درجہ کے لوگ بھی ہیں مثل محرر جوڈیشل سیاہہ نویس آصل باقی نویس قانونگوی نائب تحصیلدار ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ تحصیلدار اپنے سب ماتحتوں کو جمع کر کے یہ حکم دے کہ نائب تحصیلدار کی اطاعت کرو اور اسکی اطاعت کو مثل میری اطاعت کے سمجھو اور چونکہ درمیان تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کے کوئی حد فاصل نہیں ہے تو بلا زمانی بیل تحصیل ماتحت نائب تحصیلدار کی ہیں بموجودی نائب تحصیلدار اور کوئی ملازم تحصیل قائم مقام تحصیلدار کا نہیں ہوسکتا بس حضرت علی کو رسولخدا سے وہی نسبت ہے جو نائب کو تحصیلدار سے ہوتی ہے اسلئے علی مرتضی بلا فصل خلیفہ رسولخدا ہیں۔ اور منشی صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ مابین رسول خدا اور علی مرتضیٰ کے فرق بعد المشرقین کا ہے یہ فقط منشی صاحب کی کم فہمی کی بات ہے اگر وہ معنی بعد المشرقین کو سمجھتے تو ایسا لفظ ہرگز زبان سے بھی نہ نکالتے یہ بات کسی ادنی مسلمان سے بھی نہیں کہہ سکتے کہ اسکو رسولخدا سے فرق بعد المشرقین کا ہے کیونکہ جس شخص میں رسولخدا سے بعد المشرقین کا فرق ہے وہ کافر ہے جیسے رسولخدا کی محبت ہمپر فرض ویسے ہی بعد المشرقین والے کی دشمنی ہمپر فرض ہوگی فرق بعد المشرقین تقابل تضاد ہے جو شخص رسولخدا کی پوری ضد ہے اسکو رسولخدا سے بعد المشرقین حاصل ہے مصنف کو واجب ہے کہ ہر لفظ کو سوچ سمجھ کر لکھے اور تقریظ نویس پر بھی واجب ہے کہ بے فکر و خوض ہر کتاب کی تقریظ لکھنے نہ بیٹھ جائے اول اسکے

مطالب و عبارت پر غور کرنا چاہیے اگر مولوی لطف اللہ صاحب تا لیف منشی صاحب کو اچھی طرح دیکھ لیتے تو ایسے الفاظ ناشائستہ کا نظلمہ اُسکے نامۂ اعمال مین نہ لکھا جاتا۔

قال المؤلف اسرار الہدی - اگر شیعہ کہین کہ حضرت رسولخدا کو نفس جناب امیر سے مناسبت کلی تھی تو اس شبہ فاسد کی تردید ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے ہوتی ہی چنانچہ آخر سورۂ توبہ مین تفسیر آیۂ کریمہ بانھم قوم لا یفقھون بہ۔ اس طرح پر لکھی ہی سبب آنکہ ایشان گروہی اند کہ درمی یابند حق را و فہم نمیکنند از غایت نفاق و رسوخ کفر و عناد در باطن ایشان دران تدبر نمی کنند تا حق را دریابند بعدا ز ذم اہل کفار و نفاق و وعید ایشان بعقاب بر سبیل ترغیب خطاب بجمیع بندگان میکند کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ ترجمہ کاشانی بتحقیق و یقین کہ آمد بشما ای کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالطہ نمائید و بوجہ سہولت افادہ استفادہ در خود گیرید یا آمد ای اہل عرب رسولی از شما متکلم بلغت شما یا از قبیلۂ شما۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ عام مسلمانون کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسولخدا سے مشابہت تھی اسمین تخصیص جناب امیر کی کیا ہی۔

اقول بحول اللہ العلیم الخبیر۔ ای ناظرین با انصاف کچھ منشی صاحب کی عبارت کا مطلب سمجھے۔ بڑے بڑے دقیقہ رس بھی حیران ہونگے کہ نقرۂ اولی کا کیا مطلب ہی اور عبارت تفاسیر اُسکی کسطرح مخالف ہی۔ اصل حقیقت یہ ہی کہ منشی صاحب تفسیر آیۂ مباہلہ سے تو آگاہ نہین کہین چلتے چلتے کسی سے سن لیا ہی کہ شیعہ

یون کہتے ہین کہ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف مین حضرت علی کو نفس رسول اللہ سے تعبیر کیا ہی مگر جو کچھ کسی سے سنا تھا یاد نہین رہا اب اُسکے لکھنے کی ضرورت پڑی تو اُسکو اس عبارت مین ظاہر کیا جو مؤلف کے قول شروع مین ہی نقل کیا گیا ہی کہ رسولخدا کو نفس جناب امیرؑ سے مناسبت کلی تھی۔ منشی صاحب نے معاملہ نفس کو فقط شیعون کا مقولہ سمجھ کر اُسکی مخالفت پر کمر باندھی تھی مگر اتقدیر مین اللہ جلشانہ سے مخالفت کرنا منشی صاحب لکھوا کر آئے تھے اسلئے اس معاملہ کو کسی عالم سے تو صاف نہ کیا خود ہی شوق تالیف مین آکر قرآن مجید کی مخالفت کرنے لگے۔ اصل قصہ یہ ہی کہ نصاری نجران سے مباحثہ رسولخدا صلعم کا ہوا تو نصاری الوہیت مسیح پر اڑے ہوے تھے اپنے عقیدۂ فاسد سے باز نہ آتے تھے حکم باری نازل ہوا۔ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ یعنی کہہ اے محمد نصاری نجران سے کہ بلاوین ہم اپنے بیٹون کو تم اپنے بیٹون کو اور ہم اپنی عورتون کو اور تم اپنی عورتون کو اور ہم اپنے نفسون کو اور تم اپنے نفسون کو پھر آپس مین مباہلہ کرین اور کہین کہ جھوٹے پر خدا کی پھٹکار ہو۔ تفاسیر اور کتب احادیث اہلسنت مین بالاتفاق روایت کی گئی ہی کہ بعد نزول اس آیہ کے رسولخدا صلعم نے ابناء مین حسنین علیہما السلام کو اور نساء مین حضرت فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کو اور انفسنا مین حضرت علی کو بولایا اور فرمایا ای بار خدایہ میرے اہلبیت اور عترت ہین منشی صاحب یہ فرماتے ہین کہ اگر حضرت علی نفس رسول اللہ سے تعبیر کیئے گئے تو کوئی فخر کی بات نہین ہی کیونکہ نفس سے مراد ہم جنس ہونی ہے

جیسا کہ تفسیر کاشانی میں رسول کے ہم جنس تمام مسلمان تسلیم کئے گئے ہیں۔
مگر اس اعتراض کے لکھتے وقت منشی صاحب نے دور اندیشی کو خیال نہیں
فرمایا کہ اس اعتراض سے تمام صحابہ کے اسلام پر بہت بڑا حرف آئیگا یعنی اگر
ہر ادنی مسلمان بھی نفس رسول سے تعبیر ہو سکیگا تو ثابت ہوا کہ حضرت کے صحاب
ادنی درجہ کی مسلمان بھی نہ تھی اور سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی بھی مسلمان نہ تھا
کہ تعبیر رسول اللہ میں شامل حضرت علی کے ہو سکتا دیکھو حکم خدا میں ایک
ہم جنس کے بلانے کا حکم نہیں بلکہ بصیغہ جمع انفسنا کہا گیا ہے اس سے
معلوم ہوا کہ حضرت کی امت میں سوائے حضرت علی کے اور کوئی مسلمان بھی نہ تھا۔
منشی صاحب صاف بہت سہل اور آسان چیز نہیں ایک ایک لفظ کے لئے خون جگر
پینا پڑتا ہے آپ کیوں اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا۔ دیکھئے اب ہم آپکو
سمجھائے دیتے ہیں کہ نفس کے معنی بیشک ہم جنس کے ہیں مگر جنسیت ہمیشہ
اعتبارات مختلفہ کے لحاظ سے جدی جدی ہوتی ہے بھلا آپ بھی فرماتے ہیں کہ
پیغمبروں کے ہم جنس پیغمبر ہونگے یا شیاطین دیکھئے اس اعتبار پر کہ جملہ مخلوقات
خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں آدمی فرشتہ جن پتھر درخت حیوان مطلق سبکے سب
ہم جنس ہیں مگر دیکھئے اگر کوئی آپکو حیوان مطلق کا ہم جنس کہنے لگے تو آپ ضرور
بُرا مان جائینگے کیونکہ یہ جنسیت بہت ہی بعید و ابعد ہی پھر اس اعتبار پر کہ
سب آدمی آدم و حوا سے پیدا ہوئے ہیں جنس بشریت میں سب برابر ہیں
انبیا ہم اس اعتبار سے سب ہم جنس ہیں لیکن انبیا کے تو بہت بڑے درجے
ہیں کوئی شخص اگر آپ کو ہی کسی کافر کا ہم جنس بتلائے تو ہرگز آپکو پسند نہوگا پس

جنسیت کبھی قوم کی اعتبار سے مختص ہوتی ہے کبھی مسکن کے اعتبار سے کبھی صفات اور جوہر ذاتی کے لحاظ سے کبھی پیشہ اور کسب کے اعتبار سے دیکھئے قریشی بھی آدمی ہی اور حبشی بھی آدمی ہی سید بھی آدمی ہی جولاہہ بھی آدمی اور اسلام کا شریک مگر جب کبھی جنس کا ذکر آئیگا سید کا ہم جنس سید ہی کو کہا جائیگا نہ کہ جولاہہ کو ایسا ہی جنسیت رسولخدا صلعم کو قیاس کرنا چاہیے کہ گو باعتبار بنی آدم ہونے کے سب آدمی خواہ مسلم ہوں یا کافر سب آپکے جنس کہلا سکتے ہیں مگر جنس بعید اور جنس قریب کا فرق ہوتا ہی جسطرح قریش بہ نسبت غیر قریش حضرت کے ہم جنس ہیں اور بنی ہاشم بہ نسبت دیگر قبائل قریش کے ہم جنس قریب ہیں اور بنی عبد المطلب بمقابلہ دیگر بنی ہاشم کے اور آل ابوطالب بہ نسبت دیگر بنی عبد المطلب کے حضرت کے قریب تر ہمجنس ہیں۔ ایسا ہی حال صفاتی جنسیت کا ہی کہ پیغمبر کے ہمجنس پیغمبر ہی ہو سکتے ہیں یا ایسے لوگ جو پیغمبر سے ہوں اور پیغمبر آسنے ہو۔ اب نظر کرو حال حضرت ابوبکر وعمر پر کہ ایک قبیلہ تیم سے ہیں دوسرے عدی سے اور بمقابلہ انکے بنی ہاشم تو در کنار تمام بنی امیہ اور بنی عبد المطلب اور بنی زہرہ رسولخدا کے ہمجنس ہیں پس جبکہ اصحاب گرد رسولخدا کے جمع ہوں تو انمیں سے فقط حضرت علی کو ہی کہا جائیگا کہ وہ نفس رسول اللہ ہیں یا انکے بھائی جعفر وعقیل بھی باعتبار ظاہر نسب رسولخدا کے ہم جنس متصور ہونگے اب باقی رہی صفاتی جنسیت جو زیادہ معتبر ہی اسکی نسبت آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ زمرۂ اصحاب پیغمبر خدا صلعم میں سے کون شخص ایسا ہی جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا انہ منی وانا منہ

یعنی وہ مجھسے ہی اور میں اُس سے ہوں جس سے پوچھیگا وہی کہیگا وہ شخص فقط علی مرتضیٰ ہی کہ جسکی نسبت رسولخدا نے فرمایا کہ میں اُس سے ہوں اور وہ مجھسے ہی حتی کہ جعفر و عقیل بھائی بھی شرف میں داخل نہیں ہیں چہ جائیکہ حضرت ابوبکر یا عمر کی نسبت ایسا خیال کیا جاوے اب ایسا پھر کون شخص ہی کہ حضرت علی کے نفس رسول ہونیسے انکاری ہو یا اسکو ایسی حقیر شی سمجھے کہ اسمین کوئی فخر کی بات ہی نہیں ہی اور ہر ادنی مسلمان بھی نعوذ باللہ نفس رسول اللہ ہی مفتی صاحب کہیں مسلمان کیا کوئی صحابی کوئی خلیفہ رسولخدا صلعم کا نفس نہیں ہو سکتا جب تک کہ وحدت نور وحدت خلقت وحدت نسب وحدت گوشت وخون نرکھتا ہو نبی صلعم کے مانند معاصی اور جس سے پاک نہو اختیارات رسالت میں شرکت حاصل نہو اگر اب بھی کسی قسم کا دعوی باقی ہو تو کسی صحابی میں یہ جملہ اوصاف ثابت کیجئے۔ ورنہ ایسے عقیدہ فاسد سے توبہ کیجئے۔

قال المؤلف اسرار الہدیٰ - باقی رہی بحث مولا پر مجتہدین شیعہ فرماتے ہیں کہ مولا بمعنی اولی ہیں ابن حجر عسقلانی نے جواب دیا کہ مولی بمعنی غلام بھی ہیں شیعوں منے بغیر ملاحظہ کتب لغت بیچارے ابن حجر کو سنگدل وغیرہ الفاظ سے دیکر جواب الجواب میں لکھا کہ ہر غلام کے معنی صحیح نہیں ہیں اسپر بفضل خدا قول فیصل ملا فتح اللہ کاشانی نرم دل کی تفسیر سے لکھا جاتا ہی جیسا کہ خلاصۃ المنہج مطبوعہ طہران کے صفحہ ۱۳۳ سورۂ مائدہ پارۂ لایحب اللہ میں مرقوم ہی کہ بسیار کہ مولا رسول بود یا چند نفر از عقب ایشان رفت م دیکھو بخوبی ثابت ہوگیا کہ مولی بمعنی اولی نہیں ہیں بلکہ بمعنی غلام ہیں۔

اقول و به نستعین جبتک منشی جوہر علی صاحب کے سے تحقیق حاصل نہ ہو واقعی لطف مناظرہ بھی نہین ملسکتا۔ ہائے افسوس اس زمانہ مین لوگون نے تصنیف وتالیف کو کیسا بے وقعت کر دیا ہی خود اصلیت معاملہ سے واقف نہین اور دن سے سن سنا کر جو سوجھین آیا کہدیا۔ کوئی منصف مزاج منشی صاحب سے دریافت کرے کہ معنی لفظ مولا مین بحث تو کیا ہے اور آپ کیا فرماتے ہین۔ ابن حجر نے یہ کس کتاب مین لکھا ہی کہ اس حدیث مین مولا بمعنی غلام ہے اور شیعون نے یہ جواب کس کتاب مین دیا ہی کہ لغت عرب مین مولا بمعنی غلام نہین آتا کہ آپنے فوراً برجستہ حوالہ تفسیر کا دیا۔ اگر منشی صاحب انوار الهدیٰ دشمس الضحیٰ کو پڑھتے تو اسی مین مفصل بحث معنے لفظ مولیٰ کی موجود ہی۔ جو لوگ لغت عرب سے آگاہ ہین یا جنھون نے مناظرہ کی اردو کتابین بھی دیکھی ہین اچھی طرح جانتے ہین کہ مولا بمعنی آقا و مالک کے بھی آتا ہی اور غلام آزاد کردہ کے معنی مین بھی اور علاوہ انکے اور بھی متعدد معنون ناصر و کارساز وغیرہ مین مستعمل ہی جیسا موقع اور محل عبارت کا ہوتا ہی اسکے موافق مولا کی معنی لگائی جاتے ہین۔ بقول منشی صاحب شیعون نے تو ابن حجر کو سنگدل ہی لکھ دیا تھا مگر منشی صاحب نے غریب ابن حجر کو کافر مطلق بنا دیا کیونکہ ابن حجر پر کیا موقوف ہی جو کوئی شخص اس بات پر اصرار کرے کہ اس حدیث مین لفظ مولیٰ بمعنی غلام ہے وہ کافر مطلق ہی منشی صاحب کو اگر ہمارے قول پر اعتماد نہ ہو تو مولوی لطف الله صاحب سے کہ جنھون نے تقریظ اسرار الهدیٰ لکھی ہی دریافت فرمالین بالیقین وہ بھی صاف فتوے دینگے کہ جو کوئی شخص اس حدیث مین مولیٰ بمعنی غلام کہتا ہی

وہ قطعی کافر ہی منشی صاحب اتنی بات تو آپ بھی سمجھ سکتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم
نے فرمایا ان اللہ عزوجل مولائی وانا ولی کل مومن تو کیا اسکے یہ معنی
لگاؤ گے کہ نعوذباللہ خدا تعالی میرا غلام ہی اور مین مومنین کا ولی ہون۔
اور پھر یہ فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کہ جس شخص کا مین غلام ہون علی
بھی اسکا غلام ہی منشی صاحب ایسے ہزلیات سے ضرور اجتناب کرنا چاہیے
ایسا عقیدہ بدر کھنے والا ضرور مصداق خسر الدنیا والآخرہ کا ہوتا ہی۔ یعنی
مولا کے معنی غلام لگانے سے ادھر تو ایمان بالکل جاتا رہا کافر ہو گیا اُدھر
جس مطلب سے ایمان فروشی کی تھی وہ ہاتھ نہ آیا یعنی اگر مولی کے معنے
غلام بھی قرار دیے جاوین تاہم خلافت بلا فصل جناب امیر کی ثابت ہو جاتی ہی
کیونکہ جب رسول خدا صلعم نے فرمادیا کہ جس شخص کا مین مولا ہون علی اُسکا مولا
ہی۔ پس ظاہر ہی کہ جس معنے مین سلمان لوگ رسولخدا کو اپنا مولی سمجھتے ہین اُنھین
معنی مین حضرت علی کو مولا سمجھنا پڑیگا اگر معنی رسولخدا کو نعوذباللہ اپنا غلام
سمجھتے ہین تو حضرت علی کو بھی مثل رسولخدا کے سمجھنا پڑیگا اور اسی کو خلافت
بلا فصل کہتے ہین۔ کیونکہ من کنت مولاہ مین تمام صحابہ اور مسلمان لفظ
من کے تحت مین آ گئے حضرت ابوبکر یا عمر یا حضرت عثمان کوئی بھی اس سے
مستثنی نہین رہا۔ اور اگر مؤلف کو اس بات کا دعوی ہو کہ اصحاب ثلثہ لفظ
من سے نکال دیے گئے اور رسول خدا صلعم اُنکے مولا نہین تھے تو اس
امر کا صاف اقرار کرین تاکہ ایک بڑے امر اہم کا فیصلہ ہو جاوے جو باہم
شیعہ و سنی متنازعہ فیہ ہی اور جبکہ اصحاب ثلثہ منشی صاحب کے نزدیک

زمرۂ مومنین یا مسلمین میں شامل ہو کر لفظ من کے تحت میں آ گئے تو علی
مرتضیٰ اصحاب ثلثہ کے بھی ویسے ہی مولا ہو گئے جیسے سب مسلمانون کے
رسول خدا مولا تھے پس جبکہ وہ لوگ جو غلط فہمی یا ہٹ دھرمی ہی با بین
رسول خدا و علی مرتضیٰ فاصل سمجھے جا رہے ہین خود محکوم اور ماموم ثابت
ہو گئے تو حضرت علی مرتضیٰ اسی حدیث سے رسول اللہ کے خلیفہ بلافصل
ثابت ہو گئے ۔منشی صاحب اب تو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث مین کونسا
لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلا فصل سمجھے جاتے ہین یا ابھی پردہ پڑا
رہ گیا جو شخص ایسی صاف صاف باتون کو نہ سمجھے اسکو یقین کر لینا چاہیے
کہ وہ مثل اُنھون لوگون کے ہی کہ جنھون نے خطبۂ غدیر پر عمل نہین کیا اور مصداق
اس آیت کے ہوئے ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین ۔

قال فی اسرار الہدیٰ اگر اسیر بھی تدرج کی جاوے تو مولی بمعنی اولیٰ
نہین اولیٰ تر ین ہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت
کر دین کہ اس حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلافصل
سمجھے جاتے ہین اگر اس آیۂ کریمہ کو اپنے مطلب براری کے واسطے استدلال
پکڑین جیسا کہ خلاصۃ المنہج مین مذکور ہی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین ۔ترجمہ ای فرستادہ
بحق برسان بکافہ خلقان جمیع انچہ فرو فرستادہ شد بتو از نزد پروردگار تو از
احکام شرعیہ واگر نرسانی تمام آنرا بس تبلیغ نکردہ باشی پیغام ہاے اور اد

خدای نگاہدار دیترا ز شر مرد مان بد رستیکہ خدای راہ نہ نماید کافران را۔ اگرچہ ملا صاحب نے ترجمہ ٹھیک کیا ہی کہ حکم خدا حضرت رسالتماب کو یہ تھا کہ تبلیغ احکام شرعیہ مثل صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ کے فرماوین مگر براہ تعصب اپنی روایات موضوعہ تحریر فرماتے ہین کہ ابن مردویہ در کتاب مناقب آوردہ کہ عبداللہ مسعود فرمود کہ ما در حیات حضرت این آیات چنین خواندیم کہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ پس جملہ معترضہ موضوعہ حشویہ ملا کاشانی سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسالت رسول مقبول منحصر نصب خلافت بلا فصل امیر المومنین پر تھی نہ ابلاغ احکام شرعیہ پر اس روایت سے ترجمہ صحیح فرمایا اور حقیقت حال یہ ہی کہ ترجمہ ہی صحیح ہی کیونکہ خدا تعالی نے آیۃ موصوفہ مین وان لم تفعل فرمایا یعنی ای رسول مقبول احکام شرعیہ کو اپنی ذات سے انجام دے اگر ایسا نکریگا تو گویا تونے تعمیل رسالت نہ کی۔ اگر آیۃ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت خلافت بلا فصل جناب امیر سے ہوتی تو خدا تعالی بجائے وان لم تفعل وان لم تبلغ فرماتا اس سے معلوم ہوا کہ آیۃ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔

اقول بحولہ تعالی صاحب اسرار الہدی کے اس فقرہ سے کہ شیعہ صرف یہ بتلا دین کہ اس حدیث مین ایسا کونسا لفظ ہی جس سے جناب امیر خلیفہ بلا فصل سمجھے جاتے ہین یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ اس حدیث کو نص خلافت مرتضوی تسلیم کر چکے ہین فقط کلام خلافتِ بلا فصل مین ہی اور یہ بات

ہم اوپر ثابت کر آئے ہین کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اس حدیث مین بہ تحت لفظ من کنت مولاہ کے آگئے ہین اور ہر سہ خلفا کی خلافت کے بارے مین کوئی حکم نہین ہی تو یہ حدیث بالضرور خلافت بلا فصل پر دلالت کریگی کیونکہ اہلسنت جنکی تقدیم ثابت کرتے ہین وہ سب نام ہم ثابت ہوگئے اب رہی بحث معنی آیہ کریمہ بلغ ما انزل پس منشی صاحب نے جو مراد اس سے سمجھی ہی وہ محض غلط بلکہ اسپر یقین کرنے والا بھی کافر مطلق ہوجاتا ہی اسلئے کہ اگر یہ مراد منشی صاحب صحیح ہو کہ مراد خدا تعالی کی اس آیہ مین تبلیغ احکام شرعیہ و فرائض چہارگانہ سے ہی تو ضرور اس بات کو بھی ماننا پڑیگا کہ خدا تعالی نے اس آیت سے پیشتر جسقدر احکام بابت نماز و روزہ و حج و زکوۃ کے نازل فرمائے اُنمین سے کسیکی بھی رسول خدا نے تبلیغ نہین فرمائی نہ خود انکو بذات خاص بجالائے پس یہ وسوسہ شیطانی صریح السطلان اور جمہور اہل اسلام کے عقیدہ کے برخلاف ہی۔ تو گویا منشی صاحب صاف عقیدہ یہ ہی کہ رسولخدا صلعم نے سال نہم ہجری تک نہ مسلمانون کو احکام شرعیہ سے مطلع کیا نہ آپ بجالائے اور یہ عقیدہ صریحًا کفر ہی۔ اگر کسیکو اس شیطانی عقیدہ پر اصرار ہو تو اس بات کو ثابت کرے کہ فلان حکم شرعی فلان زمانہ مین نازل ہوا تھا اور آنحضرت صلعم نے اسکو چھپا لیا تھا اس آیت کے نازل ہونے پر اسکا اعلان اظہار کیا ورنہ اپنے کفر کا مقر ہو یا معترض اس بات کو ثابت کرے کہ فلان حکم نازل ہوا تھا یا نماز روزہ حج زکواۃ کا حکم تھا اور آنحضرت صلعم بذات خود اسکو بجا نہین لاتے تھے اگر انسان تمام عمر اپنی اس تصنیفات مین بسر کرے تو بھی

وہ کوئی ایک ایسا معاملہ دریافت نہین کرسکتا کہ باوجود حکم آلٰہی نازل ہونیکے آنحضرت صلعم نے تعمیل اسکی کسی مصلحت سے روکی ہو ہان اگر دریافت ہوگا تو فقط یہی حکم خلافت حضرت علی کا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے بخوف اہل شر ونفاق تعیز التوا مین ڈالرکھا تھا شیخ صاحب جو الٹا استدلال وان لم تفعل پر کہا ہے یہ ہی دلیل گمراہی کی ہے کیونکہ وان لم تفعل بہت بڑی دلیل خلافت کی ہے اور اس سے مراد خلیفہ اور ولیعہد کرنا ہے یعنی خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تونے علی کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد نہ کیا تو گویا ہماری مراسلت کی تبلیغ نہین کی جو شخص اسکے مخالف کرے اسکے ذمہ ثابت کرنا اسکا ضرور ہوگا کہ نماز روزہ وحج وزکوۃ مین سے فلان فریضہ کو رسول خدا نے بذات خود نہین ادا کیا تھا اور اس آیت کے بعد اسپر عمل کیا ہے اور اگراس بات کو ثابت نکرسکیگا تو ضرور رسول خدا صلعم پر تہمت رکھنے والون کے زمرہ مین محشور ہوگا ۔ آجتک ہزارہا علمائی اہل سنت اسی جستجو مین مرگئے کہ ایک حکم ایسا معلوم کرین کہ رسول خدا نے اسکی تعمیل مین تعلل یا تساہل کیا ہوتا کہ اسکو وجہ نزول اس آیۃ کے قرار دین لیکن ہرگز یہ بات میسر نہ ہوئی بہرحال انکو یہ ہی لکھنا پڑا۔ نزلت فی علی ۔ قطع نظر روایات کے خاص آیت مین ایسی صریح دلائل خلافت مرتضوی کے موجود ہین کہ اگر انسان شقی ازلی نہین ہے تو ضرور ہدایت پاسکتا ہے کیونکہ اول تو مضمون آیت سے پایا جاتا ہے کہ یہ حکم صرف امت کو سنانیکی ہی بات نہین ہے بلکہ کوئی فعل بھی اس سے متعلق ہے کیونکہ اول لفظ بلغ ہے اور بعد مین وان لم تفعل پس سوائے خلافت کے کوئی ایسا معاملہ نہین ہے کہ جسمین

تبلیغ حکم کے علاوہ کوئی فعل متعلق ہو وہ خاص معاملہ خلافت ہی ہے کہ امت کو جمع کرکے تبلیغ حکم آلہی کیجاوے اور اُن سبکے روبرو حضرت علی کو رسول خدا صلعم اپنا خلیفہ اور بلاجد مقرر کرین دوم اس آیت مین جو یہ فقرہ موجود ہے واللہ یعصمک من الناس یعنی خداوند کریم تجکو لوگون کے شر سے بچاویگا۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اس حکم آلہی کی تعمیل رسول خدا صلعم بخوف مردم اشرار نہین کرتے تھے جبکہ خداوند تعالی نے وعدہ اُنکے شر سے بچانیکا کیا تب آنحضرت صلعم نے تبلیغ رسالت بھی کی اور حکم کی تعمیل بھی فرمائی۔ اب منشی صاحب فرمائین کہ سال دہم ہجری مین رسول خدا صلعم کو کونسے حکم شرعی یا فریضہ کی بجاآوری مین لوگون کا خوف تھا آیا آپکے اصحاب با صفا نماز روزہ سے چڑھتے تھے یا حج زکواۃ کو منع کرتے تھے اب فرمائیے کہ سوائے خلافت مرتضوی کے اور کوئی معاملہ متصور ہی نہین ہوسکتا۔ اسی آیہ مین انجام اور مالکار کی بھی خبر رسول صلعم کو دیگئی ہے کہ صاف نازل ہے۔ ان اللہ لایھدی القوم الکافرین۔ یعنی بتحقیق خداوند کریم قوم نافرمانبردار کو ہدایت نہین کرتا۔ اس سے صاف مراد یہ ہے کہ یہ امت سرکش اس حکم کی متابعت نکریگی اور خلافت مرتضوی کو قبول نہ کریگی مگر تو ای رسول ہماری تبلیغ رسالت کی کردی اور علی کو اپنا خلیفہ مقرر کردے جس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خلافت بلافصل مرتضوی کے قائل نہین ہین وہ مسلمان نہین ہین۔ نسبت روایت ابن مردویہ جو ملا صاحب پر یہ الزام لگایا ہے کہ براہ تعصب اپنی روایات موضوعہ تحریر فرماتے ہین یہ منشی صاحب کی ناواقفیت کی دلیل ہے کہ انھون نے

نادانستگی سے ابن مردویہ کو شیعہ سمجھا ہی اور بغیر تحقیق کیے جو منہ مین آیا فرما گئے۔ لیاقت کے تو یہ معنی ستھے کہ روایت ابن مردویہ کی صحت پر جرح اور قدح کرتے اسمین کوئی عیب نکالتے کیونکہ یہ تو خاص آپکی اہل جماعت کی ہی روایت ہی علیشی صاحب کے دل مین جو یہ وسوسہ آیا ہی کہ کیا رسالت آنحضرت صلعم کے منحصر بر نصب خلافت جناب امیر تھی اور دیگر احکام شرعیہ پر کیون منحصر نہین تھے جو لوگ دقیقہ رس ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ یہ خلافت جز و اعظم رسالت کا ہی کوئی رسول یا پیغمبر ایسا نہین گذرا کہ جسنے اپنی زندگی مین اپنا خلیفہ مقرر نہ کیا ہو اس خلافت کی وقعت اسی پر سمجھ لو کہ جب نماز روزہ یا حج یا زکواۃ یا دیگر حدود و فرائض کے احکام نازل ہوئے تو انکی نسبت کبھی یہ فرمان نازل نہین ہوا کہ آج ہمنے تمھارے دین کو کامل کر دیا جبکہ حضرت علیؑ کی خلافت کا حکم نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے انکو خلیفہ مقرر کیا اسی پر یہ خوشخبری نازل ہوئی کہ آج ہمنے تمھارا دین پورا کیا پس اسی پر قیاس کر لو کہ جب تکمیل دین منحصر اس خلافت پر تھی تو ظاہر ہی کہ تکمیل رسالت کیون منحصر نہ ہوگی اس خلافت کے سوائے ایسا بڑا امر اہم اور کونسا ہی کہ جسکی بابت ایسا تہدیدی حکم نازل ہوا۔

قال فی اسرار الہدیٰ پھر دوسری روایت مین مفسر نے یون لکھا ہی عیاشی از جابر بن عبداللہ نقل کردہ کہ حضرت رسول مامور شد بہ نصب امیر المومنین ترسید کہ اگر مردمان را آن خبر دہد گویند با پسر عم خود محابا میکند واز نزد خود منصب ولایت می دہد و او را طعن کنند خداوند این آیت فرستادہ

در غدیر خم حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید الخ
اگرچہ روایت جابر مین بھی صرف یہی دعوی ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ خود ساخت
نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت جب بقول جابر جناب امیر کی خلافت
بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر
اصرار و تکرار کیون ہے اسکا تو اہل سنت کو بھی بدل و جان اقرار ہے
بلکہ اہل سنت کا تو یہ عین ایمان ہے کہ بے شک آپ خلیفہ برحق مگر
فی وقت من الاوقات نہ بلا فصل۔

اقول و بہ نستعین ہمارے منشی صاحب کا طرز مناظرہ دنیا سے نرالا ہے
کہین لفظ بلا فصل سن پایا ہے اُسکو خلافت کی ایک قسم خاص سمجھ رکھا ہے
اور یہ نہین جانتے کہ خلیفہ ہی اُسکو کہتے ہین کہ بلا فصل ہو۔ جبکہ منشی صاحب
نے روایت جابر سے خلافت جناب امیر کو تسلیم کر لیا تو اب بحث
فصل و بلا فصل کی محض نادانی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جب روایت
حضرت امیر کی خلافت کے سوائے اور کسی کی خلافت کا ذکر نہین ہے
تو اسی کو بلا فصل کہتے ہین۔

ہان اگر اس روایت مین اورونکی خلافت کا بھی اسطرح مذکور ہوتا ہے
کہ پہلے پہل مین خلیفہ اپنا ابوبکرؓ کو مقرر کرتا ہون اور پھر عمرؓ اور پھر عثمانؓ کو
اور اُنکے بعد علی مرتضیٰؑ کو تو البتہ کہہ سکتے تھے کہ اس روایت سے خلافت
بلا فصل ثابت نہین اور جبکہ تینون خلیفون مین سے کسی کی خلافت کا ذکر
ہی نہین اور فقط حضرت علی کی خلافت ہی منصوص ہے تو معلوم نہین کہ منشی صاحب

سنے یہ قاعدہ استدلال کس مدرسہ مین تعلیم پایا ہے کہ باوجود تسلیم خلافت
بلا شرکت غیری کے بلا فصل کا سوال بار بار کیا جاتا ہی۔ منشی صاحب خلیفۂ
رسول اللہ فقط وہی شخص ہی کہ جسکو رسول صلعم نے اپنے روبروے اپنا خلیفہ
مقرر کردیا اور جو ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد دوسرا برضامندی خلیفہ سابق
مقرر ہوا وہ خلیفۂ رسول نہ تھا بلکہ پہلے خلیفہ کا خلیفہ تھا دیکھو قول حضرت عمر کا
اپنے صحاح مین کہ اگر لوگ مجکو خلیفہ خلیفۂ رسول اللہ کہینگے تو بہت طوالت
ہوگی اسلئے مجکو امیر المومنین کہو۔ منشی صاحب کبھی یہ خیال تو کیا ہوتا کہ کیا وجہ ہی
کہ خلیفہ چہارم کے لئے تو بار بار رسو لخدا صلعم نص خلافت فرماتے ہین اور خلفائ
ثلثہ کا جو متقدم ہین کہین نام و نشان نہین۔

قال فی اسرار الہدیٰ اگر کلام ہی تو صرف اولی بتصرف پر ہی سو یہہ
گمان بھی شیعون کا غلط ہی اسلئے کہ جب مولی بتصرف بمعنی اولے ہین تو
ضرور لازم آیا وال والاہ یہی بتصرف ہو کیونکہ یہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے
مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف صحیح ہوتا تو بجاے اولے
منک کے مولی منک بولا جاتا چونکہ یہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا مولے
بتصرف اولے بھی باطل ہے۔

اقول بحولہ تعالی سعدی صاحب کیا خوب فرما گئے ہین۔ تا مرد سخن
نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔ کہان ہو انصاف کرنے والو
چلو دین حق کے تحقیق کرنیوالو ذرا ادھر متوجہ ہو کہ خداوند کریم کا حضرات اہل
سنت پر بڑا ہی فضل ہوا کہ ایسا پلا پلایا اور پڑھا پڑھایا محقق اس چودھوین

صدی مین اُنکو ملا کیا عجب ہی کہ ان حضرت کا وجود مجددین الوف و صدیات مین
شمار ہوکر چودھوین صدی کے مجدد قرار دیدیے جاوین دیکھیے منشی صاحب
فرماتے ہین کہ حضرت علی کی خلافت مین تو ہمکو کلام نہین مگر اولی تصرف
مین کلام ہی۔ اور وجہ اسکی فقط یہ ہی کہ منشی صاحب اسکے معنی تو جانتے
نہین مگر شیعون کی زبان سے چونکہ اکثر سنا ہی اسلیئے اسکو تبرا سمجھے ہوئے
ہین اب اگر آسمان و زمین زیر و زبر ہوجاوین مگر اولی تصرف کا کیسے اقرار
کرلین کہ صریحًا تبرا کا لفظ ہی منشی صاحب کی تقریر مندرجہ بالا کی داد اہل
انصاف سے چاہتا ہون دیکھیے منشی صاحب مولی تصرف کو نہ ہنوز
سمجھے نہین اور والی تصرف کا سوال کر بیٹھے بھلا مین کہانتک سمجھاونگا
اور جبکہ وہ حضرت تصرف کے کوچہ مین ہی ہوکر نہین نکلے وہ کیا خاک
سمجھین گے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مؤلف صاحب اول اس بحث کو
خود سمجھ لین بعد اسکے پھر اگر کوئی اور رسالہ تصنیف کرنے کا اتفاق
ہو اُسمین درج فرماوین۔

قال فی اسرار الہدی دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت
بلا فصل جناب امیر کی ثابت نہوئی تو آیۃ یا ایہا الرسول بلغ الخ بھی
جناب کی شان مین بلا فصل راست نہین آئے۔

اقول وبہ نستعین حضرت منشی صاحب یہ لفظ بلا فصل بھی مثل اولی
تصرف تبرا کا لفظ ہی ایسا نہو کہ کثرت استعمال سے آپ اسکے عادی ہوجاوین
اور اسکا جواب تو ہم آپکو پیشتر ہی دیچکے کہ خلیفہ وہ ہی ہی جو بلا فصل ہو اور

جبکہ فصل واقع ہو تو خلیفہ نہین کہلاتا پس آنحضرت صلعم کا اصحاب ثلثہ کو چھوڑکر
حضرت علی کو خلیفہ کرنا صاف دلیل خلافت بلافصل کی ہے اگر روایت جابر مین
حضرت علی سے پیشتر اور خلفا کی خلافت کا ذکر نہین ہے تو ہر معقول پسند
اسکو خلافت بلافصل ہی قرار دیگا ہرنا معقول پسند جو جہل مرکب مین
گرفتار ہو اُسکی کہی نہین جاتی -

قال فی اسرار الہدیٰ بلکہ درصورت تسلیم چند آیۃ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے
چنانچہ اسی تفسیر مین ملا صاحب نے اُن آیات بنیات کو اسطرح تحریر فرمایا ہے۔
اول آیت رکوع ۵ پارہ ۱۷ سورۂ حج الذین ان مکناھم فی الارض الخ یعنی آنجماعت
باز دنان اناند کہ اگر جای دہیم ایشانرا وتمکین اقتدار بخشیم ایشانرا در زمین و زمام
حکومت بکف کفایت ایشان وہم فی خلاصۃ المنہج - دوم آیت
وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف
الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من
بعد خوفھم امنا الخ وعدہ داد خدای انانرا کہ گرویدہ اند از شما وکردند کارہای
شائستہ ہر آئنہ البتہ ایشان را در زمین کفار از عرب وعجم خلیفہ گرداند چنانکہ خلیفہ
گردانیدہ شدہ اند پیش از ایشان یعنی کہ زمین مصر وشام بدیشان داد
بعد از ہلاکت جبابرہ تا تصرف کردند دران چنانکہ تصرف ملوک در ممالک
خود و دراندک زمانی حق تعالی وعدہ مومنان وفا نمودہ جز ائر عرب و دیار
کسری وبلاد روم بدایشان ارزانی نمود ہر آئنہ متمکن وساکن سازد وباقوت
گرداند برای مومنان صالح دین ایشان را آن دینیکہ پسندیدہ وبرگزیدہ است

برای ایشان یعنی اسلام را بر ہمہ ادیان غالب گردانند و ہر آئینہ بدل دہد ایشانرا از
پس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی الخ فی خلاصۃ المنہج۔ سوم آیت
ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدہم لننظر کیف تعملون
ترجمہ۔ پس باگردانیدیم شمارا ای گروہی کہ محمد بشما مبعوث شدہ خلیفہای
گذشتگان وجانشینان در زمین از پس قرون کہ ہلاک شدند تا ببینیم در محضور
شہادت بعد از انکہ دانستہ ایم در غیب کہ شما چگونہ عمل خواہید کرد از خیر و
شر تا با شما بمقتضای آن کردار جزا دہیم۔ انتہی فی خلاصۃ المنہج دیکھو اگر آیۃ
یا ایہا الرسول بلغ کو خلافت بلا فصل جناب امیر پر قیاس کیا جاوے
تو صریح تنسیخ آیۃ الذین ان مکناہم۔ و وعد اللہ الذین۔ ثم
جعلناکم خلائف فی الارض۔ وغیرہم کی ہوتی ہی بلکہ تمام کارخانہ
ہی اسلام کا درہم برہم ہوا جاتا ہی بلکہ وعدہ خدا کا بھی معاذ اللہ خلاف
سمجھا جاتا ہی اگر ان تینون آیتون کا بھی مصداق جناب امیر کو ہی
ٹھہرایا جاوے تو یہ معنی بھی آپکی شان مین درست نہین آتے کیونکہ
تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ شریف مرتضی مجتہد شیعی المذہب مین یہ
عبارت بلفظہ مرقوم ہی۔ یا آنکہ حضرت امیر شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفاء
فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گذرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف
نیز در زمان ایشان حاصل نہ بود چہ اصل امامت ایشان را بلاد کثیرہ
و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر ماندند چہ جائے قبول احکام
ایشان الخ۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ مصداق ان

آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ مین امن کامل اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا پھر بھی آپکی نسبت دعوی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کا بڑے طمطراق سے ضرور ہی کہا جائیگا اور شدو مد سے آپ کو مصداق کنتم خیر امة ۔ و رحماء بینہم کا ٹھرایا جاویگا پس بعقیدہ محبان مولی مشکل کشائے عالم آیۂ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی دو شق سے خالی نہین یا یہ کہ نعوذ باللہ خدا تعالی خلفاء ثلثہ سے اسد اللہ الغالب کے ڈرتا تھا یا یہ کہ جناب امیر بقول شیخ حی الجبان لایستحق الامامہ کی مستحق خلافت مطلق نہ تھے سوائے اسکے آیة موصوفہ کا اور مطلب نہین ہو سکتا۔

اقول بحول اللہ و قوتہ معلوم ہوتا ہی کہ منشی صاحب نے نادانستگی سے ان آیات کو متعلق بخلافت نبوی یا متعلق بحکومت جو بعد نبی صلعم بخیانت اور شوری وغیرہ سے قائم ہوئی نہین سمجھ لیا ہی حالانکہ شمس الضحی رد ازہار الہدی مین بحوالہ تفاسیر معتبرہ اہل سنن بخوبی اس امر کو ثابت کردیا ہی کہ یہ آیات نہ خلافت نبوی سے متعلق ہین نہ خلفاء جور کی مدح اسنے پائی جاتی ہی بلکہ عوام مسلمانون کے حق مین ہین ۔ دیکھو تفاسیر مواہب علیہ فارسی اور یہ جو منشی صاحب سے کہینے کہدیا ہی کہ آیۂ بلغ سے ان سہ آیات کی تنسیخ ہوتی ہی یہ محض غلط ہی اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص ترجمہ قرآن مجید کو

نہین سمجھا آیات مذکورہ مین فقط تہدید اور نصیحت ہی عام مسلمانون کو جو
لوگ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور ہمیشہ کافر اُنکو ستایا کرتے تھے
اُنکو اذن جہاد دیا گیا اور اب وہ زمین کے مالک ہو گئے تو اُنکو تقوی اور
پرہیزگاری لازم ہی اور اگر وہ لوگ زمین کے مالک ہوکر تکذیب پیغمبر خدا
کی کرین تو مثل قوم عاد و ثمود کے سمجھے جائینگے یا جو کفران نعمت کریگا وہ
بہت بڑا فاسق سمجھا جائیگا یا یہ کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے تمکو تمکین
فی الارض اسلیئے دی ہی کہ تمھارے دلون کے نفاق وشقاق جو اب تک
پوشیدہ ہین ظاہر ہو جاوین - چنانچہ یہ سب باتین وقوع مین آ چکین -
انمین سے کسی آیتہ کا یہ مطلب نہین کہ تمام مسلمان بے دینی سردار کے
مثل رمہ بے چوبان رہینگے اور برخلاف اسکے آیتہ بلغ مین نبی کیا پنا نائب
مقرر کرنے کا حکم دیا جاتا معارض اور مخالف احکام آیات مذکورہ کا ہوتا -
اگر مراد مولف ان آیات کے معنی سے یہ ہی کہ جنکو تمکین فی الارض دیگئی
وہ ہی برحق نائب پیغمبر خدا کے تھے - یہ خود اُنکے مفسرون کے قول
کے برخلاف اور نیز خود آیت مین تمام مومنین سے وعدہ ہے اس
حالت مین مومن فقط وہ لوگ قرار پائینگے جنکو نبی کے بعد دیگرے تسلط
ملک مین حاصل ہوا اور اس اعتبار پر معاویہ اور یزید و مروان وغیرہ سب
مومن اور اکابر صحابہ غیر مومن قرار پائینگے اور یہ امر بالاجماع باطل ہے -
اب اگر مولف کو یہ آرزو ہو کہ ان آیات کے یہ معنی ہو جائینگے کہ جو جو لوگ
خلیفہ ہوے وہ مومن مخلص تھے اور اُنکی نسبت خدا نے پیشتر سے یہ

بات بتقریر کردی تھی کہ وہ ہمیشہ امر معروف اور نہی منکر کے عامل رہینگے یہ بھی صریحاً غلط اور بدیہیات کی مخالف ہے کیونکہ آیات مین بطریق اخبار و پیشین گوئی یہ ذکر نہین ہے بلکہ حکم اور نصیحت ہے کہ تمکین اور تسلط کی حالت مین اُنکو ایسا کرنا چاہیے اور اگر ایسا نکرینگے اور نبی کی تکذیب کرینگے تو وہ مثل قوم عاد و ثمود کے ہونگے اور وہ ہی بڑے بھاری فاسق قرار پائینگے چنانچہ خلفائے جور کے حالات سب پر روشن ہین کہ کس کسطرح نبی کی تکذیب کی کیسی کیسی عدول حکمیون کے مرتکب ہوئے ملک پر تسلط پاکر کسطرح صلہ رحم کے مخالف عمل کیئے اہلبیت پیغمبر پر کیا کیا ظلم و ستم کیئے۔ اب مؤلف صاحب یا تو فرمائین کہ فقط اصحاب ثلٰثہ مصداق ان آیات کی ہین اور دیگر متسلطین اسمین داخل نہین ہین یا یہ تسلیم کرین کہ جن جن مسلمانون کو تمکین فی الارض اور تسلط بر مملکت حاصل ہوا ہے وہ سب ان آیات کے مصداق ہین پس صورت اول مین ارشاد فرمائین کہ حضرات خلفائے ثلٰثہ مین سے کون کون صاحب ہین جو مصداق آیۂ وان یکذبوک فقد کذبت الخ و آیۂ و ان کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون کے ہین کیونکہ آیات مندرجہ نمبر ۲ کے آخری فقرات یہی ہین اور آیت نمبر ۳ کے مصداق کون صاحب ہین جنکی نسبت جناب باری یہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہمنے تمکو تسلط ملک فقط آزمائش کے لئے دیا ہے تاکہ تمھارے وہ باتین جنکو ہم مخفی طور سے جانتے ہین تم سے ظہور مین آجاوین تاکہ اوسکے مطابق تمکو جزا دیجاوے منشی صاحب خود ہی اپنے دل مین انصاف کرین کہ ان ہر سہ آیات مین

کونسی ایسی آیۃ ہی کہ جسکا مصداق پیغمبر خدا صلعم کا برحق جانشین ہوسکے۔ درحقیقت
یہ آیات جمیع اہل اسلام کیلئے نازل ہوئی ہین مگر ہم منشی صاحب کی خاطر سے کہہ سکتے
ہین کہ اپنی اپنی زمانون مین جن جن لوگونکو اپنا سردار بنایا ہی وہ سردار ضرور مصداق
ان آیات کی ہونگے اسلیئے کہ جب عام مسلمان اسمین داخل ہین تو انکے سردار بدرجہ
اولی داخل ہونگے مگر مسلمانونکا بنایا ہوا سردار نبی صلعم کا خلیفہ نہین ہوسکتا منشی
صاحب جو فقط لفظ خلیفہ پر فریفتہ ہورے ہین ٹھیک نہین کیونکہ خلیفہ تو کئی طرح
کے ہوتے ہین جیسے اُستاد معلم کا خلیفہ کشتی گیر پہلوان کا خلیفہ حجام خلیفہ لیکن
یہ لوگ بسبب شرکت نام خلیفہ کے رسولخدا صلعم خلیفہ نہین ہوسکتے ہین نبی صلعم کا خلیفہ
تو فقط وہ ہی ہوگا جسکو نبی صلعم نے اپنی زندگی مین اپنا جانشین مقرر کیا ہو
خود اُسکو حکم دیا ہو کہ تو میرا خلیفہ ہی یا امت کو فہمائش کی ہو کہ فلان شخص میرا خلیفہ
ہی یا وہ میرے بعد تمہارا سردار ہی یا اُسکو میرے مانند سمجھو یا میری بعد اُسکی پیروی
اور اُسی سے تمسک کرنا۔ آیات مذکورہ بالا مین جو لفظ استخلاف مستعمل ہوا ہی وہ
بمعنی خلیفہ رسول نہین ہی بلکہ خلیفہ بمعنی متسلط بجائے شخصے ہی مثلاً پیشتر زمین
پر کافر متسلط تھے اور خدا تعالی نے اُنکا ملک چھین کر مسلمانونکو دیا تو مسلمان
اُن کافرونکے خلیفہ ہوئے کیونکہ اُنکے جانشین ہوئے۔ اور عبارت تفسیر سے بھی
جسکا حوالہ مؤلف نے دیا ہی ایسا ہی ظاہر ہی پس یہ امر کب ممکن ہی کہ جو آیات حالات
خلفاء کافران وجباران نازل ہوئی ہون وہ اس آیت کے معارض سمجھی
جاوین جو خلیفۂ رسول کے حق مین نازل ہوئی ہو۔ البتہ ایک یہ بات ضرور
ہی کہ مسلمانون نے آیۃ بلغ کے مخالف کرکے وعدہ ہائے مندرجہ آیات

سنہ کرہ بالا سے اپنے آپ کو محروم کر لیا اسمین کوئی شک نہ تھا کہ اگر مسلمان حکم خدا و رسول کا اتباع کر کے خدا کے مقرر کیے ہوئے خلیفہ کو اپنا سردار بناتے تو روئے زمین پر حسب وعدہ الٰہی تمکین تمام حاصل ہو جاتی چونکہ وعدہ تمکین مشروط تھا اعمال حسنہ کے ساتھ اور مسلمانون نے رسولخدا کا انتقال ہوتے ہی تکذیب رسولخدا کی شروع کردی اسلئے خدا نے بھی اپنے وعدہ کو پورا نہ کیا۔ وہ اعمال حسنہ جنکی مخالفت مسلمانون نے کی اور جنکی بابت رسولخدا کی تکذیب کے سوائے معاملہ خلافت حقہ کے اور کوئی نہین ہی اور ایسی بدیہی بات ہی کہ اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ اسبات کو ہر صاحب عقل تسلیم کریگا کہ بعد وفات رسول خدا صلعم مسلمانون کی ترقی کو روکنے والی شئے یہی مخالفت اور نزاع خلافت ہی اگر خلافت پر بحث اور نزاع نہ ہوتا تو اسلام کی ترقی کبھی بند ہونے والی نہ تھی۔ یہان ایک یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہی کہ ریاست اور امارت ایسی شئے ہی کہ کسی کا نفس دوسرے کے لئے قبول کرے اور خود اس سے کنارہ کش ہو جائے ہرگز نہین ہر شخص کو یہی خواہش ہوتی ہی کہ مین رئیس ہو جاؤن خدا و رسول نے اسکی بابت کوئی ایسا قاعدہ بھی مقرر کر دیا تھا کہ جس سے مسلمانون کا یہ نزاع باہمی دور ہو۔ اسکے جواب مین مین بہت زور کی ساتھ کہہ سکتا ہون کہ خدا و رسول نے بہت ضروری سمجھکر اس قاعدہ کو مقرر کیا تھا اور اسی نزاع کے پیدا ہونے کی غرض سے تقرر امامت کو امت کے اختیار مین نہین رکھا تھا اور خدا تعالی نے رسول صلعم کو مومنین پر وہ

اقتدار سمجھتا تھا کہ اگر آپکی ساری امت مومن ہوتی تو کبھی نزاع کی نوبت نہ آتی
یعنی خدا تعالی کا یہ حکم تھا کہ مومن وہ ہی کہ نبی صلعم کو اپنی نفس سے اولے تر
سمجھے پس اگر صحابہ آنحضرت صلعم کو اپنے انفسون سے اولی تر سمجھتے تو کبھی انکے
فرمان سے مخالفت نکرتے اور جیسا کہ رسول خدا نے مسلمانون کے روبرو غدیر خم
مین اسی اقتدار کو جتلا کر اپنا خلیفہ حضرت علی کو مقرر کردیا تھا اگر اس حکم کی پابندی
کرتے نہ تو کبھی مسلمانونمین نزاع ریاست برپا ہوتا نہ مسلمان جدی جدی فرقے
ہوجاتے۔ جن لوگون نے اول اس حکم مین رسول خدا صلعم کی مخالفت
کی ہی وہ لوگ اسلام کی مخرب اور جڑ سے اکھیڑ دینے والے ہین مین سچ
کہتا ہون کہ اب جو کچھ اسلام کا نام دنیا مین باقی ہی یہ فقط اس حجت اللہ کے
صائب تدبیر کا نتیجہ ہی کہ جنھنے اسوقت نہایت صبر اور تحمل سے کام لیا اگر
حضرت امیر المومنین اسوقت صبر نہ فرماتے تو معاندین اسلام کا کام تمام
کر چلے تھے۔ اجماع اور شورے وغیرہ جنھنے نکالے ہین وہ ضرور باطن مین
دشمن اسلام تھا۔ اور فقط واسطے تخریب اسلام کے یہ تدابیر کی گئین تھین
کیونکہ ہر شخص جو کچھ بھی عقل تمدن رکھتا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ عرب کی لوگون کو
بلا کسی قانون واجب الاتباع کے سردار کے مقرر کرنے کا اختیار دیدینا
برابر اسی کے ہی کہ گویا ہر ایک کے ہاتھ مین تلوار دیکر حکم دیا جاوے کہ باہم
ایکدوسرے کو قتل کرو بعضے نادان لوگ اہلسنت جو یہ کہنے لگتے ہین کہ خلافت
کے بارے مین جو صاف تصفیہ پیغمبر خدا نے نہین کیا اسکی یہ ہی وجہ تھی
کہ آپنے یہ خیال فرمایا کہ جس سے سب لوگ راضی ہونگے اسکو آپ سردار بنالینگے

یہ صریحاً رسول خدا پر تہمت ہے ہرگز رسول خدا صلعم ایسا نکرتے کیون کہ یہ حرکت توبالکل عقل اور حکمت کے خلاف ہے پیغمبر لوگ اعلی درجہ کے حکیم ہوتے ہین کوئی فعل اون کا حکمت کے خلاف نہین ہوتا یہ کب ممکن تھا کہ آنحضرت صلعم روز بعثت سے تو ایسے تدابیر کرتے ہین غایت سعی اور کوشش فرمارہے ہین کہ جس سے بعد آپکے خلاف اور نزاع پیدا نہو اور خصوصاً دوسال پیشتر وفات سے بار بار امت کو حکم سنا دیا گیا کہ میرے بعد میرا جانشین علی مرتضیٰ ہین اور آخر وقت مین ایسا حکم دین کہ جس سے اسلام بھی مستاصل ہوجاوے ۔ ابھی تک اس بات کو مین بڑی عقل ہت تا کررہا تھا کہ موجب خلاف و نزاع اختیار امت تھا اور نزاع کے دور ہونے کی سبیل فقط یہ تھی کہ تقرر خلیفہ و امام منحصر حکم پر ہو کہ چار و ناچار امت کو ماننا پڑے لیکن میری اس راے کی تائید مین جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا ایک خطبہ ہے جسکو آپنے بعد وفات رسول صلعم مسجد نبوی مین بیان فرمایا اور اوس مین تمام احکام اور فرایض نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کے وجوہ اور اسباب بیان فرمائے ہین اوس مین ارشاد فرماتے ہین کہ ہماری امامت اور حکومت اسلیے تم پر واجب کی گئی کہ تمھارے درمیان نزاع اور مخالفت نہ پڑے ۔

ہر عقلمند اسبات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ اگر امت محمدی بعد وفات رسول خدا صلعم اپنی اعتراض نزاعی کو علیحدہ کرکے بپابندی حکم رسول خدا صلعم حضرت علی کو اپنا سردار بناتے اور غیر مستحق لوگونکو

درمیان مین نہ گہسنے دیتے تو ضرور ہے کہ جو جو صدمات اور سوانح عظیمہ اوایل اسلام سے ہی اسلام پر پڑے وہ ہرگز واقع نہوتے اور جو جو اختلافات اور نزاعات اور ایک دوسرے کے بغض وعداوت دلون مین جاگزین ہوئی جس سے مسلمان فرقے فرقے ہوکر ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہوگئے یہ ہرگز نہوتا۔ اور چونکہ یہی اسباب اسلام کے روز افزون اور موعودہ ترقی کے روکنے والے تھے جب یہ واقع نہوتے تو ضرور اسلام شرق سے غرب تک پہیل جاتا اور خدا کی ذات مین شریک کرنے والا پردہ دنیا پر نظر نہ پڑتا۔ اور یہ امر فقط اہل بیت رسالت کی سرداری اور خلافت پر منحصر تھا چنانچہ سبکو معلوم ہے کہ یہ گیا ہوا وقت اور بگڑی بات پہر بہی اہلبیت پیغمبر کے خلیفہ سے ہی ہاتھ آسکے۔ نزاع وخلاف مذہبی اہل اسلام کا دور ہونا اور روی زمین سے کفر وشرک کا دفع ہونا بغیر ظہور حضرت صاحب الامر کے ممکن نہین۔ پس ظاہر ہے وعدہ ہاے مندرجہ آیات مشروط باطاعت اوسی شخص کے تھے جنکے لیئے آیتہ بلّغ نازل ہوی مگر مسلمانون نے اوس شرط کے بجا آوری مین غفلت کی مگر آیندہ پہر جب کبہی مسلمان لوگ اوس شرط کا ایفا کرینگے تو ضرور وعدہ الٰہی پورا ہوگا اور روی زمین پر سواے مذہب حقہ کے کسیے مذہب باطل کا وجود نہ رہیگا اور ظاہر ہی کہ وہ زمانہ حضرت قائم آل محمد کا ہوگا صلواۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین گویا زمانہ حضرت امام

آخر الزمان مین تسلط اسلام کا بجز اسی نقصان کے ہی جو زمانہ امام اول علیہ السلام
امت خود غرض کے ہاتھ سے واقع ہوا پس اس اعتبار پر ہر سہ آیات محولہ مویدایتہ بلغ
کے ہین **واما قولہ** - مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل
خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روی زمین کو پاک کیا اور جنکے زمانہ مین امن
کامل اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا -

اقول - مفتی صاحب نے یہ ارقام فرمایا کہ وہ کون لوگ ہین جنھون نے
کفار و اشرار سے روئے زمین کو پاک کیا ہم بھی یہ ہی کہتے ہین کہ بیشک
ان آیات کے ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہین نہ کہ اصحاب ثلثہ اور بحث اس موقعہ پر
فقط اصحاب ثلثہ سے ہی جنھون نے اپنی زندگی بھر مین کبھی ایک کافر کو بھی
نہین مارا نہ کسی سے میدان داری کی نہ کبھی خدا کی راہ مین آپ زخم سوزن
تک کھایا معارک جنگ مین سب سے پہلے فرار ہو جاتے خود تو ڈر پوک تھے
ہی اورون کو بھی بیدل کرتے جنگ احد پر میدان کارزار سے تینون صاحب
فرار ہو کر غار مین جا چھپے خلیفہ سیوم تو رسولخدا سے منھ موڑکر دشمنون مین جا ملے
تیسرے روز جب یہ تحقیق ہو گیا کہ آنحضرت صلعم زندہ ہین تب آپ اپنے
عم بزرگوار ابو سفیان کے لشکر سے جدا ہو کر مدینہ مین آئے شیخین اُحد
تک بھاگ کر کسی غار مین چھپے بعضے کہتے ہین کہ ابن ابی منافق کے پاس جا کر
ملتجی ہوئے کہ ابو سفیان سے ہماری سفارش کر کے قصور معاف کرا دے
جنگ خیبر مین ایک ہی شریر حارث نام فی تین روز تک متواتر شیخین کے چھکے
چھڑا دیے اور ہر روز باوجود علمدار لشکر ہونے کے مفرور ہو گئے - جنگ

خندق مین عمر ابن عبدود نے شیخین کے چہرون کے رنگ اڑا دیے مرحب خیبری کے خوف سے رات کو سوتے مین چونک پڑتے تھے جنگ حنین مین ایسے بھاگے کہ باوجود اس سخت طعنہ کے کہ یا اصحاب السمرہ کہان بھاگے جاتے ہو لوٹ کر تشریف نہ لائے ہمنے تو آجتک کسی تاریخ یا سیر کی کتاب مین یہ بات نہین دیکھی کہ اصحاب ثلثہ مین سے کبھی کسی نے ایک ادنی کافر کو بھی قتل کیا ہو رہا امن و امان اسکے یہ صورت ہی کہ بدترین خلائق بیشک بڑے عیش و عشرت مین بسر کرتے تھے جیسے حکم مروان ابوسفیان وغیرہ اور بہترین خلائق یعنی اہلبیت پیغمبر خدا جو کچھ مصائب اور خوف و خطر رہا وہ پوشیدہ نہین۔ حضرت شیر خدا علی مرتضی قبر نبی سے لپٹ کر کسکے تظلم کی فریاد کرتے تھے کہ یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادو یقتلوننی۔ اور جناب فاطمۂ زہرا کس ظلم کی داد خواہی مین یہ استغاثہ کرتی تھین کہ یا رسول اللہ تمھارے بعد ہم کیا کیا مصیبتین ابن ابو قحافہ اور ابن خطاب کے ہاتھ سے اٹھارہے ہین۔ مفصل تذکرہ اسکا ابن قتیبہ نے کتاب الامامت والسیاست مین لکھا ہی اور جعفر نے بھی جلد ثالث کتاب تاریخ الانبیا مین اسکو نقل کیا ہی۔ علاوہ اہلبیت پیغمبر کے اصحاب اخیار حضرت احمد مختار پر کیا گذری ابوذر غفاری سا بزرگ صحابی شہر بدر کیا جاوے عمار بن یاسر عبد اللہ ابن مسعود کا ہتک حرمت کیا جاوے اور مروان اور حکم طرید رسول کو جلا وطنی سے بلا کر ایک لاکھ دینار انعام اور خراج مملکت فارس عطا کیا جاوے اصحاب اہل تقوی ذلیل و خوار کئے جاوین اور معاویہ و یزید ابو سفیان امرا مملکت شام بنائے جاوین۔ رسول خدا کی روح بھی ان افعال سے کیا خوش ہوئی ہوگی

بعد زمانہ اصحاب ثلثہ کے جو لوگ خلیفہ اور متسلط فی الارض ہوئے ہیں معاویہ سے لیکر بنی عباس کے آخری خلیفہ تک کسی کا حال پوشیدہ نہین ہے اُنکے افعال سے نبی صلعم کی قبر تو کیا غالباً عرش الٰہی بھی کانپ گیا ہے حدود الٰہی کو توڑ ڈالا اہلبیت رسالت کو قتل کیا حرم الٰہی کو آگ لگائی کعبہ کو گرایا حرم رسالت پناہ مین گھوڑے باندھے بلد امین مین قتل عام کیا مسلمانان مدینہ کی زنان محصنہ سے اسد رحیہ جبراً زنا کیا کہ کئی ہزار بچے زنا سے پیدا ہوئے۔ کسی خلیفہ نے جنگ بدر کا عوض لینے کیلئے حضرت حمزہ کی قبر کھود ی کسی نے اپنے بزرگوں کا عوض لینے کے لئے اہلبیت رسالت کو قتل کر ڈالا۔ اگر ان خلفاء متسلطین فی الارض کے حالات سنکر اب بھی اُنکے تابعین کو شرم اور غیرت نہ آوے اور پھر بھی بڑے طمطراق سے اُنکی نسبت ان آیات کے مصداق ہونیکا دعوی کرین اور جو جو آیات اخیار صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین ہٹ دھرمی سے اُنھون کی نسبت منسوب کرین تو بلا شبہ طریقہ شرم وحیا کی منافی ہے۔ اور مولف صاحب کا یہ مقولہ (نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا خون کیا) طنز ہے جناب علی مرتضیٰ اور امام حسین علیہما السلام پر۔ مؤلف کے نزدیک ان دونون حضرت نے خلافت کی طمع سے فتنہ و فساد برپا کیا۔ ناظرین باانصاف کو یہی گمان نہین کرنا چاہیے کہ یہ عقیدہ فقط مؤلف صاحب کا ہی ہے بلکہ ثابت ہو گیا کہ اس زمانہ کے اکابر اہلسنت کا نسبت حضرت علی مرتضیٰ و امام حسین علیہما السلام کے یہی عقیدہ ہے کیونکہ مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈھی نے اس رسالہ پر تقریظ لکھی ہے اور اُسمین منشی جوہر علی صاحب کے ان تحریرات کی

نہایت درجہ مدح اور ثنا لکھی ہے غرضکہ یہ عقیدہ کسیکا ہو فقط احلام شیطانی ہے۔
نزدیک گذارش کیا جاتا ہے کہ طمع اسکو کہتے ہیں کہ کسی دوسرے کے حق یا ملک کے لینے
کی خواہش کرے اور خود اسکا مستحق نہو جیسے شیخین اور خلیفہ ثالث اور معاویہ اور
یزید وغیرہ ان لوگوں کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے باوجود عدم استحقاق
خود خلافت کی طمع کی اور جن لوگوں کا خلافت حق تھا اگر انھوں نے اُسکے
استرداد یا حصول میں کوشش بھی کی ہو تو وہ طمع نہیں کہلاتی منشی صاحب اسکی
مثال تو بہت صاف ہے مثلاً کوئی شخص آپکا گھر یا اسباب چھین لے اور آپ
اُسپر نالشی ہوں تو کیا آپکو ہی اُلٹا طامع اور لالچی کہا جائیگا۔ ہر شخص جو کچھ
بھی عقل رکھتا ہے اُس شخص کو طامع کہیگا جسنے آپکا گھر بلا کسی استحقاق کے چھین
لیا ہے پھر آپ ایسی اُلٹی بات کسوجہ سے بیان فرمایا ہے ہیں یہ تو کتب اہل سنت
میں آپنے بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ خدا و رسول نے بوقت قصہ تبلیغ سورۂ برات
اس امر کو صاف کر دیا تھا کہ حضرت ابوبکر اور نیز جملہ اغیار قابلیت خلافت
پیغمبر خدا صلعم کے نہیں رکھتے ہیں فقط حضرت علی خلافت پیغمبر خدا کا استحقاق
رکھتے ہیں اور خود حضرت ابوبکر کا متعلقہ خلافت سے تکلم وحی الٰہی ممنوع
کی گئی۔ کبھی پیغمبر خدا نے اُنکو اپنی زندگی میں اپنا خلیفہ نہیں کیا کبھی بان سے
نہیں فرمایا اور خاص اُنکے روبرو دس بیس مرتبہ حضرت علی کی نسبت اپنا خلیفہ
اور نائب ہونا زبان مبارک سے پیغمبر خدا نے فرمایا۔ خود آپ ہی ان احادیث
کو تسلیم کر چکے ہیں پھر نالونکے خجالت سے ذرا سر اونچا کرکے لو فرماتے ہیں کہ
حضرت ابوبکر کا بلا کسی استحقاق کے اور باوجود ممنوع ہونے کے سر خلافت

پر شیم جانا داخل طعن ہے یا اس شخص کا طالب دعویدار خلافت ہونا داخل طعن ہے کہ جسکی نسبت محضر صادق خود حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں کہ بعد روانگی تمہارے جبرئیل امین نازل ہوئے اور یہ وحی لائے کہ یہ کام رسالت کا ہے اسکو تم خود انجام دیسکتے ہو یا علی مرتضیٰ انجام دیسکتے ہیں۔ اور نیز تبوک جاتے ہوئے حضرت علی کو خلیفہ سفر کیا اور فرمایا انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ اور بریدہ وغیرہ کی شکایت کرنے پر سب کے روبرو آپنے فرمایا کہ میرے بعد علی تمہارا حاکم اور والی ہے اور لفظ امام اور سید اور امیر ہمیشہ حضرت علی کو اپنی زبان سے فرماتے ــ دس بارہ مرتبہ جلسہ عام کرکے اظہار خلافت حضرت علی کا کیا کہ انوار الہدیٰ میں بتشریح تمام مندرج کیا ہے حجۃ الوداع میں بروز عرفہ عام امت کو حکم دیدیا کہ میرے بعد اہلبیت تمہارے پیشوا ہیں تمکو فقط انسے اور قرآن سے تمسک کرنا چاہیے بعد اسکے غدیرخم پر بڑا اجلاس اور مجمع کرکے امیر المومنین کو خلافت پر نصب کر دیا۔ اسکے بعد مدینہ میں تشریف لاکر حالت بیماری میں جن جن لوگوں کی طرف سے گمان فساد اور فتنہ پردازی کا برخلاف حضرت امیر المومنین کے تھا انکو ماتحتی اسامہ بن زید روم کیطرف جانیکا حکم دیدیا اور وفات سے چند ساعت پیشتر یہ سب لوگ کوچ پر تیار ہوگئی حضرت ابوبکر و حضرت عمر باوجودیکہ انھوں نے بہت کچھ واویلا کیا مگر دفتر ماتحتان اسامہ سے انکا نام خارج نہوا اور قرب وفات سید عالم صلعم نے ملبوس خاص اور اسپ و شتر و اسلحات و دیگر البسہ مخصوصہ و انگشتر خاتم حضرت علی مرتضیٰ کو عطا فرماکر اور وصایائے معمول پیغمبران سے مشرف و ممتاز کرکے اپنا خلیفہ اور وصی بنالیا۔ منشی صاحب اگر آپ کے مزاج میں کچھ بھی انصاف ہے تو ذرا اس بات پر غور

فرمایئے کہ ان باتون مین سے جو بندہ نے اوپر گذارش کی ہی ایمین سے ایک بھی
حضرت ابوبکر یا کسی دوسرے صحابی کو کبھی عمر بھر حاصل ہوئی ہی بھلا خلافت
ایسی شئے ہی کہ کسیکو بالا بالا مالک کی بلا مرضی حاصل ہوجاوے ادنی ادنے
درویش بھی جسکو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین تو جبہ و دستار یا خرقہ تو ضرور ہی دیتے ہین
آپ اور تو سب باتون کو جانے دیجیے اسی کی تحقیقات کیجئے کہ انتقال سے پیشتر
حضرت رسول خدا نے جب اپنا عمامہ وجبہ وردا واسلحہ واسپ وغیرہ حضرت
علی کو عطا فرمائے تو حضرت ابوبکر کو بھی ان تبرکات مین سے کچھ دیا اور انکو روز پیشتر سے
گھر مین گھسنے دیا یا نہین اور خطاب آخری مرحبہ صحیح بخاری قوموا عنی بعد یہ
حضرت شرف خدمت حضرت رسالت سے تا وقت وفات مشرف ہوئے یا نہیں
اور مولف کا یہ قول کہ آیۂ بلغ کے معنی دو شق سے خالی نہین کہ یا تو خدا تعالی
بھی اصحاب ثلثہ سے مثل حضرت امیر کے ڈرتا تھا۔ یا حضرت امیر جبان تھے
اور اس وجہ سے وہ قابل امامت نتھی بالکل مجنونون کے بڑھے۔ مولف صاحب کو
تو استدلال کرنا آتا ہی نہ الزام دینا۔ کوئی پوچھے کہ جب تمنے معنی آیت مین دو شق
قرار دین پھر ایک ہی شق لکھکر کیون خاموش ہوئے اور نصف نتیجہ شق اول کو
کس طرح شق ثانی قرار دیا۔ شق اول مین جب تم حضرت امیر اور خدا تعالی
کو مساوی درجہ کے ڈرنے والے قرار دیچکے تو نتیجہ مین آپکی جبانت کو کیون
ترک کر دیا صاف لکھا ہوتا کہ خدا تعالی بھی بوجہ جبانت مستحق خدائی نہ رہا اور جبکہ
شق اول مین حضرت امیر کو ڈرپوک قرار دیچکے اور شق ثانی مین بھی اسیکا اعادہ کیا پھر
جدا شق کس طرح ہوئی یہ تو رجعت قہقری یعنی الٹی کرکے جانا ہی اور حضرت منشی

صاحب یہ کونسا قاعدہ استدلال کا ہی کہ آپنے جناب امیر کی نسبت تو الزام جبانت
لگاکر غیر مستحق امامت قرار دیا اور خدا تعالی کی نسبت بھی وہ الزام جبانت کا لگایا
اور اسکو خدائی کا غیر مستحق نہ لکھا کیا امامت خدائی سے بڑی ہی کہ مرد جبان خدائی
خدائی تو کر سکے اور امامت نہ کر سکے۔ علاوہ اسکے مضمون آیت سے خدا تعالی
یا علی مرتضی کی جبانت ثابت نہین ہوتی پھر آپنے کسطرح خلاف مراد آیت
خدا تعالی کو جبان قرار دیا خدا تعالی تو اپنے رسول سے یون فرماتا ہی کہ ہمارے
پیغام کو پہونچا دے اور مردم اشرار کا خوف نکر ہم تجکو انکے شر و فساد سے بچا دینگے یہ
کلمات تو بہادری کے ہین پھر تمنے کسطرح خدا تعالی پر الزام ڈرپوک ہونیکا لگایا۔
کیا آپکو ہنود کی صحبت زیادہ رہی ہی وہ لوگ البتہ ایسے مقولہ کہہ دیتے ہین بچے
بڑے پن میشر سے یعنی بچہ اور حرامزادہ سے پرمیشر بھی ڈرتا ہی۔ سوائے اسکے
لغو ہونا آپکے استدلال کا اسی سے ظاہر ہی کہ حجت بے محل ہی جہان یہ الزام
عاید نہین ہوسکتا تھا وہان تو آپنے الزام عاید کیا اور جہان اسکا محل تھا اسکو
بھول گئے دیکھیے اگر کوئی شقی ازلی براہ شقاوت آیۃ بلغ سے کسی پر الزام ڈرپوک
ہونیکا لگاوے تو وہ بے ایمان ملعون رسولخدا صلعم پر اس الزام کو اسوجہ سے
لگائے کہ آپنے بخوف بعض اشرار امت پیغام الہی کو ظاہر نہین فرمایا تھا خدا تعالی
نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ ہم تجکو آدمیون کے شر سے بچائینگے اسوقت آپنے
اس حکم کی تعمیل کی۔ خدا تعالی کی تو صاف بہادری اور شجاعت ظاہر ہو رہی
ہی اور کسی لفظ یا کلمہ سے خدا تعالی یا علی مرتضی کی جبانت پائی نہین جاتی
پھر فرمائیے تو کیا خدا تعالی اور علی مرتضی ہی آپکے دشمن ہین کہ کہین انکی جبانت کا

ذکر ہی اور نہ مذکور ہی اور آپ زبردستی اُنکو جبان قرار دیتے ہین۔ رسولخدا صلعم کو اس زمرہ سے خواہ آپ سہوًا چھوڑ گئے ہین یا اُنکی کچھ رعایت مرکوز خاطر ہوئی ہی مگر استدلال آپکا نامعقول ہوگیا اور ایمان بھی سلامت نہ رہا یعنی جب خدا تعالی آپکے نزدیک قابل خدائی نہ رہا تو حضرت کی رسالت کب باقی رہی۔ معلوم ہوتا ہی کہ مؤلف صاحب جبانت اور شجاعت کی تعریف سے بھی آگاہ نہین ہین اور احتیاط اور بددلی کے فرق سے بھی مطلع نہین ہین۔ رسول خدا صلعم نے جو تبلیغ حکم امامت علی مرتضیٰ کو برائے چندے حیز التوا مین ڈالا محض بنظر احتیاط تھا۔ اور احتیاط ایک خصلت شریف ترین خصائل سے ہی اور شجاعت کے تحت مین ایسے ہی داخل ہی جیسے بددلی تحت جبانت ہی جناب رسول خدا صلعم اور حضرت علی مرتضیٰ کا اغماض کرنا طرح دیجانا ہمیشہ بنظر احتیاط ہوتا تھا۔ ہان البتہ غار کے اندر رونا احد کے میدان سے بھاگ جانا خیبر میں حنین مین فرار ہونا داخل جبانت ہین اور اسی کی بابت یہ مقولہ ہی الجبان لایستحق الامامت۔

قال صاحب اسرار الہدی حدیث قال رسول اللہ صلعم یا ایہا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی۔ ترجمہ۔ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ای آدمیون تحقیق مین تمھارے درمیان دو چیزین جلیل القدر چھوڑتا ہون ایک قرآن ہے اور دوسرے عترت میری اگر تم ان دونون سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے بعد میرے۔

اقول بحولہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب کچھ مفصلاً ارشاد نہ ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے خصوص میں آپنے کیوں اس حدیث کو تحریر فرمایا۔ ہاں پہلے تو یہ فرمایئے کہ آپکے نزدیک حضرت ابوبکر بھی زمرۂ ناس میں داخل ہیں یا نہیں اگر نہیں ہیں تو پھر کس میں داخل ہیں اور اگر ہیں تو فرمایئے کہ انھوں نے تمسک عترت پیغمبر خدا کیا یا نہیں اگر تمسک کیا ہے تو وہ خلیفہ اور امام کس طرح ہوسکتے ہیں خلیفہ اور امام تو وہ ہوتے ہیں کہ جنکو پیغمبر خدا اپنے واسطے تمسک امت کے اپنے بعد چھوڑ گئے اور خاص یہی خلیفہ کے یہی ہیں اپنے پیچھے چھوڑا ہوا اسی حدیث سے قطعاً خلافت حضرت ابوبکر کی باطل ہو گئی۔ اور اگر حضرت ابوبکر نے آپکے نزدیک عترت پیغمبر سے تمسک نہیں کیا تو بشہادت اسی حدیث کے آپکو قبول کرنا پڑا کہ وہ گمراہ ہوگئے۔ یہ بھی معجزہ اہلبیت پیغمبری کہ دشمن کی زبان پر بھی حق جاری ہو جاتا ہے کتب مخالفین میں جو مناقب اور فضائل اہلبیت پائے جاتے ہیں اسکی یہی وجہ ہے

قال صاحب اسرار الہدیٰ۔ اس حدیث صحیح سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پیغمبر خدا نے مقدمات دینی اور احکام شرعی میں جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ اور اپنی عترت کے فرمایا پس جو کوئی بدنصیب ان دونوں جلیل القدر چیزوں کا مخالف ہوگا وہ بالیقین مخالف خدا اور رسول سمجھا جائیگا۔

اقول بحولہ تعالیٰ حضرت منشی صاحب جبکہ مقدمات دینی اور احکام شرعی میں تو تمسک عترت پیغمبر کا واجب ہوا پھر حضرات خلفائے ثلثہ کس کام پر متعلق رہے اسکی بابت مفصل ارشاد ہوا اور بعد اسکے یہ فرمایئے کہ جن لوگوں نے یا جن بدنصیب

لوگون نے اہلبیت پیغمبر کو ترک کرکے اپنے آپکو دینی پیشوا ظاہر کیا یا جنہوں نے کہ اہلبیت کی اطاعت و پیروی کرین اُنسے اپنی اطاعت اور پیروی کرائی یا جنھون نے عترت کے جمع کئے ہوئے قرآن کو قبول نہ کیا یا جنھون نے تقلید عترت کو ترک کرکے اجماع اور پنچایت سے مسائل شرعی جاری کئے یا جنھون نے ترک عترت غیر لوگون مثل ابوموسیٰ و ابن مسعود وغیرہ کو اپنے مفتی مقرر کیئے وہ خدا ورسول کے مخالف ہوگئے یا نہین اور آپ اُن لوگون کو کیسا سمجھتے ہین۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اب یہ امر تحقیق طلب ہو کہ فریقین یعنے اہل سنت و اہل تشیع مین سے کونسا فرقہ ناجیہ متمسک کتاب اللہ و عترت رسول اللہ کا ہی اور کون ان دونون مستحکم حبل متین کو ہاتھ سے دیتا ہے سمجھا ہی اس لیئے کتب فریقین کو بلا تعصب ملاحظہ کرنا ضروری سمجھا گیا جسکا نتیجہ کتب اصول و فروع اہل سنت مین کوئی روایت قوی یا ضعیف ایسی نہ دیکھی گئی کہ جسمین اہانت کتاب اللہ یا عترت رسول اللہ کی صراحتاً یا کنایتاً پائی جاوے اس سے معلوم ہوا کہ فرقہ اہل سنت ہی متمسک حدیث ثقلین کا ہے۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم امر تحقیق طلب مین منشی صاحب نے بہت دھوکہ کھایا ہی فرقات اہل سنت و اہل تشیع کی بابت پیشتر ہی تحقیقات کرنا کیا ضرور ہی پہلے اُن لوگون کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کہ جنکی نسبت ہم کو رسول خدا صلعم نے یہ حکم دیا تھا اور جن کے زمانہ مین وہ حضرت پیغمبر تھا

موجود تھے جنکو رسول خدا نے اپنے بعد دنیا مین چھوڑا تھا اور جنکی پیروی اور تمسک کی بابت پیغمبر خدا صلعم نے اپنے اصحابون کو حکم دیا تھا انکے بعد تابعین اور تبع تابعین ائمہ اہل جماعت بانیان مذہب اہل سنن کی نسبت تحقیقات فرمائی جب اس سے فارغ ہو جاوین اُس وقت عوام اہل سنت و اہل تشیع کی نسبت تحقیقات کرنا چاہیے کیونکہ اول اصل کی تحقیقات ضروری ہے اگر اصل ہی مخالف خدا و رسول ثابت ہو گئی تو فرع کا تمسک بھی اگر ثابت ہو جاوے تو کیا فائدہ ہے۔

اس تحقیقات کی تکمیل کے لئے اول تو قرار دینا اس بات کا ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم نے جو اس حدیث مین لفظ عترت فرمایا ہے اُسنے مراد علی التعیین کون کون شخص ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ جن لوگون کو مخاطب کر کے رسول خدا نے یہ حکم دیا تھا وہ کون لوگ ہین اور کوئی مسلمان اُس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے یا نہین پھر یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ تمسک کے کیا معنی ہین اور اُس سے رسول خدا نے کیا مراد لی ہے آیا فقط بحسب مزعوم منشی صاحب عدم توہین کو ہی تمسک کہتے ہین یا تمسک کوئی اور شی ہے جب یہ ہرسہ امور قرار پا جاوین اسوقت کتب فریقین سے دیکھا جاوے کہ کون فرقہ متمسک باہلبیت پیغمبر ہے اور کون فرقہ غیرون کا متمسک اور عترت کا مخالف ہے اس لئے واجب ہوا کہ ہم اول ان ہرسہ امور کی تنقیح کرین اُسکے بعد فیصلہ قطعی دین۔

اول یہ کہ مراد عترت پیغمبر سے کون لوگ ہین

تحقیقات اس امر کی کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم کون شخص ہین بہت

آسان ہی اگرچہ اکثر معاندین خاندان رسالت نے بوجہ بغض و عداوت کہ اُسکے دلون مین حضرت علی مرتضیٰ اور حسنین علیہما السلام کی طرف سے جاگزین تھے بہت غیر لوگون کو داخل اہلبیت کرکے ان جہارتن کے شامل کیا ہی لیکن کوئی ثبوت کامل اُنکو آجتک ہاتھ نہین لگا یہانتک کہ بعضون نے نہایت تعصب اور عداوت سے حضرت کے دیگر چچاؤن اور پھپیون کی اولاد کو بھی اہلبیت ع اور عترت مین معدود کیا۔ مگر ہم یہ کہتے ہین کہ عترت اور اہلبیت پیغمبر خدا صلعم فقط وہ لوگ ہین کہ جنکی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے یہ لفظ فرمایا ہو کہ وہ میری عترت اور اہلبیت ہین بلکہ محدود کر دیا ہو کہ یہی میری عترت ہین اور جنکی نسبت کبھی زبان مبارک سے لفظ عترت یا اہلبیت نہین فرمایا ہی خواہ کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو ہم داخل عترت نہین کرسکتے جیسی کہ ابولہب گو آپکا چچا ہے مگر ہم شامل عترت نہین کرسکتے اب ہمکو فقط یہ بات دریافت کرنی چاہیے کہ آنحضرت صلعم نے بھی کبھی اظہار اس امر کا کیا ہی کہ فلان فلان شخص میرے عترت ہین چنانچہ صحاح اہل سنت کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہی کہ صدہا مقامات پر رسول صلعم نے امت پر اظہار اس امر کا کیا ہی کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام میری عترت اور اہلبیت ہین اور سوائے انکے کبھی کسی اور شخص کے لئے اظہار عترت و اہلبیت ہونیکا نہین فرمایا حتیٰ کہ دیگر بنات و ازواج کے لئے کبھی جگہ یہ لفظ نہین فرمایا چنانچہ بطور نمونہ چند روایات صحاح ستہ درج کیجاتی ہین اخرج المسلم عن عایشہ قالت خرج النبی صلعم غداتا وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین

فادخل معه ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید
اللہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت الخ۔
واخرج النسائی فی الخصائص عن ابن عباس قال رسول اللہ صلعم حسن
والحسین وعلیا وفاطمة فی علیھم ثوبا فقال ھؤلاء اھلبیتی وخاصتی
فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا یعنی مسلم نے توعائشہ سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ایک روز صبح کو جناب سرورکائنات ایک سیاہ کلیم اوڑھے
ہوئے گھر سے باہر نکلے کہ حسن بن علی آئے اور آپنے انکو کلیم مین لیلیا پھر حسین
آئے انکوبھی کلیم مین لیلیا پھر فاطمہ اور علی آئے انکوبھی کلیم مین داخل کیا اور آیۂ
تطہیر قرات فرمائی کہ خداوند تعالی چاہتا ہے کہ ای اہلبیت رسالت تمسے رجس کو
دور کرے اور تمکو ایسا پاک کرے جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔ اور امام نسائی
اپنی کتاب خصائص مین حضرت ابن عباس سے جو آنحضرت کے چچازاد بھائی
ہین یہ روایت کرتے ہین کہ بولایا آنحضرت صلعم نے حسن اور حسین
اور فاطمہ علیہم السلام کو اور انپر توب اڑھا دیا اور فرمایا کہ مخصوص یہ کہ
اہلبیت میرے ہین بار خدایا دور کر انسے رجس اور پاک کر انکو جیسا کہ پاک
کرنے کا حق ہے۔ اور حضرت ام سلمہ زوجہ رسول خدا صلعم نے اس سے
بھی زیادہ مفصل روایت کی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ازواج آنحضرت اس
شرف مین داخل نہین ہوسکتی ہین جیسا کہ امام واحدی نے اسباب نزول
مین روایت حضرت ام سلمہ کو لکھا ہے۔ بعد وقت سابقہ [illegible]
اہلبیت اور حضرت پیغمبر خدا صلعم [illegible] جیسا کہ مسلم

ہین سعد بن وقاص سے مروی ہے۔ لما نزلت ھذہ الایۃ قل تعالوا ندع ابنٰئنا دعا رسول اللہ صلعم علی وفاطمۃ والحسن والحسین فقال اللھم ھؤلاء اھلبیتی۔ یعنی بوقت نزول آیۂ مباہلہ کے آنحضرت صلعم نے حضرت علی وفاطمہ وحسنین علیہم السلام کو بلایا اور یہ فرمایا کہ بارخدایا یہی میرے اہلبیت ہین۔ ایک روایت مین حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ بحالت جنابت مسجد مین جانا سب پر حرام ہے مگر محمد و اہلبیت محمد پر کہ وہ علی وفاطمہ وحسنین ہین۔ وعن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما نزل قولہ تعالیٰ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال صلعم علی وفاطمہ وابناھما۔ یعنی وہ یہی چارتن ہین جنکی مودت مسلمانون پر فرض ہے۔ غرض کہ کہان تک شمار کیا جاوے ہزارہا روایات کتب اہلسنت مین اس قسم کی موجود ہین کہ جنمین لفظ عترت اور اہلبیت ذوی القربیٰ فقط ان چارتن پاک مین محدود کیا گیا ہے۔ اگر کسیکو اسکے خلاف دعویٰ ہو تو اپنے ہی کتب سے سوائے ان چارتن کے دیگر اعمام ونبی اعمام وبنات وازواج کی نسبت ایسا ہی فرمان نبوی تلاش کرکے پیش کرے جسمین اُنکی نسبت یہ لفظ ہو کہ یہی میری عترت ہین یا یہی میرے اہلبیت ہین یا انکو بحالت جنابت مسجد مین جانا حلال ہے یہی رجس سے پاک ہین۔

دوم حدیث ثقلین مین مخاطب کون ہین۔ عبارت حدیث مین

خطاب کل آدمیون سے ہی جسمین تمام مسلمان اور حاضرین وقت داخل
ہین اور جو اس حدیث مین مثل دیگر احادیث کے خطاب فقط مومنین سے
نہین ہی بلکہ ہر مومنین و مسلم و منافق و کافر اہل ذمہ لفظ ناس مین شامل کیئے
گئے ہین اسکی مراد یہی ہی کہ کوئی شخص اس خطاب سے مستثنی نہین ہوسکتا
البتہ وہ لوگ جو آدمیت سے خارج ہین وہ اس خطاب سے مستثنی ہوسکتے
ہین پس خلفاء ثلثہ اور جمیع صحابہ و مسلمانان قدیم و جدید اس حدیث
مین مخاطب ہین اور ان سبکو ثقلین سے تمسک کرنا واجب و لازم
ہی۔ جو کوئی متمسک بہ ثقلین نہین ہوا وہ گمراہ اور اسلام سے خارج ہوا۔
سوم تمسک سے کیا مراد ہی۔ اگرچہ مراد تمسک وہ ہی ہی جسکا کچھ
اشارہ حدیث کے ترجمے کے بعد مولف صاحب نے لکھا کہ پیغمبر خدا نے
معاملات دینی اور احکام شرعی مین جمیع مدعیان اسلام کو حوالہ کتاب اللہ
اور اپنی عترت کے کیا لیکن بعد اسکے وہ تمسک کے معنی سے بالکل
گذر گئے اور جب انھون نے ذکر کتب اہل سنت کا کیا تمسک کو چھوڑ کر
توہین و عدم توہین مین جا پھنسے اور فقط عدم توہین کو تمسک سمجھ لیا حالانکہ
عدم توہین کو تمسک نہین کہتے اس اعتبار پر کہ ہنود کے شاستر مین بھی
توہین اہلبیت پیغمبر نہین مثل حضرات اہل سنت وہ بھی کیا متمسک
اہلبیت پیغمبر سمجھے جاینگے۔ سیوم منشی صاحب پر یہ الزام قایم نہین کرسکتے
کہ وہ تمسک کے معنی نہین سمجھے کیونکہ جبتک اہل سنت کے کتب کا ذکر
نہین ہوا تھا اسوقت تک وہ تمسک کے معنی جانتے تھے مگر جب جبتک

کے کتب سے تمسک ثابت کرنیکا وقت آیا تب مجبوراً انکو اصل معنی تمسک
کے چھپانی پڑے اور یہ لکھنا پڑا کہ دیکھو ہماری کتب مین توہین قرآن و اہلبیت
کی نہین ہی اسلیئے ہم تمسک بہ ثقلین قرار پائینگے۔ مگر ہم صاف ثابت کرینگے
کہ ثقلین کی توہین خاص اصول مذہب اہل تسنن ہی اور انکے پیشواؤن نے
ثقلین کی توہین کی ہی اور انکے کتب مین صاف توہین ثقلین موجود ہی مگر یہ
موقعہ صرف تمسک کی بحث کا ہی کہ درحقیقت تمسک کسکو کہتے ہین اور اس
سے مراد کیا ہی۔ واضح ہو کہ تمسک ثقلین سے مراد رسول خدا صلعم کی یہ ہی
کہ جبتک مین تمہارے درمیان تھا تو تمہاری مصالح امور دینی و دنیوی مین بموجب
احکام الٰہی و بحسب رائے اور اجتہاد خود حکم کرتا تھا اب مین وفات پانے والا
ہون بہر حال میرے بعد محتاج ایسے ہی قاضی اور حاکم کے ہو جیسا کہ مین تھا
اس لیئے تمکو ہدایت کرتا ہون کہ میرے بعد ثقلین کو اپنا قاضی و حاکم سمجھنا۔ قرآن تو وہی قرآن
ہی جو رسول صلعم پر نازل ہوا اور انکی زمانہ مین موجود تھا اسکی تعلیم دینے والی اسکے معنی اور مراد
سمجھانیوالی قائم مقام رسول خدا صلعم کے انکے اہلبیت ہین کیونکہ وہ بھی رسولخدا کیطرح
معصوم اور گناہون سے پاک ہین تخصیص اہلبیت کی تمسک کیلئے فقط اسوجہ سے ہی کہ وہ
ظاہر اور گناہون سے پاک ہین اور لوگون کا اعتبار نہین ہو سکتا خواہ کیسے
ہی نیکبخت ہون چنانچہ مسلمانون کے اطمینان کے لیئے رسولخدا نے یہ بھی
فرما دیا کہ میرے اہلبیت کبھی قرآن سے جدا ہونگے غرضکہ معاملات
دین و دنیا مین فقط اہلبیت پیغمبر کی پیروی اور تقلید کرنی چاہیئے اور احکام
شرعی جو وہ اپنی زبان سے فرماوین اسی پر عمل کیا جاوے جسطرح کہ زمانہ

رسولخدا صلعم کے اقوال و افعال کی پیروی کرتے تھے اُسیطرح اُنکی اہلبیت کی پیروی کی جاوے۔ ایسا نکرنا چاہیے کہ ابن مسعود نے یون کہا اور عمر بن خطاب نے یون کیا اور ابوحنیفہ کی یہ رائے ہی اور شافعی کا یہ حکم ہی اور ان غیرون کے اقوال و افعال کو اپنے لیئے شریعت بنا کر عمل کرو بلکہ فقط اہلبیت پیغمبر کے اقوال و افعال کو شریعت جانو جبتک وہ ہم مین موجود رہیں بالمشافہ اُنکی تقلید و پیروی کرو اُنکے زمانہ کے بعد اُنکے اقوال و افعال پر تمسک کرو اسیکا نام تمسک ہی۔ اب سب سے پہلے تو حالات خلفاء اور صحابہ کی پڑتال کرنی چاہیے کہ کس کس نے پیروی کس کسکی کی وہ راہ راست پر رہے یا گمراہ ہوگئے بعد اسکے اہل تسنن اور اہل تشیع کی کتابین نکالکر دیکھو تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کون فرقہ متمسک بہ ثقلین ہی اور کون غیر متمسک اور گمراہ ہی اگر منصف مزاج آدمی تمام نزاعات اور بحث و تکرار کو چھوڑکر فقط اسی ایک حدیث کے تحقیقات کرے تو ممکن نہین کہ حق صریح اُسپر فوراً ظاہر نہو۔

تحقیقات تمسک باہلبیت پیغمبر نسبت خلفاء ثلثہ و دیگر صحابہ۔

واضح ہو کہ جہانتک غور اور فکر کیا جاتا ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب ثلثہ وغیرہم نے بہ تعمیل ارشاد نبوی تمسک ثقلین سے نہین کیا۔ حضرات اہلسنت کو اس بحث مین نہایت درجہ تردد ہوتا ہی کیونکہ اگر اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ خلفائے ثلثہ نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک کیا ہے تو خلافت باطل ہوتی ہی اور اگر یہ کہین کہ انھون نے اہلبیت پیغمبر سے تمسک نہین کیا تو صاف

گمراہ ثابت ہوتے ہیں گویم مشکل واگر نہ گویم مشکل اسی سے مراد ہے اسلئے حضرات
اہلسنت سے تو امید نہیں کہ منصفانہ اور آزادانہ طور سے اس امر پر بحث کریں
اسلئے مجبور ہم ہی واقعی حال گذارش کرتے ہیں کہ یہ حدیث ثقلین ا دہم
سال دہم ہجری بروز عرفہ حجۃ الوداع رسول خدا صلعم نے فرمائی اور اسکے
فرمانے کے دو ماہ کے بعد آپ بیمار ہوئے اور تیسرے ماہ میں وفات پائی
انتقال سے دو تین روز پیشتر جناب سرور کائنات نے جب وصیت نامہ
لکھوانا چاہا اور یہ فرمایا ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی
یعنی آؤ تمھارے لئے ایسی تحریر لکھواؤں جس سے میرے بعد گمراہی میں
پڑنے سے بچ جاؤ چونکہ یہ امر پیشتر معلوم ہو چکا تھا کہ نبی صلعم کے انتقال کے
بعد فقط تمسک ثقلین گمراہی سے بچانے والا ہے اسلئے حضرت عمر وغیرہ
نے عقل سے معلوم کیا کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم اب اسی حکم کے بردے تحریر
پختگی کرتے ہیں اس لئے مانع تحریر وصیت نامہ ہوئے اور حضرت کے روبرو
صاف یہ کہا حسبنا کتاب اللہ۔ یعنی ہمکو فقط قرآن کافی ہے۔
ظاہر ہے کہ اہلبیت کے تمسک سے انکار کیا۔ اور چونکہ بقول مخبر صادق
گمراہی سے بچانے والی دو شئی ہیں اور حضرت عمر نے اپنے لئے ایک شئی کو
کافی بتلایا گمراہی سے بچنا تو معلوم آنحضرت صلعم نے اپنے مکان سے بھی
اٹھوا دیا۔ پس ثابت ہے کہ گروہ خلفاء ابتداء سے ہی مخالف عترت تھا اور جو
شخص مخالف عترت ہے وہ قرآن کا بھی متمسک نہیں ہو سکتا [illegible]
لیکن [illegible] ظاہری حالات سے واقف [illegible] وہ جانتے

ہین کہ بعد انتقال پیغمبر خدا صلعم شیخین اور دیگر اُنکے ہمساز صحابہ نے کوئی دقیقہ ایذا رسانی و توہین عترت پیغمبر کا اُٹھا نہین رکھا حقوق اُنکے غصب ہر طرح تیم آزار اُنکو پہونچایا حضرت علی علیہ السلام نے جو قرآن جمع کیا اُسکو نیون کیا خود پہلے اجرت دیکر لوگون سے قرآن جمع کرایا چند روز بعد خلیفہ سوم نے اوسکو ناقص قرار دیکر جلوایا خود اپنے نویسندون اور محررون سے جمع کرایا بعض مسئلات شرعی مین با وجود ناواقفیت خود غیر لوگ مفتی اور قاضی مقرر کیے اُبی بن کعب ابن مسعود زید بن ثابت ابو موسیٰ وغیرہ چند اشخاص کی بنجابت مقرر کی مسائل شرعیہ مین اجتہاد کرایا جسکو علمائے اہلسنت اجتہاد و مذہب فاروقی کہتے ہین۔ ثبوت اس امر کا کہ خلفاء ثلثہ نے ثقلین سے تمسک نہین کیا اور آپ بطور خود پیشوا بنکر اجماعی اجتہاد سے حل مسائل شرعی کرتے تھے اور پھر یہی مذہب مخالف ثقلین موسوم بمذہب سنت ہوکر عوام مین جاری ہوا۔ اور اسیکا نام مذہب سنت ہی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء سے حاصل ہی۔ وہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ بریلی مین حسب ذیل تحریر فرماتے ہین۔ دشک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذو النورین مسلط شدند بر روی زمین و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع کردند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتند و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند۔ (ہم آجتک اسی شک مین تھے کہ مذہب سنت و جماعت مین شاید لفظ سنت طریقہ پیغمبر خدا سے مراد ہو

مگر یہ بات اب معلوم ہوئی کہ سنت سے مراد طریقہ خلفا ہی) فرمائیے اب تو کسی
سنی مسلمان کو شک نہین رہیگا کہ خلیفہ صاحبان مخالف ثقلین تھے اور حضرات
اہلسنت متمسک بطریقہ خلفا ہین۔ پس حضرات اہلسنت حدیث پیغمبر خدا کی
نسبت کیا فتوی دیتے ہین آیا جو کچھ اسمین ارشاد فرمایا ہی وہ سچا ہی اور واقعی
یہ بات سچ ہی کہ جو متمسک بہ ثقلین نہین ہی وہ گمراہ ہوگیا یا کوئی تاویل نکل سکتی ہی
رسول خدا صلعم نے جو حدیث ثقلین مین یہ فرمایا ہی۔
فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ یعنی وے دونون یعنی قرآن
و اہلبیت آپس مین ایک دوسرے سے جدا ہونگے تا آنکہ میرے حوض پر وارد
ہون۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ قرآن سے تمسک ہونا مسلمانونکا اُسوقت
صحیح سمجھا جائیگا کہ جب وہ تمسک بذریعہ اہلبیت پیغمبر کے حاصل ہو۔ خود جمع قرآن
جمع کرکے عمل کرلینا ہرگز داخل تمسک نہین اسلئے ثابت ہوا کہ خلفاء موصوف
قرآن سے بھی متمسک نہ تھے اور جیسے مخالف عترت تھے اُس سے زیادہ مخالف
قرآن تھے اب ہم ظاہر طور سے بھی صحابہ و خلفاء ثلثہ وغیرہ کا قرآن مجید سے باصرار
تمام مخالفت کرنا کتب اہلسنت سے ہی ثابت کرتے ہین۔
دیکھئے قرآن مجید مین حکم نازل ہوا کہ نبی صلعم کی حضور مین شور نکرو زور سے
مت بولو جھگڑا تکرار مت کرو۔ اور صحیح بخاری مین مروی ہی کہ حضرت عمر وغیرہ نے
تحریر وصیت کے دن رسول خدا کی حضور مین ارتکاب انھین امور ممنوعہ کا
کیا جسپر رسولخدا نے انکو اپنے گھر سے نکلوادیا بآین عبارت۔ قوموا عنی
لا ینبغی عند التنازعہ۔ قرآن مین حکم آیا کہ نبی صلعم کی اطاعت کرو

اُنکے حکموں کو مانو۔ نبی صلعم نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ وغیرہم کو ماتحتی
اسامہ بن زید روم کو جانیکا حکم دیا اور ان حضرات نے اول حکم پیغمبر خدا پر
اعتراض کئے کہ غلام کو ہم رؤسا پر امیر کر دیا۔ جب آنحضرت نے باتیں سنیں
تو صاف فرمایا کہ زید اسکا باپ بھی تمسے افضل تھا اور اسامہ بھی تمسے افضل
ہے۔ اور یہ حدیث فرمائی۔ جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف
عنھا۔ یعنی تیاری کرو لشکر اسامہ کی اور جو کوئی تخلف کریگا اُسپر خدا کی
لعنت ہوگی لیکن باوجود اس حکم کے مہاجرین میں سے کوئی شخص آمادہ نہوا اور
تا دم واپسین رسول صلعم کے حکم سے عدول حکمی کرتے رہے اور بعد وفات
آنحضرت صلعم بھی اصحاب ثلثہ نے تعمیل اس حکم کی نہین کی۔ نبی صلعم نے
حکم دیا کہ بعد میرے اہلبیت سے تمسک کرو۔ صحابہ و خلفا نے بہ تعمیل اسکے خلافت
چھینی فدک ضبط کیا۔ حضرت سیدہ کو ایذا پہونچائی حضرت علی سے لڑے امام
حسن کو زہر دیا امام حسین علیہ السلام کو مع اُنکے عزیز و اقربا کے نہایت ظلم و ستم کے
ساتھ شہید کیا۔ اور پھر سو چھون برتاؤ دیکر کہتے ہین کہ ہم مسلمان ہین قرآن
مجید مین حکم آیا کہ جو اہل رجم نہ ہو اُنکو رجم نہ کیجا وین حضرت عمر نے رجم کیے جانے کا حکم
دیا۔ قرآن مجید مین اقل مدت حمل چھ ماہ قرار پائے اور حضرت عثمان نے چھ
ماہ کے حمل کی جننے والی کو زانیہ قرار دیکر رجم کر ڈالا آپ خلیفہ صاحب نے
مجنون سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ قرآن مجید مین ثعلبہ سے زکوۃ لینے کی ممانعت
آئی حضرت عثمان نے بمخالفت حکم الٰہی اُس سے زکوۃ لیلی قرآن مجید مین
صاف حکم آیا کہ فی اور خمس کے مالک خدا و رسول اور پیغمبر خدا کے ذوی القربیٰ ہین

اور نہایت تاکید کیگئی کہ خبردار غنی اور مالدار لوگ اسکو اپنی جاگیر قرار نہ دین کہ فرمایا کی لا یکون دولتہ بین الاغنیا ۔ حضرت خلفا نے برخلاف حکم قرآنی تمام اموال فی اور خمس کو خود تصرف کیا اور اقربا پیغمبر کو اُس سے محروم کیا آپس مین مالدار لوگ تقسیم کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے تمام خمس افریقیہ مروان کو عطا کیا فدک اُسکی جاگیر مین دیا۔ قرآن مجید مین حکم آیا کہ لوگون کی احوال کا تجسس مت کرو بغیر دروازہ کی راہ کے گھر مین نہ جاؤ۔ جب کسی گھر مین داخل ہو اُنپر سلام کرو۔ حضرت عمر نے اِن سب احکام کی مخالفت کی چنانچہ ایکروز آپ کسی گھر مین دیوار پھاند کر گھسے اور مالک خانہ کو مع شراب اور شاہد کے گرفتار کیا اور بہت کچھ اُسکو ملامت کی اُسنے جلکر یہ بات کہی کہ اگرچہ مجھسے ایک فعل حرام سرزد ہوا ہی مگر تمسے تین فعل حرام سرزد ہوئے یعنی ایک تو تمنے خلاف حکم خدا میرے حال کا تجسس کیا دوسرے دروازہ کی راہ چھوڑکر دیوار پھاند کر آپ مکان مین داخل ہوئے اور پھر داخل ہو کر اہلخانہ پر سلام نہ کیا۔ قرآن مجید مین حکم متعہ نساء و متاع حج نازل ہوا حضرت عمر و حضرت عثمان رض نے خلاف حکم الٰہی اُسکو حرام کیا۔ یہ بحث تو ہین کلام پاک کی ہی۔ قرآن مجید مین صاف حکم مسح رجل صادر ہوا خلفا نے اُسکو ترمیم کرکے غسل قدم جاری کیا۔ قرآن مجید مین چند مقامات پر خبر موت حضرت سرور عالم صلعم نازل ہوئی جیسا کہ۔ انک میت وانھم میتون ۔ یا ۔ افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اور تمام اہل سیر سنت و جماعت کا اسپر اتفاق ہے کہ حضرت عمر بوقت وفات سرور کائنات تلوار برہنہ ہاتھ مین لیکر گھماتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلعم

وفات نہین پاسکتے جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلعم نے وفات پائی مین اُسکو قتل کر ڈالونگا۔ اور جبتک حضرت ابوبکر اپنے دولتخانہ سے تشریف نہ لائے حضرت عمر برابر یہی حرکت کرتے رہے پھر مخالفت قرآمین کیا کلام ہی اگر کوئی یون کہے کہ اُنکو اُسوقت ان آیات کا حال معلوم نہوا ہوگا اور دلین اُنکے یہ ہی مسئلہ مستحکم ہو گیا کہ حضرت کی وفات نہوگی تو یہ کسی طرح عقل مین نہین آسکتی۔ کیونکہ روز حجۃ الوداع سے تو اکثر اور بارہا نبی صلعم کی زبان سے اس لفظ کو سنتے تھے۔ کانی قد دعیت فاجبت۔ یعنی مجھے پیغام اجل آیا ہی اور مینے اُسکو قبول کر لیا ہی پھر شدت بیماری مین بقول اہل تسنن آپ اسی وجہ سے عازم غزا روم ہوئے کہ مبادا ہمارے پیچھے آنحضرت صلعم کا انتقال ہو جائے پھر جب بالکل ہی موت قریب آگئی اور آنحضرت صلعم نے وصیت نامہ لکھے جانیکا حکم دیا تو حضرت عمر نے یہ ہی فرمایا بقول صاحب مدارج کہ یہ آخری وقت آنحضرت صلعم کا ہی تحریر مین مشغول ہونا نہین چاہیے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ کامل طور پر یقین واثق وفات پیغمبر خدا صلعم کا رکھتے تھے۔ پھر حضرات اہلسنت فرمائین کہ حضرت عمر نے یہ حرکت تلوار گھمانے کی کیون کی تھی۔ اس رمز کو جاننے ہی والے جانتے ہین کہ حضرت عمر نے اُس حرکت مین کیا کیا فوائد سوچے تھے۔ مطلب اس حرکت سے فقط یہ تھا کہ مبادا کوئی شخص استقرار خلافت کی بابت گفتگو کرے کیونکہ اُسوقت یہ اکیلے تھے حضرت ابوبکر ر ح اور ابوعبیدہ وغیرہ صلاح کارون مین سے کوئی موجود نہ تھا اس لئے اُس نازک وقت کو اس حرکت مجنونانہ مین تمام کر دیا اور حضرت ابوبکر وغیرہ کے آتے ہی تلوار نیام مین ہوگئی

اور ایسا بڑا بھاری مسئلہ کہ نبی کی وفات نہوگی خودبخود فوراً حل ہوگیا اگرچہ یہ
کہا جاتا ہی کہ حضرت ابوبکر سے آیۂ انک میتٌ وانھم میتون سنکر حضرت عمر قائل ہوگئے
لیکن واقعات کے دیکھنے سے صاف ثابت ہی کہ اُنکو درواقع کسی قسم کا گمان یا
شک وفات مین نہین ہوا تھا اور نہ ایسا شک ہونا ممکن تھا فقط دفع
الوقتی کے لئے یہ سارا سانگ تھا مگر قصداً مخالفت کرنا آیات قرآنی
سے نسبت اُنکے ثابت ہوگیا۔

قرآن مجید مین بطور التجا اور اصرار کیساتھ امت سے کہا گیا کہ نبی صلعم کے اقربا
سے محبت رکھو اور اور آن حضرت صلعم نے سب صحابہ سے بیان کردیا کہ موجب
اس آیہ کے جنکی محبت فرض ہی وہ علی رضہ و فاطمہ رضہ و حسن رضہ و حسین رضہ ہین
مگر حضرت عمر نے اس محبت کا یہ برتاؤ کیا جیسا کہ معتبرہ کتب اہل سنت مثل
تاریخ طبری روضۃ الاحباب و کتاب الامامۃ والسیاست مین مفصلاً جاتا
حضرت عمر کا دروازہ سیدہ پر اور زیادتی کرنا اور حضرت علی کے قتل کا ارادہ
کرنا اور بگستاخی پیش آنا درج ہی جیسا کہ مروی ہی کہ گروہ ہمراہیان حضرت عمر سے
سب لوگ گریہ و زاری فاطمہ زہرا کو سنکر روتے ہوئے واپس ہوئے مگر حضرت
عمر کو مطلق رحم نہ آیا گویا دوسری آیت قرآنی رحماء بینھم کے مخالفت اُنکے لئے
اسی معرکہ مین مقدر ہوئی تھی۔ اس تمام بحث کو بندہ نے اپنی زبانی یادداشت
سے لکھا ہی اگر کتب دیکھکر لکھا جاتا تو اسرار الہدیٰ سے زیادہ ضخامت کی کتاب
فقط اسی خاص امر مین مرتب ہوجاتی کیونکہ خلفا کا کوئی فعل بھی ایسا نہین ہے کہ
جس سے قصداً مخالفت ثقلین پائی نجاوے اگرچہ عدم تمسک ثقلین بنسبت

خلفاء ہم ثابت کر چکے مگر چونکہ مؤلف نے فقط توہین کو عدم تمسک سمجھا ہی گو توہین کو بھی
وہ مطلق نہین سمجھے کہ کسکو کہتے ہین اسلئے ہم توہین کو بھی ثابت کرتے ہین۔ دیکھو
کتب سیر وحدیث اہلسنت کو لکھا ہی کہ بعد وفات آنحضرت صلعم حضرت علی نے
قرآن جمع کرنے مین اسدرجہ کد کی کہ ردا بھی دوش پر ڈالنے کی قسم کھائی تھی
مگر جب وہ قرآن کو لیکر مسجد مین آئے تو شیخین و دیگر انکی معاونان نی کلام پاک کو
اُنکے ہاتھ سے قبول نکیا جو حوض کوثر پر پہونچنے تک قرآن سے جدا نہوگا۔
یہ سراسر توہین قرآن اور توہین عترت پیغمبر ہے۔ اسکو توہین ثقلین کہتے ہین
حضرت عثمان نے ہزارہا نسخہ کلام پاک کے تمام مملکت اسلام سے منگوا کر
نہایت توہین کے ساتھ جلوا دیے جسپر بی بی عائشہؓ نے فتوی دیا کہ۔ اقتلوا
النعثل یعنی اس یہودی نعثل کو قتل کر ڈالو دیکھئے کتنی بڑی توہین کلام پاک
کی ہی۔ اگر قرآن مروجہ سابق ناقص یا خلاف تنزیل یا مصنوعی یا جعلی تھا تو
جنھون نے اسکو جمع کیا یا کرایا تھا بڑی بھاری توہین کے مرتکب ہوئے اور
اگر وہ قرآن ان عیوب سے مبرا تھا تو حضرت عثمان نے واقعی اُسی درجہ کی
توہین کی جیسا کہ ام المومنین نے فتوی دیا۔ احکام قرآنی کو نہ ماننا عترت
پیغمبر کی فرمان برداری نہ کرنا صریحا توہین ثقلین ہی اور یہ سب خلفا کی نسبت
ثابت ہے۔ حضرت معاویہ حضرت یزید و حضرت مروان وغیرہ خلفا
مابعد کی نسبت توہین ثقلین ایسی ظاہر و روشن ہی جیسا کہ ٹھیک دوپہر کی
وقت کا سورج کہ کسیکو مجال اُسکی اخفا کی نہین اُنسے لڑائیان لڑے
انکی شان مین علانیہ ممبرون پر سب و شتم کیا اُنکو قتل کیا اُنکے حرمون کو

قید کیا کوئی دقیقہ ظلم وستم کا باقی نہین رہا یہانتک کہ جو لوگ بحسب وصیت پیغمبر خدا صلعم ثقلین سے تمسک رکھتے تھے اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر قتل کیا اور غالبا منشی صاحب کو بھی ان امور سے انکار نہوگا اسلئے زیادہ لکھنا فضول ہے۔

اب تحقیقات طلب یہ امر رہا کہ اہل تسنن کی جو چار مذہب ہین اور اُنکے بانی امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل نے مذہب اہلبیت پیغمبر کو تدوین کیا یا انکے برخلاف ہوکر مذہب عمر فاروق و زید بن ثابت و عبد اللہ ابن مسعود کو تدوین کرکے رائج کیا۔

جو شخص کتب فقہ اور حدیث اہل تسنن سے واقف ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ائمہ اربعہ نے کس مذہب کو مدون کیا اور اہلسنت کے محدثین نے کس سے حدیث کو اخذ کیا جو لوگ ناواقف ہین وہ اہلسنت کی کسی کتاب حدیث اور فقہ کو اُٹھا کر ایک نظر دیکھین تو اُنکو معلوم ہوجائیگا کہ اُنکی روایات کے چار حصہ ہین ایک چہارم مرویات ابو ہریرہ کے اور ایک چہارم بی بی عائشہ رض کی اور ایک چہارم انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عمر کے اور ایک چہارم مین تمام صحابہ۔ اور اس چہارم مین سو حصہ ہین جسمین ننانوے حصہ مخالفان اہلبیت کی روایات ہین اور ایک حصہ مین عبد اللہ ابن عباس اور حضرت علی اور حسنین کو سمجھنا چاہیے اور ان حضرات کی روایات مجبور ہوکر لکھی ہین یعنی جبکہ کسی مخالف اہلبیت کی روایات دستیاب نہین ہوئی اُسوقت مجبور ہوکر اُنکی روایات کو لیا ہے جیسے تفسیر کلام مین حضرت ابن عباس کی روایات اور ان ابواب فقہ مین کہ جملہ صحابہ عاجز ہوگئے ہین اور کسی کو

حدیث یاد نہین ہوئی اُن ابواب مین حضرت علی کے چند روایات کو لیا ہی
طبقہ تابعین مین سالم عبد اللہ نافع مجاہد عروہ ابو قلابہ حمید اعرج وغیرہ
اولاد و شاگردان ابن عمر تلامذہ ابو ہریرہ و انس و عائشہ وغیرہ بانی مبانی
مذہب تسنن کے ہین حضرت علی امام حسن و امام حسین و امام زین العابدین
و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام کے اجتہاد پر عمل کرنا تو کجا انکی
روایات کو بھی قبول نہین کیا۔

اب ہم بحوالہ تحریرات اجلہ علمائے اہلسنت اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ
محققین اہلسنت خود معترف اس امر کے ہین کہ مذہب اہل تسنن خلفائے
ثلثہ اور دیگر صحابہ معاونان ثلثہ کا بنایا ہوا مذہب ہی۔ تمام آفاق مین
اصحابیون کا مذہب پھیلا۔ مذہب تسنن کو حضرت علی سے کچھ علاقہ نہین۔
اُنکا مذہب فقط اُنکی اولاد اور بعض اہل لشکر مین جاری ہوا۔ اور بعد
انتقال حضرت علی کے اُنکے مذہب کو خلفاء سنیہ مروانیہ نے استیصال کردیا
اور اُسکے شیوع سے خارج رہے۔

ہم ان تمام امور کو شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبد العزیز کی کتاب ازالۃ
الخفا سے ثابت کرتے ہین۔

ازالۃ الخفا کے صفحہ ۲۰۷ مقصد اول مین ہی (و شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق
اعظم و ذی النورین مسلط شدند بر روی زمین و روم و فارس را فتح کردند و قرآن
را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان
در جمیع آفاق منتشر گشتہ و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ

محدثین چہ فقہا و قرا و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین ہم یہ صحیح اقبال ہے کہ جمیع اہلسنت وجماعت متمسک باصحاب ثلثہ ہین انھین کے جمع کئے ہوئے قرآن کو اور انھین کے اجماعی مسائل کو مانتے ہین۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اصحاب ثلثہ خود قدرت اجتہاد نہ رکھتے تھے بلکہ اجماع اور پنچائت سے حل مسائل کرتے تھے۔ بعد اسکے اُسی صفحہ مین ہے ردبر سادات اہلبیت گاہی خلافت منتظم نشد الا خلافت حضرت مرتضی فقط و معلوم ست کہ حضرت مرتضی در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشیدم اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہلسنت خدا اور رسول کے حکم کے ماننے والے نہین ہین بلکہ بادشاہان وجباران کے حکم پر چلنے والے ہین اگر اہلبیت رسالت سلطنت پر قابض ہو کر جبر و تعدی سے نیخ کوبی کرتے تو انکا مذہب قبول کرتے مگر چونکہ انکی سلطنت قائم نہوئی اُنکے دشمن مالک سلطنت ہوئے اسلئے ضرور ہوا کہ تمسک اہلبیت کو ترک کرکے خلفا سے تمسک کیا۔ لیکن مین کہتا ہون کہ پھر اپنے آپکو مسلمان یا محمدی کیون کہتے ہین ابوبکری یا عمری یا عثمانی یا سفیانی یا یزیدی یا مروانی یا عباسی کہنا چاہیئے تاکہ جسکے مذہب پر قائم ہین اُس سے نسبت درست رہے دین اسلام کو ناحق کیون بدنام کرتے ہین۔

پھر شاہ صاحب فخریہ فرماتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی خلافت مین جو کچھ بنیاد مذہب اہلبیت کے قائم کی تھی اسکو ہمنے مستاصل کر دیا۔ دیکھو اُسی بحث مین ہے و بعد از چہار سال کہ وی رضی اللہ عنہ بدار بقا

انتقال فرمود بنوامیہ در اخفاء و استیصال مراو چہ کوششہا نمودہ اند و بعد
از حضرت مرتضیٰ ہیچگاہ خلافت بسیدی مستقر نشد خروج میکردند و در اول
جمع رجال و نصب قتال گشتہ می شدند۔

اب ہم یہ بات ثابت کرتے ہین کہ اہلسنت کے چارون امام بحیثیت
مجتہد منتسب ہین اور عمر فاروق اور معاونان اُنکے بحیثیت مجتہد مستقل
کے ہین۔ اور مذہب فاروقی گویا متن ہی اور مذاہب اربعہ اُسکے شروح
ہین اور مذہب علی مرتضیٰ اس مذہب کے علاوہ ہی اور اُسکو اہلسنت
نے قبول نہین کیا۔ دیکھو صفحہ ۲۳۰ مقصد دوم کتاب مذکور در شرح این
اجمال آنکہ علم فاروق اعظم در بلاد اسلام منتشر شد و جمیع مسلمین بوی اخذ
کردند و علم علی مرتضیٰ خبر در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران مجلس او رضی اللہ
عنہ غالبًا لشکریان بودند علم او منقح نگشت۔ ناظرین کتاب کو یہ گمان نہو
کہ حضرت فاروق عالم تھے یا لیاقت اجتہاد رکھتے تھے شاہ صاحب نے
علم اور مذہب فاروقی اسی نہایت کے اجتہاد کو قرار دیا ہی جسکے ممبر زید بن
ثابت اور عبداللہ ابن مسعود وغیرہ تھے چنانچہ شاہ صاحب نے اسی صفحہ
مین چند مقامات پر تصریح اسکی کی ہے واخرج محمد بن الحسن فی کتاب
الآثار عن ابی حنیفہ عن الہیثم عن الشعبی قال کان ستۃ من
اصحاب النبی صلعم یتذاکرون الفقہ بینہم علی ابن ابی
طالب وابی وابو موسی علیحدۃ وعمر و زید وابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔
یعنی صحابہ مین سے چھ فقیہ ہین حضرت علیؑ اور ابی و ابو موسیٰ تو علیحدہ علیحدہ

اور عمر و زید اور ابن مسعود شامل ہین۔ پھر اسی صفحہ مین لکھتے ہین۔ (عبداللہ
ابن مسعود اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم) اور پھر لکھتے ہین۔
(زید بن ثابت نیز در اکثر متبع عمر فاروق ست)
صفحہ ۵۰۔ رسالۂ مذہب فاروق اعظم کے شروع مین لکھتے ہین۔
والمذاهب الاربعة منه بمنزلة الشروح من المتون والمجتهدون
من صاحبه بمنزلة المجتهد المنتسبين من المجتهد المستقل
اسی کتاب مین زمانۂ خلفاء ثلثہ کے مجتہدین کا ذکر کیا ہی اور بشمول زید
بن ثابت ابوموسیٰ و ابن مسعود وغیرہ کے معاذ بن جبل اور عبداللہ ابن
عباس و عبداللہ ابن عمر و حضرت عائشہ کا ذکر کیا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ
کہ آئمہ اربعہ نے انمین سے کس کسکے اجتہاد کی پیروی کی اور کسکو چھوڑ دیا
چنانچہ لکھتے ہین کہ معاذ بن جبل تو عہد فاروق اعظم مین ہی فوت ہوگیا
اُسکی احادیث دستیاب نہین ہوئی اور اُبی بن کعب سے کے روایات سوا
تفسیر کے موجود نہین ہی۔ ابوموسیٰ باوجود اپنے کمال کے بہت مسائل مین
عاجز ہوگئے۔ بی بی عائشہ اور ابن عمر نیم مجتہد ہین اسلئے یہ بھی قابل تقلید
نہ رہے۔ اب باقی رہی ابن عباس اُنکی تقلید اسلئے ترک کی کہ وہ اقربائ
پیغمبر مین داخل ہین اور حضرت علی کے شاگرد ہین مبادا اتباع حدیث ثقلین
مین داخل ہوجاوے مگر بظاہر اُنپر یہ الزام لگایا کہ وہ اکثر مسائل مین
مخالفت دیگر مجتہدین یعنی زید و عبداللہ وغیرہ سے کے ہین یعنی متعۃ الحج اور
متعۃ النساء کو حلال جانتے ہین اور مسئلہ غسل قدمین [illegible]

بعمرہ و بیع صرف و طلاق ثلث دفعتاً واحدۃً مین مخالف فاروق اعظم کے ہین چنانچہ عبارت صفحہ ۲۳۰ مقصد دوم کی یہ ہی دوہم چنان در مسئلہ عول و مسئلہ متعۃ الحج و متعۃ النسا و بیع صرف وغیرہا چنانچہ بر متتبعین حدیث مخفی نیست و در بسیاری از مسائل شک پیدا کردہ مانند غسل قدمین و طلاق ثلث دفعۃً واحدۃً ۔) اور طرفہ یہ ہی کہ ان مسائل کی نسبت خود قبول کرتے ہین کہ مجتہدین اہلسنت یعنی آئمہ اربعہ کو کوئی حدیث جلی یا نص صریح دستیاب نہین ہوئی فقط حضرت عمر کی تقلید ہی اہلسنت نی ان مسائل کو قائم کیا ہی دیکھو صفحہ ۲۴۰ دو بسیاری از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ نشود بلکہ ایمائی از کتاب و سنت موافق حضرت فاروق یافتہ شود یا خبر واحد بغیر آنکہ بروایت جماعۃ عن جماعۃ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین صورت نیز اتباع فاروق اعظم میکنند و بسیاری از مسائل ہست کہ احادیث مختلف میشود و حضرت فاروق تطبیقی مقرر کردہ البتہ تابع ہمان تطبیق میشوند چنانکہ در مسائل فسخ حج بعمرہ و مسئلہ غسل قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ صرف در جملہ مسائل قرآنی ہین اور حضرت عمر نے انسے صریحاً مخالفت کی) اس تمام عبارت مندرجہ کتاب ازالۃ الخفا سے جو نقل کیگئی یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ منجملہ خلفاء ثلثہ کے دو خلیفہ اول و سیوم تو اجتہاد وغیرہ کے جھگڑے سے ہی قطعی مستثنیٰ ہین حضرت عمر نے اپنے وقت مین چند لوگ اس کام پر مقرر کر کے اجتہاد شرعی شروع کیا اور بموجب وصیت پیغمبر خدا صلعم آنکے اہلبیت سے کسنے تمسک نہین کیا ۔ اجتہاد مرتضوی کو منجملہ پیشوایان اہلسنت کے

سکنے قبول نہین کیا فقط اُنکی اولاد یا بعض اہل کوفہ جو شیعہ تھے وہ تمسک
رہے اور پیشوایان اہلسنت نے یہانتک عترت پیغمبر سے مخالفت اختیار
کی کہ اُنکے عزیزون اور شاگردون کے اجتہاد کو بھی قبول نہ کیا اور نیز یہ
امر بھی ثابت ہو گیا کہ جسقدر مسائل اب مابین شیعہ و سنی مختلف فیہ ہین
وہی اہلبیت رسالت کے اجتہادی مسائل ہین۔ اور سکے سب قرآن
سے ماخوذ ہین ازالۃ الخفا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ حدیث ثقلین کا سب سے
بڑا مخالف کون ہی۔ یعنی یہ امر تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے امورات
شرعی مین صحابہ کو قرآن مجید اور عترت کی پیروی و تقلید کا حکم دیا۔ اگر
خلفا اور صحابہ تابع اور فرمانبردار محمد علیہ السلام کے ہوتے تو خود بھی ثقلین
کی پیروی کرتے اور اورون کو بھی یہی حکم دیتے لیکن اُنھون نے رسولخدا
صلعم سے کھلم کھلا مخالفت کرکے غیر لوگون کو شرع کے کام پر مقرر کر دیا
اور چونکہ وہ لوگ ایسے جاہل تھے کہ اُنکو طریقہ استنباط مسائل کا بھی
معلوم نہ تھا اسلئے اُنکو طریقہ بتلایا گیا کہ جس مسئلہ مین تمکو ضرورت ہو
پہلے قرآن دیکھا کرو اُسمین اگر نہ ملے تو حدیث تلاش کیا کرو اور جب
حدیث بھی نہ ملے تو باہم پنچائت کر لیا کرو یا اپنے قیاس سے کام لیا کرو
مگر یہ بات کبھی زبان سے نہ نکلے کہ رسولخدا صلعم کی وصیت کی موافق
حضرت علیؑ سے مسائل دریافت کیا کرو اور اُنکی ہی تقلید کیا کرو۔
دیکھو صفحہ ۸۶ مین ہی روایت دارمی کی شریح سے کہ اُسکو حکم دیا عمر
ابن الخطاب نے ان چارون ادلہ شرعی کا اور مجتہدین متاخرین سے لے

انھین اربعہ ادلہ شرعیہ کو اپنا دستور العمل بنایا اور نتیجہ اس مخالفت ثقلین کا یہ ہوا کہ تمام مسائل قرآنی ہین وہ صفحا اور آئمہ اہلسنت جماعت مخالف قرآن کے ہوگئے بعد اسکے بھی اگر حضرات اہلسنت اپنے آپ کو متمسک بہ ثقلین بیان کرین اور اہل حق پر اُلٹا طعنہ دین جیسا کہ نکٹون نے ناک والونکو ناکو ہونے کا طعنہ دیا تھا تو خدا کی مرضی مگر اہل انصاف پر سارا معاملہ کھلگیا کہ کون حق پر ہی اور کون ناحق پر ہی۔

قال صاحب اسرار الهدیٰ جب کتب حضرات تشیع کا مطالعہ کیا گیا تو فروع درکنار اصول ہی مین بہ نسبت قرآن پاک بکثرت روایات مختلفہ در باب تحریف آیات ربانی وتبدیل کلمات سبحانی ونسخ احکام شرعیہ وترمیم سورہ دلیہ وغیرہ کے لکھی ہوئی دیکھی گئین جسکو شبہ ہو وہ اصول کافی کلینی کو کہ منجملہ صحاح اربعہ اہل تشیع سے ہی بچشم عبرت معائنہ کرے یہ کتاب مطبع اودھ اخبار مین موجود ہی اور جو صاحب کہ عربی عبارت مین مہارت نرکھتے ہون وہ اُسکا ترجمہ فارسی جسکا نام صافی کلینی ہی مطبع مذکور سے منگا کر دیکھ لین اور بنظر انصاف داد دین کہ حق کسکی جانب ہی اور کون صادق اور کون کاذب ہی اگرچہ اس بارے مین بحث طویل ہی مگر ہم بنظر اختصار صرف اُسکا ایک نمونہ کتاب میرزا صاحب شیعونکی قبلہ وکعبہ سی ہدیہ ناظرین کرتے ہین چنانچہ حدیقہ سلطانیہ کے باب سیوم مین بحوالہ صوارم جو اُنکے پدر بزرگوار کی کتاب ہی یہ عبارت بلفظہ مرقوم ہی کہ تغیر ونقصان در قرآن منحصر در چہار چیز یکی تبدیل [illegible] دوم نقص [illegible] مثلاً [illegible] گفتہ شود [illegible] ائمۃ

بود لکن بعضی از اعدا اہلبیت آنرا تبدیل نمودہ اند پھر آخر عبارت مین آپنے
اپنا قول نسیعلیں بھی بڑی دھوم دھام سے درج کردیا ہی کہ وجہ اول بعید ست
یعنی لفظ امۃ غلط ہی بلکہ صحیح ائمۃ ہی عام لوگ تو فقط مولوی شیخ احمد صاحب
دیوبندی کی ہی تحریر نامناسب پر جو اُنھون نے درباب قرآن پاک کی اپنی
انوار الہدیٰ مطبوعۂ عترت حسین مین درج کی ہے تعجب کرتے تھے اب تو
خاص صاحب اجتہادون سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ درحقیقت
قرآن ناقص ہے۔ پس شیعون کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض
اُنکے اصول کے مخالف ہے۔

اقول بحولہ تعالیٰ یہ امر تعجب سے خالی نہین کہ جن لوگون نے قرآن مجید
کی آیات کو تحریف و تبدیل کیا موقع نزول اُنکا بدل دیا وہ مرتکب توہین
قرآن پاک کے نہ سمجھے جاوین اور جو اہل حق بوجہ کمال ایمانداری اُن
خائن لوگون کی بددیانتی کو بیان کرین اُنپر الزام توہین قرآن پاک کا
لگا دیا جاوے۔ ایسا ہی جن بدترین خلائق نے اہلبیت و عترت پیغمبر
صلعم کو ایذا پہونچائی اُنکو قتل کیا اُنکی اولاد اور حرمون کو قید کرکے شتران
بے کجاوہ پر سوار کرکے بے مقنع و چادر شہر بشہر تشہیر کیا اور حضرات اہلسنت
کے نزدیک وہ ملزم توہین اہلبیت اطہار کے نہوئے اور جن اہل صدق
وصفا نے اُن اشقیا کے ظلم و ستم بیان کئے اُنپر الزام توہین کا لگایا۔ جو لوگ
مرض تعصب سے بری ہین اور عقل سلیم رکھتے ہین وہ ضرور سمجھ جاوینگے کہ
اہلسنت کا ان بیجا الزامات لگانے سے کیا مطلب ہے۔ صاف طور پر

ثابت ہی کہ انھیں حضرات یا انکے پیشوایان مذہب نی ضرور قرآن کو تحریف و تبدیل کیا اور اہلبیت رسالت کو قتل و غارت کیا اہل تشیع پر الزام توہین لگانے سے یہ مطلب ہی کہ آیندہ ہمارے افعال قبیحہ کا ذکر نکریں لیکن یہ بات تو فقط جاہلون کے دھمکانیکی ہی جو جاننے والے ہین وہ جانتے ہین کہ توہین کے مرتکب تو وہی اشقیا ہین کہ جنھون نے آیات ربانی کو تحریف و تبدیل کیا یا اہلبیت رسالت کو ایذا پہونچائی اور قتل کیا ان باتون کے ذکر کرنے والے چونکہ براہ دلسوزی و اظہار امر حق ذکر کرتے ہین وہ مستحق ثواب عظیم کے ہین۔ اگر اہلسنت کا یہ قول درست ہو تو خدا اور رسول اور مومنین پر سخت الزامات عاید ہوتے ہین۔ یعنی قرآن مجید مین جابجا ذکر ہی کہ یہود و نصاری نے توریت و انجیل کو تحریف کر دیا۔ اور نیز یہ کہ ان اشقیا نے انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا طرح طرح کی ایذائین پہونچائین پس اگر مقولہ اہل سنن درست ہو تو خدا اور رسول صلعم اور جبرئیل اور نیز سب قرآن پڑھنے والون پر یہ الزام عاید ہو کہ انھون نے توریت اور انجیل و انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔ ایسے ہزلیات اور واہیات تاویلات کی بنا اہلسنت مین حضرت معاویہ کے وقت سے شروع ہوئی ہی انھون نے بھی جب حضرت عمار بن یاسر کے قاتل کے جہنمی ہونیکی حدیث سنی تو اسی قسم کی بیہودہ تاویل کی کہ عمار کا قاتل وہ شخص ہی کہ جو اسکو لڑنے کے لئے لایا حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس اعتبار پر حضرت سید الشہدا امیر حمزہ کی قاتل وحشی ملعون اور ہندہ ملعونہ نہین ہین بلکہ نعوذ باللہ رسول صلعم

اُنکے قاتل ٹھہرے پس ایسی تاویلات واہیات کا مردود ہونا صریحًا
ظاہر اور روشن ہی۔ ہم اکثر حضرات اہل السنن کو مجالس عزا سید الشہدا
پر یہی بیہودہ الزام توہین دیتے ہوئے سنتے تھے اور تعجب ہوتا تھا کہ کیا یہ لوگ
ایسے کم سمجھ ہین کہ ذکر مصائب اہلبیت کو واقعی اپنے دلون مین توہین خیال
کرتے ہین لیکن یہ امر اب کھلا کہ وہ لوگ ایسے تو بیوقوف بھی نہین ہین کہ ذکر
مصائب کو توہین سمجھین اصلیت فقط یہ ہی ہی کہ ان حضرات کو دشمنان اور
قاتلان اہلبیت پیغمبر سے ایک قسم کی خصوصیت اور حسن عقیدت ہی اس
بیجا الزام توہین کے لگانے سے مطلب اُنکا فقط یہ ہی کہ شیعہ لوگ بخوف
توہین اس ذکر ظلم وستم اعداء دین کو چھوڑ دین اور دشمنان اہلبیت کی تفضیح
نہوا کرے کیونکہ جب کوئی مومن دیندار ان حالات ظلم وستم کو سنیگا تو ضرور
حمیت اسلام کو جوش ہوگا اور اہلبیت اطہار کے قاتلون ایذا دہندون
پر لعنت ونفرین کریگا اور جبکہ شیعہ اس ذکر کو توہین کے شبہ سے بیان نہ کرینگے
تو اعداء اہلبیت لعنت ونفرین سے بچینگے اور عوام اُنکی طرف سے بدعقیدہ
اور بدگمان نہ ہونگے۔ لیکن یہ خیال حضرات اہل السنن خالات سے ہی جس مصیبت
عظمی پر زمین وآسمان اور جن وحیوان تک رو دئے ہین اسکا ذکر تا قیام
قیامت صفحۂ دنیا سے محو ہوگا مروانیون نے بہت کچھ تدابیر اس ذکر کے بند
ہونیکی کی ہین اور یہ دھوکہ توہین کا درحقیقت اُنھین کا نکالا ہوا ہی علما اور
قضات اُنکے وقت کے جو بہر طور تابع فرمان اُنکے تھے اُنکے حکم سے لوگون کو
ذکر اہلبیت اطہار کی کرنیسے اسی تاویل کے ساتھ مانع ہوتے تھے اور کہتے تھے

کہ اس ذکر سے اہلبیت پیغمبر کی توہین ہوتی ہے چونکہ اُس زمانہ سے لیکر ابتک نسلاً بعد نسل متواتر وہی عقاید اہلسنت مین چلے آرہے ہین جو لوگ عقل سے بہرہ رکھتے ہین وہ ایسے فاسد عقاید کو اپنے دلون مین جگہ نہین دیتے اور سمجھ جاتے ہین کہ اگر ہمارے پیشواؤن یا بزرگون نے ایسی تاویلات اُس زمانہ مین لوگون کے روبرو بیان کئے ہین تو مجبوری کیحالت مین بحکم خلفا سرا مویہ بیان کئے ہین اب ہمکو اُن باتونکی پیروی کرنا کیا ضرور ہے لیکن احمق اور جہلا اُن ہزلیات کو آیات و حدیث سے بھی زیادہ معتبر جانکر اب تک مصر ہین اور چونکہ اہلبیت رسالت کیطرف سے اُنکے دلونمین سخت غبار ہے اسلئے اُنکے قاتلون اور دشمنون سے خصوصیت بھی رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ ہم ہی کوشش کرکے اس ذکر خیر کو بند کرین بقول شخصے پدر اگر نتواند پسر تمام کند۔ پس اگر کتب شیعہ مین یہ ذکر ہو کہ فلان فلان اشقیا ر است نے آیات قرآنی کو بدل دیا یا حروف یا الفاظ مین تحریف کی یا مواقع آیات کو بدل دیا۔ یا بعض آیات نکال ڈالین تو یہ ہرگز توہین کلام پاک کی نہین ہے نہ بالغ متمسک ہے کیونکہ کسی شیعہ کا یہ عقیدہ نہین ہے کہ اُس تحریف و تبدیل سے تحلیل محرمات ہوئی ہے یا فرائض و واجبات نکل گئے ہین جن جن مقامات مین الفاظ کی تبدیلی یا آیات کی جگہ تبدیل ہوئی ہے یا قرآن مین کمی ہوئی ہے اُسکی بابت شیعہ اور سنی دونون متفق ہین اصول کافی یا صافی کو عبرت کی نگاہ سے دیکھکر کیا لوگے خود قرآن مجید کو ذرا عبرت کی نگاہ سے دیکھو کہ تحریف و تبدیل کرنے والون پر کیسی کیسی سخت عذاب کی تہدید کی گئی ہے۔

تفصیل اُن آیات و الفاظ کی جنکی تبدیل و تحریف کی اہلسنت قائل ہین

حضرات اہلسنت خود بھی تحریف و تبدیل و تنسیخ آیات و الفاظ کے قائل ہین اور دو چار الفاظ و آیات کی تحریف کی ہی قائل نہین ہین بلکہ ہر سورہ مین چند مقامات پر تحریف و تبدیل کے قائل ہین بطور مثال چند نمونے تحریر کرتا ہون۔

دیکھو آیت قرآنی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ۔ یعنی پکڑو تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ قرآن موجودہ مین واتخذوا بصیغہ امر ہی اور حفص واتخذوا بصیغہ ماضی پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ پکڑا اُنھون نے یعنی کافرون نے مقام ابراہیم کو جائے نماز۔

آیت دوم خیر مما یجمعون قرآن موجودہ مین درج ہی اور حفص یجمعون بصیغہ غائب پڑتا ہی جس سے معنی اسطرح بدل گئے کہ جو آیت متعلق کافرون کے تھی وہ مسلمانون سے متعلق ہو گئی۔

آیت سیوم ۔ ولا تقربوھن حتی یطھرن یعنی محیض کے پاس نجاؤ جب تک کہ وہ غسل کرے حفص یطھرن بسکون تا و ضم ہا پڑھتا ہی جسکے معنی اسطرح بدل گئے کہ محیض کے پاس نجاؤ جب تک دم منقطع ہو۔ خواہ غسل کرے یا نکرے۔ امام اعظم صاحب نے اسی قرأت حفص پر فتوے دیا ہے۔

آیت چہارم ۔ حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطی ۔ کی

نسبت اکثر صحابہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول خدا صلعم کے زمانہ
مین بجائے وسطی والعصر پڑھا ہی۔

آیت پنجم۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل
الخ کی نسبت ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ عہد رسول صلعم مین
اس آیت کو ابن مسعود یون پڑھتے تھے یا ایھا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل الخ

ذکر آیات منسوخہ

تفاسیر معتبرہ اہلسنت کو دیکھنے سے واضح ہوتا ہی کہ صدہا آیات کے
نسبت لکھا ہی کہ آیت اور یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ منجملہ انکے چند روایات
بطور نمونہ درج کی جاتی ہین۔

آیت (۱) سورہ بقر مین وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین
کی نسبت تفسیر حسینی مین ہی این حکم در ابتدا اسلام بودہ بعد ازان منسوخ
شد حالانکہ کسی آیت ناسخ کا مذکور نہین۔

آیت نمبر (۲) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا
تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اس آیہ کی نسبت درج ہی این
حکم بآیہ سیف منسوخ ست۔

آیہ نمبر (۳) یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال
فیہ کبیر۔ اسکی نسبت لکھا ہی ہنوز دران وقت قتال در ماہ حرام حرام
بود و حرمت آن بآیۃ السیف منسوخ گشت۔

آیت نمبر (۴) یا ایہا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ منسوخ ہوگئی۔

آیت نمبر (۵) وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ میگویند کہ بآیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا منسوخ ست

علاوہ انکے صدہا احکام کی نسبت کہا گیا ہے کہ منسوخ ہوگئی ہین یہانتک کہ سورہ قل یا ایہا الکافرون ساری ہی منسوخ کہتے ہین۔

تبدیل مواقع آیات

یہ امر بدیہی ہی کوئی حاجت ثبوت کی نہین تمام سورہ قرآن خلط ملط ہو رہے ہین دیکھو مدنی سورتین قرآن مین مقدم ہین اور مکی سورتین موخر ہین۔ ایسا ہی حال آیات کا ہی کہ زید ابن ثابت نے جہان چاہا جس آیت کو درج کر دیا۔ متکلمین شیعہ کی کتاب فضائل القرآن کو دیکھو روایت زید بن ثابت وانس کہ بزمانہ جنگ یمامہ مجکو ابو بکر و عمر نے بلا کر قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا اور مین نے ہڈیون اور سفید پتھرون سے مختلف آیات تلاش کر کے جمع کین اور فلان آیت فلان انصاری سے ملی اور سورہ برات کے پچھلے اوراق لقد جاءکم رسول من انفسکم سے لیکر آخر سورہ تک دستیاب ہوئے پھر ابو بکر کو ملے اونہون نے عمر کو دیے عمر نے حفصہ کو دیے حفصہ سے عثمان سے طلب کر کے زید بن ثابت انصاری اور ابن زبیر وغیرہ قریشیون کو انکے لکھنے کا حکم دیا تا آخر حدیث مرویہ انس بن مالک۔

ان ہر دو روایات زید و انس سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ عہد خلفا ثلثہ میں دو مرتبہ
قرآن جمع ہوا اور دونون مرتبہ زید بن ثابت مہتمم اس کام کا رہا۔
حضرات اہلسنت کو جو حضرت عثمان کی نسبت دعوی جامع القرآن ہونیکا
تھا وہ غلط نکلا اُنھون نے زید بن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور دو اور
شخصون کو جمع و ترتیب قرآن کا حکم دیدیا اور اُنھون نے وہ اوراق
جو حفصہ سے منگائے گئے تھے درج قرآن کر کے ہر طرف مصاحف
روانہ کئے اور قرآن سابقہ تمام ممالک سے حضرت عثمان نے
منگوا کر جلوا دیے یا پھڑوا دئے۔
زید بن ثابت قوم انصار باشندۂ مدینہ تھا اور قرآن مجید لغت قریش مین
نازل ہوا علم قرآن کی تکمیل زید کی نسبت ثابت نہین عالم قرآن بعد نبی
صلعم فقط علی مرتضی تھے دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ باب تاسع مین
بذیل حدیث اربعون روایت لکھتے ہین۔ وفی روایۃ انہ صلعم
قال فی مرض موتہ کن او کن ا ثم اخذ بید علی فرفعہا فقال
ھذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض
یعنی یہ حدیث پیغمبر خدا صلعم نے اپنے مرض الموت مین فرمائی اور بعد
نقل حدیث تمسک ثقلین کے لکھا کہ بعد اسکے حضرت علی کو ہاتھ سے پکڑ کر
بلند کیا اور فرمایا یہ علی قرآن کے ساتھ ہی اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ
ایک دوسرے سے جدا ہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون اور یہی بات
کی فصل رابعہ مین یہ روایت درج ہے۔

واخرج ابن سعد عنہ علیہ السلام قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وھب لی قلباً عقولاً ولساناً ناطقاً۔
یعنی فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ قسم بخدا کوئی آیت ایسی نازل نہین ہوئی کہ جسکی بابت مجکو علم نہو کہ کس معاملہ مین کہان کس پر نازل ہوئی بہ تحقیق میرے رب نے مجکو قلب عقول اور لسان ناطق عطا فرمائی ہے۔
دوسری روایت یہ ہے۔ واخرج ابن سعد وغیرہ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل۔ یعنی فرمایا حضرت امیرؑ نے سوال کرو اور پوچھو مجھسے بابت کتاب اللہ کے پس بہ تحقیق کہ کوئی آیت نہین ہے کہ مین اُسکو اچھی طرح نہ پہچانتا ہون کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو برابر ہموار زمین پر اتری یا پہاڑ پر۔ ان روایات کے مضمون سے یہ امر تو ظاہر ہوگیا کہ اُمت محمدی مین عالم قرآن کہ جس سے علم قرآن امت کو حاصل کرنا چاہیے فقط علی مرتضیٰ تھے وہی حضرت حافظ اور ماہر کلام اللہ تھے زید بن ثابت نے بڑی سخت غلطی بلکہ نادانی کی کہ غیر لوگون سے پوچھکر پوچھکر اور ہڈیون اور صفحات سنگ سے متفرق آیات تلاش کرکے قرآن کو جمع کیا اور اُس عالم وحافظ اور جامع القرآن سے حاصل نکیا۔ اوّل تو خلفا کی سخت غلطی تھی کہ زید کو

حکم جمع کرنے قرآن کا دیا کیون حضرت علی مرتضیٰ سے قرآن کو حاصل نکیا۔
اس عدم حصول قرآن کے دو احتمال ہو سکتے ہین ایک یہ کہ جسطرح زید سے
قرآن جمع کرنیکو شیخین نے کہا اسیطرح حضرت علی سے بھی کہا ہو اور حضرت علی نے
جمع کرنے سے انکار کیا ہو۔ یا یہ کہ حضرت علی نے قرآن کو جمع کیا ہو اور صحابہ
نے براہِ حسد اُسکو قبول نہ کیا ہو۔ پس کتب معتبرہ اہلسنت سے ظاہر کہ حضرت
امیرؑ نے بغیر کسیکے استدعا کی فوراً بعد وفات پیغمبر خدا صلعم قرآن کو مرتب اور
جمع کر دیا اور ایسی کوشش سے جمع کیا کہ تا انفراغ ردا بھی دوش پر نہ ڈالی
جیسا کہ صواعق محرقہ کی اُسی فصل مین مرقوم ہے۔

واخرج ابن ابی داؤد عن محمد بن سیرین قال لما توفی رسول اللہ
صلعم ابطاء علی عن بیعۃ ابی بکر فلقیہ ابی بکر فقال اکرھت امارتی
فقال لا ولکن آلیت لا ارتدی بردا الا الی الصلوۃ حتی
اجمع القرآن فزعموا انہ کتبہ علی تنزیلہ قال محمد ابن سیرین
لو اصبت ذلک الکتاب کان فیہ العلم۔

یعنی روایت کی ابن ابی داؤد نے محمد بن سیرین سے کہ کہا اُسنے کہ جب وفات
ہوئی رسول صلعم کی اور حضرت علی نے بیعت ابوبکر مین درنگ کیا تو ملاقات کی
ابوبکر نے علی مرتضیٰ سے اور کہا کہ کیا تم میری امارت کو مکروہ رکھتے ہو فرمایا نہین
ولیکن مین نے حلف کیا ہی کہ ردا بھی دوش پر نہ ڈالون الا بوقت نماز تا آنکہ
قرآن کو جمع نہ کر لون۔ پس زعم کیا ہے اونہون نے کہ حضرت علی نے قرآن مجید کو
بروئے سلسلہ تنزیل لکھا۔ محمد سیرین کہتے ہین کہ اگر کتاب اللہ مرتبہ علی مرتضیٰ

باقی رہتی تو اُس سے بڑا علم حاصل ہوتا۔
اس روایت سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ علی مرتضیٰ نے بعد وفات نبی صلعم عمدہ ترتیب سے قرآنکو جمع کردیا پھر اہل انصاف غور فرماوین کہ خلفاء صاحبان کو کیا ضرورت تھی کہ اسکے بعد زید ثابت سے بطور خود متفرق پرچے تلاش کراکر اکثر ایسا مصحف تیار کرایا کہ جو خلاف ترتیب تنزیل کے ہی یعنی بڑی بڑی سورتین اول اور چھوٹی چھوٹی آخر مین لکھدین جامع کا علم تو اسی سے ظاہر ہے کہ ترتیب مین فقط چھوٹی بڑی سورتون کا لحاظ کیا گیا اور مضمون یا سلسلہ تنزیل سے تعلق ہی نہین رکھا لیس اصل قرآن کا حال قرآن سے حاصل نکرنا سب سے بڑی توہین قرآن کی ہی اور نیز قرآن کی سورتون کو سلسلہ تنزیل سے متفرق کرکے مختلف کردینا اور آیات قرآنی کو پس و پیش کردینا خود ملاحظہ قرآن سے ظاہر ہی۔ دیکھو سبکا اتفاق ہی کہ اول سورہ اقرا نازل ہوئی قرآن مین سورہ بقرا اول درج ہے۔ آیت الیوم اکملت الخ۔ آخر ایام حیات پیغمبر خدا صلعم مین نازل ہوئے جو اوایل قرآن مین درج ہے۔
آیۂ تطہیر خود گواہی دے رہی ہی کہ اُسکو اپنے موقع سے جدا کرکے درمیان اُن آیات کے لکھدیا ہی جو عورتون کے باب مین ہین اس آیت سے پہلی اور پچھلی آیات کو دیکھو تو مؤنث کی ضمیرین موجود ہین اور اس آیت درمیانی مین ضمائر مذکر درج ہین۔
ایسا ہی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو دیکھلو کہ اسکے اگلے

اور پچھلی آیات ایک ہی معاملہ میں ہیں اور یہ آیت درمیان میں صاف علیٰحدہ نظر آرہی ہے۔

اب ہم کہتے ہیں کہ اگر شیعہ اس بات کو کہتے ہیں کہ قرآن موجودہ میں آیات منسوخہ بھی ہیں اور اکثر الفاظ مبدل و تحریف ہوگئے ہیں اور اکثر آیات کے مواقع بدل گئے ہیں تو یہ توہین نہیں ہے بلکہ اظہار امر واقعی کا ہے جسکو تمام اہلسنت بھی اپنی تفاسیر میں قبول کررہے ہیں جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا پس ایسا کہنے یا قبول کرنے سے مخالفت تمسک ثابت نہیں ہوسکتی نہ اس امر کے فقط اقرار سے اہلسنت پر بھی الزام توہین کا آتا ہے گو تبدیل وتحریف کرنے والے مرتکب توہین کے ہوئے ہوں۔

لیکن واقعی توہین کلام پاک کی یا مخالفت تمسک قرآن یہ ہے کہ فلاں حکم قرآن میں نازل ہوا اور اُسکو نہ مانا یا اُسکی مخالفت کی یا اوسکی تعمیل کرنے سے لوگوں کو روک دیا یا اپنے حکم سے اُس حکم الٰہی کو منسوخ کردیا۔ پس یہ بات جس شخص یا جس فرقے کی نسبت ثابت ہو یا جو فرقہ متبع اُس شخص یا اُس جماعت کا ہو اُسکی نسبت کہا جائیگا کہ وہ قرآن پاک کی توہین کرنے والے اور غیر متمسک بہ قرآن ہیں اور وہی شخص یا جماعت یا فرقہ بہ شہادت حدیث ثقلین ضال اور گمراہ اور ناری سمجھا جائیگا۔

اہل انصاف جو مذہب حق کی جستجو کرنا چاہتے ہیں وہ تحقیق کریں کہ منجملہ فرقات شیعہ وسنی یا پیشوایان ہر دو فرقات کے کون لوگ ہیں جو

صریحاً آیات کلام الٰہی واحکام ربانی کی مخالفت کرکے اُنکے برخلاف فتویٰ دیتے ہین اور اپنے قول یا رائے یا اجتہاد سے نصوص واحکام الٰہی کو منسوخ اور معطل اور کالعدم قرار دیتے ہین۔

جہانتک تحقیقات کیجائیگی ثابت ہوگا کہ اہل تشیع اور اُنکے پیشوا کسی آیت قرآنی کے مخالف نہین ہین نہ کسی حکم کو اپنی رائے اور اجتہاد سے منسوخ ومعطل وکالعدم قرار دیتے ہین۔ البتہ حضرات اہلسنت کے پیشوایان نے بہت سی آیات قرآنی واحکام ربانی کی مخالفت کی ہے اور اپنی رائے سے اُنکو منسوخ اور باطل کردیا ہے اور اب بھی حضرات اہلسنت بمقابلہ آیات ربانی اُنھین پیشوایان مخالف قرآن کی رائے اور اجتہاد پر برخلاف قرآن عمل کرتے ہین۔

اثبات مخالفت آیات قرآنی واجتہاد بمقابلہ نص نسبت پیشوایان حضرات اہلسنت واتباع اہلسنت برائے واجتہاد پیشوایان بہ مخالفت قرآن

اگرچہ مخالفت احکام الٰہی حضرات اہلسنت وپیشوایان اہلسنت سے اس درجہ واقع ہوئی ہے کہ اُسکے ذکر مین ایک مبسوط کتاب مرتب ہو لیکن بوجہ فقدان فرصت وبخوف تطویل بے محل اس موقعہ پر نہایت اختصار کے ساتھ محض بطور نمونہ ونظیر کچھ گذارش کرتا ہون۔

واضح ہو کہ بملاحظہ کتب حدیث وتفسیر اہلسنت پایا جاتا ہے کہ جو مخالفت

احکام قرآنی مخالفین ثقلین سے واقع ہوئی وہ دو قسم کی ہے۔
اول یہ کہ پیشوایان اہلسنت یعنی خلفا و صحابہ نے بذات خود احکام مخصوصہ کی مخالفت کی دوسرے یہ کہ خود بھی پیشوایان مذکور نے مخالفت کی اور احکام الہی کو باطل کیا اور اپنے اشیاع و اتباع کو بھی مخالفت احکام الہی کا حکم دیا اور ابتک فرقہ سنت و جماعت میں اُن پیشوایان کے قول مخالف قرآن پر عمل ہے اور آیات قرآنی کو بمقابلہ قول مخالفین ثقلین بے وقعت سمجھ کر متروک العمل کرتے ہیں۔ اور اس بحث کو ہم دو فصل جدا گانہ بیان کرتے ہیں۔

فصل اوّل دربیان مخالفت احکام الہی نسبت خلفاء وغیرہم بالخصوص

اگرچہ خلفاء ثلثہ و دیگر اجلہ اصحاب سے صدہا احکام و آیات الہی کی مخالفت سرزد ہوئی ہے اور اُن سب مخالفتوں کا پتہ کتب اہلسنت سے برابر ملتا ہے لیکن چونکہ میری نظر اختصار پر ہے اسلئے چند آیات و احکام قرآنی بطور نمونہ فقط یادداشت زبانی سے عرض کرتا ہوں بغور توجہ ہو۔

آیت اول فقاتلوا فی سبیل اللہ ہے اسکی مخالفت خلفاء ثلثہ سے ایسی واقع ہوئی سب پر روشن ہے۔ غزوۂ بدر میں ہر سہ حضرات کسی کافر سے نہ لڑے غزوہ احد میں رسول خدا کو نرغۂ اعدا میں تنہا چھوڑکر مفرور ہو گئے غزوۂ احزاب میں بھی کسی کافر کا مقابلہ نکیا بلکہ تین مرتبہ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کو عمرو بن عبدود سے لڑنے کو فرمایا لیکن حضرت عمر نے انکار محض کیا۔ جنگ خیبر میں شیخین بخوف مرحب یہودی تین بار فرار ہوئے۔ غزوہ

حنین میں ہر سہ اصحاب مفرور ہوئے باوجودیکہ تحت الشجر بیعت اس امر کی کرچکے تھے کہ ہم مارینگے اور مرینگے رسولخدا کا ساتھ نہ چھوڑینگے۔ بوقت آخر حیات رسولخدا صلعم نے ہر سہ اصحاب کو بہ تحت اسامہ بن زید جنگ پر مامور فرمایا مگر کوئی گھر سے باہر نہ نکلا۔

آیت دوم النبی اولی بالمومنین من انفسھم یعنی مومن وہ ہی جو نبی صلعم کو اپنے نفس سے عزیز اور اولی جانتا ہو۔ برخلاف اس آیت کے حضرت یار غار نبی صلعم کی جان کا کچھ خیال نکرکے اپنی جان کے لئے غار میں مصروف گریہ تھے اسیطرح جنگ بدر میں عریش کے اندر چھپے بیٹھے رہے اور جنگ احد میں معہ حضرت عمر نبی صلعم کو میدان جنگ میں نرغہ اعدا کے اندر گھرا ہوا چھوڑکر ایک غار میں جا چھپے۔ اور اسیطرح جنگ حنین میں رسولخدا صلعم کو اکیلا چھوڑکر اصحاب ثلثہ بھاگ گئے۔

آیت سوم لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق الخ۔ رسول خدا صلعم نے خواب میں مکہ معظمہ کا فتح ہوجانا دیکھا اور لوگوں سے ذکر خواب کا کردیا لیکن وقت فتح کا بیان نہ فرمایا۔ اسکے بعد مکہ پر فوج کشی کی اور پھر بنا بر مصلحت عظیم صلح کرلی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہی حضرت عمر نے نبی صلعم پر اعتراض کیا اور نبی صلعم کے خواب بلکہ نبوت کو جھوٹا جانا نبی صلعم نے ہرچند فہمائش کی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تمسے یہ کب کہا تھا کہ امسال ہی مکہ فتح ہوگا لیکن حضرت عمر کے خیال میں کوئی بات بھی نہ آئی اور انکے دل کا شک باوجود تصدیق خدا و رسول کے زائل ہوا

جیسا کہ کتب سیر میں مذکور ہے کہ حضرت عمر بعد فہمائش رسول صلعم وہی ہی شک اور شبہے بھرے ہوئے حضرت ابوبکر کی پاس آئے اور وہی شکوک بیان کئے جو حضرت رسو خدا کے روبرو بیان کئے تھے۔

آیت چہارم انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون باجماع مفسرین اہلسنت یہ آیت حضرت علی کی شان مین نازل ہوئی ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ تمام مسلمانون سے خدا تعالی یون خطاب کرتا ہے کہ تمھارے ولی صرف تین ہین خدا اور رسول اور علی بن ابیطالب لیکن خلفاء ثلثہ اور دیگر صحابہ نے مطلق اس آیت کی تعمیل نہین کی خود ولی مومنان بن گئے اور ولی برحق کے ولایت کے منکر ہوگئے۔ اور اکابر علماء اہلسنت اس امر کے قائل ہوئے ہین کہ صحابہ حکم ولایت علی مرتضی سے انحرافی اور مخالفت کی جیسا کہ ابو عبد اللہ مرزبانی کہ اجلہ علماء اہل تسنن سے ہین اپنی کتاب نمرفات الشعر مین ابوسعید خدری سے روایت لکھتے ہین۔ وعن ابی ھارون العبدی قال سمعت ابوسعید الخدری یقول امر الناس بخمس فعملوا باربع وترکوا واحدۃ فقال لہ رجل یا ابا سعید ما ھذہ الاربع التی عملوا بھا قال الصلوۃ والزکوۃ والصوم والحج قال فما الواحدۃ التی ترکوھا قال ولایت علی ابن ابی طالب وقال وانھا مفترضۃ معین قال نعم۔ الی آخرہ۔ مطلب اسکا یہ ہے کہ ابوسعید خدری نے یہ کہا کہ لوگون پر پانچ چیزین فرض ہوئین جنمین سے

چار پر عمل کیا اور ایک حکم کو ترک کر دیا۔ ایک شخص نے اسکی تفصیل پوچھی
تو ابو سعید نے کہا کہ نماز روزہ حج زکوۃ چار حکموں پر لوگوں نے عمل کیا اور
پانچویں حکم ولایت علی ابن ابیطالب کو ترک کر دیا۔ سائل نے پوچھا کہ کیا
ولایت علی ابن ابی طالب بھی مفترض تھے تو ابو سعید نے کہا کہ ہاں۔ تا آخر روایت
آیت پنجم یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ۔
آیت ششم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الخ
باعتراف اکابر علمائے اہلسنت یہ ہر دو آیات یوم غدیر خم میں نازل ہوئیں
اوّل آیت نمبر ۵ اور بعد خطبہ منکت مولاہ فعلی مولاہ کے آیت نمبر ۶۔
دیکھو تفسیر ثعلبی بحت آیت یا ایھا الرسول بلغ و آیۃ سأل سائل
بعذاب واقع اور دیکھو اسمیں قصہ حارث ابن نعمان کا کہ وہ شخص
شک لایا ان آیات پر اور واقعہ خم غدیر کو فقط رسول خدا کیطرف سے
برعایت قرابت سمجھا اور نہایت شقاوت قلبی سے یہ دعا کی کہ اگر ولایت
علی مرتضی خدا کے حکم سے ہوئی ہو تو اُس مردود پر آسمان سے پتھر برسے
چنانچہ اس لفظ کے کہتے ہی اُس ملعون پر آسمان سے پتھر گرا اور راہی
جہنم ہوا اور ملاحظہ فرماؤ مناقب خوارزمی کو کہ مرفوعاً الی ابوسعید خدری
اور مناقب ابن المغازلی کو ہو کہ اسیطرح مرفوعاً ابوہریرہ سے اور دیکھو
تاریخ بغداد خطیب کو اور مناقب ابن مردویہ کو کہ ان سب میں یہ عبارت ہے
بعد خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ کے ثم لم تیفرقا حتی نزلت ھذہ
الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم الخ فقال النبی اللہ اکبر علے

اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً ب رسالتی والولایت بعلی ثم قال اللّٰھم وال والاہ الی آخرہ۔ اور انکار و مخالفت صحابہ ولایت علی مرتضیٰ سے بذیل آیت چہارم مذکور ہو چکا۔

آیت ہفتم قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اس آیت کی روسے عترت پیغمبر صلعم کی محبت اُمت محمدی پر فرض ہوئی مگر اس فریضہ کو صحابہ مین سے بہت تھوڑے لوگ ادا کرسکے خصوصاً شیخین سے برخلاف اس حکم کے نہایت شہرت واعلان کے ساتھ سرزد ہوئی حتی کہ بضعہ پیغمبر صلعم کو اُنکے آخری ایام حیات مین ایسا آزردہ کیا کہ اُنکو یہ وصیت کرنی پڑی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر بھی نہ آوین ایسا ہی حضرت مرتضیٰ کے حقوق کو تلف کیا اوائل ایام بیعت خلیفہ اول مین طرح طرح کی ایذائین اور دھمکیان دیگئین خلیفۂ اول نے اپنی وفات کے وقت حق مرتضوی کو تلف کرنے کے لئے حضرت عمر کو ولیعہد کیا اور حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت بنابر حق تلفی حضرت علی کی امر خلافت کو شورے سے متعلق کیا اور باطن مین گویا تدبیر قتل حضرت علی کی نکالی تھی چنانچہ خود جناب حیدر کرار نے فرمایا کہ عمر ابن الخطاب نے یہ سوچ لیا تھا کہ عبدالرحمن بن عوف بھائی و داماد عثمان ابن عفان کا ہی اور سعد اُسکا ابن عم ہی بہرحال یہ ایک طرف ہونگے اور میری طرف بزعم اُسکے غایت درجہ یہ تھا کہ زبیر ابن عوام ہوا اسلئے اُسنے یہ قید لگائی تھی کہ جسطرف عبدالرحمن ہو اُسکو ترجیح ہوگی اور فریق ثانی کی طرف بھی اگر تین رائے ہوجاوین وہ قتل کردیا جاوے۔ علاوہ

اصحاب ثلثہ کے حضرات اہل سنت کے خلیفہ [illegible]
جو کچھ تعمیل اس حکم کی ہے محتاج بیان نہین —
آیت ہشتم ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اس آیت کے بموجب
جمیع صحابہ اور مسلمانون کو ہدایت کے گئے کہ نبی صلعم کی حضور مین آواز بلند مت
بولو — صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب سیر و احادیث مین [illegible]
و قلم دوات مفصلاً مرقوم ہے کہ حضرت عمر اور انکے [illegible]
روبرو بلکہ نبی صلعم کے فرمانے پر اسقدر شور و غل کیا کہ مجبور نبی صلعم کو یہ کہنا پڑا
کہ میرے پاس سے نکل جاؤ کہ پیغمبر کی حضور مین ایسا شور و غل [illegible]
آیت نہم شروع پارہ واعلموا در بارہ خمس از اموال غنیمت —
آیت دہم سورہ حشر در باب اموال فی —
ان آیات کا صاف مفہوم یہ ہے کہ خمس اور فی کے خدا اور رسول اور اہلبیت
پیغمبر حقدار ہین اور خلفاء وغیرہ جمیع اغنیاء کا تصرف اسپر حرام کیا گیا اور سورہ
حشر مین صاف حکم ہوا کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم لیکن خلفائے ثلثہ
نے اہلبیت پیغمبر کو اس سے محروم کرکے خود تصرف کیا حالانکہ انپر تصرف
مال خمس اور فی حرام تھا۔ اور خلیفہ ثالث نے تو یہانتک خدا کی عدول حکمی
کی کہ خمس افریقہ جو ایک لاکھ دینار کی مالیت تھا دشمن خدا و رسول کو بخشدیا
یعنی مروان اپنے داماد کو بخشدیا جسکی صورت بھی رسول خدا کو دیکھنا گوارا نہ تھی
اور مدینہ منورہ سے مروان مذکور کو مع اسکے باپ حکم کے دیس نکالا دیدیا تھا اور
اسکو واپس آنے کی سخت ممانعت کی تھی — حضرت عثمان نے اسکا بدلہ رسول سے [illegible]

لینے کے لئے اُنکے پیارے دوست ابوذر کو دیس نکالا دیا۔
آیت یازدہم۔ لقد رضی اللہ عن المومنین۔ یعنی آیت بیعت تحت شجرہ جسمین حکم ہوا کہ جو کوئی اس بیعت کو توڑیگا اپنی جان پر ظلم توڑیگا اور اجلہ اصحاب نے حنین کے مقام پر اس بیعت کو توڑ دیا اور رسولخدا کو تنہا چھوڑکر فرار ہو گئے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ ان بھگوڑوں کو یا اصحاب السمرہ کہکر آواز دو۔ اور سمرہ وہ درخت تھا جسکے نیچے بیٹھکر رسول خدا صلعم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی۔
آیت دوازدہم۔ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم۔ خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ صحابی کو بیگناہ قتل کیا۔ صواعق محرقہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر نے ایک مسلمان کو آگ میں جلوا دیا عبداللہ ابن عمر نے ہرمزان کو اور ابولولو کی دو دختران کو بے گناہ قتل کیا۔
آیت سیزدہم۔ آیت قصاص خلیفہ اول و دوم نے خالد سے مالک بن نویرہ کا قصاص نہ لیا نہ مالک کی زوجہ سے زنا کرنے پر حد ماری ہرمزان اور ابولولو کی دختران کا قصاص خلیفہ ثالث نے نہیں لیا۔ ان بیگناہوں کا خون اب تک زیر زمین فریاد کر رہا ہے۔ خلیفہ اول نے سارق کا دست چپ کٹا خلیفہ دوم نے رجم حاملہ اور قصاص مجنون کا فتوی دیا خلیفہ سوم نے ایک مسلمان کو رجم ہی کر ڈالا۔
آیت چہاردہم۔ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین

حضرت عثمان رضہ نے ایک لاکھ دینار مروان کو بلا کسی استحقاق کے انعام
دیا۔ شیخ ابن حجر مکی صواعق میں حضرت عثمان کا الزام رفع کرنے کو لکھتے ہیں
کہ فتح افریقیہ کی سب سے پہلے خبر مروان نے دی تھی اسلئے اسکو تمام خمس
افریقیہ جو ایک لاکھ اشرفی کی غنیمت کا تھا صلہ خوشخبری میں بخشدیا۔ یہ انعام
بلاشبہ اسراف ہے اور اسراف بھی کیسا کہ غیر کے ملک میں یعنی خمس خلیفہ
صاحب کی ملک نہ تھا اگر اپنا کم خفیف ہیئے تو البتہ فعل فقط داخل اسراف
ہوتا لیکن جبکہ خمس غنیمت عطا فرمایا تو علاوہ اسراف کے مالکان و حقداران
خمس کی حق تلفی اور غصب اُنکے حقوق کا ہوا۔

آیت پانزدہم۔ حکم منع اخذ زکوۃ از ثعلبہ ہے خلیفہ ثالث نے با وجود
مخالفت خدا و رسول صلعم ثعلبہ سے زکوۃ لی۔

آیت شانزدہم۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ مخالفت اس آیت کی
تحریر مندرجہ بالا سے بخوبی ثابت ہے یعنی پندرہ احکام الٰہی کی مخالفت تو
تحریر ہو چکی اور باقی آیندہ ذکر ہوگا نبی صلعم کے احکام کی مخالفت تو
ان لوگون سے اس درجہ سرزد ہوئی کہ جسکی انتہا نہین لیکن چونکہ یہ ہو
فقط ذکر مخالفت قرآن پاک کا ہے اسلئے اس ذکر کو چھوڑ دیا فقط ناظرین
کے اطمینان کے لئے ایک دو ایسی عدول حکمیون کا ذکر بطور اختصار
کرتا ہون کہ جو زمانہ آخر حیات جناب سرور کائنات میں اصحاب سے
سرزد ہوئی ہین۔ اول مخالفت نص غدیر۔ دوم حملہ کرنا رسول خدا
پر بمقام عقبہ سیوم تخلف از جیش اسامہ کی جسکی نسبت نبی صلعم نے

ارشاد فرمایا لعن اللہ من تخلف عنہا۔ دیکھو ملل نحل عبد الکریم شہرستانی کو

چہارم مخالفت وصیت آخر رسول صلعم کی۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے انک میت وانہم میتون وآیت افان مات او قتل انقلبتم ان آیات مین صاف صاف خبر وفات نبی صلعم کی ہے مگر کتب معتبر اہل سنت سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر نے بوقت وفات پیغمبر خدا صلعم کے یہ فرمایا کہ نبی صلعم کی وفات نہو گی بلکہ مثل عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے گئے اور جو کوئی یہ کہیگا کہ نبی صلعم نے وفات پائی تو مین اسکو قتل کرونگا۔ بظاہر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ حضرت عمر کو ایسا خیال کیون پیدا ہوا بلکہ قرآن سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حال وفات پیغمبر خدا سے خوب آگاہ تھے اور اسوقت مسجد نبوی مین ہی موجود تھے جہان حضرت کے اہلبیت کے رونے پیٹنے کی آواز بھی آرہی تھی اور نبی صلعم حجۃ الوداع سے لیکر برابر ہر خطبہ مین اپنی وفات کی خبر دیتے تھے سوا اسکے اور کوئی امر سمجھ مین نہین آتا کہ حضرت عمر کے اس فعل مین کوئی بڑی بھاری پولٹیکل چال تھی کیونکہ حضرت ابوبکر کے آتے ہی وہ خیال انکا فوراً بدل گیا پس بعید نہین کہ انہون نے اسوقت حاضرین موقع کو خلافت کے بارہ مین گفتگو کرنے سے اس تدبیر کے وسیلے سے روکا ہو۔ یہ مخالفت قرآنی بہت بڑے مطلب کے لئے تھی۔

فصل دوم در بیان مخالفات آیات قرآنی نسبت صحابہ

مجتہدین و عوام اہل سنت و جماعت

یعنی اس فصل میں اون آیات اور احکام قرآنی کا مذکور ہے جنکی مخالفت
صحابہ و مجتہدین اہلسنت نے بہ پیروی نفس اجتہاد کیا اور اہل سنت
باوجود ہونے نص جلی کے صریح مخالفت کرکے تقلید مسائل اجتہادی کرتے ہیں
بطور نمونہ چند آیات کا مذکور کیا جاتا ہے۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا
وجوہکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم
الی الکعبین۔ اس آیت میں صاف حکم مسح رجلین کا ہے اور آیہ تیمم اسکی تائید میں
وارد ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ وضو میں اعضاء واجب الغسل فقط منہ اور
ہاتھ ہیں جنکا تیمم کا مسح واجب ہوا اور اعضاء واجب المسح یعنی سر اور پیر تیمم
میں ترک کئے گئے مگر حضرات اہلسنت فقط بہ پابندی قول حضرت عمر کے
پیروں کو دھوتے ہیں اور مخالفت حکم [illegible] آیۃ کا کچھ خیال نہیں کرتے جیسا کہ اوپر
مذکور ہو چکا کہ غسل قدم اور طلاق ثلث دفعتاً واحدۃً اور منع متعۃ الحج و
متعۃ النساء وغیرہ مسائل اجتہادی حضرت عمر و عبداللہ و زید کے
ہیں۔ یہ بات غور کے قابل ہیں کہ حضرت عمر نے پیروں پر مسح کرنے کی
تو برخلاف قرآن ممانعت کی اور موزوں پر مسح کرنے کا حیلہ تا عمر اپنی
طرف سے نکالا۔ بعض لوگ ناواقف جو فعل [illegible] کو طریقہ نبوی
سمجھے ہوئے ہیں یہ انکی غلطی ہے [illegible] کا نکالا ہوا ہے [illegible]
نقل ہے کہ گوڑھا [illegible]

صفحہ ۳۱ - اخرج الدارقطنی عن عبد اللہ المحض - انہ سئل المسح علی الخفین فقال امسح فقد مسح عمر الخ -

آیت دوم - فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج - یعنی آیت متعۃ الحج -

آیت سوم - فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ یعنی آیت متعۃ النساء -

پیشتر عبارت ازالۃ الخفا مقصد دوم سے ثابت ہو چکا کہ مسئلہ فسخ حج بعمرہ و متعۃ النساء و مسئلہ غسل قدم مین تمام مجتہدین اہلسنت تابع اُس تطبیق کے ہین جسکو حضرت عمر نے مقرر کیا پس مخالفت قرآنی نسبت حضرت عمر و مجتہدین اہلسنت ثابت ہی اور نیز کتب اہلسنت سے ظاہر ہی کہ حضرت عمر نے اشتہار دیا کہ دو متعہ زمانہ رسولخدا اور زمانۂ ابوبکر مین جاری تھے مین اُنکو حرام کرتا ہون اس سے زیادہ مخالفت حکم قرآنی اور کیا ہو سکتی ہی اور تمام اہل سنت اب تک بمخالفت ان آیات قرآنی کے ہر دو متعہ کو حرام کہتے ہین -

آیت چہارم لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین تا الا ان تتقوا منھم تقاۃ یعنی تقیہ ہر کسی سنی سے پوچھو لو برابر کہیگا کہ تقیہ حرام ہی اور کچھ خیال حکم قرآنی کا نکریگا

آیت پنجم - واتموا الصیام الی اللیل - یعنی آیت وقت افطار روزہ یہ امر ظاہر اور روشن ہی کہ گردش فلکی سے ہر چوبیس ساعت شبانہ روزی مین چار وقت مخصوص ہوتے ہین صبح دن شام رات اور خدا تعالی نے ان چار وقتون مین سے روزہ سے فقط رات کو جدا کیا ہی جسکی تشریح قرآن مین موجود پس ظاہر ہی کہ روزہ طلوع آفتاب سے غروب

آفتاب تک نہین ہی بلکہ صبح صادق سے کہ خط ابیض خط اسود پر نمایان ہوتا ہی روزہ شروع ہوجاتا ہی اور بعد شام گذرنے کے رات کے شروع ہونے پر ختم ہوتا ہی لیکن حضرات اہلسنت برخلاف حکم الٰہی غروب آفتاب پر روزہ افطار کرتے ہین۔ اور مطلق تعمیل اس آیت کی نہین کرتے بجائے تین وقت صبح دن شام کے فقط دو وقت صبح اور دن کا روزہ رکھتے ہین اور یہ اجتہاد اہلسنت کا صریحًا بمخالفت نص جلی کے ہی۔

آیت ششم قوموا للّٰہ قانتین۔ یعنی حکم قنوت نماز مین۔

اس آیت مین صاف حکم یہ ہی کہ جب نماز پڑھو تو خدا کے روبرو عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے دعا کرو یعنی قنوت ہر نماز مین اس آیت کی رو سے فرض ہوا ہی مگر حضرات اہلسنت کے مجتہدین نے اس آیت کو منسوخ کر ڈالا اور نماز فریضہ مین ہرگز قنوت نہین پڑھتے حالانکہ صحیح بخاری وغیرہ صحاح سے یہ بھی ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم ہر نماز مین قنوت پڑھتے تھے۔

آیت ہفتم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم باعتراف اجلہ علماء اہلسنت یہ آیہ مبارکہ سوائے سورۂ برات کے ہر سورہ کے شروع پر نازل ہوا مگر مجتہدین اہلسنت نے اسکو بھی ہر سورہ سے نکالدیا اور نماز مین سورتون کے شروع پر بسم اللّٰہ نہین پڑھتے۔ دیکھو مشکوات شریف کی کتاب القرآن کو۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللّٰہ صلعم لا یعرف فصل السورۃ حتی ینزل علیہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم رواہ ابوداؤد۔

التماس مؤلف

منشی صاحب اگر دل میں ذرہ برابر بھی انصاف فرمائیں اور تعصب کو دور کردیں تو ظاہر ہو جائیگا کہ مذہب اہلسنت والجماعت قطعی مخالف قرآن پاک اور معاند عترت صاحب لولاک ہے شیعوں پر جو الزام عدم تمسک قرآن کا لگایا گیا ہے محض افترا و بہتان ہے اگر کسیکو برخلاف اسکے دعوی ہو تو جسطرح ہمنے مخالفت آیات قرآنی نسبت صحابہ و مجتہدین اہلسنت ثابت کی ہے نسبت دوازدہ امام علیہم السلام پیشوایان شیعہ و عموم اہل تشیع کے نسبت ثابت کردے ورنہ اس عقیدۂ فاسدسے توبہ کرے۔ اور جو الزام عدم تمسک عترت نسبت شیعوں کے قائم کیا ہے دراصل شاہ صاحب نے جہلا اہلسنت کو دھوکہ دیا ہے آپ تا حق نہیں آگئے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ۔ اب سنیے تمسک عترت رسول اللہ کا حال آنحضرت باتفاق اہل لغت عترت کے شیتی رشتہ داروں اور عزیزوں قریبی کے ہیں مگر حضرات شیعہ بعض عترت کے فضیلت کا مطلق انکار کرتے ہیں بلکہ انکو دائرہ عترت سے خارج سمجھتے ہیں مثل حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم بنات آنحضرت صلعم اور بعض کو داخل عترت نہیں شمار کرتے ہیں بلکہ ان بزرگوں کی شان میں ترک ادب کلمات بکتے ہیں مثل حضرت عباس عم رسول خدا و حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت اسد اللہ۔

اقول بحول اللہ تعالیٰ اہل انصاف ذرا غور فرمائیں کہ حضرات اہلسنت تمسک عترت کے معنی سے بھی آگاہ نہیں ہیں پھر تمسک کرنا انکا عترت سے کیونکر خیال میں آسکتا ہے دیکھئے حضرت تمسک سے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبی صلعم کے

رشتہ داروں کے نام یاد کر لیا کرے رشتہ داری رشتہ داروں سے تو کافروں کو
بھی انکار نہیں لیکن بحث فقط یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جو مسلمانوں کو یہ
حکم دیا کہ میں اپنے بعد تم میں اپنی عترت کو چھوڑتا ہوں اُنسے تمسک کرو تا کہ گمراہ
نہو جاؤ وہ عترت کون ہیں جنسے تمسک کرنے کا صحابہ کو حکم دیا اور اب منجملہ
ہر دو فرقات شیعہ و سنی کے متمسک بعترت کون ہی منشی صاحب نے جو اس
بحث میں ذکر رقیہ و ام کلثوم کا کیا ہی یہ اُنکی کم علمی اور ناواقفیت پر دلالت
کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو فن تاریخ سے مطلق لگاؤ نہیں افسوس ہے کہ
علمائے اہلسنت کو بھی یہانتک رشتہ داران پیغمبر سے بے تعلقی ہی کہ یہ بھی نہیں
جانتے کہ کسنے کب وفات پائی جسوقت میں رسولخدا صلعم نے یہ حدیث
فرمائی رقیہ اور ام کلثوم بہت مدت پیشتر فوت ہو چکی تھیں تو ظاہر ہی کہ انکو
اُنکی تارک امر صادق نہیں آسکتا۔ نہ رسولخدا نے اُنکو اپنے بعد چھوڑا
نہ اُنسے تمسک کرنے کا حکم دیا پھر قول معترض خود لغو ہو گیا۔ اور چونکہ معترض
نے شیعوں پر اعتراض کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید اہل سنت کو خاص
عترت پیغمبر کو چھوڑ کر انھیں بنات متوفیات سے تمسک کرنے کا ادعا ہے
تو ثابت ہوا کہ عام اہل سنت مخالف حدیث ثقلین کے ہیں ای منصف
مزاجو منشی صاحب کی نسبت تو آپ لوگ ضرور یہ کہہ سکوگے کہ بوجہ
ناواقفیت یہ اعتراض کیا گیا لیکن مولوی لطف اللہ صاحب کی
نسبت کیا فرماؤگے کہ اُنھوں نے اپنی تقریظ میں منشی صاحب کے
تمام لغویات کی بڑے زور و شور سے داد دی ہے۔

اب رہی حضرت عباس اور عقیل ابن ابیطالب اُنکو کوئی شیعہ [illegible] کو نبی صلعم کا چچا اور دوسرے کو ابن عم کہتے ہین باقی رہا تمسک تو اہلسنت بھی اس بات کے قائل ہونگے کہ یہ دونون صاحب حضرت علی سے افضل ہین کیونکہ حضرت علی سابق الایمان و اہل بدر اور عالم ہین اور یہ دونون صاحب تو وہی ہین کہ جنگ بدر مین مسلمانون کے ہاتھ پر اسیر ہوئے تھے پس اہلسنت مین سوائے منشی صاحب کے کوئی ایسا نظر نہین آتا کہ جو اس بات کو پسند کرے کہ حضرت علی کو چھوڑ کر حضرت عباس یا حضرت عقیل سے متمسک ہو کیونکہ تمسک کے لئے افضل ہونا ضرور ہے اور نیز ایک وقت مین ایک ہی شخص سے تمسک ہو سکتا ہی نہ کہ متعدد اشخاص سے جیساکہ سنیون کے موضوعہ حدیث مین ہے کہ اقتدا کرو بعد میرے ابوبکر و عمر کا اور ہدایت چاہو عبد اللہ ابن مسعود سے اور جو بات وہ کہے اُسکی تصدیق کرو اور تمسک کرو عمار بن یاسر سے۔

علاوہ اسکے آنحضرت صلعم نے تو بارہا امت پر ظاہر کر دیا ہی کہ علی اور فاطمہ اور حسنین میری عترت اور اہلبیت ہین جیساکہ بوقت نزول آیہ تطہیر و آیت مباہلہ و آیت مودت ظاہر فرمایا ہی اور کسی اہل سنت کو یہ دعوی نہین کہ ان مواقع پر عباس یا عقیل شامل تھے پھر کمال تعجب ہی کہ ایسا فضول اور لغو اعتراض کیون کیا گیا ۔ پس شیعہ تو یہ جواب دیسکتے ہین کہ حدیث ثقلین مین مراد آنحضرت کی عترت سے علی مرتضی اور بعد اُنکے حسنین علیہ السلام ہین جیسا [illegible] ایام مرض مین آنحضرت صلعم نے اسکو تشریح کی ساتھ

بیان بھی کر دیا۔ اور اہلسنت کو شیعون پر اعتراض کا موقع نہین ہے کیونکہ اہلسنت کے حضرت علی اور حسنین کی عترت پیغمبر ہونے سے انکار نہین اگر بہ تعمیل حدیث ثقلین کوئی شخص علی مرتضی سے تمسک ہوا تو اہلسنت اُسپر مخالفت حدیث ثقلین کا اعتراض نہین کر سکتے لیکن اب منشی صاحب پیشتر تو اپنے پیشواؤن کی بابت جولب دین کیا اُنھون نے بہ تعمیل اس ارشاد نبوی کے کس عترت پیغمبر سے تمسک کیا اور پھر اپنی جماعت کی نسبت بیان فرماوین کہ کسکے مقلد اور کس سے متمسک ہین۔ منشی صاحب آپنے تمام اقربا پیغمبر مین سے دو دختران مردہ اور حضرت عباس اور عقیل کو تمسک کے لئے پسند کیا مگر ہم یہانتک آپ کو مختار کرتے ہین کہ آپ اپنا اور اپنے پیشواؤن کا انسے ہی تمسک کرنا ثابت کر دین۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت عباس اور زبیر تو شیخین پر تلوار گھماتے پھرین اور باعلان تمام لعن وطعن کرین کہ حضرت علی کا حق غصب کر لیا اور حضرت عقیل بر سر منبر معاویہ پر لعن کرین اور آپ انمین سے کسیکی بھی تقلید نہ کرین اس سے تو صاف پایا گیا کہ مذہب اہلسنت صریح مخالفت اور معاند رسول خدا صلعم اور اُنکے اہلبیت کا ہے ہم کہتے ہین اگر شیعون نے بعض رشتہ داران پیغمبر سے تمسک نہ کیا اور بہ تعمیل حکم نبوی بفضل اور سب سے اقرب رشتہ دار سے تمسک کیا تو کیا بیجا کیا لیکن آپ فرمایئے کہ کیا اصحاب ثلثہ یا آئمہ اربعہ کو کسیطرح داخل عترت کر سکتے ہو یا عترت پیغمبر بلکہ سے کسی قریب یا بعید رشتہ دار سے اپنا اور اپنے پیشواؤنکا تمسک کرنا

ثابت کر سکتے ہو منشی صاحب آپ اپنا ذکر تو بعد مین کرنا لیکن پیشتر یہ فرمایئے
کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان نے اس حکم نبوی کو قبول کیا یا اسکی مخالفت کی
اگر اس حکم کو قبول کیا تو فرمایئے کہ ان ہر سہ اصحاب نے عترت پیغمبر سے کسکی
ساتھ تمسک کیا اور معاملات دینی مین کسکی پیروی اور تقلید کر کے گمراہی سے
بچے اور اگر عترت مین سے کیسکی تقلید نہین کی اور کسی سے متمسک نہین ہوئے
تو گمراہی سے بچنے کی دلیل کافی بیان فرمائی اور اگر آپ جان بچانے کے
لئے اس بات کا اقرار کرین کہ خلفاء ثلثہ نے عترت پیغمبر مین سے کسی کی
پیروی اور تقلید کی تو ارشاد ہو کہ انمین سے امام تو کون ہوا اور مقتدی و ماموم
کون تھا اور پھر ان حضرات کی خلافت و امامت کسطرح جائز و برحق رہی
جواب اسکا مفصل ارشاد ہو۔ اور اگر آپ اسکے جواب مین مبادرت نہ فرماوین
تو حضور مذہب اہل سنت پر آپکا بڑا احسان ہوگا اسلئے لازم ہے کہ آپ
مولوی لطف اللہ صاحب سے اسکا جواب لکھوائین تاکہ عوام اہل سنت
کے مقابلہ مین سند ہووے۔

اسکے بعد منشی صاحب نے حضرت علی کے اس ارشاد پر اعتراض کیا کہ میری
اہلبیت کے وہ لوگ جنپر مجھے دین خدا مین بھروسہ تھا زندہ اور باقی نہ رہے
بلکہ دو شخص جو قریب العہد بالجاہلیہ ہین باقی رہ گئے یعنی عباس اور عقیل)
حالانکہ ارشاد مرتضوی بہت صحیح ہے اور کسی سنی کو بھی اسمین کلام نہین ہے
کہ یہ دونون حضرات قریب العہد بالجاہلیہ تھے اور دین اسلام مین جو
مرتبہ حضرت حمزہ و جعفر طیار کا تھا انکو حاصل نہ ہوا۔

نسبت آل عباس کے جو شکایت کی ہی کہ اُنکو شیعہ برا جانتے ہین اور امام جعفر صادق
نے جو الفاظ بنی عباس کی شان مین فرمائے ہین اُنکے تحریر کرنیسے منشی صاحب کی
روح کانپتی ہی واقعی یہ کام منشی صاحب کا ہی ہی کہ حضرت علی کی شان مین خود
بے ادبی اور گستاخی کرنے سے روح نہ کانپی اور حضرت کی نسبت امامت سے خارج
ہونا مسلمانی سے باہر ہو جانا کافر غاصب ہونا تو لکھدیا مگر خلفائے بنی عباس کی
نسبت قول امام جعفر صادق کو نقل کرتے ہوئے روح کانپ گئی - ناظرین با انصاف
اسی عمل سے اہلسنت کے ایمان واسلام کا اندازہ کر سکتے ہین کہ فساق و فجار سے تو
ان لوگون کو کسقدر دلسوزی اور صلحا و ابرار سے کس درجہ تنفر ہی ماشاء اللہ ذریۂ داماد
پیغمبر مین سے اگر کچھ لگاؤ ہی تو ایسے لوگون سے ہی جو صریح آئمہ اہلبیت علیہم السلام
سے منحرف تھے گویا رسولخدا سے عداوت ٹھہری یعنی رسولخداصلعم نے دروازہ امام
کے لیئے نام بنام نص امامت فرمائی پھر ہر امام نے اپنے مابعد امام کے حق مین نص فرمائی
لیکن اہلسنت اُن پاک اور مقدس امامون کو نہ مانینگے بنی فاطمہ مین سے بھی اگر کسیکو
مانینگے تو ایسون کو کہ جنھون نے صریحا امام وقت سے انحراف کیا یا بمقابلہ امام برحق
کے جھوٹا دعویٰ امامت کا کیا یا بطمع مال و دولت دنیاوی محض خوشنودی عوام
کے لئے مذہب ابا و اجداد کرام کو چھوڑ کر تبرا سے بظاہر ناراضی ظاہر کرنے لگے -
نسبت حضرت حسن مثنی و عبداللہ محض و محمد ملقب بہ نفس زکیہ جو لکھا ہی اُس مین
بھی مؤلف نے دھوکہ کھایا ہی اور غلطی سے یہ تصور کر لیا ہی کہ یہ حضرات برخلاف اپنے
ابا و اجداد کے تبرا کو ترک کر چکے تھے مگر یہ غلط ہی اور اگرچہ سادات حسنی نے کبھی نسبت
تک بطمع مسندیت نص نبوی کے معنی اور مراد نہ سمجھکر بیٹے کا نام عبداللہ اور

پوتے کا نام محمد رکھا اور ہمیشہ آئمہ علیہم السلام سے حسد بوجہ رتبہ امامت کے کرتے رہے اور جب کبھی کسیکو موقع ملا دعویدار خلافت بلکہ مہدویت کا ہو گیا اور عوام لوگون کو اپنی اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر لعن وتبرا سے بھی ناراضمندی ظاہر کرنے لگے مگر دلون مین عقیدہ جواز لعن وتبرا کا ہی رکھتے رہے اور علی الاعلان حضرت علی مرتضی کو خلیفہ بلا فصل کہتے تھے اور خلفاء ثلثہ کی خلافت کو ناجائز اور خلاف استحقاق سمجھتے تھے۔ محمد بن عبد اللہ کے جو خطوط بنام خلفاء وقت لکھے گئے اور کتب معتبرہ اہلسنت مین منقول ہین ذرا انکو پڑھکر دیکھیے۔ اگر سادات حسنی سے شیعہ اس وجہ سے ناراض ہوئے کہ انھون نے آئمہ علیہم السلام سے بغض اور حسد رکھا اور حکام وقت سے سازش کر کر انکو ہمیشہ اذیتین پہونچایئن تو کچھ بیجا نہین کیا بلکہ خدا اور رسول کی رضامندی حاصل کی لیکن حضرات اہل سنت فرمایئن کہ انکو دوازدہ امام سے کیون کاوش ہی اور کیون انکے حاسدون اور معاندون سے دلسوزی ہی۔ وجہ اسکی فقط یہی ہی کہ دوازدہ امام علیہ السلام خلفاء ثلثہ سے تبرا کرتے تھے اور اہلسنت بالضرور خلفاء ثلثہ کے دوست ہین اگرچہ رسولخدا کے دشمن ہون لیکن جن لوگون سے منشی صاحب نے دلسوزی کی ہی۔ وہ سب کے سب بڑی تبرائے شیعہ تھے انمین سے فقط حضرت زید اور نفس زکیہ نے اپنی حکومت وخلافت کی بنیاد قائم کرنے اور عوام کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے بظاہر یہ مشہور کر دیا کہ ہم خلفاء ثلثہ سے تبرا نہین کرتے اور واقع یہ لوگ اس تدبیر سے کسیقدر کامیاب بھی ہوئے اور اہلسنت نے بڑے ذوق اور شوق سے انکی متابعت بھی کی مگر انجام کار سب پر کھل گیا کہ یہ تو تبرا کے

شیعہ تھے کیونکہ بموجب عقاید زیدیہ استحقاق خلافت بعد نبی صلعم کی حضرت
علی کا تھا اور نیز یہ کہ حضرت علی خلفائے ثلثہ سے افضل تھے پس جبکہ وہ لوگ
حضرت علی کو افضل اور اصحاب ثلثہ کو مفضول اور بعد نبی صلعم کے مستحق خلافت
حضرت علی کو جانتے تھے تو خود تبرائے شیعہ ہوگئی گو زبان سے کسیکے سامنے
کسیکو برا نہ کہین مگر اس عقیدہ کا نتیجہ صاف یہ ہوا کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت
باطل اور ناجائز تھے اور انھون نے حضرت علی کا حق ظلم و ستم سے غصب کیا۔
اب رہا یہ امر کہ شیعہ اُن لوگون کو گمراہ جانتے ہین جو حضرت زید کی امامت کے
قائل ہین یہ البتہ سچ ہی کیونکہ اول تو رسولخدا صلعم نے حضرت زید کے نام پر نص
امامت نہین فرمائی بلکہ بعد حضرت امام زین العابدین کے امام محمد باقر اور بعد
اُنکے امام جعفر صادق منصوص ہین دوم امام زین العابدین نے اُنکے لئے نص
امامت نہین فرمائی پس جو لوگ اُنکو امام منصوص سمجھتے ہین بالضرور گمراہ ہین۔
لیکن حضرت زید نے کبھی دعویٰ امامت کا نہین کیا البتہ حکومت و سلطنت کا
دعویٰ رکھتے تھے اور خلفاء امویہ و عباسیہ سے باعتبار نسب و ذاتی لیاقت
کے زیادہ تر مستحق بھی تھے۔ لیکن افسوس کا یہ مقام ہی کہ اگر حضرات اہل تسنن
کو حضرت زید بن علی یا ابراہیم بن موسیٰ یا جعفر بن علی سے بھی عقیدت ہوتی
اور بجائے دوازدہ امام علیہم السلام کے انھین لوگون سے تمسک کرتے اور
بجائے حنفی اور شافعی وغیرہ ہونے کے زیدیہ یا ابراہیمی یا جعفری ہوتے تو کچھ
تو تعمیل حدیث ثقلین کی ہوجاتی یہ امر تو تحقیق ہوچکا کہ حضرات اہل سنت والجماعت
ہرگز متمسک بقرآن و عترت پیغمبر نہین ہین جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہین

لیکن اگر کسیکو بر خلاف اسکے ادعا ہو تو وہ تمام کتب اصول اور فقہ اہل سنت کو دیکھ جاوے اُسکو صاف معلوم ہو جائیگا کہ کسقدر احکام قرآنی اور مسائل عترت پیغمبر سے مخالفت ہو ایک مسئلہ بھی عترت پیغمبر سے اخذ نہین کیا گیا بلکہ قصداً اُنکے مسائل سے خلاف کر کے محض غیر لوگون سے استنباط کیا گیا ہے۔

بلکہ کمال حیاداری سے یہانتک کھولدیا ہی کہ فلان امر ہو جب مذہب علی اور اُنکے شیعون کے ہے مگر مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے اس لئے ہم اتباع ابن مسعود کا کرینگے۔

شیعون کے کتب بھی موجود ہین خوب دیکھ لیجیے کہ سوائے قرآن پاک اور عترت صاحب لولاک کے کوئی مسئلہ بھی کسی غیر سے اخذ نہین کیا گیا جس حدیث کی روایت مین حوالہ معصوم کا نہین ہی اُسکو قبول ہی نہین کیا اس امر مین تو اہل تشیع کے کتب کو کتب اہل تسنن سے پورا تقابل اور ضد ہی یعنی جسطرح اہل تشیع نے روایات بے حوالہ معصوم کو قبول نہین کیا ہی اسیطرح اہل تسنن نے اُن روایات کو جنمین حوالہ معصوم کا ہی قطعاً ترک کر دیا ہی۔ ہر شخص جس کسیکی پیروی اور اتباع کرتا ہی ضرور اُسکے نام سے اپنے آپکو منسوب کیا کرتا ہی جیسے اہل تسنن کہ کوئی حنفی کہلاتا ہے کوئی شافعی کوئی اشعری کہلاتا ہی کوئی ماتریدی۔ کسی سنی نے اپنے آپ کو کبھی حیدری یا جعفری یا حسینی یا اثنا عشری کہا ہو تو نشان دیجیے ورنہ اس بات کو قبول کیجیے کہ حضرات اہل تسنن عترت پیغمبر کے قطعی مخالف ہین اور مخالف اُنکا ممکن نہین کہ متمسک بہ قرآن ہو سکے۔

قولہ اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہی جو اہانت عترت سے خالی ہو۔
اقول بحولہ تعالی یہ مقولہ منشی صاحب کا اُنکی نادانی اور ناواقفیت پر دلالت
کرتا ہی مراثی مین توہین نہین ہواکرتی بلکہ مصائب کا بیان ہوتا ہی منشی صاحب
نے فقط توہین کا نام سن لیا ہی اور اُسکے معنی اور مطلب سے مطلق آگاہ
نہین ہین ۔ یہ توہین کی بانگ بے ہنگام منشی صاحب کی ہی طبعزاد نہین ہے
بلکہ خلفا بنی اُمیہ اور نواصب اور معاندین اہلبیت رسالت نے اسکو
اسلیئے اختراع کیا تھا کہ جو لوگ مراثی اور بیان مصائب حضرت سید الشہدا کو
سنتے ہی وہ ضرور اُنکے قاتلون اور دشمنون پر لعنت اور اُنسے تبرا کرتے تھے
اور چونکہ خلفا بنی امیہ اور دیگر نواصب نسل سے اُسی شجرۂ ملعونہ کے تھے
اُنکو سخت ناگوار گزرتا مگر بظاہر لوگون کو اس ذکر کے کہنے سے ممانعت بھی
نہین کر سکتے تھے اسلیئے یہ تدبیر نکالی گئی کہ ظاہر مین اہلبیت پیغمبر سے دلسوزی
جتلا کر لوگون کو دھوکہ دین کہ اس ذکر سے توہین اہلبیت ہوتی ہی اسلیئے
مرثیہ وغیرہ پڑھنا نہ چاہیئے وہی عقیدہ قدیمی منشی صاحب کی بھی طبیعت
مین جاگزین ہو گیا ہی اگرچہ اصحاب فہم و فراست کے نزدیک ایسے
واہیات اور لغو اعتراضات کی کچھ وقعت نہین نہ ایسا فضول اعتراض
قابل جواب دینے کے ہی مگر اسلیئے کہ شاید بعضے نادان لوگ اس وسوسہ
شیطانی مین پھنس کر ذکر مصائب اہل بیت کو توہین اہلبیت سمجھ جاوین
مختصراً اسکی بابت عرض کیا جاتا ہی۔
اول دیکھنا اور سمجھنا اس بات کا ضرور تھی کہ توہین کسکو کہتے ہین ۔ پس

واضح ہو کہ توہین کے معنی اور اس سے مراد یہ ہے جھوٹ موٹ خلاف واقع کسی کی نسبت ایسے امور کو منسوب کرنا جو باعث اُسکی ذلت یا خواری یا ندامت کا ہو۔ جیسے کتب صحاح اہلسنت مین روایت ہے کہ بی بی عایشہ رح کہتی ہین کہ ایکروز مسجد نبوی مین حبشی آکر ٹھہرے اور دف بجاکر ناچنے گانے لگے۔ اور مجھے رسول خداؐ نے اپنی دوش پر سوار کر کے حبشیون کا ناچ دکھلایا۔ دوسرا طریق توہین کا یہ ہے خلاف طریقہ شرم و حیا کسی کی نسبت فحش بات کا کہنا یا منسوب کرنا) جیسے کتب احادیث اہل سنت مین روایات بی بی عایشہ مشعر یہ تشریح حالات زفاف خود کہ اسطرح ام رومان نے مجھے آراستہ کیا اور اسطرح رسول خدا کی گود مین بٹھلایا اور رسول خدا نے میرے ساتھ یہ کیا و دیگر روایات فحش مشعر یہ تشریح حالات حیض و نفاس و طریق مجامعت وغیرہ یا روایات موضوعہ نسبت حالات حضرت زینب کہ رسول خداؐ نے انکو برہنہ دیکھا۔ یا شرح کیفیت افک حضرت عائشہ یا قصہ ماریہ قبطیہ بر بستر حفصہ۔ یا روایات بی بی عائشہ کہ مین اور رسولخداؐ دونون برہنہ ایک ظرف مین نہایا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ ہزارہا روایات۔

معترض نے جو فقط ذکر مصائب مستورات اہلبیت اور ذکر انکی گریہ و زاری کو توہین قرار دیا ہے یہ فقط اُنکی سمجھ کا ہی قصور نہین ہے بلکہ دیدہ و دانستہ دھوکہ اور مغالطہ دیا ہے کیونکہ حالات مصائب اہل بیت کتب مراثی اور مقاتل مین اس سے زیادہ نہین۔

زینب خاتون اور ام کلثوم اپنے بھائی کی فرقت مین گریہ و زاری کر کے ایسے بین

کرتی تھین - اور فاطمہ کبرا اور سکینہ اپنے باپ کی یاد مین اُسطرح بلک بلک کر
روتی تھین - حضرت شہر بانو اپنے پسر کی یاد مین اس طرح پر بین کرتی تھین -
اور کفار نا ہنجار نے اہلحرم کے خیمہ جلائے اسباب و زیور لوٹا چادر تک
چھین لین - انکو اسیر کیا شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے شہر بشہر تشہیر کیا -
خواتین اور کنیزان کو ایک رسن مین باندھکر دربار یزید پلید مین لائے -
معترض صاحب فرمائین کہ انمین کونسی بات دروغ ہی - اور انصاف پسند
لوگ فرماوین کہ یہ ذکر کس نیت اور کس ارادہ سے کیا جاتا ہے - تمام اہل
اسلام جانتے ہین کہ مصائب حسین اور انکے اہلبیت کی تکالیف اور شدائد
کو یاد کرکے رونا موجب ثواب عظیم بلکہ باعث وجوب جنت و بہشت کا ہے
جیسا کہ بطریق اہلسنت مروی ہی - من بکی علی الحسین او ابکی او تباکی
وجبت لہ الجنہ - پس ثابت ہوا کہ مصائب اہل بیت کو بیان کرنا بہت
بڑا ثواب ہی اور مخالف اسکا مستحق نار ہے - اب اگر یون کہا جاوے کہ جنس
اناث کا نام لینا یا انکا حال لکھنا یا پڑھنا موجب توہین ہے تو معترض کو لازم ہی
کہ اول تو تمام حالات اناث اور اسمار مستورات کو قرآن سے نکالے پھر
اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو اس توہین عظیم سے پاک کرے دیکھو سب سے
پہلے تو سبکی دادی امان بی بی حوا کا نام اور انکا قصہ اور گریہ و زاری زن و
شوہر تعشق اور فراق یکدیگر مین - پھر قصہ اقلیمیا کے حسن و جمال اور میلان
طبیعت قابیل کا - پھر حضرت نوح کی زوجہ کا داستان - پھر ام الانبیاء و الرسل
سارا خاتون کے حسن و جمال اور بے اعتدالی شاہ مصر کا قصہ پھر ہاجرہ خاتون

قصہ اور انکا ختان وغیرہ۔ پھر ذکر حسن وجمال ربقہ خاتون وراحیل مادر یوسف وصفورا دختر شعیب وقصۂ تعشق یوسف وزلیخا۔ وقصۂ ام موسی ومریم خواہر موسی ذکر زوجہ لوط وقصۂ دختران لوط ووجہ تسمیہ قوم مواب۔ وذکر تعشق داؤد علیہ السلام بازن اوریا وقصۂ سلیمان وبلقیس وذکر مریم وایلیساط مادر یحیی درج قرآن وتفاسیر اہلسنت ہین۔ اس حساب سے معترض کے نزدیک قرآن وتفاسیر کا پڑھنا حرام ہوا اور ایسا عقیدہ باجماع اہل قبلہ مردود ہے اہل انصاف ذرا توجہ کے ساتھ غور کرین کہ ان قصص مندرجہ قرآن و تفاسیر مین تو اکثر ایسے قصے بھی ہین کہ اگر وہ ادنی درجہ کے آدمیون سے منسوب ہون تو مخالف شرم وحیا ہونے کا احتمال ہوجائے اور ذکر مصائب اہلبیت مین کوئی بیان اس قسم کا بھی نہین ہے پھر بجز حسد اور عناد معترض کے اور کیا سمجھا جاوے۔ اب دو قسم کے شبہ اور باقی رہے۔ اول یہ کہ بڑے آدمیون کے ایسے سچے حالات بھی جو انکے کسر شان کے باعث ہون داخل توہین ہوسکتے ہین۔ ہان البتہ دنیا دارون کے لئے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے لیکن انبیاء واوصیاء اس سے مستثنی ہین۔ دنیاوی ذلت اور کسر شان باعث ترفع اور بلندی انکے مراتب کا ہی اور جسقدر جنکا مرتبہ عظیم ہے اسیقدر دنیا کی خواری اور ذلت انپر زیادہ ہوتی ہی اگر انبیاء مرسلین کی دنیاوی ذلت وخواری باعث توہین ہوتی تو سارا قرآن انکا قصہ حضرت ابراہیم کا آگ مین ڈالے جانے کا ذکر حضرت یوسف کا غلامی مین فروخت ہونا اور زندان مین محبوس رہنا ہزارہا انبیاء کا قتل وہتک ہونا۔ جناب

خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین پر شبہ اوجھڑی کا شکمبہ شتر ڈالنا اور چادر گلے میں ڈال کر کھینچنا ابوبکر صدیق کو ضیغم کیسے پر گستاخی کاری کرنا۔ طایف کے لوگوں کا ظلم و ستم و ایسی طائف پر اہل مکہ کا سنگ و خشت سے مارنا۔ ابولہب کی زیادتی اسکی زوجہ کا ظلم اسکے پسر ملعون کا چہرۂ مبارک پر تھوکنا۔ اور آپکی دختر کو آپکے رو برو طلاق دینا کبھی کتب اہل سنت میں درج نہ کیا جاتا اور نہ ایسی کتابوں کو کوئی پڑھتا۔ آپ ہی فرمایے کہ ایسے ایسے حالات عوام کی نظروں میں باعث توہین ہو سکتے ہیں یا نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ معترض نے اپنی کتب تفسیر اور صحاح ستہ کو جلا نہیں ڈالا تاکہ بار دیگر کوئی ان حالات کو پڑھکر مرتکب توہین انبیاء کا نہو۔

اب رہا یہ دوسرا شبہ کہ فقط مستورات و مخدرات عصمت کا نام زبان پر لانا یا تحریر کرنا یا کتب میں پڑھنا کسر شان ہے۔ یہ وسوسہ بھی شیطانی ہے کیونکہ اول تو قرآن مجید میں نام مخدرات عصمت کے درج ہیں مثل حوا و سارا و مریم اور کتب و تفاسیر و صحاح ستہ میں بڑی تشریح کے ساتھ نام حضرت کی والدہ اور دادی اور چچی اور پھوپھی یعنی آمنہ اور فاطمہ بنت اسد ام الفضل صفیہ امیمہ کا اور آپکی ازواج مطہرات کے نام خدیجہ سودہ عائشہ حفصہ ام سلمہ زینب جویریہ ماریہ وغیرہ درج ہیں اسیطرح آپکی دختران کے نام ثبت ہیں۔ کتب احادیث میں جا بجا عن عایشہ عن حفصہ عن ام سلمہ درج ہیں جو روز مرہ دنیا کے تمام مسلمانی شہروں میں ہر مکتب ہر مدرسہ ہر مسجد ہر مجلس وعظ و پند میں باواز بلند پڑھے جاتے ہیں۔ مجالس مولود شریف

مین تفصیل وار حالات والدہ شریفہ وازواج مطہرات وبنات طاہرات مع نام اور
لقب وغیرہ ہزارون نامحرمون مین پکاری جاتی ہین معترض صاحب نے کبھی کسی
مدرسہ اور مسجد اور مجلس وعظ ومحفل مولود مین جہان نہ فرمایا تہ انکو ایسی توہین سے روکا
پھر اسکے سوا اور کیا متصور ہوسکتا ہی کہ معترض کو ضرور اہل بیت پیغمبر خدا سے حسد
اور عناد ہی اور انکے دشمنون اور قاتلون سے حسن عقیدت اور اتحاد ہی اسلئے چاہتا
ہی کہ اہل حق کو ایسے وسوسات شیطانی سے دھوکہ مین ڈالے تاکہ یہ ذکر خیر جو باعث
نجات عاصیان ہی بند ہوجاوے وملاعین امت پر جو اہل دل ان حالات مصیبت کو
سنکر لعنت کرتے ہین مسدود ہوجاوے فقط۔ اس موقعہ پر معترض صاحب نے ایک لطیفہ
اپنی جولانی طبع دکھلانے کو درج فرمایا ہی
قولہ لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر وانیس کے اپنے زمانہ مین انگشت
نما تھا بلکہ فصاحت وبلاغت مین مانند میر مونس ومیر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا
تھا ایک روز طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلم بند کرکے کسی امیر کی
خدمت مین لیگیا اور بعد مجرا بجا لانے کے فخریہ عرض کی قبلہ حضور کی تفریح طبع
کے واسطے ایک نئی بندش کا مرثیہ کہکر لایا ہون قسم حضرت عباس علمبردار کی
بطفیل مولا مشکلکشا علی اہانت اہلبیت رسول اللہ ومصائب جگر گوشگان اسد اللہ
کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہی جسکو سنکر چشم آسمان گریان ہو اور دل مہر و ماہ
بریان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ بہ برکت امام ضامن ہن
بہت اچھا ہی۔ پھر امیر نے دریافت کیا کہ آپکی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہی مرثیہ خوان
نے کچھ جواب نہ دیا پھر امیر نے پوچھا کہ آپکی ہمشیرہ پارسا کا مزاج کسطرح سے ہے

مرثیہ خوان کا دم بند ہوا پھر امیر نے کہا کہ آپکی دختر صالحہ کا مزاج تو خوش ہے جب مرثیہ خوان نے دختر کا لفظ امیر کی زبان سے سنا لال پیلا ہو گیا اور اُس غصہ کی حالت مین بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار کی اگر اسدم میرے پاس ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے جدا کر دیتا کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کے کوئی تدبیر نہین بن پڑتی۔ تب امیر نے فرمایا مرزا صاحب آپ تو صرف والدہ ہمشیرہ و دختر کے الفاظ ہی سنکر اتنے بگڑ گئے کہ جسکا کچھ ٹھیک ٹھکانا ہی نہین رہا حالانکہ اُنکا نام میری زبان پر نہین آیا اب آپ یہ تو بنظر انصاف فرمائیے کہ جس وقت آپ لوگ منبرون پر پڑے تبا ک سی سُنجکر اہلبیت رسول اللہ کے اسماء مبارک لیکر کیسی خوشی سے مجلسون مین توہین کرتے ہو اُسوقت روح پر فتوح حضرت رسالتمآب کی کسقدر تمسے بیزار ہوئی ہوگی نفرین ایسے مشرف پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے جو نہین مرثیہ خوان نے امیر سے یہ بات سنی نادم ہو کر سیدھا لکھنؤ کا راستہ لیا۔

اقول وبہ نستعین منشی صاحب نے جو اس امیر کی داستان حماقت اور خیالات جہالت کو لطیفہ کے نام سے زیب رقم فرمایا ہی یہ محض سادہ لوحی پر دلالت کرتا ہی۔ توہین کی تعریف اور ذکر مصائب کو ہم اوپر واضح بیان کر چکے ہین اب دیکھنا اس امر کا ہی کہ یہ قصہ فقط منشی صاحب کا ہی طبعزاد تراشا ہوا ہی یا کہین اُسکا وجود بھی ہی ہم جہانتک اسکو غور کرتے ہین کسی تاریخ یا کتاب مین اس طرز اور عنوان سے اس قصۂ امیر کو نہین پاتے البتہ اسکے مضمون سے کچھ ملا جلا ایک قصہ امیر معاویہ صاحب کا کتب اہل سنت مین پاتے ہین کچھ بعید نہین کہ منشی صاحب نے قصداً

اُس قصہ کے عنوان کو بدلا یا بوجہ مشارکت لفظ امیر حضرت امیر معاویہ کی جگہ بجوہ سے ایک امیر مجہول الاسم کا نام تحریر کر دیا اور اسکی وجہ سے مضمون قصہ بہی اُلٹ پلٹ ہوگیا۔ دیکھو کتاب باجوا دی تجاول باانت ثانی ابابت باو [illegible] مرتبہ مولوی عبدالاحد صاحب مطبع مجتبائی دہلی سکے لقمہ دوم درو عظ صفحہ ۳۷ مین درج ہی۔ پس جسوقت حضرت امیر معاویہ حضرت امام حسن کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت امام اُنکی تعظیم بجالائے اور کہا کہ ای میرے چچا خلافت آپ ہی سنبھالئے مجہے اس سے کچھ کام نہین اور اپنے خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کر دی پھر امیر معاویہ دمشق کو روانہ ہوگئے پھر اُنھون نے ملک کو خوب ضبط کیا اور حلم اور سخاوت مین اپنا ثانی نرکھا چنانچہ منقول ہی کہ دو شخصون مین شرط ہوئی تو ایک نے کہا کہ مین امیر معاویہ کو غصہ مین لاتا ہون یہ کہکر وہ شخص امیر معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای امیر المومنین خدا تعالی نے تیری والدہ کو صاحب جمال بنایا ہی آپ نے کہا کہ خدا تعالی کا شکر ہی اُسنے کہا نہایت فراخ جسم ہی آپنے کہا الحمد للہ اُسنے کہا چہرہ بڑا خوشنما ہی کہا خدا تعالی نے عطا کیا ہی وہ شخص اسیطرح تمام اعضا کی تعریف کرتا تھا اور معاویہ نے بھی جواب دیا کہ جو کچھ ہی خدا تعالی نے ہی اُسے بخشا ہی پھر اُسنے کہا مجھے اپنے نکاح مین قبول کریگی تو امیر معاویہ نے کہا کہ وہ اپنے نفس کی مالک ہے اگر تجھے پسند کریگی تو تیرے ساتھ نکاح کیون نکریگی پس وہ شخص شرمندہ ہوا اور شرط ہار گیا۔

حضرت منشی صاحب آپ پر نسیان کا غلبہ زیادہ معلوم ہوتا ہی برائی خدا دیکھو

یہ حال کر لکھا کیجئے مرثیہ اور مرثیہ گویوں پر جو آپ کی عنایت مبذول ہوئی ہے انپر اعتراض کرنا تو سراسر جہالت اور حماقت ہے کیونکہ اگر نام لینے سے اہانت ہو تو مرثیہ سے ہزار چند توہین انبیاء قرآن شریف اور کتب سیر تفسیر و احادیث اہلسنت مین ہے اور اگر فقط نام مرثیہ سے ہی معترض کو عداوت و عناد ہے تو یہ بھی مذہب اہل سنت کے برخلاف ہے کیونکہ تحریر علماء معتبرین اہلسنت سے ثابت ہے کہ اکثر جنات اور ہاتفون نے مصیبت حسین علیہ السلام مین مرثیہ پڑھ پڑھ کر گریہ وزاری کی ہے اور عہد ائمہ علیہم السلام اور عہد صحابہ و تابعین مین مرثیہ خوانی کا رواج تھا۔

دیکھو سر الشہادتین مولفہ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کو کہ وہ فرماتے ہین۔ وسنوح الجن بالمراثی۔ اکثر علمائے اہلسنت نے مرثیہ ہای جنات و ہواتف کو نقل کیا ہے مثل ۱۲ ترجوا متاقتلت حسینا۔ شفاعۃ جدہ یوم الحساب۔ دیگر قطعہ معروف۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود ابواہ فی علیا قریش۔ جدہ خیر الجدود

اب طبقہ صحابہ و تابعین کی مرثیہ گویان کے نام سنیئے۔

اول جناب زینب خاتون نے مرثیہ شام مین لکھا جسکا ایک شعر مطلع یہ ہے۔

اما شجاک یا سکن　قتل الحسین والحسن۔

دوم امام شافعی انکے مرثیہ کے مطلع کا مصرعہ اولی یہ ہے۔

تاوہ قلبی والفواد کئیب انکے علاوہ سلمان بن قیبہ جنہنے تین روز بعد شہادت کے مرثیہ لکھا ابوالرمح خزاعی دعبل خزاعی سید رضی نقیب بغداد

جوہری محمود طریحی مفلح خلیعی زاہی ازعونی کمیت صاحب بن عباد۔ عبدالسلام بن محمد قزوینی ابو منطور قطان ابن حماد خالد بن سعدان اسمعیل بن عباد وغیرہ سب متقدمین مرثیہ گو ہین۔ نجدی کی است سے پیشتر کسی نے مرثیہ اور مرثیہ گویون پر اعتراض نہین کیا۔

قال ایسے عقاید پر نظر کرنے سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرات شیعہ ہرگز متمسک حدیث ثقلین کے نہین اگر ہوتے تو قرآن کو آنکھ کی پتلی کا تارا مثل اہل سنت کے بناتے اور خاک پا۔ اہلبیت کو آنکھون مین بطور سرمہ لگاتے۔

اقول جب ہی اکثر حافظ قرآن اندھے ہوتے ہین کہ زبان سی تو قرآن پر فدا اور اندھے آنکھ کی پتلی کا تارا بناتے ہین اور عمل اسکے برخلاف کرتے ہین اور یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ اکثر حصہ مروان کا حضرت عمر کی راے کی اتباع مین نازل ہوا اور اغلبًا اسی لئے عمل حضرت ابن الخطاب کو ناسخ قرآن سمجھتے ہین مثل آیت متعہ و آیت مسح رجل و آیت افطار صوم و آیت ازالہ نجاست از آب کہ محض حضرت عمر کے فرمانے سے آیہ متعہ کو منسوخ اور مسح کو غسل سے تبدیل کردیا بجاے ختم شام آغاز شام پر روزہ افطار کرنے لگے اور پانی کی جگہ ڈھیلون سے پوچھنے لگے اہل بیت پیغمبر پر طرح طرح سے ظلم کیا انکا حق چھین لیا۔

اب ہم آخری فیصلہ اس امر کا کرتے ہین کہ فرقہ ناجی شیعہ ہی یا سنی اور رسولخدا صلعم نے شیعون کی نسبت بہشت مین جانے کی خبر دی ہے یا

سنیون کی پس یا تو منشی صاحب کتب شیعہ سے اہلسنت کا بہشتی ہونا
ثابت کردین یا ہم کتب اہل سنت سے شیعون کا جنت مین جانا ثابت کرین
منشی صاحب جسقدر اس بات کے ثابت کرنے کے لئے مہلت طلب کرین وہ
ہم بخوشی منظور کرتے ہین۔ اور ہم اسیوقت کتب معتبرہ اہلسنت سی شیعیان
علی کا بہشت مین جانا اور خیر البریہ انکا لقب ہونا ثابت کرتے ہین۔ اول تو
کتاب صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۹۹ کو ملاحظہ فرمایئے
وہ لکھتے ہین الایۃ الحاوی عشرۃ قولہ تعالی الذین اٰمنوا وعملوا
الصالحات اولئک ھم خیر البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدین
الزرندی عن ابن عباسؓ ان ھذہ الایۃ ما نزلت قال صلعم لعلی
ھو انت وشیعتک تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین ومرضین
ویاتی عدوک غضابا مقمحین رقال ومن عدوی قال من تبرا منک
ولعنک) وخیر الناس یقون الی ظل العرش یوم القیامہ طوبی لھم
قیل ومن ھم یا رسول اللہ قال شیعتک یا علی ومحبوک۔ دیکھیئے
منشی صاحب کیا درجہ ہی شیعیان علی کا کہ حضرت رسول خدا فرماتے ہین
کہ بوقت نزول اس آیہ کے حضرت علی سے کہ خیر البریہ تم اور تمھاری شیعہ
ہین اور قیامت کے دن تم اور تمھارے شیعہ اسطرح آوینگے کہ خدا انسے
راضی ہوگا اور خدا سے وہ راضی ہونگے اور دشمن تمھارے خدا کے قہر
اور غصہ کا رمین مبتلا ہو کر قیامت مین آوینگے۔ دیکھا حضرت علی کے دشمنون
کا حال اگر اب بھی توبہ نکرو تو مرضی خدا کی۔ اور حضرات اور بھی ملاحظہ

فرمایا کہ حضرات اہلسنت کو آیات السابقون الاولون۔ والسابقون السابقون پر بڑا ناز تھا کہ شاید اسکے مصداق مہاجرین ہوجاوین لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان آیات کے مصداق علی الصحیح شیعیان علی ہین۔
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ خیر السابقون طرف ظل عرش کے بروز قیامت اور طوبیٰ ہو جنکے لیے وہ شیعیان اور محبان علی ہین۔ مصداق حقیقی ہر دو آیات والسابقون کے دراصل وہ ہی ہین جو خیر السابقون الی ظل العرش ہین اور وہ شیعیان علی ہین امام احمد بن حنبل مناقب مین روایت کرتے ہین
قال صلعم لعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔
یعنی فرمایا مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی سے کہ آیا راضی نہین ہے کہ تو جنت مین میرے ساتھ ہوگا اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہمارے پیچھے پیچھے اور عورتین ہماری ہماری اولاد کے پیچھے اور شیعہ ہمارے ہمارے راست وچپ ہونگے۔
واخرج الطبرانی انہ صلعم قال لعلیؓ اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسنؓ والحسینؓ وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ سے کہ اول چار شخص داخل جنت ہونگے۔ مین اور تو اور حسن اور حسین اور اولاد ہماری ہمارے پیچھے ہوگی اور ازواج ہماری ہماری ذریت کے پیچھے ہوگی اور شیعہ ہمارے ہمارے چپ وراست ہونگے۔

منشی صاحب ذرا دل مین غور کرین کہ کس امید پر شیعہ سے سنی بنے ہین۔ ہم انکو جب ہی جانین کہ سنیون کی نسبت کوئی ایسی حدیث ثابت کردین بلکہ اصحاب ثلثہ کی نسبت ایسی بشارت ثابت کردین کہ جنسے وہ شیعیان علی مین داخل ہوسکین۔ اس موقعہ پر ضرور یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ حضرت اصحاب ثلثہ داخل زمرہ شیعیان علی ہوسکتے ہین یا نہین۔ اور اگر زمرہ شیعیان علی سے خارج ہین تو انپر کس لفظ کا اطلاق آئے گا آیا مخالف انکے قرار پائینگے یا کیا اور نتیجہ مخالفت کیا ہے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ قطع نظر اسکے شیعون کی معتبر تاریخ روضۃ الصفا مولفہ اخوند شاہ ابن محمد مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۷۶ جلد دوم مین یہ عبارت بلفظہ مرقوم ہی عبارت یہ ہی۔ در روایت ست کہ درحین غلیان مرض حضرت مقدس نبوی فرمود از ہفت مشک سرنا کشودہ کہ آنرا از ہفت چاہ پر کردہ باشند آب برمن ریزند الی آخرہ تا عبارت مستدلہ۔ کہ عباس عرض نمود یارسول اللہ درشان قریش نیز وصیتی فرمائی آنحضرت فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند و اہل بر و احسان تابع ارباب بر و احسان و اہل شر و اساءت تابع اہل شر و اساءت ایشان۔ مطلب مولف صاحب کا اس روایت سے یہ ہے کہ حضرت صلعم نے خلافت و حکومت کا فرمان قریش کو دیا پھر خلافت بلا فصل حضرت علی کی کیسے قائم رہتی ہی۔

اقول وبہ نستعین۔ ابتدائے عشق ہی روتا گیا ہی۔ آگے آگے دیکھیو تو ہوتا کیا ہی۔

آج تو آپ روضۃ الصفا کو شیعون کی تاریخ لکھتے ہو لیکن اگر چندی یہی لیل و نہار ہی تو ضرور آپ جیسے عالمون کو یہ لکھتے ہوئے دکھلا دینگے کہ شیعون کی صحیح بخاری امامیہ کی صحیح مسلم جب انسان کو کوئی موقع گریز کا باقی نہین رہتا ہے اسوقت جو کچھ زبان پر آتا ہی بکنے سی غرض ہوتی ہی۔ اول تو معترض صاحب کو کتاب اور مصنف کی نام کی صحت نہین یہ نہین معلوم کہ روضۃ الصفا ایک ہی یا دو اور جس روضۃ الصفا کا حوالہ دے رہے ہین اسکا مصنف کون ہی جو الحدے رہے ہین اسکا مصنف کون ہی صحیح نام اسکا کیا ہی ولدیت کیا ہی مذہب اسکا کیا تھا کسی سے سن لیا کہ روضۃ الصفا شیعون کی کتاب ہی۔ سنئے روضۃ الصفا دو ہین مگر جو نام مصنف آپنے تحریر فرمایا ہی یہ نام دونون کتابون مین سے کسی کی بھی مصنف کا نہین ہی صفحہ کا نمبر بھی آپکو کسی نے غلط تبلادیا ہی دوسرونکے بھروسہ پر مناظرہ کی کتاب لکھنا بڑی خطا ہی ضرور نیچا دیکھنا پڑتا ہی۔ اگر اس رسالہ کی تصنیف سے پیشتر آپ نام کتاب اور نام مصنف کے صحت فرما لیتے تو محنت آپکی رائگان نہ جاتی۔

اب سنیے وہ روضۃ الصفا جسکا آپ حوالہ دے رہے ہین مؤلفہ اخوند شاہ بن محمد کی نہین ہی بلکہ صحیح نام مؤلف کا خاوند شاہ بن محمود ہی اور وہ اہل سنت کی بڑے عالم اور نامور فاضل تھے کوئی روایات بھی شیعون کی اپنی کتاب مین نہین لکھی بلکہ ماخذ اس تاریخ کا روایات محمد بن اسحق وہب بن منبہ واقدی اصمعی طبری مسلم بن قتیبہ اعثم کوفی عبد اللہ بن مقفع حکیم مسکویہ ابن جوزی ابن کثیر شامی ہین جو مشہور رسی متعصب سنی کہلاتے ہین۔

مؤلف مذکور نے جا بجا روافض پر طعن کئے ہیں ہر جگہ اُنکو بد مذہب وغیرہ کہا ہی آپکو سنی پاک اعتقاد لکھا ہی چنانچہ ایک موقعہ پر لکھا ہی (شرط اول آنکہ تاریخ نویس باید کہ سالم العقیدہ و پاک مذہب باشد چہ بعضے بد مذہبان چون غلاۃ خوارج و غواطر روافض نصص آثار ناپسندیدہ بر صحابہ و تابعین بستہ اند) دوسرے مقام پر لکھتے ہیں (در ذکر خلفاء راشدین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

اب رہی یہ بات کہ وہ مورخ کیسا سنی تھا کہ جسنے ہمارے منشی صاحب کیطرح حضرت علی کو خارج از امامت نہین کیا اُنکی شان مین نعوذ باللہ تکفیر کا فتوے نہین دیا۔ اُنکے فضائل سے انکار نہین کیا اور بغیر ترمیم و تبدیل کے نقل کردی ایسے سنی تو البتہ ذرا تلاش سے ہی ملینگے اور یہ اعتراض تو جمیع اکابر اہل تسنن پر عاید ہوگا سوائے نجدی کے چیلون اور ذونذیہ کے مریدون کے۔ اسی سے تو مین نے عرض کیا ہی کہ چندروز مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مصنف بھی رافضی کہلائے جاوینگے جس دن کوئی رسالہ یا کتاب مناقب اہل بیت مین اُنکی تصنیف سے منشی صاحب کو ملا اُسیدن اون بیچارون پر بھی رفض کا فتوی لگا۔

اب یہ تو سب لوگون پر ظاہر ہوگیا کہ ہمارے منشی صاحب کی تحقیقات نہایت وسیع ہی اور ماشاء اللہ یہ بھی خبر نہین کہ روضۃ الصفا ایک ہی تاریخ کا نام ہی یا دو کتاب ہم نام ہین اور انہین سے کسکے مصنف کا کیا مذہب ہی کیا کسی سوداگر کے کتب خانہ کی فہرست بھی نظر مبارک سے نہین گذری کہ یہ حال ظاہر ہوجاتا اب جو منشی صاحب نے حوالہ عبارت روضۃ الصفا

مندرجہ صفحہ ۷۶۱ - دیا ہی اول تو اسمین یہ غلطی کی کہ یہ کتاب کئی جلدون پر مشتمل ہی اور سب جلدون کے نمبر صفحہ جدا جدا ہین لیکن خیر اس غلطی کو تو یون رفع کیا گیا کہ جناب سرور کائنات کے حال مین جو ایک جلد ہی اُسکو نکال لیا لیکن صفحہ ۷۶۱ اکو جو نکالکر دیکھا تو اسمین حال شہادت حضرت جعفر بن ابیطالب کا درج ہی اور دونون معاملات مین کئی سال کا فصل ہی اسلئے دس بیس صفحون کے پس و پیش سے بھی تصدیق بیان معترض نہین ہو سکتی مگر جو بندہ یابندہ روضۃ الصفا ہی پر کیا منحصر ہی اہل سنت کی جمیع کتب سیر و احادیث مین یہ قصہ مستدلہ من اولہ الی آخرہ درج ہی مگر معترض صاحب کے ہرگز مفید مدعا نہین بلکہ اہل انصاف کے غور کرنے پر معلوم ہو جائیگا کہ وہ تمام عبارت جسپر معترض نے استدلال کیا ہی اس امر کو واضح طور پر ثابت کر رہے ہی کہ خلافت بلافصل حق حضرت علی کا ہی اور خلافت خلفاء ثلثہ مبنی بر ظلم و فساد شر کے ہی۔ پیشتر ہم اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ عبارت مستدلہ معترض یعنی خطبہ رسو لخدا صلعم بجنسہ مدارج النبوت مین درج ہی اور وہ سارا خطبہ پیشین گوئی ہے۔ "خلفاء ثلثہ کی نسبت تو یہ پیشین گوئی فرمائی فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم یعنی خداتعالی فرما چکا ہی کہ متوقع ہی یہ بات کہ اگر تم والی امر کئے جاؤ لوروگردان ہو زمین پر فساد پیدا کرو اور اپنے ارحام کو قطع کرو۔ چنانچہ پیشین گوئی واضح طور پر پوری ہوئی۔ پھر انصار کی نسبت فرمایا کہ مہاجرین تم پر ظلم و ستم کرینگے تم صبر کرنا یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی۔ بعد اسکے یہ درج ہی کہ حضرت عباس مستفسر حال قریش کے ہوئے اور آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا

اور منشی صاحب نے اسکو نقل کیا ہی حرف بحرف پڑھ لیجئے کوئی حکم یا نص نہین ہی
ہاں پیشین گوئی ہی کہ خلیفہ قریش سے ہونگے اور خلقت اُنکی پیروی کریگی اسطرح
پر کہ اہل بر و احسان تابع ارباب بر و احسان کے ہونگے اور اہل شر و بدی
تابع خلفاء شر و اساءت کے ہونگے۔ اہل انصاف غور فرماوین کہ یہ نص ہی یا خبر
اگر نص ہی تو نبی کی نص ایسی ہو سکتی ہی کہ ای یہ ہما شو مصند و ہم مسند خلیفونکے
تابع رہنا۔ صاحب عقل و شعور تو سمجھ گئے ہونگے کہ کیا معاملہ ہی اور کس طرف
اشارہ ہی لیکن منشی صاحب کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ براہ عنایت
یہ ارشاد ہو کہ۔ خلافت تو آپکے عقیدہ کی رو سے فقط تین۳۰ سال ہی اور اُس
مدت مین خلفاء اربعہ یکی بعد دیگرے مسند خلافت پر بیٹھے تو اب یہ ارشاد ہو
کہ خلفاء اربعہ مین سے کون صاحب تو اہل بر و احسان ہین اور کون صاحب
اہل شر و اساءت ہین۔ اور اگر آپ اپنی مستدلہ عبارت مین مضمون حدیث
کو نہ سمجھے ہون تو علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کو ملاحظہ فرمائیے
کہ یہ روایت اہل بر و احسان و اہل شر و فساد کے اُسمین مع اسناد منقول ہے
وقال البزار حدثنا ابراھیم بن ھانی حدثنا الفیض بن الفضل حدثنا مسعر
عن سلمۃ بن کھیل عن ابی صادق عن ربیعۃ بن ملجد عن علی ابن ابیطالب
قال قال رسول اللہ الامراء من قریش ابرارھا امراء ابرارھا وفجارھا امراء
فجارھا۔ یعنی فرمایا رسولخدا نے کہ خلفاء قریش سے ہونگے صالح اور نیک تو ابرار
و صالحین کے امیر و خلیفہ ہونگے اور فاجر یعنی بدکار خلیفہ بدکارون فاجرونکی امیر ہونگی
اب مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر یہ خطبہ اور حدیث پیشین گوئی ہوتی اور نص

خلافت ہی ہوتی تب بھی اہل سنت کو اس سے کوئی نفع نہوتا کیونکہ قریش کا جب
عام لفظ بولا جائیگا تو اُس سے مراد افضل قریش ہوگی نہ کہ ارذل قریش
پس افضل قریش بالاتفاق بنی ہاشم ہین نہ کہ بنی تیم وعدی اور بنی ہاشم
مین افضل بعد النبی حضرت مرتضی ہین۔
کیون حضرات اہل انصاف کیا حضرات خلفاء ثلثہ کی خلافت پر آیۂ کریمہ
فضل علیستم اور حدیث اہل شرو اسارت نص ہوسکتی ہین یا فقط فائدہ
پیشین گوئی کا دیتے ہین۔ اور اگر آپ بھی نص تصور کرین تو کیا نبی صلعم
کی نسبت آپ ایسا عقیدہ رکھ سکتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے خود روے زمین پر
فساد کرنے اور قطع رحم کرنے کا اپنے خلفاء کو حکم دیا یا ایسا خیال کرسکتے ہین کہ
آنحضرت صلعم نے فساق وفجار کو یہ حکم دیا کہ تم اپنے لئے تمام قریش مین سے بڑا
فاجر وفاسق تلاش کرکے خلیفہ بنانا اہل انصاف تھوڑی دیر کیلئے پھر میری طرف ذرا
کان لگا کر متوجہ ہون کہ جب حدیث پیغمبر خدا صلعم سے یہ امر ظاہر ہوچکا کہ خلیفہ
اور امام تو قریش ہین سے ہی ہونگے مگر اُنکی دو قسم ہے ایک خلفاء بر واحسان
اور ایک خلفاء فجار یا اہل شرو اسارت پس مسلمانون پر خلفا کے حال کی
تفتیش واجب ہوگئی کیونکہ اگر معتقد خلفا کے تابع ہوگئے تو خود بھی فساق وفجار
مین داخل ہوئے۔ اور اس بات کو بھی خوب سمجھ لو کہ جب حدیث پیغمبر خدا مین
دو قسم کے خلفاء ثلثہ درج ہین تو بروئے منصب رسالت حضرت پر اس امر کا
جتلانا بھی فرض ہوگیا تھا کہ مسلمانون کو ہدایت کرتے کہ اُن خلفاو امرا مین
سے میرے بعد کسکی تقلید وپیروی کرنا چنانچہ حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ

اور حدیث غدیر اور حدیث منزلت اور حدیث ولایت صاف طور پہ شہادت
اس امر کی ادا کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے لوگون کو فقط حضرت علی مرتضیٰ
کی تقلید اور پیروی کا حکم دیا اور صاف الفاظ مین نص فرما دی نسبت حضرت
علی کے جمیع مسلمانون سے انه ولیکم بعدی یعنی علی میرے بعد تمھارا
امام اور اولی الامر ہی اگر خلافت خلفاء برحق ہوتی تو اُنکے لیئے بھی ایسا
فرماتے یا حضرت علی کے لئے یون فرماتے وهو ولیکم بعد العثمان کہ علی بعد عثمان کے
تمھارا ولی و حاکم ہی پس خلافت بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہوئی۔
اور چونکہ سوال سائل فقط یہ تھا کہ خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث صحیح اور مفصل
ہی یا نہین اور جواب اُسکا صاحب اسرار الہدیٰ نے بقول شخصی پوچھو
کھیت کی کہین کھلیان کی حضرت ابوبکر کی خلافت کے نصوص موضوعہ کو لکھنا
شروع کر دیا جسکا جواب مفصل ہم ذیل مین ہر روایت کے لکھ چکے۔ اس
موقعہ پر مجملاً گذارش کیا جاتا ہی کہ صاحب اسرار الہدیٰ نے جسقدر احادیث
اور روایات کو نصوص خلافت صدیقی قرار دیکر لکھا ہی وہ سب کی سب افترا
و کذب محض ہین اور موضوعی ہونا اُن روایات کا بقول اجلہ علمائے
اہل سنت کے ثابت ہی۔
دیکھیے علامہ سیوطی تاریخ الخلفا مین ایک فصل جداگانہ اس بحث مین
لکھتے ہین جسکا عنوان یہ ہی۔ الفصل فی بیان کونه صلعم لم یستخلف و
سر ذلك۔ یعنی یہ فصل اس بیان مین کہ رسولخدا صلعم نے کسیکو اپنا خلیفہ
نہین بنایا اور اسمین کیا بھید تھا۔ پھر اس فصل کے اندر یہ لکھتے ہین۔

قال البزار فی مسندہ حدثنا عبد اللہ بن وضاح الکوفی حدثنا یحییٰ
بن الیمانی حدثنا اسرائیل عن ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفہ
قال قالوا یا رسول اللہ صلعم الا تستخلف علینا قال انی ان استخلف
علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب - یعنی حذیفہ صاحب
سر نبوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ کیا آپ
ہمپر کسیکو اپنا خلیفہ نہیں کرتے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر میں تمپر اپنا خلیفہ
مقرر کرتا پھر تم میرے خلیفہ کو نہ مانتے تو تمپر خدا کا عذاب نازل ہوتا صاحب
صواعق محرقہ نے بھی اس روایت کو مسند بزاز سے باین عنوان نقل کیا ہی
وقال جمہور اہل السنت والمعتزلہ والخوارج لم ینص علی احد
ویوید ہم ما اخرجہ البزاز فی مسندہ عن حذیفہ الی اٰخر الحدیث
یعنی قول جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج کا یہ ہی کہ کسیکی خلافت کے لئے
نص نہیں ہوئی اور موید انکے قول کے وہ حدیث ہی جسکو بزاز نے اپنی مسند
مین استخراج کیا ہی حذیفہ سے اور نقل اسکی مع ترجمہ اوپر گذری اہل انصاف
ذرا متوجہ ہوں اور اس حدیث کے مفہوم پر تھوڑی سے غور فرماوین کہ صاف
طورسے خلافت مرتضوی کی خوشبو مہک رہی ہی - یعنی مطلب رسولخدا صلعم
کا یہ ہی کہ جسکو مین اپنا خلیفہ چھوڑتا ہون اُسکو تم نہین مانوگے اور جو میرا خلیفہ
نہین ہی اُسکی تم اطاعت کروگے اور یہ بات آنحضرت صلعم کو پہلے ہی معلوم
تھی کہ یہ امت نا فرمانبردار حضرت علی کی اطاعت نکریگی جسپر روایات کثیرہ
موید ہین پس مضمون حدیث صاف یہ ہی کہ اگرچہ فہمائش کا کوئی دقیقہ باقی

نہین رکھا غایت یہ ہی کہ مین علی کو اپنے روبرو خلیفہ بھی کردون لیکن تم لوگ
اُسکو نہ مانوگے اور جب میرے مقرر کردینے کے بعد سرکشی کروگے تو تم پر
خدا کا عذاب نازل ہوگا اس سے پایا گیا کہ سوائے حضرت علی کے اور کسیکا
خلیفہ کرنا ہی حضرت کو منظور نہوا ورنہ ممکن تھا کہ اگر حضرت کے پسندیدہ خلیفہ
کو امت قبول نکرے تو حضرت امت کی ہی پسندیدہ خلیفہ کو منظور کرکے اپنے روبرو
خلافت پر بٹھلا دیتے تاکہ نزاع برطرف ہوجاتا لیکن یہ امر تو غیر ممکن ہے
کہ خلیفہ تو حضرت کا کہلائے اور پسند کرنا امت کے ہاتھ ہو اسلئے حضرت نے
فقط فہمائش پر ہی اکتفا فرمایا۔ اور درحقیقت اسمین بہت بڑے اسرار
مخفی ہین کہ سوائے اہل بصیرت کے اور کسی شخص کو اُسپر عبور نہین ہوسکتا
بہت بڑا بھید اور سر عظیم یہ ہی کہ قرآن مجید مین اللہ جلشانہ نے فرمایا کہ
مسلمانون کا یہ کہدینا کہ ہم ایمان لے آئے نجات کے لئے کافی نہین ہی بلکہ
ان لوگونکا امتحان لونگا کیونکہ مین نے پہلی امتون کا بھی امتحان لیا ہی پس
مسلمانون مین بالضرور خلافت مرتضوی ایک سخت امتحان ہی جسمین
فقط وہ لوگ کامیاب ہوئے جنپر خدا کا فضل تھا اور خدا نے انکو بصیرت
کامل عطا فرمائی تھی دیکھئے یوم شوریٰ جناب امیر علیہ السلام صاف
فرماتے ہین کہ لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی اور واللہ مین اُس سے اولیٰ
اور احق تھا مگر مین فقط اس خیال سے خاموش ہو رہا کہ لوگ کافر ہوجاوینگے
ایک دوسرے کی گردنین کاٹینگے پھر ابوبکر نے عمر کے لئے بیعت لی اور مجدا
مین اُس سے اولیٰ تر تھا مگر اسی وجہ سے خاموش ہو رہا کہ لوگ مرتد

ہوکر کافر ہوجاوینگے الی آخرہ۔

دوسری روایت عدم نص خلافت ابوبکر یہ ہی کہ حضرت عمر فرماتے ہین کہ اگر مین کسیکو خلیفہ مقرر کر دون تو اتباع ابوبکر کا یہ ہی کہ وہ مجھسے افضل تھا اور اگر ترک استخلاف کرون تو اتباع رسو لخدا کا ہی جیسا کہ تاریخ الخلفا اور صواعق محرقہ مین بحوالہ شیخان منقول ہے۔ یعنی بخاری و مسلم۔ واخرج الشیخان عن عمر انه قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی یعنی ابا بکر وان اترکم فقد ترککم من هو خیر منی یعنی رسول الله صلعم۔

تیسرے خطبہ حضرت عمر کا بایام خلافت خود جبکہ انکو لوگون کی طرف سے خوف ہوا کہ مبادا مجھے خلافت سے معزول کر کے حق کی طرف عود کرین صاف فرماتے ہین کہ خلافت ابوبکر کے ایک امر ناگہانی اور خلاف توقع تھا مگر خدا نے اسکی شر کو دور کردیا باآنکہ علی مرتضی اور زبیر اور انصار مخالفت پر موجود تھے مگر ہماری سعی نامشکور کا یہ نتیجہ تھا کہ ابوبکر کو خلافت ملگئی پس اگر کوئی شخص آئندہ ایسی ہی ہیکڑی سے کسیکو خلیفہ بنانا چاہے تو وہ قتل کر دیا جاوے۔

اس خطبہ سے دو امر ثابت ہوئے ایک عدم استحقاق ابوبکر اور دوسرے واجب القتل ہونا ایسے لوگون کا جنھون نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ پوری نقل اس خطبہ کی صحیح بخاری و مسلم مین موجود ہے۔

پس ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر کوئی نص پیغمبر خدا کی نہین ہی۔

قولہ سوال دوم اہل تشیع

اگر حدیث صحیح موجود ہے تو شوری کی کیا ضرورت تھی اور یہ شوری مخالف حدیث
ہے یا اُسکے مطابق۔

قولہ جواب اہل سنت

حدیث خ ابن عمران قتل زیدُ فجعفر وان قتل جعفر فعبد اللّٰہ بن رواحہ
فالصحین امر فی غزوة موتة زید بن حارثہ۔

بخاری مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا
جاوے تو جعفر طیار سردار ہی اور اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبداللہ بن رواحہ
سردار ہی اور یہ حضرت نے فرمایا کہ جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارثہ کو سردار
کیا تھا۔ اسکے بعد فائدہ مین لکھتے ہین کہ چنانچہ تینون سردار شہید ہوگئے
پھر مسلمانون نے مشورکرکے خالد ولید کو سردار بنایا سو خدا نے اونکی
تدبیر سے فتح نصیب کی۔ معلوم ہوا کہ ایک لشکر کے کئی سردار درجہ بدرجہ
مقرر کرنا درست ہی جسطرح بالفعل انگریزون مین معمول ہی کہ اسمین اگر
اول سردار مارا جاوے تو فوج نہین بگڑتی۔ دوسرا قائم مقام ہوجاتا ہی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہی جسکو مسلمان اپنا سردار
بناوین وہ خدا اور رسول کو پسند ہی جیسا کہ اصحاب نے خالد سردار مقرر
کیا اور حضرت نے اُسکو پسند فرمایا اور اُسپر کچھ انکار نہ کیا اسی طرح صدیق
اکبر کی خلافت اصحاب کی صلاح و مشورے سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا
کہ مرضی خدا اور رسول کے موافق یہ کام ہوا۔ علاوہ اسکے بہت
سی احادیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا اشارہ ہی اور صراحت بھی موجود ہے

توگویا اجماع اور احادیث ملکر نور علی نور ہوگئے۔

اقول وبہ نستعین مولف اسرار الہدی نے مطلق سوال کو ہی نہین سمجھا اور جو کچھ سمجھا جواب اُسکے بھی عاجز رہے۔ سوال بہت صاف یہ ہے کہ اگر خلافت کے بارہ مین حدیث صحیح موجود ہی تو شورے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر مفتی صاحب شورے کو نہین سمجھے اور بجائے شورہ کے اجماع پر بحث کرنے لگے۔ شوری پنچایت کو کہتے ہین جیسے حضرت عمر نے اپنے بعد خلافت کو چھہ آدمیون مین منحصر قرار دیکر اُن شخصون کی پنچایت کو موسوم بشورے کیا اور اتفاق رائے کے لئے قواعد مقرر کیے پس سوال یہ ہی کہ اگر خلافت کے بارہ مین کوئی حدیث اور نص موجود تھی تو شوری مقرر کرنے کی کیا حاجت تھی کیونکہ اجماع نقیضین محال ہی اور اہل سنن مین تو جمیع مجتہدین اور امرا و حکام کے لئے یہ قانون حضرت عمر کے وقت سے بندھا ہوا ہے اور اُنکو تعلیم دی گئی ہی کہ جب کوئی معاملہ تمھارے روبرو پیش ہو تو پہلے قرآن مجید کو دیکھو اور جو کچھ اُسمین حکم ہی اُسکے موافق فیصلہ کرو اور اگر آیت نہ ملے تو حدیث یعنی نص پیغمبر خدا پر عمل کرو اور جب حدیث بھی نہ ملے تب قیاس پر فیصلہ کرو جیسا کہ عبارت ازالۃ الخفا سے ہم ثابت کر آئے ہین پس اگر اس بات کو قبول کیا جاوے کہ پیغمبر خدا صلعم نے خلافت کیلئے مخصوص کسیکے حق مین نص فرمائی ہی تو نص کے ظہور کے بعد اجماع اور شوری اور قیاس قطعاً باطل ہین اور نص کی ہوتے ہوئے جس جس نے خلافت نے خلافت کے بارہ مین اجماع یا شوری کیا وہ بڑی بھاری بدعت کے جاری

کرنے والے ہین اور یہ ہی دروازہ گمراہی مین داخل ہونے کا ہی نہایت درجہ
آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ اصحاب ثلثہ کی خلافت پر نص بھی تھی اور اجماع وشوری
بھی منعقد ہوا یعنی نور اور ظلمت اور حق وباطل کسی گردش فلکی سے ایک
جگہ جمع ہوگئی تھی لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ بنی ساعدہ
مین یہ رائے کیون ظاہر کی کہ عمر یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو۔ اور اس اصرار
وتواضع کی کیا ضرورت تھی کہ تم مجھے تو ہی ہو وہ فرماتے تھے کہ تم مجھسے افضل
ہو۔ پھر اگر حضرت عمر کے حق مین خلافت ثانی کی نص موجود تھی تو استخلاف
کی کیا حاجت تھی اسکے بعد اگر خلافت ثالث حضرت عثمان کے لئے منصوص
تھی تو حضرت عمر نے سعد بن وقاص عبد الرحمن بن عوف طلحہ وزبیر وحضرت
علی کو خلافت ثالث مین کیون نامزد کیا۔ اور بعد تقرر خلافت عثمان کی عبد الرحمن
بن عوف خلافت عثمانی سے کیون پشیمان ہوا۔ اور لوگون کے اس سوال
پر کہ تمنے حضرت علی کے ہوتے ہوئے عثمان سے کیون بیعت کی تھی ابن عوف نے
یہ کیون کہا کہ اسمین میری کیا خطا ہی مین نے تو پہلے حضرت علی سے ہی
خلافت قبول کرنیکو کہا تھا مگر جب اُنھون نے سیرت شیخین پر عمل کرنے سے
اقرار نہ کیا تب مین نے عثمان سے وہی سوال کیا اور عثمان نے فوراً قبول کرلیا
کما فی مسند احمد بن حنبل عن ابی وائل قلت لعبد الرحمن بن عوف
کیف بایعتم عثمان وترکتم علیاً فقال ما ذنبی قد بدأت بعلی فقلت
ابایعك علی کتاب الله وسنة رسوله وسیرت ابوبکر وعمر فقال
فیما استطعت ثم عرضت ذلك علی عثمان فقال نعم۔ پس اس

عمل در آمد ہر سہ خلافت سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ کوئی حکم نسبت خلافت خلفائے ثلثہ کے نہین تھا اور جو شخص برخلاف اسکے نص کا ہونا قبول کرے وہ اہل اجماع اور اہل شوریٰ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہی کیونکہ مقابلہ نص کا کرنا کافر کا کام ہے نہ کہ مومن کا جیسا کہ عبدالکریم شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین اسکی تشریح کی ہی اور لکھا ہی کہ سب سے پہلے جسنے بمقابلہ نص کی رای زنی کی وہ شیطان تھا۔ یہ کام مسلمان کا ہرگز نہین کہ نص کے مقابلہ پر مشورے یا اجماع کرے یا اپنے قیاس اور رائے کو دخل دے جو احکام اور فرائض قرآن مین منصوص ہین مثل روزہ نماز حج زکوۃ وغیرہ کے انکی نسبت کبھی کسی نے سنا کہ آنحضرت صلعم یا اصحابہ نے باہم پنچایت کی ہو کہ نماز پڑھنی چاہیے یا کوئی حاجت نہین اور روزہ رکھنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا واجب ہین یا نا واجب ایسا ہی کسی مجتہد اہلسنت نے باوجود تسلیم کر لینے حدیث نبوی کے کبھی کسی معاملہ مین مشورہ یا اجماع کیا ہی اس بات کو تو عوام بھی جانتے ہین کہ حکم مین مجال دم زدن نہین ہوتی پس جو لوگ حکم خدا یا حکم رسول اللہ مین اپنا دخل دین اور اسکی بابت مشورہ اور پنچائت کرین کہ واجب التعمیل ہی یا نہین وہ تو مسلمانی سے خارج ہو جاتے ہین کیونکہ مشورہ اور پنچایت کے فقط دو نتیجے ہوتے ہین ایک یہ کہ فلان کام کا کرنا واجب ہی یا دوسرے یہ کہ واجب نہین اور حکم وہ ہی جسکے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہی پس جبکہ مسلمانون کی پنچائت یا شوریٰ اس حکم کا خلاف نہین کر سکتے اور خواہ مخواہ بروئے اصول دین اسکی تعمیل کرنی واجب اور لازم ہی تو مشورہ اور پنچائت ایک فعل لغو اور فضول ہو گیا کیونکہ جب حکم کے برخلاف عمل

کرنیکے مجاز ہی؛ کہ شورے تو اجماع اور پنچایت سے کوئی فائدہ نہ نکلا اور ایسا کوئی بیوقوف نہین کہ کسی فعل عبث کو عمل مین لادے اور اگر بقول مولف طبقہ صحابہ مین ایسے بھی سادہ لوح موجود تھے کہ اکثر افعال اُنکے عبث اور لغو ہوتی تھی تو ہم دیکھتے ہین کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے بعد خلافت حضرت عمر کا حکم دیا تو کسی نے پھر اجماع اور شوری کا نام بھی نہین لیا۔ مولف صاحب نے جو یہ لکھا ہی کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر نص بھی تھی اور شوری بھی اور دونون ملکر نور علی نور ہوگئے۔ اس فقرہ کی داد تو مولوی لطف اللہ صاحب ہی دینگے کہ نص کے ساتھ شوری ظلمات علی النور ہی یا نور علی نور۔ دیکھیے شوری نے نص کو باطل کردیا۔ اور نص سے شوری باطل ہوجاتا ہی پس خلافت خلفاء ثلثہ کی دونون بنائین فاسد اور باطل ہوگئین فہو المراد۔ مولف صاحب اسرار الحق نے جو ثبوت نص اور شورے کے جمع ہونے کا لکھا ہی اُسکو وہ خود ہی نہین سمجھے اگر ذرا بھی عقل کو دخل دیتے تو کھل جاتا کہ وہ اپنے دعوے کے برخلاف ثبوت اور نظایر پیش کررہے ہین اول جس حدیث کا حوالہ اُنھون نے صحیح بخاری سے دیا ہی اُسمین کہین شورے کا ذکر بھی نہین ہی اُسمین تو فقط یہ لکھا ہی کہ جب آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کو غزوہ موتہ مین امیر لشکر مقرر کیا تو یہ فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر امیر ہون اور اگر جعفر بھی مارے جاوین تو عبد اللہ بن رواحہ امیر ہون۔ عبد اللہ بن رواحہ کے بعد کا کوئی انتظام حدیث مذکور مین درج نہین۔ اس بات پر تمام محدثین و مورخین کا اتفاق ہی کہ جسطرح آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا اُسی درجہ سے ہر سہ شخص امیر لشکر ہوئی اور اُسی ترتیب سے

شہید ہوئے۔ پھر فرمایئے کہ اس حدیث کے نقل کرنے سے کیا فائدہ ہوا
بجز اسکے کہ یہ بات ظاہر ہو کہ بعضے سادہ لوح فعل عبث کے بھی مرتکب ہوتے
ہین اور مؤلف کی اس فعل عبث پر خیال کر لیا جاوے شاید اسیطرح صحابہ بھی
فعل عبث یعنی شوریٰ مع النص کے مرتکب ہوئے ہین۔ ثبوت نصی کی تو آپکی
یہ کیفیت ہی کہ حدیث مین اجماع اور شورے کا ذکر بھی نہین اور پھر اوسپر بیجا
استدلال کیا اب آگے برخلاف مضمون حدیث کے یہ فرماتے ہین کہ عبد اللہ
بن رواحہ جب شہید ہوگئے اور امرا منصوص مین سے کوئی زندہ نہ رہا تب اہل
لشکر نے مشورہ کرکے خالد کو سردار بنایا۔ اور حضرت نے اُسکو پسند کیا اور
کچھ انکار نہین کیا اہل انصاف ہی اپنے دل مین غور کرلین کہ تین سردار جو
منصوص من الرسول تھے اُنکے بارہ مین تو شوریٰ اصحاب کا کب ہوا اور
ایک سردار یعنی خالد جو مشورۂ اصحاب سے مقرر ہوا تھا اُسکے حق مین رسول اللہ
کی نص کہان تھی پھر نص اور شوریٰ کیسے جمع ہوگیا ناظرین کتاب اپنی دل مین
انصاف کرین کہ معاملہ مبحوث عنہ کوئی نازک یا پیچیدہ بحث نہین بہت صاف
معاملہ ہی کہ جن سردارون کے حق مین نص موجود تھی اُنکے تقرر پر مشورہ
نہین ہوا اور جو سردار مشورہ سے مقرر ہوا اُسکے حق مین نص نہ تھی پھر
مؤلف صاحب نے یہ اُلٹی نظیر کیون پیش کی حقیقت یہی ہی کہ اہل حق سے
مناظرہ کرنے والون کی ہمیشہ یہی کیفیت ہوتی ہی کیونکہ الحق یعلوا ولا یعلی
وارد ہی۔ منشی صاحب کا یہ فقرہ بھی تعجب سے خالی نہین کہ آنحضرت صلعم نے
خالد کی امارت لشکر سے انکار نہین کیا خود ہی لکھ رہے ہین کہ حضرت مدینہ مین تھے

مشورہ کرنے والے شام میں میدان جنگ میں ابن رواحہ شہید ہوئے اُسیوقت
اہل لشکر نے مشورہ کر کے خالد بن ولید کو اپنا سردار بنا لیا اور لڑائی فتح ہو گئی
لشکر واپس آگیا خالد بھی اپنے گھر بیٹھ رہے کیا کوئی انگریزی پلٹن یا رسالہ
تھا کہ خالد بعد واپسی لشکر بھی عہدہ کرنیلی پر مقرر رہتے کہ حاجت حضرت
کی پسند یا ناپسند کرنے کے ہوتے۔ افعال ماضیہ پر انکار و عدم انکار سے
بحث کرنا مولف صاحب کا ہی کام ہے۔ دیکھئے تو آنحضرت صلعم کو تو بہر حالی
بعد ختم جنگ یہ خبر ہو چکی کہ آپکے مقرر کیے ہوئے تینوں سردار شہید ہو گئے
جب اہل لشکر نے خالد کو سردار کر کے کفار پر حملہ کیا اور فتح پائی اسپر
رسولخدا صلعم کو امارت خالد سے انکار روا قرار کے کیا حاجت تھی اگر رسولخدا
کو خالد کی امارت ناگوار بھی گذری ہو تو بھی محل انکار نہ تھا کیونکہ وہ واقعہ
گذر چکا تھا۔ اس تمام بحث میں البتہ منشی صاحب نے ایک یہ فقرہ معقول
لکھا ہے (اسیطرح صدیق اکبر کی خلافت اصحاب کے صلاح و مشورہ سے ہوئی)
یعنی جسطرح خالد کو بمشورۂ اصحاب بلا حکم پیغمبر امارت موتہ ملی تھی اسیطرح
مشورۂ اصحاب سے بلا حکم پیغمبر خدا حضرت ابو بکر کو خلافت ملی۔ اور جیسا کہ
آنحضرت صلعم نے بعد واپسی لشکر اور بعد گذر جانے ایام امارت خالد کے
امارت خالد سے انکار نہیں کیا اور اس دلیل سے امارت خالد پسندیدۂ
رسولخدا ہو گئی اُسیطرح (خلافت ابو بکر کی نسبت) صاف معلوم ہوا کہ مرضی
خدا اور رسول کے موافق یہ کام ہوا۔ اسکا صاف مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابو بکر
کو اصحاب نے مشورہ کر کے خلیفہ مقرر کر دیا تو آنحضرت صلعم نے اُس سے

انکار نہین کیا اسلئے خدا اور رسول کی مرضی کے موافق یہ کام ہونا پایا جاتا ہے کیونکہ اگر رسول خدا کو خلافت حضرت ابوبکر کی ناپسند ہوتی تو ضرور تھا کہ خدا تعالی سے دو چار دن کی رخصت لیکر دنیا مین تشریف لاتے اور ابوبکر کی خلافت سے انکار کر جاتے اور جبکہ آنحضرت صلعم نے ایسا نہین کیا تو معلوم ہوا برضامندی ہوگا۔

قولہ یہ حدیث مطابق قول جناب امیر کے بھی ہی من انھا بالمشورے فی البیعۃ من المھاجرین والانصار کما سبق خلفاء ترجمہ فرمایا جناب امیر نے کہ وہ شخص بالتحقیق امام شوری ہی اور اسکی بیعت مہاجرین وانصار نے کی جیسے سبقت کی خلفا نے۔ یعنی خلفاء ثلثہ نے فی نہج البلاغۃ اگر اس قول پھر حق کو بھی بسبب فی قلوبھم مرض کے الزام غصب کا دیکر نسبت خلفاء الراشدین معاذ اللہ اتہام فسق پر قائم کیا جاوے تو دوسرا قول فیصل بھی جناب امیر سے ہی۔

اقول کجا وہ حدیث اور کجا یہ قول۔ مؤلف صاحب یہ بھی نہین سمجھے کہ اس قول کا کیا مطلب ہی اور خود ہی بغیر کسی کے کہے سنے الزام غصب اور فسق کا خلفا پر ثابت ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ ناظرین پھر ایکبار اس حدیث امارت زید کو ملاحظہ فرماوین اور پھر اس قول کو پڑھین کہ کس امر مین مطابقت ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے یہ قول حضرت علی کا مؤلف صاحب کو بتلایا تھا مگر جس امر پر اس قول سے استدلال کرنا سکھلایا تھا اسکو مؤلف صاحب بھول گئے۔ مؤلف صاحب بوقت طبع ہونے تتمہ اسرار الہدی کے اچھی طرح یاد کرکے صاف طور پر استدلال کرین غالب ہی کہ جسطرح شمس الضحی کے جواب مین اظہار الہدی کا تتمہ چھاپا گیا تھا اسیطرح

اس رسالہ کے بعد اسرار الحق بھی مکرر طبع ہو گئی کیونکہ مؤلف صاحب کے
سوسائٹی کے نزدیک جواب مین ایک کتاب کا چھاپنا ضرور ہی خواہ کوئی کتاب
ہو۔ افسوس تو یہ ہی کہ قول مسئلہ مین سوائے شوری اور بیعت کے نص خلافت
کا نام بھی نہین پھر مولف کو اس بحث مین کیا فائدہ پہونچ سکتا ہی۔ اگر اس
قول کو خود جناب امیر علیہ السلام کے معاملہ مین قرار دیا جاوے تو صاف
مفہوم اسکا یہ ہی کہ آپ اپنے معاندین اور مخالفین پر حجت پکڑتے ہین کہ خلفائے
سابق کو تم اپنے عقیدہ مین اسوجہ سے خلفاء برحق جانتے ہو کہ تقرر اُنکا شوری
اور بیعت مہاجرین و انصار سے واقع ہوا تو یہ دونون باتین میرے حق مین
بھی ہو چکی ہین تو پھر میری خلافت کو برحق کیون نہین مانتے پس اس
قول سے صاف ثابت ہوا کہ خلفائے ثلثہ خلیفہ منصوص نہ تھے بلکہ خلافت انکی
مبنی بر شوری و بیعت مہاجرین و انصار تھی پھر اپنے قول کے برخلاف
سند لانا عقلمند کا کام نہین۔

دوسرا قول جناب امیر کا مولف نے یہ لکھا انہ قال لا بد للناس من امام
بر او فاجر الی آخرہ یعنی چارہ نہین ہے آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو
یا بد کہ عمل کرے اُسکی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُسمین کافر اور
پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا زیست اور مامون ہون اُس حکومت مین
راہین اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے
نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبخت سے
فی نہج البلاغت۔

اقول اب مؤلف صاحب بحث ما نحن فیہ سے نکلکر بہت ہی دور چلے گئے اور اُنکو مطلق خبر نہی کہ کہان تھے اور کہان چلے گئے۔ کجا بحث شوری مع النص اور کجا یہ قول منقصت لوگ اپنے دلون مین ضرور تعجب کرینگے کہ اس حقیر نے رسالۂ اسرار الہدیٰ کا جواب کیون لکھا ہے وہ خود ہی اپنا جواب ہے لیکن مین یہ عرض کرتا ہون کہ اگر جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب تقریظ مین اس رسالہ کی تعریف نہ فرماتے تو مین ہرگز تحریر جواب پر متوجہ ہوتا۔

تیسرا قول جناب امیر کا بناسید حدیث یہ ارقام فرمایا ہی۔ ما کنت الا رجلا من المھاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا ما کان اللہ لیجمعھم علی الضلال یعنی نہ تھا مین مگر ایک آدمی مہاجرین سے در آیا مین جیسے کہ در آئے وہ اور پھرا مین جیسا کہ وہ پھرے اور خدا انہین جمع کریگا اُنھون کو گمراہی پر فی شرح نہج البلاغت بہرحال جملہ اقوال موصوفہ جناب امیر سے شورا کے کرنے کی اصلیت بلکہ حقیت پائی گئی اور آپنے یہ بھی صراحتاً فرما دیا کہ بفضل خدا امت محمدی ہرگز گمراہی کے کامون مین مشورہ نہ کرینگے۔

اقول بحولہ تعالیٰ یہ قول بھی نہ مؤید حدیث امارت زید ہے نہ بحث شوری مع النص کے متعلق نہ سائل نے یہ اعتراض کیا ہی کہ شوری ناجائز اور بدفعل ہے بلکہ سوال فقط یہ ہی کہ جب نص بتلاتے ہو پھر شوری کیون ہوا۔ اگر مؤلف صاحب سے تردید ان سوالات کی ناممکن تھی تو کتاب کا تصنیف کرنا اور مصنفون مین نام لکھوانا نہ فرض تھا نہ سنت۔

قولہ سوائے اسکے پروردگار عالم نے اپنی کتاب مجید مین جا بجا شورے کا ذکر فرمایا ہی بلکہ خاص اس بارہ مین ایک سورہ ہی نازل فرمایا ہی وشاورھم فی الامر یعنے وشاورت کن با یشان در امرے کہ حق تعالے را دران حکم جزم صادر نہ شدہ الخ۔

اقول اسکو بانگ بے ہنگام کہتے ہین۔ حضرت یہ کسنے اعتراض کیا تھا کہ شورے کا وجود نہین یا وہ بری بات ہی سوال کا مطلب تو فقط یہی تھا کہ جس امر مین حکم جزم یعنے نص موجود ہو اسمین شوری ناجائز ہے اسکا جواب تو آپ دے نہ سکے فضول باتون مین کاغذ سیاہ کرتے الا اور آخر مین خود ہی اپنے منہ سے قایل ہو گئے۔ دیکھو ترجمہ وشاورھم فی الامر کا کہ جزری مین کیا لکھ گئے ہو۔ دیکھا اہل حق سے مقابلہ کرنا کیسا ہے۔

ملخص قولہ اسکے بعد مولف نے صفت انصار مین ایک آیت درج فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہی وہ لوگ ایسے ہین کہ دعوت الہی کی اجابت کی انھون نے اور برپا رکھتے ہین نماز اور کاروبار اپنا مشورہ کے ساتھ کرتے ہین اس آیت کو بھی اس بحث سے تعلق نہین۔

واما قولہ بعد اسکے خود ہی یہ شبہ بیان کیا گیا ہے اوصاف شوری جو ہین نے لکھے ہین زمانہ جناب رسولخدا کے ہین اسپر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہی کہ بعد وفات رسولخدا صلعم کے زمانہ کا رنگ ہی بدل گیا تھا اسلئے وہ حدیث لکھتا ہون خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم الخ پھر اسی مضمون کی حدیث

مرویات اہل تشیع سے لکھکر فرماتے ہین کہ شاید اب بھی حضرات شیعہ کے دلون
مین یہ خدشہ پیدا ہو کہ جو شخص منصوص من اللہ ہو وہ تو محروم رہجائے
اور جسکا کوئی حق نہو اُسکو اصحاب شوری زبردستی خلیفہ بنا دین تو اُسکا جواب
یہ ہوگا کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔

فاقول بحولہ تعالی چونکہ سوال سائل کا یہ منشا نہین ہی کہ شوری نیک نیتی سے
ہوا یا اہل شوری نے بددیانتی اختیار کی سوال تو فقط یہ ہی کہ جب بقول
تمھارے خلافت کے بارہ مین نص موجود تھی تو پھر شورے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور اگر ہم دیانت اور بددیانتی اہل شوری پر بحث کرین تو احادیث
مستدلہ مولف اہل شوری کی بددیانتی کے اظہار کو مطلق روک نہین سکتے۔
بلکہ اسی حدیث سے اثبات بددیانتی اہل شوری ممکن ہی۔ غایت درجہ
یہ ہی کہ ہم بھی اس بات کو قبول کرلین کہ سب زمانون سے بہتر زمانہ رسولخدا
صلعم کا تھا اور اُسکے بعد زمانہ صحابہ کا اور اُسکے بعد تابعین کا اور اُسکے بعد
تبع تابعین کا لیکن اہل شوری کے عمل اور مولف کے استدلال کو کوئی فائدہ نہین پہنچا کیونکہ
جب قرآن پاک اور احادیث صحاح سے یہ امر ثابت ہی کہ زمانہ رسولخدا صلعم مین بھی
بڑے بڑے اشد کافر اور بڑے بڑے پکے منافق اور بڑے بڑے درجہ کے
خائن اور کاذب اور غاصب اور دغاباز موجود تھے تو بموجب استدلال
مولف زمانہ صحابہ مین اُسوقت سے زیادہ ایسے لوگ ہونے چاہئے خصوصًا
آنحضرت صلعم کی حیات مین آپکے اصحاب کے زمرہ مین بھی بہت لوگ

ایسے تھے جنپر صاف قرآن مجید مین لعنت وارد ہوئی ہی بات بات مین رسولخدا پر طعن کرتے تھے کبھی ساحر بتلاتے تھے کبھی شاعر کہتے تھے کبھی مسلمان ہوتے کبھی مرتد ہوجاتے۔ فرمائیے تو وہ کون لوگ ہین جنھون نے خدا ورسول کو ایذادی اور سورۂ احزاب مین اُنکا ذکر ہوا وہ کون لوگ ہین جنھون نے عقبہ پر رات کے وقت جمع ہوکر ارادہ قتل رسول خدا کا کیا۔ وکون لوگ ہین جنھون نے رسولخدا کو نرغہ مین چھوڑ کر طرح دی۔ وہ کون تھے جنھون نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ وہ کون تھا جسنے قرآن مین بجائے آل عمران کے آل مروان بنایا تھا۔ وہ کون تھا جسنے سیدان حنین مین نعرہ لطلب السحر کا کیا۔ وہ کون اصحاب تھے جنھون نے نبی صلعم کی پیاری زوجہ پر تہمت لگائی۔ وہ کون تھے جنھون نے اسامہ بن زید کی امارت سے بعدول حکمی نبی صلعم انکار کیا اور باوجود صدور احکام تخت آمادہ روانگی نہوئے۔ وہ کون تھے جنھون نے نبی صلعم کو آخری وصیت نہ لکھنے دی۔ وہ کون صاحب ہین جنکو مکان سے آنحضرت صلعم نے نکلوادیا وہ کون کون اصحاب ستھے جنھون نے نماز جنازہ رسولخدا کی بھی نہ پڑھی نہ تجہیز وتکفین مین شامل ہوئے پس جبکہ خیر القرون کے لوگون کے یہ کیفیت ہی تو یلونہم کا خدا حافظ جو کچھ کرین وہ تھوڑا ہی چنانچہ ثابت ہوگیا کہ رسول خدا صلعم کی وفات پاتے ہی طرح طرح کا ظلم وستم اُنکی اولاد اور اہلبیت پر شروع ہوگیا اور ابھی یلونہم کا زمانہ ختم بھی نہونے پایا تھا کہ بنی امیہ نے ظلم وستم کا خاتمہ اہلبیت رسالت پر کردیا۔

وہ کونسا فعل بد ہی کہ جو بعد وفات نبی صلعم زمانہ خلفاء ثلثہ مین وقوع پذیر نہین ہوا دختر پیغمبر کا گھر جلانے کو ہیزم جمع ہوئی بلوہ کرکے رسول خدا کے گھر پر چڑھ گئے کیواڑ توڑ ڈالے پیغمبر کے بھائی اور وصی کی حضور مین گستاخانہ و بے ادبانہ پیش آئے۔ ترکۂ پیغمبر صلعم سے اُنکی اولاد کو محروم کیا۔ رشوت دیدیکر لوگونکو اپنی طرف رجوع کیا منافقون اور رسول خدا کے دشمنونکو حکومت شام کے پروانے لکھدیے گئے بیردنجات کے مسلمانون پر ناجائز چڑھائی ہوئی ہزار ہا بیگناہ قتل ہوئے غلام اور نبائے گئے مال واسباب اہل ایمان کا غنیمت کیا گیا پھر خلافت ثانی مین وہ غلام مال مسلمانون کا واپس دیا گیا۔ مالک بن نویرہ صحابی عمداً قتل کیا گیا اُسکی صالحہ بی بی سے اُسی شب مین زنا کیا گیا حدود الٰہی سے مخالفت کی گئی نہ قاتلون سے قصاص لیا گیا نہ زانیون پر حد جاری ہوئی۔

ہر سہ زان بیگناہ اور دختران ابولولو کا خون ابتک زیر زمین فریاد کر رہا ہے کس کس کی کیا کیا بات سناؤن کہانتک لکھتا جاؤن جون جون رسول خدا کے زمانہ کو بعد ہوتا گیا فسق و فجور مین زیادتی ہوتی گئی حضرت علی علیہ السلام کو اشقیا نے مسجد مین چھپکر زخم لگایا۔ امام حسن علیہ السلام کو ملعونون نے پیچھے پیچھے دے کے ساتھ زہر دلوایا امام حسین علیہ السلام کو بڑے اشتہار و اعلان کے ساتھ علی رؤس الاشہاد شہید کر دیا پنجتن پاک کا خاتمہ ہو گیا حدیث جناب سرور کائنات کی بلا شبہ سچی نکلی اس زمانہ حال کو دیکھتے ہوئے ہم پورا یقین ہو گیا اُسوقت کے لوگون کو اگر اہلبیت پیغمبر کے ساتھ عداوت تھی

توجہ کے ساتھ بھی کوئی اُنکو اپنی سرداری کا مخل جانتا تھا کوئی اُنکے فضائل سے
جلتا تھا کوئی اُنکے تقویٰ اور پرہیزگاری کو ہی دیکھکر حسد کرتا تھا کسی ملعون کا باپ
بھائی بیٹا عزیز قریب اُنکے ہاتھ سے قتل ہوا تھا مگر اس زمانہ کے آدمیون کو
دیکھیے کہ کیسے اشد ملعون ہین کہ بے سبب اہلبیت کے دشمن ہین اُن حضرات
کا نام لینے سے ملعونون کی آنکھون مین خون اُترتا ہی اُنکے فضائل سے جلے مرتے
ہین اب اگر اُن حضرات کے قتل پر دسترس نہین ہی تو اپنے بزرگون کی
سنت ادا کرنے کے لئے اُنکے فضائل اور معجزات کو محو کرنا چاہتے ہین بیہودہ اور
لغو تاویلات سے اُنکے یادگار کو مٹانا چاہتے ہین لیکن بفضل خدا اُنکا نام تا بہ ابد
ہمیشہ زندہ رہیگا اور اُنکے دشمن قدیم وجدید گلون مین لعنت اور پھٹکار کا طوق
پہن پہنکر اس صفحہ ہستی سے حرف غلط کیطرح مٹ گئے جنکا نہ کوئی نام لیوا رہا نہ پانی
دیوا۔ اب اگر کسی شخص کو اہلشوریٰ اور اہل اجماع کی دیانت داری اور راست
بازی کی کیفیت دیکھنا منظور ہو تو میری گذارش کیطرف کان لگائے پہلی گذارش
یہ ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے اپنی بعثت کے زمانہ سے لیکر وفات کی گھڑی تک صدہا
بلکہ ہزارہا مرتبہ امت کو مطلع کر دیا کہ میرے بعد میرا وصی اور جانشین اور خلیفہ
اور تمھارا ولی اور امام اور پیشوا اور سردار علی مرتضیٰ ہی جسکا ثبوت کامل قرآن
اور حدیث وکتب سیر اہل سنت سے حاصل ہے اور اُنھین کی اکثر روایات
اس حقیر نے انوار الہدیٰ وشمس الضحیٰ اور تاریخ الانبیا اور رسالہ تنبیہ السائل
مین بھی نقل کی ہین اور وہ روایات اہل سنت مین یہانتک مشہور ومتواتر ہین کہ
ازالۃ الخفا اور صواعق محرقہ جیسے کتب مناظرہ ومجادلہ مین بھی مندرج ہین

لیکن تینوں خلافتوں کے تقرر کے وقت اہل اجماع اور اہل شوری نے دیدہ ودانستہ
اُنسے روگردانی کی اور جان بوجھکر آنکھوں پر بیغیرتی کے ٹھیکرے رکھ لیئے
اب ہم تعصب سے قطع نظر کرکے اُس امر کی بحث کرتے ہین جو ہر ایک اجماع اور شوری
اور قومی اور دینی پنچایت اور قانونی مجمع کا سب سے بڑا اور اہم فرض ہی اور وہ
منصفانہ تحقیقات اور فیصلہ ہی یعنی جبوقت ایک جماعت یا گروہ کے روبرو ایک
ایسا فیصلہ طلب پیش ہوا تھا کہ نبی صلعم کے اصحاب یا اقربا مین کون شخص ہی جسکو
اُنکا خلیفہ بنایا جاوے تو اُنکو امور مفصلہ ذیل کی تحقیقات کرنی واجب تھی اول
اور مقدم سب سے یہ کہ اُس معزز خاندان مین جسکو خداتعالی نے اپنی رسالت
کیلئے تمام دنیا کے اقوام اور قبائل سے برگزیدہ کیا ہی کوئی شخص اس قابل ہی
کہ اُسکو خلیفہ بنایا جاوے پھر نبی صلعم کے قبیلہ کے سب لوگوں پر نظر ڈال کر
دیکھتے کہ انمین ایسا کون شخص ہی جسکو نبی صلعم سے زیادہ قربت ہی اور اُن
اقربا مین سب سے زیادہ خصوصیت اور محبت رسول خدا صلعم کو کس سے تھی
جب اسکی تحقیقات سے فارغ ہوتے تب اُنمین ایسے شخص کو تلاش کرتے کہ
جسکو خداتعالی نے اپنے رسول کی خصلتوں مین سے حصہ عطا فرمایا ہی یعنی اُن
اقربا مین کون ہی جو مثل پیغمبر خدا صلعم کے معصوم اور گناہ سے پاک وطاہر ہے
کیونکہ خلافت پیغمبر دینی پیشوائی ہی اور امام مفترض الطاعت فقط وہ شخص ہوسکتا
ہی جسکی عصمت پر خدا یا رسول گواہ ہون اور خدا اور رسول کبھی جائز نہین
رکھتے ہین کہ اُمت پر کسی غیر معصوم کی طاعت فرض کرین اور جبتک اُمت پر
امام کی طاعت فرض نہو وہ نتیجہ جو تقرر امامت سے مقصود ہی حاصل نہین ہوسکتا

اور امامت ایک فعل عبث ہوجاتا ہی اسلیئے امام کا معصوم ہونا ضروری امر ہے
پھر یہ دریافت کرتے کہ پیغمبران سابق کے خلفا سب کے سب جیسے تھا گذرے
ہین آیا یہ نبی صلعم کا خلیفہ بھی ایسا ہونا چاہیے یا نہین اور مدعیان خلافت مین
ایسا کون شخص ہی پھر یہ غور کرتے کہ جملہ رسولان ماسلف کے خلفا منصوص من اللہ
والرسول ہوئی ہین مدعیان خلافت مین بھی کوئی ایسا شخص ہی جسکی خلافت
یا ولایت کے بابت خدا اور رسول نے حکم دیا ہو۔ پھر یہ دیکھتے کہ ہماری حضرت
کے رسالت کچھ طبقۂ انسانی پر منحصر نہین بلکہ جمیع طبقاتِ عالم پر آپ رسول
ہین دیکھین اور طبقات عالم نے بھی کسیکو پیغمبر کا خلیفہ مانا ہے۔ یا نہین
اُسکے حال پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ مدعیان خلافت مین اعلم
کون شخص ہی کیونکہ ہمیشہ فضیلت علم سے ہی اور امام اور پیشوا ہمیشہ سب سے بڑا
عالم ہونا چاہیے پھر یہ دیکھتے کہ انمین لیاقت انفصال قضایا کی کون رکھتا ہی
کسی کو پیغمبر خدا نے یہ فرمایا ہی کہ وہ سب سے زیادہ قضایا فیصل کرنے والا ہے
یا میرے دین کا قاضی ہی علی ہذا القیاس اسیطرح سبکی نسبت تحقیقات کرتے
کہ سب سے زیادہ شجاع رحیم کریم عادل باذل فاضل زاہد متقی خدا کا محبوب
رسول کا یکرنگ دوست کون ہی۔ کبھی شرک وکفر کا تو مرتکب نہین ہوا
ہوش سنبھالکر حرام چیزون کا استعمال تو نہین کیا۔ خدا کی دعوت ظاہر ہونے پر
ایمان لانے مین سال چھہ مہینہ ہفتہ دن کی درنگ تو نہین کی۔ ایمان لانے پر
کوئی شخص بازِ قسم ذکور اُسپر سبقت تو نہین لیگیا۔ کیونکہ سنت مرسلین مین سے
یہ بھی ہی کہ خلیفہ اُسکا سابق الایمان ہو کبھی نبی صلعم کے سامنے اپنی جان

جانیکے خوف سے محزون تو نہین ہوا۔ کبھی نبی صلعم پر جان فدا کرنے مین عذر یا خوف تو نہین کیا۔ کبھی معرکہ جنگ مین رسو لخدا کو چھوڑ کر بھاگ تو نہین گیا۔ کبھی پیغمبر خدا صلعم نے اسکو کسی امارت یا سرداری یا امر متعلقہ رسالت سے معزول تو نہین کیا۔ کبھی رسو لخدا صلعم کی عدول حکمی تو نہین کی۔ کبھی رسو لخدا صلعم نے اسکو کسی دوسرے سردار کا ماتحت تو نہین بنایا۔ جیسے اصحاب ثلثہ کو اسامہ بن زید کا ماتحت بنایا تھا۔ مرتے دم تک رسول خدا صلعم اس سے ناراض تو نہین ہوئے یا قریب وفات حضرات شیخین کیطرح تو مواعنی کہکر اپنے حجرہ سے باہر تو نہین نکلوا دیا ان سب باتون کے بعد تحقیقات کرتے کہ آیا کوئی شخص ایسا ہی کہ جسکو رسو لخدا صلعم نے اپنی وفات کے وقت اپنا وصی کیا ہی۔ کسکو انگشتری دی کسکو سلاح پوشاک گھوڑے عطا کئے۔ لیکن اہل اجماع نے کوئی تحقیقات نہین کی۔ نہ خلافت اولی پر شرعی اجماع واقع ہوا۔ بلکہ چند آدمیون نے ناجائز سازش کرکے اجماع ہونے دیا۔ کم سے کم ایک ایک سربرآوردہ شخص کو ہر قبیلہ عرب سے جمع کرنا تھا پیغمبر خدا کے قبیلہ سے بھی کسیکو شامل کرنا تھا۔ یہ اجماع کیسا کہ بنی ہاشم سے مطلب بنی زہرہ بنی امیہ مین سے کسیکو بھی خبر نہو گویا عبد مناف کی اولاد کو مشورت مین بھی دخل نہ ہوا۔ دیگر قبائل عرب کو اسوقت تک خبر بھی نہین ہوئی کہ جبتک کہ خالد فوج لیکر انکے سرون پر جا چڑھا۔ اور انکو قتل و اسیر کرکے خلیفہ صاحب کی خلافت کا اقرار کرایا۔ اہل اجماع مین فقط تین چار آدمی تھے جو گھرون سے مشورت کرکے نکلے۔ اول حضرت ابوبکر دویم حضرت عمر سیوم ابو عبیدہ بن جراح

وسالم اور جمع ہوئے انصار کے سقیفہ مین جہان سعد بن عبادہ کے یار دوست
سعد کی حکومت جمانے کی فکر کر رہے تھے گویا دو گروہ مدعیان خلافت جمع ہوئے
نہ کہ اہل الرائے ۔ اجماع اور شوری کیا ہوا کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہمارا
اور ایک مہاجرین کا ۔ مہاجرین بولے کہ سردار تو نبی صلعم کی قوم کا ہونا چاہیے
چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا ۔ کہ عمر یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو ۔ حضرت عمر بولے
تم مجھسے افضل ہو وہ بولے تم مجھسے قوی ہو ۔ اسی عرصہ مین سعد بن عبادہ کے
دشمن انصاری چند شخص آگئے از انجملہ بشیر انصاری بوجہ عداوت اپنے ابن
عم سعد کے حامی پر مہاجرین کا ہوا ۔ اور بولا کہ مین نے رسول خدا سے سنا ہے
کہ امام قریش مین ہونگے امیر حضرت ابوبکر نے اپنے دونون ہمراہیان یعنے
عمر ابن خطاب اور ابو عبیدہ کو آنکھ کا اشارہ کیا کہ اب دیر مت کرو یہی خوب
موقع ہے بس اشارہ کے ہوتے ہی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ہاتھ
لاؤ ہم بیعت کرتے ہین حضرت ابوبکر نے ہاتھ بڑھایا حضرت عمر و عبیدہ اور بشیر
انصاری نے بیعت کی ۔ اور وہانسے اپنے گھر چلے آئے فقط اسی کارروائی کا
نام اجماع رکھا ہے حضرت علی اور بنی ہاشم اور دیگر اصحاب باصفا آنحضرت صلعم کے
وفات کی مصیبت مین مبتلا ادھر تجہیز و تکفین مین مشغول تھے ادھر حضرت عمر وغیرہ
نے مشہور کر دیا کہ ابوبکر کی خلافت پر بیعت ہوگئی اور لوگون کو فرداً فرداً بدلالت
یا بمحبت و سماجت یا بذریعہ رشوت و طمع بولا بولا کر بیعت لینی شروع کر دی اور
اور جبتک حضرت کے اقربا اور اصحاب خاص نے تجہیز و تکفین سے فرصت
پائی ۔ ہزارہا آدمی سے بیعت لیلی ۔ اسی ضمن مین امام حسین علیہ السلام کے

شہادت کا پروانہ بھی خلفا صاحبان نے جاری کر دیا۔ یعنی ابو سفیان اس بیعت کا مخالف ہوا۔ تو اُسکو حکومت شام کا پروانہ لکھدیا۔ کہ جسکے ذریعہ سے اول یزید پھر معاویہ ابناء ابو سفیان حاکم شام ہوئے اور اُنکے ہاتھ سے جو ظلم وستم خاندان رسالت پر گذرا وہ محتاج بیان نہین۔ پس ہی کوئی اہل الرائے کسی قوم اور ملت کا کہ اس کارروائی کو اجماع جائز یا سچی پنچایت کہدے کتب صحیحہ اہلسنت سے یہ بھی پایا جاتا ہی کہ اصحاب اجماع بعد بیعت کر لینے کے حضرت ابو بکر کی خلافت سے پشیمان ہوئے اور حضرت علی کی حق تلفی سے متاسف ہوئے لیکن بوجہ ہو جانے بیعت کے خاموش ہو گئے = اور نیز خود حضرت ابو بکر نے چند بار وعدہ بھی اپنی بیعت کے خلع کا کیا۔ مگر حضرت عمر کی فہمائش سے ایفائے وعدہ نکیا۔ اور حضرت عمر نے یہانتک دباؤ ڈالا۔ کہ حضرت ابو بکر نے اپنے بعد اجماع یا شوری کی نوبت ہی نہ ہونے دی اور جو حضرت اسد اللہ الغالب مظہر العجائب والغرائب نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ای عمر تو اسلیئے بیعت ابو بکر مین آج کوشش کر رہا ہی کہ وہ کل کو تیری خلافت کیلیئے کوشش کرے پوری ہوئی اور باوجود اس بات کے کہ خلفاء مذکور خود قائل ہین کہ استخلاف خلاف سنت پیغمبر خدا صلعم کے ہی حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو بحین حیات خود اپنا خلیفہ مقرر کر دیا حضرت عمر اپنے زمانہ خلافت مین بیعت خلافت ابو بکر کو ایسی ناجائز اور مذموم قرار دیچکے ہین کہ اگر آیندہ اس طرح سے کسی شخص کو خلیفہ مقرر کیا جاوے تو وہ خلیفہ اور اُسکی بیعت کرنے والے واجب القتل ہین۔ وہ صاف فرماتے ہین۔ کان بیعۃ ابو بکر فلتۃ اور فلتۃ کے معنی امر ناگہانی

اور خلاف توقع خلاف قیاس کے ہین - یعنی وہ کہتے ہین کہ بعیت ابوبکر کی ایک
امر ناگہانی اور خلاف توقع تھی - قیاس مین بھی یہ بات نہین آسکتی تھی کہ ابوبکر
خلیفہ ہوسکینگے - مگر خدا نے اُسکے شر سے محفوظ رکھا - اور ہماری تدابیر سے کام بن
گیا - پس اگر آئندہ پھر کوئی اسطرح پر بعیت کرے وہ قتل کر دیا جاوے حضرت
عمر نے اپنے انتقال کے وقت بھی اسیطرح حق کو اپنے مرکز پر پہونچنے سے روکدیا
دیا اگر وہ چاہتے تو آخر وقت مین ہی سرخرو ہونے کے لئے حضرت علی کو خلافت
سپرد کر دیتے لیکن اُنھون نے بجائے اسکے خلافت کو ایسے اشکال مین ڈالدیا
کہ اگر حضرت علی صبر و تحمل کو کام مین نہ لاتے تو ہزار ہا تن بیسر ہو جاتے -
اُنھون نے خلاف سنت پیغمبر اور خلاف طریقہ اپنے مربی خلیفہ اول کے ایک
نئی رسم بدعت شوری نکالی - کہ حقیقت مین وہ در پردہ تدبیر قتل حضرت امیر
علیہ السلام کی تھی - طرفہ یہ ہی کہ ستر مقام پر حضرت عمر نے اس امر کو قبول کیا ہی
کہ اگر ابوالحسن نہوتے تو عمر مارا گیا تھا - اور یہ کہ خداوندا اُس مشکل سے مجھے بچانا
جسکے مشکلکشا علی مرتضی میرے پاس نہون مگر وفات کیوقت ایسی تدبیر نکالی
کہ حضرت علی قتل ہو جاوین - وہ یہ ہی کہ اپنے مرتے وقت کسیکو خلافت پر
نامزد نکیا - نہ طریقہ بعیت و اجماع کی اجازت دی - بلکہ خلافت کو چھہ شخصون
پر منحصر کر کے فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کر دی وہ چھہ آدمی کون کون تھے اول
حضرت علی دوم حضرت عثمان سیوم عبد الرحمن بن عوف چہارم سعد بن
ابی وقاص پنجم طلحہ بن عبد اللہ ششم زبیر ابن العوام - چونکہ چھہ آدمیون مین
گمان ہوسکتا ہی کہ دونون سمت تعداد آرائے کی مساوی ہو جاوے اور

فیصلہ ہونا دشوار ہوا اسلیئے ابن عوف کو سرپنچ قرار دیا کہ جس طرف عبدالرحمن شامل ہو اُن تین شخصوں کی رائے پر عمل ہو۔ اور فریق ثانی مین اگر تین آدمی کسی ایک کی خلافت پر متفق ہوئے ہون تو اُنکا مقرر کیا ہوا خلیفہ اُسیوقت مجلس شوری مین قتل کیا جاوے یا اگر وہ عبدالرحمن کے مقرر کیئے ہوے خلیفہ سے بیعت کرے تو قتل سے باز رکھا جاوے۔ مروی ہی کہ بعد اس قرارداد کے جناب علی مرتضی نے اپنے چچا عباس سے یہ بات فرمائی کہ مینے عمر کی تدبیر پر بخوبی خیال کیا۔ کہ اُسنے فقط میری محرومی کے لیئے یہ سب کارسازی کی ہی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عبدالرحمن برادر اخوت داماد عثمان کا ہے اور سعد ابن عم عبدالرحمن کا ہی یہ تین شخص تو بلا شک وشبہ ایک طرف ہی ہونگے نہایت درجہ یہ ہی کہ زبیر بن العوام میری طرف ہو لیکن اُن تین آدمیون مین کسیطرح تفریق اور جدائی نہین ہوسکتی۔ پس وہ جانتا تھا کہ ابن عوف میری مخالفت کریگا یا تو مین اُسکے مقرر کیئے ہوئے خلیفہ سے بیعت کرون یا اُسی مجلس مین قتل کیا جاؤن یہ کیفیت تو تقرر شوری کی ہی اب کارروائی اہل شوری پر نظر کیجائے کہ فی الواقع وہ ہی واقع ہوئی جسکو جناب امیر علیہ السلام نے فرمادیا تھا۔ کہ ادھر تو فقط زبیر نے اپنے امر کو متعلق علی مرتضی سے کردیا۔ اور باقی چار شخصون نے ابن عوف کو مختار کردیا اور خلافت دو شخصون کے درمیان مین دائر ہوئی۔ حضرت علی اور عثمان۔

سب لوگ اس امر کے متوقع تھے کہ ابن عوف بے ایمانی نکریگا اور حضرت علی کو خلیفہ کریگا اور ابن عوف بھی اپنے دل مین سبھی پر نہین تھا کہ اگر عثمانکو

بوجہ قرابت قریبہ خلیفہ کرون تو دنیا مین کیا منہ دکھاؤن سب کہینگے کہ افضل اور لائق شخص کو چھوڑ کر ایک غیر مستحق اور ناقابل خلافت کو خلیفہ کر دیا اور شاید یہ خیال بھی ہو کہ اس ناانصافی کو روا رکھکر خدا اور رسول کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ اور اگر حضرت علی کو خلیفہ کرتا ہون تو خسر صاحب کسی طرح نہین مانتے تب ابن عوف نے عمرو عاص وغیرہ چالاک آدمیون سے مشورہ کیا۔ اُنھون نے یہ رائے دی کہ اول حضرت علی سے ایسی باتین کرو کہ انکو یہ امید واثق ہو جاوے کہ ابن عوف مجھے ہی خلیفہ کریگا۔ اور مجلس شوریٰ مین بھی اول اُنھین سے گفتگو کرو۔ اور یہ کہو کہ مین اسوقت تمسے اس شرط پر بیعت کرتا ہون کہ سیرت شیخین پر عمل کرتے رہو۔ اور یقین ہے کہ وہ ہرگز اس امر کو قبول نکرینگے اسوقت تمکو بہت اچھا حیلہ ہاتھ آئیگا۔ تب عثمان سے یہی بات کہنا اسوقت عثمان بلا کسی حجت و تکرار کے اس شرط کو قبول کرلینگے یہ بات ابن عوف کی بھی سمجھ مین آگئی اور اسیطرح اُسنے عمل کرکے حضرت علی کو محروم کیا اور عثمان کو خلیفہ کر دیا۔

مگر یہ خدا کی قدرت ہے کہ تھوڑے ہی دنون کے بعد اہل شوریٰ کو ایسا پشیمان ہونا پڑا کہ بالآخر نوبت قتل خلیفہ صاحب کی پہونچی۔ اور خلیفہ صاحب نے بھی وہ شرط عمل بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت شیخین ایسی نباہی کہ اہل شوریٰ کو مجالس اہل ایمان مین منہ دکھانے کی جگہ نہ رہی سب سے پہلا حکم بمخالفت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ یہ تھا کہ حضرت عمر کی صاحبزادے عبید اللہ نے چار شخصون کو بےگناہ قتل کر ڈالا۔ ہرمزان و جفینہ و دختران ابولولو۔

یہ مقدمہ خلیفہ صاحب کے روبرو پیش ہوا۔ اور اللہ کے دین کے قاضی نے فتویٰ قصاص کا دیا مگر خلیفہ صاحب نے ملزم کو چھوڑ دیا اور بیگناہوں کے دیت بیت المال سے دلائی۔ اس فیصلہ مین تین فضائل حاصل ہوئے اول مخالفت حکم خدا اور رسول دوم اسراف مال سیوم اتلاف حق مسلمین دوسرا قضیہ ثعلبہ ممنوع الزکوۃ کا ہی کہ خدا نے حکم دیا کہ اس ملعون سے زکوۃ نہ لی جاوے اور پیغمبر خدا اور شیخین نے اُسی پر عمل کیا۔ لیکن آپنے اُسکی سنت خوشامد یا کچھ صرف کرنے پر زکوۃ اُس سے لیلی تیسرا قضیہ حکم اور مروان کا ہی کہ رسولخدا صلعم نے اُسکو دیس نکالا دیا اور شیخین نے باوجود سعی اور کوشش ان لوگوں کے دور تر نکلوا دیا مگر حضرت عثمان نے اُنکو اپنے پاس بُلا لیا۔ مروان سے اپنی دختر کی شادی کی۔ اور تمام مسلمانون اور غازیون کے گلوتراشی کرکے تمام خمس غنیمت ملک افریقیہ اُسکو عطا کیا۔ اور پھر ایک لاکھ دینار عطا کئے۔ بازار مدینہ کے خراج اور اراضیات زرعی کا عشر مروان کو معاف کیا اور یہ حکم جاری ہوا کہ جبتک مال تجارت مروان کا فروخت نہو جایا کرے۔ کوئی شخص اپنا مال فروخت نکرنے پاوے اور سوائے جہازات وتجارت عثمان ومروان کے اور کسیکا جہاز بحرین کی آمدورفت نکرے۔ بیت المال کا لاکھون روپیہ باغات وزراعات کے خریدنے اور مکانات کے بنانے مین صرف کیا۔ یہانتک کہ ایک مرتبہ ابو موسی اشعری بہت بیش بہا زیورات طلا ونقرہ کسی جنگ سے لائے اور حضرت عثمان نے وہ سب زیور اپنے زوجات اور دختران کو تقسیم کر دیا۔ بڑی بڑی حکومتوں سے اجلہ واکابر

صحابہ کو موقوف کرکے اپنے فاسق و فاجر بھائی بندون کو معزز کیا جہانتک ہوسکا مخالفت رسولخدا کی کری جن مواقع پر رسولخدا و شیخین نے نماز مین قصر کیا وہان آپ اتمام کرتے تھے صحابہ ابرار مثل ابوذر غفاری کو حکم مروان کی عوض جلاوطن کیا۔ ابن مسعود کا نہایت ہتک عزت کیا حضرت عمار یاسر کے توہین کی یہانتک کہ عبدالرحمن ابن عوف پر بھی ہاتھ صاف کیا اگرچہ دیگر صحابہ کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے ہمکو رنج ہوا۔ لیکن عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے البتہ نہایت درجہ طبیعت خوش ہوئی کہ انھون نے اپنی سعی مشکور کا خوب ہی انعام پایا۔ واقعی ایسے منصف مزاج کو جو کچھ انعام دیا جاوے وہ تھوڑا ہی صواعق محرقہ مین مروی ہی کہ لوگون نے عبدالرحمن بن عوف کو بہت کچھ ملامت کی کہ تونے حضرت علی کو چھوڑکر عثمان کو کیون خلیفہ کیا تو اُسنے اُسوقت اپنی حیلہ گری اور ناانصافی کے پوشیدہ رہنے کے لئیے لوگون سے اپنی بے قصوری اسطرح جتلائے کہ اسمین میرا کیا قصور ہی مین نے تو پہلے حضرت علی سے ہی کہا تھا کہ مین تم سے بیعت کرتا ہون بشرطیکہ کتاب اللہ وسنت رسولہ وسیرت شیخین پر عمل کرو تو انھون نے یہ کہا کہ بقدر استطاعت اور حتی المقدور ایسا کرونگا۔ مگر عثمان نے صاف اقرار کرلیا۔ اب اگر کوئی منصف مزاج اس زمانہ مین بھی موجود ہو تو اپنے دل مین غور کرے کہ جواب حضرت علی کا معقول تھا یا حضرت عثمان کا اور عقلمند کو کسکے جواب سے ایفاء وعدہ کی توقع ہوسکتی ہی اور کسکے جواب سے رفع الوقتی اور مطلب براری پائی جاتی ہے پس اگر عبدالرحمن بن عوف عقلمند تھے تو ظاہر ہی کہ

دیدہ و دانستہ اُنھوں نے یہ حیلہ واسطے محرومی حضرت علی کے نکالا تھا اور اگر سادہ لوح اور کم عقل تھے تو وائے بر عقل اُس قوم کے جنہنے ایسے بیوقوف کو سرپیچ کرکے اسلام مین طرح طرح کی رخنہ اندازی کی۔ انصاف اسکا منصف مزاج ناظرین کے ہاتھ ہے۔ حدیث ابن عوف صاحب صواعق نے مسند امام احمد بن حنبل سے نقل کی ہے جسے ہم لکھ چکے ہین جسکو تصدیق منظور ہو صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر سے کر لے۔ قصہ کوتاہ چھہ برس تک تو حضرت عثمان نے ایسی ہی خلافت کی کہ جسکے اکثر حالات ہم لکھ چکے ہین لیکن چھہ سال آخری ایسے گذرے کہ تمام اکابر صحابہ الامان پکار اُٹھے اور اکثرون نے تکفیر کی فتوے دیدیے اکثرون نے واجب العزل قرار دیا بی بی عایشہ نے کھلم کھلا اُنکے واجب القتل ہونیکا فتوی دیدیا اور بھائی صاحب نے تعمیل بھی کردی اجلہ اصحاب نے خلیفہ صاحب کا نام لینا چھوڑدیا بوجہ مشابہت ریش درازی کے نعثل یہودی کے نام سے انکو پکارنے لگے چنانچہ بی بی عائشہ کا قول انکے حق مین یہ ہی تھا۔ اقتلوا نعثلا یعنی اس نعثل یہودی کو قتل کردو۔ بر وقت مجلس شوری افسوس یہ ہے کہ انصاف دنیا سے بالکل سفر کر چکا تھا۔ وہ لوگ فضائل علی مرتضی سے بیخبر نہ تھے خوب جانتے تھے کہ حضرت علی افضل الناس بعد پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور اس بات سے بھی خوب آگاہ تھے کہ حضرت عثمان مین کوئی ایک بھی فضیلت ایسی نہین ہے کہ جس سے انکو مستحق خلافت سمجھا جاوے علم دین اور فقہ مین یہ شیخین کے برابر بھی نہ تھے زمانہ شیخین مین تحقیقات دینی اور تفتیش مذہبی تو کسی قدر تھی گو یہ بات

تسلیم کیگئی ہی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر استنباط مسائل شرعیہ سے عاجز اور علم قضا و اجتہاد سے ناواقف تھے لیکن وہ اوروں سے دریافت تو کر لیتے تھے۔ جیسا کہ صواعق محرقہ میں ہی کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو ایک عورت اُنکے پاس آئی اور اپنے پوتے یعنی پسر کے پسر کے ترکہ کا دعوے کیا۔ حضرت ابوبکر اس بات سے محض ناواقف تھے کہ دادی کا حصہ شرعًا ہوتا ہی یا نہیں اگر ہوتا ہی تو کسقدر چنانچہ صواعق محرقہ میں ہے۔ اخرج اصحٰب السنن الاربعہ ومالک عن قبیصہ قال جاءت الجدۃ الی ابی بکر الصدیق تسالہ میراثھا فقال مالک فی کتاب اللہ وما علمت لک فی سنتہ نبی اللہ صلعم شیئًا فارجعی حتی اسال الناس فقال المغیرہ بن شعبہ حضرت رسول اللہ صلعم اعطاھا السدس فقال ابوبکر ھل معک غیرک فقام محمد بن مسلمہ فقال مثل ماقال المغیرۃ فانفذہ لھا ابوبکر۔ یعنی اصحاب سنن اربعہ اور امام مالک قبیصہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دادی ابوبکر کے پاس پوتے کی میراث لینے کو آئی تو ابوبکر نے اُس سے کہا کہ قرآن میں تیرے لئے کچھ نہیں لکھا ہی اور طریقہ سنت رسول خدا کا مجھے معلوم نہیں ہے۔ اب تو تو اپنے گھر چلی جا میں لوگوں سے اس بات کو پوچھونگا پس پوچھا لوگوں سے ابوبکر نے۔ تو مغیرہ بن شعبہ بولا۔ کہ رسولخدا صلعم نے سدس حصہ دلایا ہی ابوبکر بولے اور بھی کوئی تیرے ساتھ ہی اسپر محمد بن مسلمہ کھڑا ہوا۔ اور بولا وہی بات جو مغیرہ نے کہی تھی۔ پس ابوبکر نے اُسکا فیصلہ کر دیا

طرفہ یہ ہی کہ اسی صواعق مین بذکر حضرت عثمان اس مغیرہ بن شعبہ کی نسبت لکھا ہے۔ انہ کان مرتشیا یعنی مغیرہ بن شعبہ رشوت خوار تھا۔ ایسا ہی حضرت عمر کے حالات سے ظاہر ہوا ہی کہ وہ حضرت علی اور ابن مسعود وغیرہ سے کچھ پوچھکر شرعی معاملات فیصل کیا کرتے تھے۔ اور بارہا ایسا اتفاق ہوا ہی کہ حضرت عمر نے خلاف شرع حکم دیدیا اور حضرت علی کو خبر ہو گئی۔ اور آپنے روک دیا۔ تو حضرت عمر شکریہ ادا کرتے اور اکثر یہ لفظ زبان پر لاتے۔ لولا علی لھلک عمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تھا۔ اور اکثر یہ لفظ فرماتے کہ ای بار خدا ایسی وقت سختی اور مصیبت مجھپر نہ ڈالنا کہ علی اسکے رفع کرنے والے میرے پاس نہون۔ چنانچہ مقدمہ قصاص مجنون اور رجم حاملہ کتب سیر مین مشہور و معروف ہین لیکن حضرت عثمان نے اپنے وقت مین شرع کی کچھ پرواہ نہین رکھی بلکہ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ حضرت عثمان کے روبرو پیش ہوا اور اُنھون نے ایک حاملہ عورت کے رجم کا حکم دیا۔ اور جب حضرت علی کو اسکی خبر ہوئی تو حضرت عثمان کو تنبیہ کیا اور حکم ناجائز دینے سے روکا مگر افسوس ہی کہ خلیفہ صاحب کا آدمی رجم گاہ پر منع کرنے کو اُسوقت پہنچا کہ لوگ اُس دو جی والی عورت کو رجم کر چکے تھے۔ صاحب تاریخ الخلفا بھی لکھتے ہین کہ حضرت عثمان کی خلافت کے آخری چھ سال بڑے سخت بدانتظامی مین گذرے تمام کتب سیر و احادیث اہلسنت مین درج ہی اور نیز صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء سیوطی مین درج ہی کہ بروز شوری حضرت علی مرتضی نے ایک سوال کئی

اپنے ایسے فضائل لوگون سے گنوائے۔ کہ اُمیں سے ایک کے مثل بھی کسی
دوسرے شخص کو امت محمدی مین حاصل نہین ہوئے ہر ایک فضیلت پر
حضار سے شہادت طلب کرتے تھے اور سب لوگ آپکے فضائل کی تصدیق
کرتے جاتے تھے اور آپ بھی فرماتے تھے کہ تمنے ابوبکر کو خلیفہ کیا اور مین
اُس سے افضل اور اولی تر مستحق خلافت تھا مگر اسلیئے خاموش رہا کہ تم
لوگ مرتد ہو کر کافر ہو جاؤ گے پھر عمر کو خلیفہ کیا۔ حالانکہ مین اُس سے بھی
افضل اور اولی تر تھا مگر اسی خوف سے خاموش ہو رہا لیا اب تم عثمان کو
بھی مجبپر ترجیح دیتے ہو خدا سے ڈرو کیا کبھی خدا کو منھ نہ دکھاؤ گے اجلہ و
ابرار صحابہ ابن عوف کی ناانصافی دیکھ دیکھکر خون کے سے گھونٹ پی رہے
تھے۔ لیکن ابن عوف نے حسن کی رعایت مین ایسا پتھر کا کلیجہ بنا لیا تھا
کہ کسی بات نے اُسکے سخت دلی پر اثر نکیا۔ اگرچہ ابن عوف حضرت عثمان کے
سازی خلافت کے زمانہ تک زندہ نہین رہا۔ لیکن یہانتک نوبت ضرر
پہونچ گئی تھی کہ اس ناانصافی کے سبب سے محافل اور مجالس مومنین
مین شرم و ندامت کے سبب جانا آنا موقوف کر دیا اور جبکہ خود اُنکو ہی خلیفہ
صاحب نے انعام دیانت اُنکی سخن دلی کا فتوی دینے لگے والحمد للہ علی
ذلک فضائل حضرت عثمان کی یہ کیفیت ہے کہ بروز محاصرہ آپنے اپنے
فضائل لوگون کے روبرو بیان کئے مگر وہ جملہ فضائل شمار مین فقط دو
عدد نکلے۔ ایک یہ کہ مین نے بحکم رسولخدا صلعم جیش عسرت کی تجہیز کی۔
دوسرے یہ کہ مین نے ایک چاہ تعمیر کرایا جسکا نام بیر رومہ ہے اور کچھ شک

نہیں کہ اگر غیر مسلم بھی کوئی فیض کا کام کرے تو ثواب پائے۔
تیسری فضیلت متاخرین اہل اسلام نے جمع قرآن کی اُنسے منسوب کردی ہی مگر
اُسوقت کی لوگون کو انکی مداخلت قرآن مجید مین پسند نہین آئی۔ قرآن تو حضرت
ابوبکر کے ہی زمانہ مین زید بن ثابت نے جمع کردیا تھا جیسا کہ روایت انس
سے بروایت مشکوۃ شریف سے ظاہر ہوا ترتیب موجودہ جو بڑی فضیلت شمار کی
جاتی ہی اُسمین حضرت عثمان نے اپنی ذات سے کچھ نہین کیا بجز اسکے کہ زید بن
ثابت کے ساتھ عبد اللہ ابن زبیر کو شامل کرکے حکم لکھنے قرآن کا دیا اور
تمام ممالک سے قرآن طلب کرکے جلوا دیے اور زید و عبد اللہ کا لکھا ہوا
قرآن جاری کردیا اُسوقت کے اکابرین نے حضرت عثمان کے اس
فعل کو مستحسن نہین سمجھا بلکہ بہت ہی زبون خیال کیا گیا تھا حتی کہ بی بی
عائشہ نے اُس زمانہ مین لوگون کو انکے قتل کرڈالنے کی بہت کچھ ترغیب
دی ان حالات سے پایا جاتا ہی کہ شوری انصافانہ نہین ہوا۔ مگر وجود
شوری البتہ اس امر پر صاف دلالت کرتا ہی کہ اصحاب ثلثہ مین سے
کسی کے لئے حکم خلافت صادر نہین ہوا کیونکہ اگر اہلسنت کا یہ قول
صحیح ہوتا کہ حضرت رسولخدا نے درجہ بدرجہ اصحاب ثلثہ کے نام لیکر
اظہار اُنکی خلافت کا کردیا تھا۔ تو حضرت عمر بھی ضرور اُس حدیث سے
واقف ہوتے اور کبھی برخلاف حدیث نبوی تیسری خلافت کے لئے
چھہ آدمیون کو نامزد نہ کرتے کیونکہ جب خلافت نام بنام منصوص تھی
تو سعد اور طلحہ و زبیر و عبد الرحمن کیون خلافت کے امیدوار کئے گئے۔

اور طرفہ یہ ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک کچھ ان چھہ آدمیون پر ہی انحصار خلافت سیوم نہ تھا۔ بلکہ روضۃ الاحباب سے پایا جاتا ہی کہ حضرت عمر کے نزدیک ان چھہ آدمیون کے علاوہ دو اور شخص انسے زیادہ مستحق تھے مگر تقدیر سے اُنکی موت آچکی تھی اگر وہ زندہ ہوتے تو اُنمین سے ایک خلیفہ سیوم مقرر کر دیا جاتا اور خلافت چہارم کے لئے دوسرا نامزد ہوتا۔ جو لوگ فن سیر سے آگاہ ہین اور بیعت سقیفہ کے حالات سے ماہر ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ وہ دو شخص کون تھے۔ اُنمین سے ایک تو ابو عبیدہ بن جراح تھے دوسرے سالم مولی ابو حذیفہ۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین اپنے سامنے کسکو خلیفہ کر جاؤن اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو اُنکو مین خلیفہ کر جاتا۔ یا اُنکے بعد سالم بھی زندہ ہوتے اُنکو اپنا خلیفہ بناتا اب مین کیون ناحق اپنے سر پر بار خلافت لون۔ حضرت عمر کے آخری زمانہ حیات مین اس فقرہ سے وہ پورا اناراز سربستہ سقیفہ بنی ساعدہ کا ظاہر ہوا۔ پس کچھ شک نہین کہ اُسوقت باہم ان چار شخصون کے ہی قرارداد ہوا تھا۔ کہ اول ابوبکر خلیفہ ہون اُنکے بعد اگر عمر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون حضرت عمر کے بعد ابو عبیدہ اگر زندہ ہون وہ خلیفہ ہون اُنکے بعد سالم خلیفہ ہون۔ مگر یہ قدرت خدا کی ہی چار یارون مین سے دو یار دوسرے خلیفہ کے ہی زمانہ مین مر گئے۔ ہم آجتک یہ ہی سمجھ رہے تھے کہ ابو عبیدہ سے شرکت و اعانت یوم سقیفہ کا بدل و عوض فقط یہ سالاری ٹھہرا ہوگا جو اُنکو مل چکا اور سالم مولا ابو حذیفہ کی نسبت یہ گمان تھا کہ وہ کیسے غلام تھے

کسی دباؤ یا تھوڑی سی طمع پر وہ انکے شامل ہوگئے ہون کیونکہ یہ امر تو تحقیق ہو چکا ہی کہ یوم سقیفہ فقط یہ ہی کہ دو شخص ہمراہ شیخین رفیق و ہم مشورہ بن کر گھر سے نکلے تھے اسلئے کوئی شک نہین کہ یہ چارون شخص باہم ایکدوسرے سے خلافت کی بابت قسم و عہد کئے ہوئے تھے بعد مین جو شخص انکے شامل حال ہوئے وہ دیگر سلوک و مراعات کے موعود تھے۔ مجھے سخت تعجب اس بات کا ہوتا تھا کہ حضرت ابوبکر نے اپنی حیات مین ہی کیون حضرت عمر کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت عمر نے کیون اس سنت خلیفۂ اول کو ترک کیا یہ بات اب کھلی کہ ایک دوسرے کا استخلاف پر بناء عہد و میثاق باہمی کے تھا حضرت عمر کے بعد وہ دونون شخص زندہ نہ تھے اسلئے حضرت عمر نے اپنی حین حیات کسیکو اپنا جانشین نہ کیا۔ دیکھئے روضۃ الاحباب جلد دوم صفحہ ۱۳۴۔ "در روایتی آنکہ چون از وی طلب تعیین خلیفہ نمودند گفت اگر ابوعبیدہ در سلک احیاء منتظم بودی خلافت بوی تفویض می نمودم و اگر حق تعالی از من سوال کردی کہ وجہ تخصیص او بخلافت چہ بود گویم از رسول تو صلعم شنیدہ بودم کہ می فرمود انہ امین ہذہ الامۃ۔ و اگر سالم مولائے ابوحذیفہ در قید حیات بودی وی را خلیفہ می گردانیدم و اگر پروردگار من از آن سوال کردی در جواب عرض میساختم کہ از پیغمبر صلعم شنودم کہ می گفت سالم یحب فی اللہ" اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے نزدیک حضرت علی تو کسیطرح لائق خلافت ہی نہ تھے حالانکہ حضرت علی کی نسبت رسولخدا کا ارشاد ہے

انت صفی و امینی اور نیز انه محب اللہ رسوله و یحبه اللہ و رسوله۔
کذا فی خصائص النسائی اور اُن چھہ شخصون مین سے بھی۔
اگر سفارش کی ہی تو سعد بن ابی وقاص کی کی ہی۔ چنانچہ روضۃ الاحباب
کے صفحہ ۱۸۱ مین ہی و در وایتے آنکہ گفت کہ اگر سعد را خلیفہ گردانید او اہل
و محل آنست الی آخرہ۔ سعد کے بعد سفارش اپنے پسر کی فرمائی باین
عبارت روضۃ الاحباب۔ اگر بحکم عبد اللہ بن عمر راضی شوید وی را حکم
کنید و الا طرفی کہ عبد الرحمن ابن عوف دران بود مرجح و معتبر دانید و مخالف
را مقتول گردانید۔ اگر کوئی نادان یہ سمجھے کہ حضرت عمر اپنے دلمین حضرت
علی سے بہتر اور افضل اور مستحق تر خلافت کا کسی دوسرے کو جانتے تھے
محض غلط ہی بلکہ حقیقت یہ ہی کہ وہ حضرت علی کو جمیع صحابہ سے افضل اور
اعلم اور اشجع اور اقضا۔ اور لائق منصب خلافت جانتے تھے اور حضرت
ابو بکر بھی ایسا ہی سمجھتے تھے لیکن یہ بات بھی گوارا نہ فرماتے تھے خلافت
اپنے مرکز پر قرار پاوے۔ حضرت ابو بکر تو اپنے عہد و میثاق سے لاچار تھے
کہ جن لوگون نے غایت سعی و کوشش سے اُنکو خلیفہ بنایا اور یہ اُنسے
عہد کر چکے تھے کہ اپنے بعد تم مین سے جانشین کرونگا اسی لئے چند بار
حضرت علی سے وعدہ خلع بیعت خود کر کے اُسکا ایفا نکر سکے۔ اور حضرت
عمر باوجود فوت ہوجانے معاہد ہم کے بھی جو در پے اس امر کے رہے
کہ خلافت کی نوبت حضرت علی تک نہ پہونچے اسمین ایک بڑا راز مستتر تھا
یعنی وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت علی کے خلیفہ

ہوتے ہی ہماری قلعی اُتر جاویگی اور ہماری طرف سے مومنین کا عقیدہ مطابق ہمارے اصلی حالات کے ہو جائیگا اور جو جو امور شیعیان علی ہماری نسبت تخلیہ مین کہتے ہین وہ برسر منبر کہے جاوینگے اگر کوئی غیر شخص خلیفہ ہوگا تو ہم بدستور سبکے پیشوا بنے رہینگے اور ہماری عیوب ظاہر ہونگے لیکن یہ سمجھے کہ تو کبھی نہ کبھی ضرور ظاہر ہوگا حضرت عمر نے اپنے ایام خلافت اور خصوصًا بوقت قرب وفات بہت ہی تدابیر اور انتظام اس امر کا کیا کہ حضرت علی تک نوبت خلافت نہ پہونچی اُن تدابیر مین سے بعضی خفیہ ہین اور بعضی علانیہ۔ اُنمین سے بعض کا مذکور ہم بیشتر کر چکے ہین۔ اول وہ خطبہ جو صحیح بخاری مین مرقوم ہی کہ حضرت عمر نے خطبہ مین فرمایا کہ مین ایسا سنتا ہون کہ بعضے لوگ یہ مشورہ کرتے ہین کہ اگر عمر مر جاوے تو فلان شخص کو ہم خلیفہ بنا وینگے جسطرح لوگون نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا مگر واضح رہے کہ خلافت اور بیعت ابوبکر کی ایک امر ناگہانی اور اچانک غیر متوقع تھا خدا نے اُسکے شر کو دور کر دیا اب اگر کوئی اس طرح کسیکو خلیفہ کرنا چاہے وہ قتل کر دیا جاوے جو لوگ کچھ بھی عقل رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ امت محمدی مین وہ کون شخص تھا جو برخلاف خلفا کے خلافت کو اپنا حق سمجھتا تھا بیشک سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی شخص دعویدار اس بات کا نہ تھا اور نہ مسلمانون مین کوئی شخص ایسا تھا کہ وہ برخلاف خلفا کے حضرت علی کے سوا اور کسی شخص کی خلافت کا امیدوار ہو پس مفہوم اس خطبہ کا فقط یہ تھا کہ جو حضرت علی کے ہوا خواہ مشورہ کرتے ہین کہ ہم بھی عمر کے مرنے کے بعد حضرت علی کو خلیفہ کر دینگے یہ لوگ واجب القتل

ہین انکو بعد حضرت علی کے قتل کر دیا جاوے۔ اب وفات کے وقت جو خلافت
کو چھہ شخصون مین دائر کرکے محل نزاع بنایا یہ بھی واسطے محرومی حضرت علی مرتضی
کے تھا اور جن جن لوگون سے خلافت کو نامزد کرکے سودا رخام طمع
خلافت کا اُنکے دماغون مین پکایا اس سے پیشتر یہ لوگ کبھی متمنی خلافت کے
نہین ہوئے تھے نہ اپنی آپکو قابل خلافت جانتے تھے نہ اور لوگ انکو خلافت
کے لائق سمجھتے تھے چنانچہ خود حضرت عمر فرماتے ہین۔ بقول صاحب روضۃ
الاحباب۔ روایتے آنکہ گفت گمان من آنست کہ والی مسلمانان نشود مگر
یکی ازین دو مرد عثمان یا علی۔ پھر اہل انصاف فرمائین کہ چھہ آدمیو کا شورے
کرنا کس غرض سے تھا۔ وجہ اس گمان کی کہ خلیفہ ان دو شخصون مین سے ایک
ہوگا یہ ہی کہ حضرت علی کی نسبت تو جانتے ہی تھے کہ شروع سے دعویدار
خلافت ہین اور مومن دیندار لوگ انکو امام برحق جانتے ہین اور حضرت عثمان کی شاخ خود عمر کی
ہی نکالی ہوئی تھی کہ انکی نسبت یہ بھی پہونچ گئے کہ آدمی مالدار اور قبیلہ والے ہین اکثر لوگ
طرفدار انکے بھی ہوجاوینگے۔ اب حضرت عمر نے تدبیر شوری اسی لئے نکالی
کہ حضرت علی کو محروم کرین۔ چار شخص جو حضرت علی اور عثمان سے علاوہ
نامزد کئے اُنکی نسبت یہ خوب جانتے تھے کہ یہ سب عثمان کے طرفدار ہین
غایت یہ ہی کہ زبیر حضرت علی کے ساتھ ہو اسلئے یہ قرار دیا کہ کثرت رائے سے
حکم دیا جائے پھر طلحہ کیطرف سے کچھ شبہ گذرا کہ ایسا نہو کہ وہ زبیر کے ساتھ
ہوجاوے اور حضرت علی بھی فریق ثانی کے برابر تعداد مین ہوجاوین تب
عبد الرحمن کی رائے کو ترجیح دیدی کیونکہ وہ رشتہ داریون اور باہمی مجبوریون کو

خوب ہی جانتے تھے کہ ابن عوف داماد حضرت عثمان کا ہی اور سعد ابن عم
عبدالرحمن کا ہی یہ تینون توکسیطرح جدا نہین ہوسکتے۔ حضرت عمر یہ بھی
جانتے تھے کہ حضرت علی کو اپنے استحقاق خلافت پر اسقدر وثوق اور اصرار
ہے اسلئے دوسرے شخص کے مقرر ہونے پر ضرور ہی مخالفت کرینگے کیونکہ اور
کوئی تو اپنے آپکو حقدار نہین سمجھتا اگر وہ خوش نصیبی سے خلیفہ ہوجاوے تو
اُسکو نعمت غیر مترقب سمجھکر خوش ہوجاوے اور اگر وہ خلیفہ مقرر نہو تو کوئی
رنج اُسکو نہین کیونکہ وہ حقدار نہین ہی اسلئے یہ امر قرار دیا کہ اگر عثمان سے
بیعت سے علی مرتضی مخالفت کرین تو قتل کردیے جاوین۔ قبل تقرر شوری
حضرت عمر کا ابن عوف سے تخلیہ کی باتین کرنا اور خلافت کا تقرر اُسکی
رائے پر مفوض ہونا بے وجہ نہ تھا۔ اگر کوئی معترض یون کہے کہ یہ باتین
ظنی ہین اگرچہ گمان غالب ہی مگر صاف طور سے منقول نہین ہی کہ نیت حضرت
عمر کی یہ ہی تھی کہ حضرت علی مقتول ہون یا خلافت سے محروم رہین یہ
بات حضرت عمر کی اُس تقرر سے ثابت ہوجاویگی جو قبل از وفات خود
مسلمانون کو مخاطب کرکے فرمائی اور اُسکا مطلب صاف یہ ہی ہے کہ
علی کی بات نہ سننا علی سے مندر کرنا جو وہ کہتے ہین دروغ ہی۔ گو بظاہر نام
نہ لیا اس خوف سے کہ مومن اور دیندار لوگ ابھی کفر و نفاق سے منسوب
کرینگے مگر وہ بیان کنایہ ابلغ من التشریح ہی دیکھو روضۃ الاحباب صفحہ ۳۴۲
حضرت عمر مسلمانون سے فرماتے ہین بعد بدرستی کہ می ترسم بر شما مگر از دو
شخص یکے آنکہ گمان وے اینست باشد کہ او احق ست بخلافت از صاحب خود

بنا بر آن با خلیفہ وقت مخالفت نمودہ مقاتلہ و محاربہ کندم پس غور کرین سب مسلمان اس امر پر کہ حضرت عمر کے ذہن مین ایسا کون شخص تھا منجملہ حضرت علی اور عثمان کے کہ اپنے آپ کو اپنے ساتھی سے زیادہ مستحق خلافت جانتا ہو۔ اور حضرت عمر کو ان دونون مین سے کسکی نسبت گمان تھا کہ اگر وہ خلیفہ نہوا تو ضرور خلیفۂ وقت سے مقاتلہ کریگا۔ چنانچہ دو چار ہی دن کے بعد لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ حضرت عمر کا یہ گمان حضرت علی کی طرف تھا کیونکہ حضرت عمر کو بھی یہ معلوم تھا کہ خلافت در حقیقت حضرت علی کا حق ہی اُنکو غیر کا خلیفہ ہونا کیونکر گوارا ہوگا چنانچہ حضرت علی کے گفتگوی یوم شوری کو اکابر علمائے اہل سنت اس طرح لکھتے ہین۔

وفی مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ بسندھما الی ابی الطفیل عامر بن واثلہ۔ یعنی کتاب مناقب خوارزمی اور ابن مردویہ مین کہ دونون اجلہ علمائے اہلسنت سے ہین بسند خودہا ابو طفیل عامر بن واثلہ سے اسطرح مروی ہی کہ ابو طفیل کہتے ہین۔ قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت الاصوات بینھم فسمعت علیا یقول بایع الناس ابوبکر وانا واللہ اولی بالامر و احق منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا یضرب بعضھم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر لعمر وانا واللہ اولی بالامر منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان یرجع الناس کفارا ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع ولا اطیع ثم قال انشدکم باللہ الا اخر لما ناشدہ۔

یعنی ابی الطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ میں بروز شوریٰ دروازہ پر تھا کہ آوازیں بلند ہوئیں اور میں نے حضرت علی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی اور بخدا میں اولیٰ تر اور مستحق تر خلافت کا تھا ابوبکر سے لیکن میں سنکر اس خوف سے مطیع رہا کہ لوگ پھر دین آبائی پر لوٹ کر کافر ہو جائینگے ایک دوسرے کی گردنیں تلوار سے کاٹیں گے۔

بعد اسکے بیعت لی ابوبکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا کی میں بہ نسبت عمر کے اولیٰ تر تھا لیکن اسی خوف سے کہ لوگ کافر ہو جائینگے سنکر خاموش ہو رہا۔

اب تم لوگ یہ ارادہ کرتے ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو میں نہ مانونگا اور نہ بسمع قبول و رضا اصغا کرونگا پھر اسکے بعد آپنے لوگوں کو متوجہ کرکے فرمانا شروع کیا کہ تم لوگوں کو قسم ہی خدا کی تم میں ہی کوئی ایسا میرے سوا کہ جسمیں یہ فلاں بات ہو تا آخر۔ یاد دہانی۔

ابن مغازلی نے اپنی کتاب مناقب میں پانچ اور تیس فضائل لکھے ہیں کہ اسوقت آپنے لوگوں کو یاد دلائے۔ طبری نے لکھا ہی فعد ه اکثر من مایته خصلة او ردها هو علیه السلام علی الامة فضله الله بها

پھر رجوع ہوتا ہوں حضرت عمر کے آخری وصیت کیطرف کہ انھوں نے دو شخص سے حذر کرنے کی لوگوں کو نصیحت کی کہ ایک کا ذکر اوپر ہو چکا دوسرے کا ذکر لکھتا ہوں۔ اور مراد دو شخص سے جداگانہ دو آدمی نہیں ہیں بلکہ مراد دو خصلت یا دو وجہ حذر سے ہی اگرچہ ایک ہی شخص میں پائی جاویں چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے اسطرح نقل کیا ہی۔

(دوم آنکہ کتاب اللہ را بعد ما خود تاویل کند بغیر تاویل حقیقی و غیر معنی مراد)
بحث اس امر کی کہ یہ خیال حضرت عمر کو کسکی طرف سے ہوا اور کیون ہوا دلیل اسکی بہت صاف ہی کیونکہ وہ اس بات کو خوب جانتے تھے کہ اکثر آیات قرآنی در بارہ ولایت و امامت حضرت علی مرتضیٰ نازل ہوئی ہین اور ہمنے طمع خلافت سے اُن آیات کو نہین مانا اور مسلمانون مین اپنا الزام رفع کرنیکو ہمنے اصلی معنے اور حقیقی تاویلات کو بدل کر تاویلات غیر حقیقی ظاہر کی ہین اب تک تو علی مرتضیٰ صبر کئے ہوئے بیٹھے رہے اور اگر اب بھی اُنکی حق تلفی ہوگی تو ضرور اُس شخص سے جو خلیفہ کیا جائیگا مقابلہ کرینگے اور بوقت مناظرہ اور مباحثہ کے اُن آیات قرآنی پر ضرور استدلال کرینگے جو اُنکی شان مین نازل ہوئے ہین اسلئے حضرت عمر نے پہلے سے یہ بندش کی کہ اگر نوبت مقابلہ پہونچے تو کوئی مسلمان حضرت علی کا ساتھ نہ دے اور اگر وہ مباحثہ او مناظرہ مین آیات قرآنی پر استدلال کرین تو یہ جہال عرب اُنکو نعوذ باللہ کاذب سمجھ کر اُن سے متنفر ہون۔ وجہ اس امر کی علم کی کہ حضرت علی ضرور تاویل آیات قرآنی پر منافقین امت پر جہاد کرینگے اور اُنکو اسی بات پر قتل کرینگے یہ ہی کہ حضرت عمر اُس حدیث نبوی سے آگاہ تھے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسطرح مین تنزیل قرآن پر قتال کرتا ہون اسیطرح علی مرتضیٰ تاویل قرآن پر قتال کرینگے یعنی جناب پیغمبر خدا صلعم کفار سے اسلئے قتال کرتے تھے کہ وہ اس امر کو قبول کرین کہ قرآن خدا کیطرف سے نازل ہوا ہی اور تاویل قرآن پر قتال کرنا یہ ہی کہ اُن لوگونکو قتل کیا جاوے جو مسلمان ہوکر تنزیل کی تو قائل ہوگئے ہین

لیکن تاویل آیات مین مخالفت امر حق کے ہین۔ اور جن آیات کی تاویل مین مسلماعون نے مخالفت حق کی ہے وہ آیات متعلق بولایت و امامت و حقوق علی مرتضی و اہلبیت پیغمبر کے ہین۔ ثبوت علم حضرت عمر کا اس حدیث سے ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر دونون اُسوقت مین موجود تھے اور دونون صاحبون نے اُسوقت تمنا بھی اس امر کی کری کہ تاویل قرآن پر قتال کرنے والے ہم ہودین جیساکہ صحاح اہل سنت مین حدیث خاصف النعل مشہور ہی حدیث ہی اور بہت طریقون سے مروی ہی ازانجملہ ہم وہ طریق نقل کرتے ہین جو امام نسائی نے خصائص مین روایت کی ہے حدثنا احمد بن شعیب قال اخبرنا اسحاق بن ابراهیم و محمد بن قدامه واللفظ له وعن جرير الاعمش عن اسمعیل بن رجاء عن ابیه عن سعید الخدری قال کنا جلوسًا منتظر رسول الله فخرج الینا قد انقطع شسع نعله فرمی بها الی علیؓ فقال ان منکم تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله قال ابوبکر انا قال لا قال عمر انا قال لا ولکن خاصف النعلة۔

پس ثابت ہوا کہ یہ وصیت حضرت عمر کی خاص اسی وجہ سے تھی کہ کوئی شخص حضرت علی کی مدد و اعانت نکرے اور جسطرح وصیت آخری رسولخدا صلعم کو ضایع کرکے حق تلفی حضرت علی کی کی تھی تادم زیست اُسی مخالفت قائم رہین۔ درحقیقت یہ کمال وضعداری ہی کہ جو بات منھ سے نکل گئی خواہ اچھی ہو یا بری خواہ ایمان جائے یا رہے دم مرگ تک اُسکو نباہ دین

حضرت عمر کی یہ آخری وصیت پڑھکر اور بھی ہمکو افسوس ہوا کیونکہ انھوں نے
اُس وصیت مین سبکی ہی سفارش کی ہی نام بنام مہاجرین سے یہ سلوک
کرنا انصار کی یون خاطرداری کرنا لیکن اہلبیت پیغمبر کے حق مین ایک لفظ
بھی سفارش کا اُنکی زبان سے نہ نکلا۔ حالانکہ مصیبت کے وقت یہ ہی
کام آتے تھے جیسا کہ حضرت مشکلکشا کے احسانات کا اقبال اوپر گذرا اور ایک
قصہ قحط سالی کا روضۃ الاحباب مین مرقوم ہی کہ رسولخدا صلعم نے اُس ایام سخت
قحط زمانہ خلیفہ ثانی مین کسی سے خواب مین فرمایا کہ عمر سے کہو کہ اسنے ہمسے جو
عہد کیا تھا اُسکو وفا نہ کیا۔ تب حضرت عباس کی خوشامد کر کے دعاء طلب
باران کرائی اور قحط رفع ہوا لیکن آخری وقت مین کسی احسان کو بھی یاد نرکھا
یہ حال تھا قرن صحابہ کا جو اوپر مذکور ہوا اسلئے حدیث مستدلہ مولف اسرار
الہدی کچھ بھی نفع نہین پہونچاتے۔ اہل شوری کی صاف بددیانتی ثابت
ہوگئی اگر ہم بحث منصوص وغیر منصوص کو قطع نظر کر کے فقط اسی بات
بحث کرین کہ حضرت علی اور عثمان مین افضل کون تھا او سوقت اہل شوری
کی دیانت کا حال صاف ظاہر ہوجائیگا۔ خود طبقہ صحابہ اس امر کو قبول
کررہا ہی کہ عثمان کو حضرت علی سے کوئی نسبت کسی قسم کی نہین کیونکہ عثمان
سے سخت گناہ صادر ہوئے اور حضرت علی کا قرب و منزلت جو رسولخدا سے
تھا وہ پوشیدہ نہین۔ دیکھو کتاب خصائص امام نسائی۔ اخبرنا احمد بن
شعیب قال اخبرنا اسمعیل بن مسعود البصری قال حدثنا شعبہ
عن ابی اسحق عن العلاء وسال رجل ابن عمر عن عثمان قال کان

من الذین تولوا یوم التقی الجمعان فتاب اللہ علیہ ثم اصاب ذنبا فقتلوہ فسالہ عن علی رض فقال لا تسئل عنہ الا قرب منزلۃ من رسول اللہ ۔ و بطریق دیگر عن عزار قال سالت عبد اللہ بن عمر قلت الا تحدثنی عن علی و عثمان قال اما علی فھذا ابیتہ من بیت رسول اللہ ولا احدثک عنہ بغیرہ و اما عثمان فانہ اذنب یوم احد ذنبا عظیما عفی اللہ عنہ و اذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ ۔ یعنے کسینے ابن عمر سے دربارۂ عثمان سوال کیا تو فرمایا انحضون نے کہ عثمان اُنمین سے ہین جو بروز تلاقی عسکرین میدان احد سے فرار ہوگئے مگر خدا تعالی نے اُس گناہ سے درگذر کی پھر اسکے بعد اور گناہ عثمان سے صادر ہوا جسکی پاداش مین وہ قتل ہوگئے ۔ پھر اُس شخص نے حضرت علی کی نسبت سوال کیا فرمایا کہ اُنکی نسبت سوال مت کر مگر اُس قرب و منزلت پر خیال کر جو اُنکو رسو لخدا صلعم سے حاصل تھے دوسرے طریق سے جو عزار سے مروی ہی وہ کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ آپ مجکو علی و عثمان کی بابت نہین فرماتے تو وہ بولے کہ دیکھہ یہ گھر اُنکا ہی رسول اللہ صلعم کے گھرون مین اسکے سوائے اُنکی اور کیا بات بجتے کہون ۔ لیکن عثمان بتحقیق کہ اُسنے گناہ کیا احد کے دن سخت کبیرہ گناہ کہ خدا نے اُس سے درگذر کی اور پھر تم مین اُسنے ایک صغیرہ گناہ کیا جسکی پاداش مین ہمنے اُسے قتل کر ڈالا ۔

و اما قولہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو

منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہی۔
بلکہ جہان کہین ارشاد ہوا ہی وہان اسی طرح پر ہوا ہی جسکے چند نمونہ دکھائے جاتے ہین چنانچہ بعضی فرقہ بنی آدم کے حق مین خدائے تعالی فرماتا ہی۔
اول آیت وجعلکم ملوکا واٰتٰکم ما لم یؤت احدا من العالمین
اور بنایا تمکو بادشاہ اور دیا تمکو جو کچھ نہ دیا کسیکو دونون جہان مین
دوم آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض۔
خدا وہ ہے کہ جسنے بنایا تمکو خلیفے بیچ زمین کے
سیوم آیت ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین۔
اور بنایا ہمنے تمکو پیشوایان اور بنایا ہمنے تمکو وارثان
دیکھو جملہ آیات بینات سے خلافت وامامت منصوص من اللہ نہین سمجھی جاتے۔
فاقول بحولہ تعالی یہ طرفہ ماجرا ہی کہ مؤلف صاحب قرآن اور حدیث کا تو اپنے آپکو عالم جانتے ہی تھے اب تمام کتب سماویہ کے بھی عالم ہوگئے یہ خبر نہین کہ کتب سماویہ مین خلافت وامامت تو بڑے رتبہ کے منصب ہین بادشاہت تک منصوص من اللہ ہی اور بغیر نص کے کبھی کسی مرسل کا خلیفہ و امام مقرر نہین ہوا۔ منشی صاحب نے حوالہ تو کتب سماویہ سابقہ کا دیا اور ثبوت مین آیات قرآنی تحریر فرمائین لیکن اہل انصاف غور فرمائین کہ ہمیشہ حق و باطل مین یہ فرق ہوتا ہی کہ جب اہل باطل کسی امر پر استدلال کرتے ہین تو خدا تعالی انکی عقل کو ایسا زائل کردیتا ہی کہ ہمیشہ اپنے استدلال کے برخلاف سند پیش کیا کرتے ہین اور اہل حق کے مقابلہ پر ایسا رعب چھا جاتا ہی کہ کہنا کچھ چاہتے ہین اور زبان سے کچھ نکلتا ہے۔
اہل انصاف آیات مستدلہ مؤلف صاحب کو ملاحظہ فرمائین کہ انکے دعوے کے بالکل برخلاف ہین یعنی ان ہرسہ آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے

کہ خلیفہ اور امام بلکہ بادشاہ تک خدا نے جسکو چاہا بنایا امت کا ہرگز دخل
نہین ہوا پہلی آیت مین بادشاہ تک مخصوص من اللہ ہے
دوسری مین خلافت تیسری آیت مین امامت کا منجانب خدا تعالی
مقرر ہونا درج ہی۔ اور دعوی منشی صاحب کا یہ تھا کہ پہلے خلیفہ اور امام
بھی مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے منجانب امت مقرر ہوئے ہین توبموجب
اس دعوے کے انکو لازم تھا کہ ایسی آیات پیش کرتے کہ جنمین یہ درج
ہوتا کہ فلان رسول کے خلیفہ کو یا فلان امام کو امت نے باختیار خود مقرر
کیا اور ہمنے اسکو منظور کر لیا۔ برخلاف اسکے آیات مستدلہ مین صاف
درج ہی کہ خدا تعالی نے تمکو بادشاہ کیا۔ اور خدا تعالی نے تمکو خلیفہ زمین کیا۔
اور خدائے تعالی نے تمکو امام یا وارث بنایا۔ علاوہ برین قرآن مجید مین
صاف درج ہی کہ امامت فقط خدا کی طرف سے مقرر ہوتی ہی انسان کا
اسمین مطلق دخل نہین۔ دیکھو خطاب جناب باری تعالی کا ابراہیم سے
انی جاعلک للناس اماما تا آخر آیت۔
دیکھو خدائے تعالی نے یہ فرمایا کہ مین نے تجکو آدمیون پر حکومت کرنیکے
لئے امام بنایا۔ اور یہ نہ فرمایا کہ آدمیون نے شوری اور پنچایت کرکے
تجکو امام بنایا۔ پھر خدائے تعالی سے حضرت ابراہیم نے دربارہ امامت
ذریت خود التجا کی نہ کہ امت سے کہ تم میرے بعد میری اولاد کو امام بنانا۔
اسیطرح ہر مرسل و پیغمبر نے اپنے پسر یا برادر یا برادر زادہ کو اپنا خلیفہ
مقرر کیا ہی۔ ہر ایک نے بحکم خدا مقرر کیا ہی نہ بمشورہ و پنچایت امت۔

منشی صاحب مہلت کافی لیکر کتب سماوی سابقہ اور اپنی کتب تفسیر و تواریخ کو خوب غور سے ملاحظہ کریں اور اُسکے بعد ایک نظیر کسی پیغمبر سابق کی ایسی پیش کریں کہ اُنکا خلیفہ بحکم خدا یا بحکم پیغمبر خدا مقرر نہیں ہوا ہی اور اُنکی امت نے بعد وفات پیغمبر کے بروے پنچایت یا شوری کے بطور خود مقرر کیا ہے۔
اسی پر خاتمہ تمام مناظرہ کا ہوتا ہی اگر منشی صاحب نے ایسی نظیر بعد تلاش اور مہلت کافی کے پیش بفرمائی تو یہ امر مسلم قرار دیدیا جاویگا کہ خلیفہ پیغمبر کا تقرر باختیار امت نہیں ہی اور جو خلفائے ثلثہ کو امت نے بذریعہ اجماع و شورے کے خلیفہ مقرر کیا ہی یہ فعل ناجائز اور خلاف سنت الٰہی ہی اور جو اس طریق سے خلیفہ مقرر ہوئے ہین وہ برحق نہین ہین بلکہ اُنکو برحق ماننے والے گمراہ ہین۔
کتب سابقہ پر جہانتک نظر کیجائیگی تو معلوم ہوگا کہ ہر پیغمبر کا خلیفہ منصوص من اللہ والرسول ہی بلکہ ہر ایک پیغمبر نے اپنا اپنا خلیفہ بحکم خدا اُسی طریق اور باہتمام سے مقرر کیا ہی جیسا جناب ختم المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام نے بمقام غدیر خم بحکم الٰہی حضرت علی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہی جسطرح جناب سرور کائنات نے حضرت علی کو بوقت استخلاف اپنے پاس کھڑا کیا ہاتھ سے مس کیا دعا و برکت دی بعینہ اُسیطرح سب پیغمبرون نے کیا ہی۔ دیکھو توریت شریف سفر اول ذکر استخلاف یعقوب علیہ السلام کو۔
فقال ۲ اسحق ابوہ اون فقبلنی یا ابنی فدنا منہ ثم قبلہ فاستنشق ریح ثیابہ فبارکہ وقال تعبدلک الامم وتسجد لک ۲ الشعوب کن

کن رئیسا لاخویک ولتسجد لک بنو امک مبارکوک مبارکون ولاعنوک ملعونون یعقوب سے اُسکے باپ اسحق نے کہا کہ قریب آ اور میرے سامنے ہو ای بیٹے پس قریب تر گیا اور باپکے سامنے آیا اور اسحق نے جامۂ پسر کو سونگھا اور اُسکو برکت دی اور فرمایا کہ بندگی کرینگے تیری امتین اور سر نیچا کرینگے تیرے آگے گروہین ہو تو سردار اپنے بھائیون کا اور سجدہ کرین تجھے تیرے ما جائے۔ اور جنکو تو نے مبارک کیا وہی ہمارے مبارک ہین اور جنکو تو نے لعنت کی وہی ملعون ہین۔ اہل انصاف حدیث غدیر کو اس فقرہ پر ملاحظہ فرما کر انصاف کرین کہ کسقدر مطابقت مضمون کی ہے وہو ہذہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔

اب اُس استخلاف کو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ پیغمبر اولوالعزم کہ جو پیغمبر آخر الزمان کو اپنا مثل اور پیغمبر آخر الزمان اُنکو بہت باتون مین اپنے آپ سے مشابہت دیتے ہین یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین اور یہ حال توریت شریف کے سفر رابع اور فصل تاسع عشر مین اس طرح مندرج ہے وتکلم موسی امام الرب قال یا ایہا الرب اوداح کل ذی لحم رجلا یدبر الجماعت ویدخل ویخرج امامہم لئلا یکون جماعت الرب کالغنم التی لیس لہا راع فقال الرب لموسی اعمد الی یشوع بن نون ودخل علیہ من الروح نعمۃ وضع یدک علیہ واقمہ بین یدی الیعازار الحبر امام الجماعت کلہا ومرہ تجاہہم واعطیہ

المحبۃ التی علیک فتطیعہ جماعت بنی اسرائیل کلھا ولیقوم بین یدی الیعازار الحبر لیکون یسئل الرب عن حوائجہ وسننہ ویحفظ بنو اسرائیل قولہ وعن قولہ یخرجون وعن قولہ یدخلون ایضا ھو وجماعۃ آل اسرائیل معہ وفعل موسیٰ کالذی امرہ الرب وساق یشوع فاقامہ امام الیعازار الحبر امام الجماعت کلھا ووضع یدہ علیہ وکلمہ بجمیع ما امر الرب موسیٰ۔ یعنی عرض کی موسیٰ نے پروردگار تعالیٰ کے روبرو کہ حکم فرمائے پروردگار جو خداوند روح ہر ذی جسم کا ہی واسطے اُس مرد کے جو اس جماعت بنی اسرائیل کے روبرو تدبیر کرنے والا ہو یعنی جانشین اور خلیفہ میرا تاکہ یہ خدا کی جماعت مثل بے چوپان کے نہ رہجاوے۔ پروردگار تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ یشوع بن نون پر اعتماد کر کہ اُسمین روح نعمت کی داخل ہوئی ہی تو اپنا ہاتھ اُسکے اوپر رکھہ اور کھڑا کر دے اُسکو الیعازار حبر یعنی امام بن ہارون کے روبرو ساری جماعت کے سامنے اور حکم دے اور وصیت کر اُسکو سبکے سامنے اور عطا کریگا اُسکو محبت مین سے جو تجپر ہی کہ اطاعت کرے اُسکی قوم بنی اسرائیل اور چاہیے کہ وہ کھڑا ہو روبرو الیعازار حبر کے تاکہ وہ سوال کرے پروردگار سی اپنی حاجتون اور سنتون سے اور نگاہ رکھین بنی اسرائیل اُسکے فرمان کو اور اُسکے حکم سے باہر نکلین اور اُسکے حکم سے اندر داخل ہون وہ اور جماعت بنی اسرائیل ہمراہ اُسکے اور موسیٰ نے وہی کیا جو خداوند عالم نے اوسکو حکم دیا تھا اور لے گیا یشوع کو اور کھڑا کر دیا اوسکو سامنے الیعازار

حبر یعنی امام کی ساری جماعت کے روبرو اور کہا موسیٰ نے اپنا ہاتھ یشوع پر اور کلام کیا اس سے وہ سب جو حکم دیا تھا خداوند نے موسیٰ کو۔

قال صاحب اسرار الھدیٰ - اگر اس سے بجکر یہ پہلو نکالوکہ جناب امیر افضل اور معصوم تو تھے امیر اہل شوریٰ نے کیون خیال نہ کیا تو اسکی بھی تردید کلام مجید مین موجود ہے۔ کقولہ تعالیٰ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ بَعَثَ لَکُمۡ طَالُوۡتَ مَلِکًا۔ بدرستیکہ خدائے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے وآوازفرزندان بن یامین بودے خلاصۃ المنہج۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے بالاتفاق معصوم وافضل نہ تھے کیونکہ حضرت شموئیل وحضرت داؤد علیہم السلام بھی اُسیوقت مین موجود تھے بلکہ ایک ہی خدمت پر معین تھے بیشک وے طالوت سے افضل اور معصوم تھے کیونکہ یہ دونون صاحب نبی برحق تھے اور طالوت نبی نہ تھے۔

اقول بحولہ تعالیٰ اہل انصاف ذرا توجہ فرماکر منشی صاحب کی پہلی حجت کو ملاحظہ فرمادین کہ لکھتے ہی لکھتے ایسے کھوئے گئے کہ یہ خبر نہ رہی کہ مین ابھی کیا کہہ رہا تھا اور اُسکے بعد کیا کہہ رہا ہون پہلی حجت تو حضرت کی یہی تھی کہ کتب سماویہ مین کسی جگہ خلافت یا امامت کو مفروض من اللہ نہین فرمایا ہی بلکہ ابوبکر وعمر کی طرح پہلے خلفاء بھی باختیار امت مقرر ہوئے ہین۔ پھر خود ہی ذکر نصب طالوت کو لکھکر اپنی حجت فضول کو ساقط کرکے لغو قرار دے دیا اور خود ہی آیت مبارکہ کو لکھکر تسلیم کرلیا کہ بنی اسرائیل پر بادشاہ بھی بلا حکم خدا مقرر نہین ہوتا۔

بھی ہم اس بحث سے کہ طالوت کون تھے افضل و معصوم تھے یا نہین
قطع نظر کرکے منشی صاحب کو یاد دلاتے ہین کہ جب خدا تعالی نے طالوت
بادشاہ کا تقرر بھی باختیار امت نرکھا اور خود حضرت شمویل کو بھیجکر اونکو
مسح کرایا اور بحکم خود بادشاہ بنایا جیسا کہ آیت مستدلہ منشی صاحب سے
ظاہر ہے پھر بحث کس بات کی باقی رہی کیون نہین زبان مبارک سے نکلتا کہ
اجماع و شوری ناجائز اور برخلاف سنت سلف کے ہوا۔
اب رہی بحث اس امر کی کہ طالوت نبی تھے یا نہین ۔ یہ بحث بعد اس امر کے
جتلانی کی کہ منشی صاحب کتب سماویہ سابقہ سے بھی واقفیت رکھتے ہین
بڑے تعجب خیز ہی کیا کتاب مقدس جامع مین کتاب شموئیل اور کتاب
السلاطین کو ملاحظہ نہین فرمایا ۔ کہ حضرت ساؤل ملقب بطالوت کے
نبوت کا تذکرہ شہرہ آفاق ہی پہلے منشی صاحب کو کتب سابقہ کا اچھی
طرح مطالعہ کرنا واجب تھا اسکے بعد کچھ تحریر فرماتے تو اظہار نا واقفیت
کا ہوتا ۔ اب رہی یہ بحث کہ شموئیل اور داؤد طالوت سے افضل موجود تھے
پھر طالوت کو خدا نے کیون بادشاہ مقرر کیا ۔ یہ معترض کی محض نا واقفیت
ہی اور وہ تاریخ سلف سے مطلق آگاہ نہین ہین جسوقت حضرت ساؤل
یعنی طالوت بادشاہ ہوئے حضرت داؤد اسوقت نبی نہ تھے نہ سن بلوغ
کو پہونچے تھے جس زمانہ مین جالوت سے لڑائی ہو رہی تھی اور لشکر بنی اسرائیل
مقابلہ پر گیا ہوا تھا حضرت داؤد ایسے کم عمر تھے ۔ کہ بڑے بھائیون کی روٹی
گھر سے لیجایا کرتے تھے اور انکے بڑے بھائی انکو تنگ [illegible]

نہ دیتے تھے اور دھمکا کر جلد گھر کو واپس بھیجدیا کرتے تھے۔ اور جس زمانہ میں
خدا تعالی طالوت کی سلطنت سے ناخوش ہوا اور حضرت سموئیل کو حکم دیا کہ
مین ساؤل سے ناراض ہون تو جا کر یسے بیٹون مین سے ایک کو بادشاہت
کے لئے مسح کر حضرت شموئیل بحکم خدا یسی کے مکان پر گئے اور یسے نے اپنے
سب جوان بیٹون کو حاضر کر دیا مگر اُنمین سے کسی مین وہ صفت نہ پائی
جو خدا نے فرمائی تھی تب حضرت سموئیل نے پوچھا کہ اور بھی کوئی پسر تیرا
باقی رہا ہی تب یسی نے کہا سب سے چھوٹا پسر جو ابھی لڑکا ہی بھیڑین چرانے
جنگل مین گیا ہی۔ حضرت سموئیل نے جنگل سے بلا کر دیکھا اور وہ صفات حضرت
داؤد مین پائی گئین اور انکو سلطنت بنی اسرائیل کے لئے مسح کر دیا۔ اب
رہے حضرت سموئیل وہ بلا شبہ حضرت داؤد اور حضرت ساؤل دونون سے
افضل تھے جسقدر احکام الٰہی بنام ساؤل و حضرت داؤد نازل ہوئے
وہ سب حضرت شموئیل کی معرفت نازل ہوئے ہین اور ساؤل یعنے
طالوت کو خود حضرت سموئیل نے بادشاہ مقرر کیا ہی گویا وہ نائب اور
خلیفہ حضرت سموئیل کے تھے اور قصہ انکے تقرر کا کتب سماویہ مین مندرج
ہے کہ حضرت سموئیل حکومت بنی اسرائیل سے تنگ آگئے اور بنی اسرائیل
نے دوسری قومون کی بادشاہون کو دیکھکر التجا کی کہ ہمارے لئے وہ
بھی ایک بادشاہ مقرر ہو جاوے خدا تعالی نے اُنکی درخواست
معرفت سموئیل منظور کر کے حکم تقرری ساؤل کا دیدیا اور ساؤل کو
حضرت شموئیل نے مسح کر کے بادشاہ بنی اسرائیل کا بنا دیا بہت افضل

سفضول کی اُسوقت صادق آسکتی تھی کہ جب قوم بنی اسرائیل باختیار خود ان
ہر سہ بزرگان مین سے دو افضل بزرگون کو چھوڑکر تیسرے سفضول کو بادشاہ
بنادیتے اور جبکہ قوم بنی اسرائیل کی اس بارہ مین کسی قسم کی مداخلت ہی
نہین ہوئی فقط خدائے تعالی کے حکم سے حضرت سموئیل نے اول حضرت
ساؤل کو اور اُنکے بعد حضرت داؤد کو بادشاہ بنادیا تو منشی صاحب کی بحث خود
بخود لغو ہوگئی بلکہ برخلاف اُنکے ادعا کے اُنکا ثبوت نکلا اور ثابت ہوگیا کہ بنی
اسرائیل کے بادشاہ تک منصوص من اللہ ہوئے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اس مقام پر یہ امر بھی تحقیق طلب ہے کہ جب
اصحاب شوری نے حضرت ابوبکر صدیق کو سند خلافت پر بٹھایا تھا۔ تو جناب امیر
نے بھی اُسیوقت یا کسی دوسرے وقت مین حضرت صدیق خلیفہ بلا فصل
برحق کی بیعت کی تھی یا نہین چونکہ یہ امر متعلق بتاریخ ہی لہذا یہ مضمون معتبر
تاریخ روضۃ الصفا کے صفحہ ۱۹۰ سے بلفظہ قلمبند کیا جاتا ہی وہو ہذا۔ بعضے
گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد۔ و زمرہ بر آنند کہ بعد از وفات فاطمہ ع
زہرا و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مرقوم است کہ چون
علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند۔ بتعجیل از خانہ
بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیرہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد
صدیق رفتہ با او بیعت نمود۔ الخ۔

تا ذکر ابوسفیان کہ اُسنے حضرت علی سے وعدۂ امداد کیا اور حضرت علی نے
اسکو جھڑک دیا کہ ہم ابوبکر کو لائق اس کام کے جانتے ہین۔ بعدہ تحریر

فرماتے ہیں کہ بہر حال بالاتفاق ثابت ہے کہ جناب امیر نے بھی حضرت صدیق
اکبر کی بالضرور بیعت کی اس صورت میں جملہ اعتراض شیعوں کا
قلع و قمع ہو گیا۔ اس لئے اب کوئی نقص خلافت حضرت صدیق
اکبر میں باقی نہیں رہا۔ الخ۔

اقول بحولہ تعالیٰ مولف صاحب کا یہ فقرہ تعجب سے خالی نہیں کہ اہل
شوریٰ نے حضرت ابوبکر کو مسند خلافت پر بٹھلایا۔ افسوس ہی کہ مولف
صاحب ایسا دھوکہ کھائیں کیا خلافت حضرت ابوبکر از روئے شوریٰ ہے۔
شوریٰ ایک ایسی مجلس سے مراد ہی کہ چند اہل الرائے کسی معاملہ خاص
میں جمع ہو کر فیصلہ قطعی کر دینے کا اختیار حاصل کئے ہوئے ہوں اور وہ
جمع ہو کر کسی بات کا فیصلہ کریں جیسا کہ بزعم اہل سنت عبد الرحمن بن عوف
وغیرہ نے ایک مجلس خاص منعقد کر کے فیصلہ اس امر کا کیا کہ عثمان و علی میں
سے کون خلیفہ بنایا جاوے۔ بروقت تقرر خلیفہ اول نہ کوئی مجلس شوریٰ
قائم ہوئی نہ کوئی علم یا پنچ مقرر ہوا۔ کہ وہ مدعیان خلافت میں فیصلہ کرتا۔
کہ فلاں شخص خلیفہ کیا جاوے۔ انصار و مہاجرین کا بھی اجتماع کسی مجلس
خاص میں نہوا۔ بنی ہاشم اور صلحاء صحابہ کو خبر تک نہوئی۔ سعد بن عبادہ
اپنی امارت کا خواستگار تھا حضرت ابوبکر و عمر و ابو عبیدہ بھی پہونچ گئے۔
آپس میں ایک دوسرے کی تعریف کرنے لگے۔ کہ حضرت ابوبکر نے عمر اپنے کو
آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور عمر اُنہوں نے موقع پا کر بیعت کر لی۔ اور مشہور کر دیا
کہ ابوبکر کی خلافت پر بیعت ہو گئی اور جبتک کہ بنی ہاشم اور صلحاء ابرار

صحابہ بجہت تکفین سرور عالم ہین مصروف تھے بعضون کو بطمع اور بعضونکو بفریب
اور بعضون کو دباؤ سے اپنے شامل کرلیا۔ اس کارروائی کا نام شوری نہین
ہے نسبت بیعت جناب امیر علیہ السلام کے جو بحث لکھی ہے وہ فضول ہے
کیونکہ خود اہل سنت کے معتبر تواریخ سے پایا جاتا ہے کہ آپ بغیر بیعت کئے ہوئے
مجلس ابوبکر سے واپس چلے آئے دیکھو اپنی سب سے بڑی معتبر تاریخ روضۃ
الاحباب کو کہ اسمین صاف لکھا ہے کہ حضرت علی بغیر بیعت کرنے کے واپس تشریف
لے آئے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین جو ذکر چھ ماہ کی بعد بیعت کرنے کا درج
ہے اسمین صاف طور سے درج ہے کہ حضرت علی نے بروئے تقیہ بیعت کی
صحیحین مین صاف یہ درج ہے کہ حیات حضرت فاطمہ کی علی کے لئے ایک وجہ
سوجہ تھی۔ جب انھون نے وفات پائی اور لوگون کے منہ علی کیطرف سے
پھر گئے۔ تب حضرت علی نے ابوبکر سے مصالحہ کی ٹھہرائی۔ اسکو نادان بھی
سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مصالحت یا بیعت جو ضرورتاً براہ تقیہ عمل مین آئی ہو۔
جواز خلافت کی دلیل نہین ہوسکتی نہ ایسی بیعت کو شوری کہہ سکتے ہین۔
کہ چھ ماہ پیشتر تو خلیفہ صاحب مسند خلافت پر بیٹھ گئے اور روز مسند نشینی سے
برابر اور متواتر حضرت علی کیطرف سے دعوی ہوتا رہا۔
کہ خلافت میرا حق ہے ابوبکر نے محض براہ حق تلفی خلافت دبائی ہے اور روز مرہ
اسی خلافت پر نزاع ہوتا ہے زبیر و عباس ابوبکر و عمر پر تلوار گھمای پھرتے
ہین اور ابوذر و عمار و سلمان و مقداد طرح طرح پر وعظ و پند کرتے ہین۔ کہ
خلافت حق حضرت علی کا ہے۔ تم لوگ کیون یک لخت مخالفت خدا و

رسولخدا کے ہوگئی۔ ہر مجلس ہر مجمع مین حضرت علی مرتضی اپنے استحقاق خلافت کو جتلاتے ہین دختر خیر البشر مہاجرین و انصار کے روبرو فریاد کرکر ابوبکر و عمر سے اپنی داد چاہتے ہین۔ اور جب چھہ ماہ کے بعد زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا انتقال ہوگیا۔ تب حضرت علی مرتضی مصلحتاً براہ تقیہ صبر کرکے اور اپنی حق رسی سے مایوس ہوکر خاموش ہوگئے۔ تو معاندین اس خاموشی کو دلیل جواز خلافت قرار دین اور سادہ لوح عقل سے بے بہرہ چھہ ماہ کے بعد مصالحت کو شور سے مین شامل کرین منشی صاحب کی اس دلیل پوچ کو سنکر شاید حضرات تقریظ نویس سے خوش ہوتے ہین ورنہ اہل انصاف کے روبرو تو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہین۔

روضۃ الصفا کو جو شیعونکی تاریخ قرار دیا ہی اسکی بابت ہم پیشتر لکھ چکے ہین کہ منشی صاحب نے نادانستگی سے ایسا سمجھ لیا ہی۔ لیکن اب ہمکو معلوم ہوا کہ جان بوجھکر ناظرین کتاب کو دھوکہ دیا ہی۔ اہل انصاف ذرا غور فرمائین کہ اہل تشیع عموماً حضرت علی کی بیعت کرنے سے انکار ہی نہین اور اہل سنت کی صحیحین مین بھی اس بیعت کا کرنا بعد وفات حضرت زہرا کے چھہ ماہ کا عرصہ ہی براہ مصلحت لکھا ہی پھر ایسے عقیدہ کا شیعہ کون ہوسکتا ہے کہ برخلاف جمہور اہل تشیع اور برعکس جمیع اہل تسنن خوارج کی تائید اور نواصب کی طرفداری کرکے محض دروغ بات لکھدی کہ حضرت علی نے اسی دن ابوبکر کی خلافت کی سنکر ایسی سرعت سے بیعت کی کہ نعوذ باللہ بدن مین پاجامہ اور کرتہ تک نتھا ننگے ہی باہر نکل آئے۔ اور بیعت کرلی اہل تسنن کے

تو مناظرہ کے کتب مین بھی ایسی روایات نہین ہین اور جمہور محدثین و مورخین اہلسنت کا اس امر پر اتفاق ہی کہ جبتک حضرت فاطمہ زندہ رہین۔ حضرت علی نے ابوبکر سے بیعت نہین کی اور اپنے دعوے اور استحقاق پر ہی اصرار کرتے رہے پھر وہ کون کذاب ہی جو برخلاف جمہور شیعہ و سنی کی ایسی دروغ روایات کو لکھے۔ کہ ہر شخص اسکو سنکر صاف کہدے کہ بنائی ہوئی بات ہی۔ اب ہم اس بات کو ظاہر کرتے ہین کہ منشی صاحب نے دیدہ و دانستہ براہ دھوکہ دہی یہ بات لکھی ہی کہ روضۃ الصفا شیعون کی تاریخ ہی اور وہ خوب جانتے ہین کہ مولف اسکا متعصب سنی ہی منشی صاحب نے قصداً اُسکے تسنن کو اخفا کیا ہی کتاب مذکور مین وہ روایت حضرت علی کی برہنہ بدن آکر بسرعت بیعت کرنیکی غنیۃ الطالبین سے لکھی ہی مگر منشی صاحب نے اس خیال سے کہ غنیۃ الطالبین تالیف شیخ عبدالقادر جیلانی کی ہی اور اُنکی روایت کو شیعہ اپنی تصانیف مین نہین لکھتے ہین۔ نقل عبارت مین یہ تحریف کی کہ بجائے نام غنیۃ الطالبین کے (تاریخ مستند) تحریر فرمایا۔ تاکہ مولف روضۃ الصفا کا تسنن ناظرین کتاب پر دفعتاً ظاہر نہو جاوے۔ اگر منشی صاحب کا قصد ابتدا سے ہی ناظرین کو دھوکہ دینے کا نہین تھا۔ اور وہ درحقیقت پہلے سے بوجہ ناواقفی صاحب روضۃ الصفا کو اہل تسنن نہین جانتے تھے۔ تو اسمین شک نہین کہ جو وقت اُنھون نے روضۃ الصفا کے اس مقام کو ملاحظہ فرمایا۔ اُسوقت ضرور اُنکو مولف مذکور کے اہل تسنن سے ہونے کا یقین ہوگیا پس اگر مقصد تحریر رسالہ سے محض

اظہار حق ہوتا تو اُس بحث تشیّع مولف روضۃ الصفا کو اپنی تصنیف سے نہ اڑا
کر دیتے مگر معلوم ہوتا ہے براہ بغض پیرو مدعی الانصاف کا خون کرنے کے لئے اپنے
غلط مضمون کو کتاب سے نہ نکالا - بلکہ بجائے اسکے روضۃ الصفا کی عبارت
میں تحریف کر دی اور کچھ خیال اسکا نہ کیا کوئی ہماری تحریر کی جانچ و پڑتال
بھی کریگا - یا سب حضرات تقریظ نویسان کیطرح آنکھ بند کرکے تسلیم کرتے
چلے جائینگے - بہر حال جو نقص خلافت حضرت ابوبکر پر وارد تھا وہ رفع ہوا -
اور حضرت علی کی بیعت نا وقت کی بیعت نے انصاف پرستوں کی دلوں پر القا
کر دیا - کہ خلافت حضرت ابوبکر کی قطعی ناجائز اور مخالف حق تھی - اور حضرت
علی علیہ السلام ہمیشہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے رہے ہاں اگر حضرت امیر حیات
جناب فاطمہ میں یا انکی وفات میں برس دن یا چھہ ماہ بعد بیعت کر لیتے
تو دشمنان انصاف کو موقع گفتگو کا ملتا کہ یہ بیعت براہ تقیہ نہ تھی - کیونکہ
حضرت فاطمہ زندہ تھیں - اور انکی حیات حضرت علی کے اعزاز و اکرام
کی بڑی وجہ تھی - یا اگر بعد وفات حضرت فاطمہ کسی قدر عرصہ تک
حضرت علی تقیہ نکرتے تاہم گنجائش کلام تھی - کہ تقیہ کا موقع اُسوقت
تھا جب جناب سیدہ نے وفات پائی تھی - اور جبکہ صاف طور سے
ثابت ہو گیا کہ یہ بیعت صرف بروئے تقیہ و مصلحت تھی تو ساتھ ہی اسکے
ناجوازی خلافت حضرت ابوبکر کی ثابت ہو گئی - پس جو شخص معتقد ناجوازی
خلافت حضرت ابوبکر کا ہوا اسپر ضرور کفر عاید ہوگا - کیونکہ اُسکو ماننا پڑیگا
کہ حضرت علی راست باز اور عادل نہ تھے اور ایسا عقیدہ خلافت

آیت کریمہ تطہیر کی ہے اور مخالفت قرآن بالاتفاق کا فر ہے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اب اسی ضمن میں اس بات کی بھی تحقیقات کرنا بہت ہی ضروریات سے ہے کہ آیات خلافت جناب امیر کی بذریعہ خطبہ خم غدیر منکشف ہوا ہے کہ واقع ہوئی یا باتفاق اہل شوریٰ اگر خلافت جناب امیر کی بذریعہ خطبہ مذکور کے واقع ہوئی تو یہ امر ضرور ہے کہ اہل تشیع بمقابلہ اہلسنت کے یہ بات کہہ سکتے ہیں۔ کہ جب ہم جناب امیر مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے تھے۔ تو جناب نے اسی خطبہ غدیر کو صندوق تقیہ سے نکال کر بعنوان احکام شریعت کو سنا کر اپنی خلافت کے اتباع پر موجب فرمایا تھا۔ اور اگر آپ بھی باتفاق اہل شوریٰ مثل حضرت صدیق اکبر کے بشورہ اصحاب رسالت آب سے خلیفہ چہارم بنائے گئے تو ضرور ہے کہ حقیت اور افضلیت شوریٰ کی بدرضائے الٰہی بھی جاویگی۔ اسلئے اس معاملہ کو بھی شیعوں کی اسی مستند تاریخ کے صفحہ ۵۳۲ سے حرف بحرف نقل کیا جاتا ہے یہ ذکر خلافت جناب امیر درج کیا گیا ہے روضۃ الصفا سے)

اقول و بہ نستعین یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ خلافت جناب امیر کی کس ذریعہ سے قائم ہوئی کتب سیر و تواریخ اہل سنت میں سب حال مشرح درج ہے کہ جب وقت مومنین پاک اعتقاد اور صحابہ نیک نہاد کو قوت و شوکت بہم پہونچی خلیفہ غیر مستحق کو قتل کر کے جناب امیر امام برحق سے بیعت کر لی۔ اور ان صالحین و ابرار کے خوف سے دشمنوں نے بھی دم نہ مارا بعضوں نے منافقانہ بیعت کر لی۔ اور بعضے شرف بیعت سے براہ بدنصیبی محروم رہکر کافر ہوگئے

جنہوں نے منافقانہ بیعت کی وہ طلحہ و زبیر تھے۔ کہ چند روز بعد بیعت کو توڑ
کر باغی ہوگئے۔ اور خود اپنی منافقانہ بیعت کرنیکے اقراری ہوئے کہ ہمنے
تو حضرت مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے خوف سے بیعت کی تھی۔
اور پھر چند روز بعد عجب عقیدہ اہل سنت جاہلیت کے سوت مابگئی کہ گویا
اسلام کی ہواہی اُنکو نہ لگی تھی۔ کیونکہ بقول اہلسنت یہ حدیث پیغمبر خدا کی ہے
من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ
یعنی جو کوئی شخص بغیر معرفت امام زمان کے فوت ہوگیا وہ ایسا مرا کہ جیسا
زمانہ جاہلیت میں مرا یعنی مسلمان ہی نہیں ہوا۔ دوسری حدیث صحیح
جو امام حاکم نے جابر سے روایت کی ہے اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے
صفحہ ۷ مین درج ہے۔ یہ ہے کہ قال نبی صلعم علی امام البررۃ و قاتل
الفجرۃ منصور من نصرہ و مخذول من خذلہ یعنی فرمایا مخبر
صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے کہ علی امام صالح اور نیک لوگون کا ہے
اور قتل کرنے والا فاجرون کا ہے منصور وہ ہے جسنے اُسکی نصرت کی اور
مخذول وارین وہ ہے جسنے اُسکی نصرت ترک کی اب اہل انصاف غور
فرمادین طلحہ و زبیر کے حال پر۔ اور ان ہر دو اصحاب کا ظالم ہونا بھی حدیث
نبوی سے ثابت ہے۔ دیکھو صواعق محرقہ کے صفحہ ۷۳۔ واخرج الحاکم
وصححہ البیہقی عن ابی الاسود قال شہدت الزبیر خرج یرید
علیا فقال لہ علی انشدک اللہ ھل سمعت رسول اللہ صلعم
یقول تقاتلہ وانت لہ ظالم فمضی الزبیر منصرفا وفی روایت

ابی یعلی ۲ و بیہقی فقال الزبیر بلی ولکن نسیت۔ یعنی بوقت خروج زبیر حضرت علی نے زبیر سے کہا کہ کیا تو نے نہین سنا پیغمبر خدا کو یہ کہتے ہوئے کہ تو علی سے قتال کریگا اور تو علی کے حق مین ظلم کریگا۔ زبیر نے اقرار کیا۔ مگر طلحہ و عائشہ و ابن زبیر اسی ظلم پر قائم رہے۔ اور زبیر نے نہ بعیت امام برحق سے کی کہ داخل ابرار ہوتے اور موت جاہلیت سے بچتے۔ اور فہرست فجرہ سے اپنا نام خارج کراتے۔

اب ملاحظہ فرمایئے اپنی معتبر تاریخ روضۃ الاحباب جلد سیوم صفحہ ۴ مطبوعہ نول کشور کو و گویند جمعی معدود از ان بعیت تخلف نمودند مانند سعد بن ابی وقاص و عبداللہ بن عمر و محمد بن مسلمہ انصاری و اسامہ بن زید بن حارثہ۔ اب کوئی انصاف والا منشی صاحب سے اہل شوری کے نام دریافت کرے کہ کون کون تھے آیا یہی پانچ شخص نامزد کئے تھے حضرت علی کے سوا۔ عثمان عبدالرحمان طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص۔ ان پانچ شخصون مین سے اُسوقت عبدالرحمن اور عثمان فوت ہو چکے تھے۔ فقط تین شخص طلحہ و زبیر و سعد زندہ موجود تھے مگر اُنھون نے بعیت مرتضوی سے صریحا مخالفت کی۔ جیسا کہ اوپر ثابت کر آیا ہون۔ پھر تعجب ہی کہ ہمارے منشی صاحب نے کس بھروسے پر ایسی غلطابات تحریر فرمائی کہ حضرت علی اہل شوری کی رائے سے خلیفہ ہوئے تھے۔

اس موقع پر ہمکو وہ حدیث جو صحاح اہلسنت مین درج ہی کہ ابرارون کے

اسیر ابرار و فاجر و نکی امیر تھا یہ ہو گی اور قصہ بیعت حضرت عبد اللہ بن عمر با یزید پلید یاد آتا ہی جن لوگون نے حضرت علی سے مخالفت کی ہی وہ عجب مرویات اہل سنت قطعی کافر ہین۔

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطہ من دخل منہ کان مومنا و من خرج منہ کان کافرا۔ یعنی علی ایک دروازہ حطہ ہی جو کوئی اسمین داخل ہوا۔ وہ مومن ہوا۔ اور کوئی اُس سے نکلا کافر ہوا۔ حال گذشتگان پر غور و تجسس کرنا اختیار بدست مختار ہی لیکن بقیہ اصحاب اہل شوری یعنی طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و عبد اللہ بن عمر کے حالات پر اہل انصاف غور کے فتوے دین۔

اب رہا منشی صاحب کا یہ طعن کہ حضرت علی نے خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کو صندوق تقیہ سے نکالکر استدلال اپنی خلافت پر کیا تھا یا نہین اسکا حال بھی کتب سیر و احادیث اہل سنت مین درج ہے۔ دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۱۵۔ عن عمرو بن سعد انہ سمع علیا وھو ینشد فی رحبۃ من سمع رسول اللہ صلعم یقول منکنت مولاہ فعلی مولاہ فقام ستۃ نفر فشھدوا۔ یعنی حضرت علی نے یوم شوری لوگون کو یاد دلایا کہ کسنے یہ خطبہ منکنت مولاہ فعلی مولا حضرت رسول خدا صلعم سے سنا ہی تو چھ آدمیون نے کھڑے ہو کر گواہی دی = ازالۃ الخفا و دیگر کتب مین بارہ شخصون اور اس سے بھی زیادہ تیس آدمیون تک گواہی دینا درج ہی اور روضۃ الاحباب

جلد دوم صفحہ ۱۷۹ مین درج ہی کہ جب عبد الرحمن نے عثمان سے بیعت کی حضار مجلس نے بموافقت عبد الرحمن بیعت کرنا شروع کیا۔ تو حضرت علی نے حضار کو قسم دیکر پوچھنا شروع کیا کہ آیا تم مین ہی کوئی ایسا سوای میرے کہ رسول خدا صلعم نے اُسکے حق مین فرمایا ہو۔ منکنت مولاہ فعلی مولاہ (۲) انت اخی فی الدنیا والاخرۃ (۳) انت منی بمنزلۃ ھرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (۴) بوقت تبلیغ رسالت متعلق سورہ برات لا یودی عنی الا انا او رجل من عترتی (۵) تمام معارک غزوات و سرایا مین رسولخدا صلعم نے مجھے مہاجرین و انصار پر امیر کیا اور مجھ پر کبھی کسیکو امیر نہین کیا۔ (۶) انا مدینۃ العلم و علی بابھا او انا دار الحکمۃ و علی بابھا (۷) تمام اصحاب آنحضرت صلعم کو مقام مخاطرہ مین دشمنون کے نرغہ مین چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ اور مین نے کسی موقع پر آنحضرت کو تنہا نہین چھوڑا۔ اور اپنی جان فدا کرنی مین دریغ نہین کیا۔ (۸) سب سے پہلے مین ایمان لایا۔

سب حضار نے تصدیق آپکے بیان کی فرمائی۔ اسکے بعد گفتگو عبد الرحمن اور حضرت علی اسطرح نقل کیا ہی۔ درین حال عبد الرحمن گفت یا ابوالحسن این ہمہ فضائل را کہ برشمردی۔ چنین ست کہ در تحت و تصرف بیان آوردی و جمیع اصحاب بدین امور اقرار و اعتراف دارند ولیکن اکنون اکثر مردم بعثمان میل نمودہ با او بیعت کردند۔ متوقع از جناب تو آنکہ با جمہور موافقت نمائی۔ شاہ ولایت فرمود بخدا سوگند کہ تمام بینی

احق بخلافت کیست۔ ومع ذلک بمقتضے علم خود عمل نمی نمائید بنابر ملاحظہ اغراض ومصالحہ دنیوی خود عمل می کنید واللہ کہ من مسلم داشتم این امرا بر غیر خود زیرا کہ من می دانم کہ سلامت مسلمانان درین تنزل وتسلیم است چہ درین تسلیم حیف بر خاصۂ من ست وبر اسلام ومسلمانان سلامتی پس ترک مناقشہ کردم طلباً للاجر۔

حضرات معلوم ہوئی کیفیت شوریٰ واہل شوریٰ کہ کسقدر اغراض دنیاوی پر عمل کیا گیا اور حق سے کسدرجہ منحرف ہوئے۔

کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ حضرت علی ہی اپنے ذہن مین اہل شوریٰ کو حق سے منحرف اور اغراض دنیاوی مین غرق سمجھتے تھے۔ نہین بلکہ عموم مومنین صالحین کو عبدالرحمٰن کی اس خیانت پر تعجب تھا۔ جیسا کہ پیشتر ہم صواعق سے روایت ابووائل نقل کر چکے ہین۔ کہ اُس نے عبدالرحمن سی متعجب ہوکر پوچھا کہ۔ یہ کیا وجہ ہوئی کہ تمنے حضرت علی کو چھوڑ کر عثمان سی بیعت کی۔ اور صاحب روضۃ الاحباب نے بھی لکھا ہی۔ ومنقول ست از ابووائل شقیق ابن اسلم کہ از اکابر تابعین ست کہ گفت از عبدالرحمن بن عوف سوال کردم کہ جہت چہ بود کہ علی را ترک نمودہ با عثمان بیعت نمودی۔ در جواب گفت جرم من نبود اول با علی گفتم مبایعت سکنم با تو برانکہ متابعت سنت رسول وسیرت ابوبکر وعمر نمائی گفت در آنچہ توانم وچون بر عثمان عرض کردم بلا قید قبول کرد۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل شوریٰ کی بات بات مین چالاکی اور فریب تھا۔ اور طرفہ یہ ہی کہ خود ہی

اہل سنت قبول کرتے ہیں کہ حضرت علی کو معرفت عمرو عاص کے دھوکہ دلا یا گیا۔ کہ وہ اول دفعہ میں عبد الرحمن کا کہنا قبول نفرماوین۔ اور حضرت عثمان کو فہمائش کردیا کہ وہ فوراً اسکو قبول کریں اور بانی مبانی اس فریب کا بنی امیہ کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ بغیر شمول اور بغیر مشورہ عبد الرحمن کے ہرگز یہ دھوکہ نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اور لوگوں کو کیا خبر تھی کہ عبد الرحمن کیا شرط کرے گا۔ اور شرط کو ایک ہی مرتبہ بیان کریگا یا باصرار اُس کا تکرار کرے گا۔

دوسری عبد الرحمن کی اُس گفتگو سے جو بر سر منبر اُسنے بیان کی خدع اور فریب کے دریا رواں ہوتے ہیں دیکھو صفحہ ۱۶۸ کو روایتی آنکہ اول دست علی را گرفتہ گفت قرابت قریبہ با رسولخدا صلعم و مرتبہ فضل و تقدم تو در اسلام ثابت ست چنانکہ میدانی پس خدا بر تو رقیب کہ اگر ترا برائے خلافت اختیار کنم۔ البتہ از طریق عدالت وانصاف عدول نہ نمائی۔ و اگر عثمان را خلیفہ گردانم۔ طریق خلاف نہ پیمائے۔ (یہ الفاظ ذرا غور کے قابل ہیں) و بعد از ان با عثمان نیز ہمین سبیل سلوک داشت و چون عہد و میثاق از ہر یکے بستید گفت یا عثمان دست خود برآر تا با تو بیعت کنم۔ و با او بیعت نمود۔

یہ چالاکی اہل شوری کی غالباً اس وجہ سے تھی کہ حضرت علی مستحق خلافت ہیں مبادا وہ اہل شوری کی رائے کا اتباع نکریں۔ اسلئے حضرت علی کی محرومی اور عثمان کی کامیابی کو دفعتاً زبان سے نہیں نکالتے تھے اور طرح

طرح کے حیلہ اور فریب سے کام لیتے تھے۔ اور سازش حضرت عثمان کی
عبدالرحمن ابن عوف سے صاف ظاہر ہی۔ اول یہ کہ عبدالرحمن انکا داماد تھا
دوسرے حضرت عثمان نے حصول خلافت کے لئے عبدالرحمن کو بہت دبایا
اور جو شخص حضرت علی کی خلافت سے راضی ہوتا۔ اُس سے ناراض ہوتے۔
جیساکہ روضۃ الاحباب کے اُسی صفحہ ۱۶۸ مین حال سعد بن وقاص سے
آزردہ ہونے کا درج ہی۔ اور اُسی شب مین صبح تک حضرت عثمان اور
عبدالرحمن کا مشورت ہونا اور ایسے غیر وقت یعنی بعد نصف شب کے
بلانا منقول ہے۔ اسی صفحہ مین ہی کہ زبیر اور سعد نے عبدالرحمن کو رائے دیکہ
حضرت علی کو خلیفہ کرے۔ اور یہ وجہ بیان کی۔ چہ وی بہ علم و حلم و کرم و
شجاعت و امانت و دیانت و حذاقت و صیانت و مہارت در علم قضا و
حکومت و قطع و فصل و قایع و رفع خصومت و باشرف اقربیت بحضرت
رسالت صلعم آراستہ است م پس اگر شوری دیانت اور ایمان داری
سے ہوتی۔ تو خلیفہ برحق کے لئے یہی صفات ضروری ہین جس شخص مین یہ
جملہ صفات موجود ہون اُسکو خلیفہ نکرنا اور برخلاف اُسکے ایسے شخص کو خلیفہ
کرنا کہ جسمین منجملہ ان صفات و کمالات کے ایک صفت بھی ثابت نہین
صاف دلیل گمراہی اہل شوری کی ہی۔ یہ بھی منقول ہی کہ عبدالرحمن نے
حضرت علی و عثمان سے کہا کہ تم دونون مجپر حصر کردو۔ عثمان نے قبول کیا
حضرت علی خاموش رہے عبدالرحمن نے پھر حضرت علی سے سوال کیا۔ کہ
آپ میری بات کا جواب کیون نہین دیتے تو آپنے صاف فرمایا۔ کہ مجھے

تیری دنیا طلبی کی وجہ سے اطمینان نہین ہی اگر مجھسے اس امر کا عہد کرے کہ مین جانب داری قرابت اور رشتہ داری عثمان کی نکرونگا تو البتہ مین تجپر حصر کردون یہ بھی حضرت علی کے کمالات مین سے تھا۔ کہ باوجود ظہور خیانت پھر عبدالرحمن کے عہد و اقرار باطل پر یقین کرلیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب۔ ناظرین کتاب یہ ہی خیال فرمائین کہ اس مجلس شوری مین حضرت علی نے فقط بمقابلہ حضرت عثمان ہی اپنا مستحق خلافت ہونا ظاہر کیا ہے بلکہ بمقابلہ حضرت ابوبکر و عمر صاف فرمایا ہی۔ کہ مین اُنسے مستحق اور اولے تر بخلافت تھا مگر اس خوف سے خاموش ہو رہا کہ تم لوگ اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاوگے۔ چنانچہ نقل روایت از مناقب خوارزمی و ابن مردویہ بسند ہا الی ابی الطفیل عامر بن واثلہ چند اوراق کے پیشتر لکھ چکا ہون۔ جو عبارت روضۃ الصفا نقل کیگئی ہی۔ اسکا مطلب فقط یہ ہی ہی کہ مصری لوگ مضمون نے حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا تھا اور اُنکی نوبت قتل تک پہونچائی تھی۔ وہ لوگ بعد وفات حضرت عثمان کے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکی بیعت پر اصرار کیا۔ آپنے اُنسے کہدیا۔ کہ بغیر حاضرے اصحاب اہل بدر کے یہ کام نہین ہو سکتا۔ وہ لوگ اُنکو بھی لے آئے۔ اور اُنھون نے بھی حاضر ہوکر اصرار کیا۔ کہ آپ خلیفہ ہون آپنے پھر فرمایا کہ بے حضوری طلحہ و زبیر کے نہین ہو سکتا۔ وہ اُنکو بھی طوعًا وکرہًا لے آئے اور بیعت واقع ہوئی۔ اور موافق اسکے دیگر کتب سیر و تواریخ اہل سنت مین درج ہی۔ پھر اس کیفیت کو کون شخص شوری کہہ سکتا ہی

شوریٰ سے مراد فقط یہ ہے کہ چند مدعیان مین سے بعد صلاح و مشورہ ایک کو خلیفہ بنا دین۔ یہ صورت صاف طور سے غلبہ کی ہے کہ جبوقت خدا تعالیٰ نے مومنین کامل الاعتقاد کو غلبہ عطا فرمایا۔ اُنکی کوشش اور سعی سے حق اپنے مرکز پر قائم ہوگیا۔ ثبوت اس امر کا کہ خلافت خلفاء ثلثہ بغیر حق و استحقاق کے تھی اور اجماع و شوریٰ برابر ناحق کوشی و بددیانتی سے ہوا کیا اب خدا کے فضل سے بمرتبہ چہارم حق اپنے مرکز پر پہونچگیا۔ یہ ہی کہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہی کہ جبوقت جناب امیر علیہ السلام کی بیعت واقع ہوئی اور آپ منبر پر تشریف لیگئے۔ تو ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ادا فرمایا جس کا شروع یہ تھا۔ الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ یعنی سب تعریفین ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر احسان اُسکے کہ بتحقیق حق اپنے مکان پر رجوع ہوا۔ اس خطبہ سے صاف ثابت ہوگیا۔ کہ تین خلفا کی خلافت برحق نہ تھی۔ اور حضرت علی مرتضیٰ برحق خلیفہ پیغمبر بلا فصل تھے اور امت کی گمراہی اور بے وفائی سے حق ادھر اُدھر غیر اپنے مکان و محل کے مارا مارا پھرتا تھا۔ اب خدا کا لاکھو لاکھ شکر ہے کہ حق اپنے موقع اور مکان پر پہونچ گیا۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ غرضکہ جناب امیر کا خلیفہ ہونا بھی مثل حضرت صدیق اکبر کے اہل الرائے کے ہی اتفاق سے ثابت ہوا۔ بلکہ دونون صاحبون کی بیعت مین سرمو فرق نہین ہے ہان اگر فرق ہی تو صرف اسی قدر ہے کہ حضرت صدیق اکبر کو ہرگز خواہش خلافت کی نہ تھی

جیسا کہ شیعون کی معتبر کتب مین مذکور ہی اقیلوا بیعتی لست بخیر کم و علی فیکم الخ۔
اور نعوذ باللہ من ذلک جناب امیر کو باعتقاد شیعیان اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب
بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پر سوار کر کے ایک ہاتھ
مین حضرت امام حسن کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین حضرت امام حسین کا ہاتھ پکڑ کے
بحالت پریشان کس بہیناد و بصورت دیوانگان کس بسر ساد ہر ایک مہاجرین و
انصار کے دروازون پر جا کے بی حفظ پاس ننگ و ناموس استعانت
کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ پھر بھی معاذ اللہ جناب کی کوئی یاری
و مددگاری نہ کرتا تھا۔

اقول بحولہ تعالیٰ صدیق اکبر سوائے علی مرتضیٰ کے کوئی نہین ہی اگر کوئی
شخص سوائے حضرت علی کے کسی دوسرے کو اس لقب سے ملقب کرے وہ
بحسب فریات اہل سنت بلا شبہ کاذب اور مفتری ہی دیکھو صواعق محرقہ
مطبوعہ مصر کے صفحے ۷۲ حدیث الصدیقون ثلثۃ و حدیث السابقون ثلثۃ و علی افضلہم سوا
حضرت مرتضیٰ نہ کوئی صحابی صدیق ہی اور نہ کوئی سابق الایمان ہی۔ اگر مراد سوائے لفظ
صدیق اکبر سے حضرت ابوبکر ہی تو یہ دعویٰ بے سند ہی۔ یہ دعویٰ مولف اسرار اللہ
کا صریحًا غلط ہی کہ خلافت ابوبکر کی باتفاق اہل الرائی کے ہوئی کیونکہ کتب
معتبرہ اہلسنت سے صاف ظاہر ہی کہ بوقت بیعت حضرت ابوبکر نہ شوریٰ
ہوا نہ اجماع واقعہ ہوا۔ فقط فریبی اور سازشی کارروائی سے بیعت ہو گئی۔
ابن خلدون کی تاریخ مین ہی کہ جب شیخین اور انصار مین طول کلام ہوا اور
بشیر ابن سعد طرفدار شیخین کا ہو گیا۔ تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو آنکھ کا اشارہ

گیا۔ اور حضرت عمر نے بقول اشارہ کے بیعت کی۔ اور بعد انکے بشیر مذکور نے
اور پھر ابو عبیدہ نے۔ اور تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۳۴۵-۳۴۶ مین
حال بیعت حضرت ابوبکر کا اس طرح درج ہے۔ چون انصار ابوبکر و عمر و عبیدہ
را رضی اللہ عنہم بدیدند گفتند شما مہاجرانید و فخر شما بزرگ ست و ما نیز رنج بسیار
برده ایم۔ و ما یکی را امیر کنیم۔ از خویشتن و شما یکی را امیر کنید از خویشتن تا ہر
کسی با گروه خویشتن بیایند و گفتگوی از میان برخیزد۔ وچون ایشان سخن تمام
کردند۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خطبہ خواند ثنای خداوند تعالی گفت و بر پیغمبر صلعم درود
فرستاد۔ و فضائل انصار بگفت پس گفت اگر چنین کنیم کہ شما میگوئید اختلاف
افتد و زخم شمشیر اندر میان آید۔ و شما میدانید کہ پیغمبر صلعم فرموده است۔
الائمۃ من قریش۔ و امامت اندر قریش ہمی سزد۔ شما دست باز دارید تا یکی از
قریش را بنشانیم و شما پیش او ہمچنان باشید کہ پیش حضرت پیغمبر صلعم بودید۔
انصار گفتند کہ با علی مرتضیٰ رض بیعت کنیم۔ کہ پسر عم اوست۔ عمر رض ترسید کہ
اختلاف در میان پیدا شود ابوبکر رضی اللہ عنہ را گفت کہ تو دست دراز
کن تا با تو بیعت کنیم۔ کہ تو نیز از قریشی و سزاوار تری۔ پس عمر رضی اللہ عنہ
دست ابوبکر را بگرفت و بیعت کرد۔
ایسی کارروائی کو کسی قاعدہ اور کسی اصطلاح مین شوری یا اجماع نہین رکھتے
اور یہ بحث ہو گئی ہے کہ حضرت ابوبکر کو خواہش خلافت کی نہ تھی۔ اور حضرت
علی خواہان خلافت تھے کتب اہل سنت سے ثابت و محقق ہے کہ حضرت ابوبکر کا
خواہش خلافت کرنا کیسا بلکہ خلافت کی طمع مین کچھ لحاظ و پاس خدا و رسول کا

کہا۔ جو شخص اس حال پر مطلع ہونا چاہے۔ وہ حالات آخر حیات رسول صلعم خصوصاً غزوہ تبوک سے لیکر تا بہ وقوع بیعت حضرت ابوبکر تمام واقعات کو یکجائی طور پر مجتمع کرکے ملاحظہ کرے کہ آنحضرت صلعم نے کس کس تاکید و اصرار سے حکم خلافت حضرت علی کا دیا۔ اور ان حضرات نے کیا کیا تدابیر انسداد اجراء احکام خدا و رسول اور اپنی ریاست کے جمانے میں کئے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت ابوبکر کو طمع خلافت کی نہ تھی۔ تو جیش اسامہ سے کیوں تخلف کیا۔ باوجود اصرار و تاکید پیغمبر خدا صلعم کے مدینہ کو کیوں نہ چھوڑا۔ وصیت آخری پیغمبر خدا کی کیوں نہ لکھنے دی۔ مسجد نبوی سے سقیفہ بنی ساعدہ کو چپکے چپکے بغیر اطلاع و مشورت اہل بیت پیغمبر کیوں چلے گئے۔ سقیفہ میں آنکھ کا اشارہ کرکے اپنی بیعت کیوں کرائی بعد بیعت کے جب مجمع میں حضرت علی کو بلایا اور آپ نے دعویٰ خلافت کیا اور دلائل و براہین سے اپنا استحقاق ثابت کیا اور طرح طرح سے فہمائش کیا۔ کہ خدا سے ڈرو۔ اور حقوق اہلبیت رسالت کو ضایع مت کرو۔ اُسوقت حضرت ابوبکر نے خلافت کیوں ترک نہ کی اور کیوں رفق و مدارا کی باتین بنا کر اُسوقت کو ٹال دیا۔ کلمہ اقیلونی خاص مرویات اہل سنت سے ہی مگر اس سے عدم خواہش اور حرص کا نہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُنکی عدم لیاقت و عدم استحقاق ثابت ہوتا ہی یہ کلمہ خلافت ترک کرنیکی نیت سے نہیں کہا گیا کیونکہ اگر وہ خلافت چھوڑنے پر رضامند ہوتے تو کسی صحابت مشورہ کرنیکی نہ تھی۔ خود خلع خلافت کرکے حضرت علی سے بیعت کر لیتے اس کلمہ کے فرمانے کا وہ زمانہ ہی کہ جب حضرت ابوبکر خوف جان کے سبب آٹھ روز

تک گھر سے باہر نہ نکلے تھے۔ لیکن جب معاذ بن جبل وغیرہ کے تحت مین جمعیت فراہم ہوگئی۔ اور خلیفہ صاحب خوف قتل سے مطمئن ہوئے پھر کبھی یہ فقرہ زبان پر کیون نہ لائے جناب امیر کی نسبت جو الزام طمع خلافت کا لگایا ہی اور حوالہ اعتقاد شیعیان کا دیا ہی یہ ہی مؤلف کی ناواقفیت ہی کیونکہ یہ روایت کتب معتبرہ اہلسنت مین ہی کہ جناب فاطمہ اپنی حق تلفی کی دادخواہی کے لئے اور اپنی استعانت اور طلب نصرت کے لئے انصار کے گھرون مین بلکہ مساجد انصار مین تشریف لیگئین۔ دیکھو کتاب الامامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری کو کہ مفصل حال اُسمین درج ہی اور نیز ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغۃ مین وہ خطبہ حضرت سیدہ کا نقل کیا ہی جسمین تفصیل وار حال ظلم وستم ومداخلت شیخین کا اور اپنی مظلومی اور استحقاق خلافت کا درج ہی۔ قطع نظر اس بحث سے کہ روایت کتب اہلسنت مین ہے یا کتب شیعہ مین قابل تذکرہ یہ بات ہی کہ حضرت علی کا بار بار طالب خلافت ہونا دلیل طمع وحرص کی نہین ہی کیونکہ آپ خلیفہ منصوص من اللہ والرسول تھے آپکا سب سے بڑا فرض یہ ہی تھا کہ ہر وقت طالب اپنے حق کے رہین خواہ امت مطیع ہو یا عاصی اسپر اظہار اپنے منصب کا کرتے رہین اور تا مقدور حصول تصرف مین ساعی ہون جسطرح کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کہ ریاست عامہ ہی اور تسلط حاصل کرتے ہین انبیا علیہم السلام غایت درجہ سعی وکوشش بجالاتے ہین خواہ تسلط حاصل ہو یا نہو تو انکی سعی اور کوشش اور خواہش واسطے حصول تسلط کے محمول بر حرص طمع نہین ہو سکتی کیونکہ وہ اسی کام پر

منجانب اللہ مامور ہوتے ہین دیکھو آنحضرت صلعم نے کیا کیا کوششین اور سعی اہتمام و اجراء کار رسالت مین فرمائین مگر حرص و طمع مین داخل نہین ہان مسیلمہ کذاب اور اسود عنیسی اور طلیحہ کی سعی اور کوشش داخل حرص و طمع ہین اسی پر قیاس کر لو ہر شخص مستحق اور غیر مستحق کی طلب اور خواہش کو مثلاً زید کی ایک سوئی یعنی سوزن جاتی رہی اور وہ اسکی تلاش مین کوشش کرے تو وہ طامع نہین ہی لیکن اگر عمر و کسی دوسرے کا مال مارنے مین ساعی ہو تو ضرور طامع اور لالچی کہلائیگا۔ حضرت علی اور جناب فاطمہ کی سعی طلب تسلط امامت کو جو پیرائیہ طنز و طعن مین بیان کیا ہی دلیل عدم بصیرت مولف ہی بڑے بڑے اولی العزم مرسلین نے وہ وہ مصائب اور سختیان اٹھائی ہین کہ اگر عوام الناس مین سے ادنی درجہ کی کسی آدمی پر ایسی مصیبت اور سختی پڑے تو وہ اپنی سخت توہین سمجھے۔ لیکن انبیا و اوصیا اسکو اپنی توہین نہین سمجھتے ہین۔ بلکہ اُنکے مراتب اور مدارج کی بلندی خیال کیجاتی ہی۔ دیکھو جناب سرور کائنات نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ اور طائف وغیرہ مین دعوت رسالت کرکے کیا کیا سختیان ملاعین کے ہاتھ سے اٹھائین پس اگر اُنکے خلیفہ برحق اور نائب مطلق نے بھی سختیان اُٹھائین تو داخل توہین نہین اور نہ جہال کے طنز و طعن کرنے کی جگہ ہی۔ ہم اس موقعہ پر ایک مثال سے ثابت کئے دیتے ہین کہ جو فعل ایک ادنی سے ادنی دنیادار کے لیئے سخت توہین کا باعث خیال کیا جاتا ہی وہ انبیا علیہم السلام کے مقابلہ مین توہین نہین سمجھا جاتا۔ دیکھو جو حرکت اہل طریق تے

حضرت لوط کے ساتھ اور حضرت لوط نے واسطے حفظ حرمت مہمانان کے اپنے ننگ ناموس پر خیال نہ کیا۔ اگر ایسے واقعہ کو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ شخص سے بھی منسوب کیا جاوے تو سخت توہین سمجھی جاویگی مگر حضرت لوط کے اس واقعہ کے ذکر سے توہین نہیں ہوگی ایسا ہی اہل قریہ نے جو درخواست نامعقول حضرت جبرئیل و میکائیل سے کری کسی کم درجہ کے آدمی سے ہی کیجاوی تو ضرور اسکی توہین ہی مگر چونکہ چاند سورج پر خاک نہیں پڑ سکتی بلکہ طعن کرنیوالے پر ہی وہ خاک پڑتی ہی۔ طعن کرنیوالا اپنے ہی اوپر قیاس کرے کہ اگر کوئی شخص حضرت جبرئیل و میکائیل جیسے ملائکہ مقرب اور حضرت لوط جیسے پیغمبر ذیشان کے واقعہ کو اُسنے منسوب کرے تو کسقدر برا معلوم ہوجاوے کہ ملائکہ اور حضرت لوط کے مقابلہ میں ایک ادنیٰ آدمی کی کیا حقیقت ہے۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ اگر کہیں کہ اہل الرائے نے کیوں اس امر کا لحاظ نہ کیا کہ حضرت رسولخدا نے صدیق اکبر کو کبھی کسی کار شریعت پر مامور نہیں فرمایا اس صورت میں صدیق اکبر قابل خلافت نہیں سمجھے جاتی تو جواب اس وسوسہ کا یہ ہی کہ باتفاق مورخین شیعہ و سنی ثابت ہی کہ بارہا حضرت رسولخدا نے حضرت صدیق اکبر کو اکثر مہمات بزرگ پر تعینات فرمایا ہے۔ اسکے بعد کارہای شریعت کی تفصیل اسطرح درج ہی۔

اول بعد شکست احد ابوسفیان کے مقابلے کیلیے حضرت ابوبکر کو مامور کیا۔

دوم غزوہ بنی نضیر میں ایک رات ابوبکر کو امارت لشکر عطا فرمائی۔

سیوم سنہ ۹ ہجری مین غزوہ بنولحیان کو حضرت تشریف لے گئے اور آنحضرت نے سرایا روانہ کئے المؤمنین سے ایک سریہ کے سردار ابوبکر بھی جسکو سریہ کہتے ہین
چہارم غزوہ تبوک مین جانے کے وقت سردار لشکر بنایا۔
پنجم غزوہ خیبر مین اپنا نائب بناکر معرکہ جنگ مین بھیجا۔
ششم سال ہفتم مین جماعت بنی کلاب پر امیر ہوئے اور سلمہ بن اکوع کا رسالہ انکی ماتحتی مین تھا۔
ہفتم بنی فزارہ پر بھی یہی امیر تھے۔
ہشتم سریہ وادی الرمل پر امیر ہوئے۔
نہم بوقت خانہ جنگی بنی عمرو بن عوف آنحضرت بلال سے کہہ گئے تھے کہ اگر نماز کا وقت آجاوے تو ابوبکر سے کہنا کہ نماز پڑھاوے۔
دہم بوقت فرض ہونے حج کے انکو امیر الحج مقرر کیا تاکہ لوگونکو قواعد حج تعلیم کرین۔
یازدہم آنحضرت نے اپنے مرض موت مین جملہ اصحاب باصفا کا پیشنماز بنایا۔
اب فرمائیے کہ کونسی بات ہی کہ حضرت صدیق اکبر کو حاصل نہین ہوئی۔ الخ
اقول بحولہ تعالیٰ۔ افسوس ہی کہ ذکر تو حضرت ابوبکر کا اور لقب جناب امیر کا شامل کیا جاتا ہی یہ تو البتہ بڑے شرمناک بات ہی کہ بروایات اہل سنت صدیق اکبر لقب حضرت علی کا ہی اور معاند لوگ القاب کو بھی غصب کرتی ہین۔
اب اہل انصاف ذرا میری طرف متوجہ ہون مین عرض کرتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے کبھی حضرت ابوبکر کو کسی کار متعلقہ شرع پر مقرر نہین کیا کبھی انکو ماہر شرع یا قاضی دین محمدی یا اچھا قضا یا فیصل کرنیوالا نہین فرمایا نہ وہ کبھی

لشکروں کے سردار ہوئے بلکہ ادنی آدمیوں کے تحت مین عوام لوگونکے ہمیشہ مامور رہے یہانتک کہ زمانہ مرض الموت آنسرور مین کہ آخری موقع حصول عزت و دولت کا ہی حضرت ابوبکر ایک لڑکا یعنی اسامہ بن زید کے محکوم اور تابع کئے گئے جسکو شبہ ہو فہرست لشکر اسامہ روضۃ الاحباب مدارج النبوت واقدی وغیرہ تواریخ معتبرہ اہلسنت مین دیکھ لے۔

ہم جہانتک نظر غور سے دیکھتے ہین فقط ایک مرتبہ انکو رسول خدا صلعم نے کار شریعت پر مامور کیا تھا مگر اُسیوقت وحی نازل ہوئی کہ ابوبکر مین لیاقت اس کام کے انجام دینے کی نہین ہی۔ یہ کام خود تمھارے کرنے کا ہی یا علے مرتضی کے کرنیکا تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو چنانچہ اُسیوقت حضرت ابوبکر معزول کئے گئے اور کئی منزل سے واپس آئے کہ مفصل ذکر اسکا اپنے موقعہ پر کیا جائیگا علاوہ اسکے خیبر مین ایک روز انکو اور دو روز حضرت عمر کو سردار بناکر میدان جنگ مین بھیجا تھا مگر یہ دونون صاحب بڑی مشکل سے جان بچاکر بھاگ آئے۔ وجہ تقرر اس امارت کی حدیث صحیح متواتر سے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ عوام الناس مطلع ہوجاوین کہ یہ دونون صاحب قابل سرداری کے نہین ہین۔ کیونکہ تیسرے دن آنحضرت نے فرمایا۔ لاعطین الرایتہ غدا رجلا کرار اغیر فرار الی آخرہ۔ یعنی کل کو رایت ظفر آیت ایسے مرد بہادر کو دونگا جو بھاگنے والا نہین ہی اور خدا و رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہین۔ تا آخر مضمون حدیث اس حدیث سے یہ تو صاف کھل گیا کہ تین روز پیشتر سے جو صاحب سردار بنکر جاتے ہین وہ فرار یعنی

کھبا گ جانے ولے ہین بہادر بہنین ہین نہ خدا و رسول کو وہ دوست رکھتے ہین نہ خدا و رسول انکو دوست رکھتے ہین۔ اور نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ آنحضرت صلعم کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس قلعہ کو وہی کرار غیر فرار فتح کریگا جسکا نام علی مرتضی ہے پس ان دونون صاحبون کو سردار بناکر بھیجنے کی کیا حاجت تھی بجز اسکے اور کچھ قیاس مین نہین آسکتا کہ آنحضرت صلعم کو یہ منظور تھا کہ عام لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لین کہ یہ دونون صاحب سرداری کی لیاقت نہین رکھتے سردار واجب الاتباع صرف وہ شخص سمجھا جاتا ہے کہ کبھی دوسرے شخص کا محکوم نہوا ہو جیسے حضرت علی مرتضیٰ کہ اول سے آخر تک ہمیشہ سردار ہی اور کبھی کسی دوسرے شخص کے محکوم و ماتحت نہوئے اور حضرت ابوبکر و عمر کی کیا سرداری ہمیشہ محکوم و ماتحت رہے یہانتک کہ عمرو عاص کے بھی محکوم رہے اور اسامہ بن زید کے بھی بروئے عقل بھی سردار وہی شخص ہونا چاہیے جو کسیکی نگاہ مین سبک اور حقیر نہو دیکھئے حضرت ابوبکر جن جن لوگون کے محکوم و ماتحت رہے اُنکی نگاہون مین کیا وقعت باقی ہونگے اب ہم۔ فصلاً ہر قول کی تردید لکھتے ہین۔

قولہ اول بعد از شکست احد جب رسول خدا نے سنا کہ ابوسفیان نادم ہوکر ارادہ رکھتا ہے کہ مدینۂ طیبہ پر حملہ آور ہو اُسوقت حضرت رسول خدا نے حضرت صدیق اکبر کو اُسکے مقابلے کے واسطے رخصت فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق نے اُسکا جاکر مقابلہ کیا۔

اقول وبہ نستعین۔ حضرات اہل انصاف پہلے تو ہمکو القاب کی غضب کرنکی ہی

شکایت تھی سب ملاحظہ فرمائیے کہ معرکہ اور تاریخی حالات بھی غصب ہونے لگے میں سخت حیران ہوں
کہ کیا ان لوگوں کی شرم ہی جاتی رہی عام قاعدہ ہی کہ اگر اپنے آپ میں کوئی
فضیلت یا بزرگی ہو تو جس سے مقابلہ کرتے ہیں اُسکے فضائل کو چرا کر اپنے
آپ سے منسوب نہیں کیا کرتے دوسروں کے بھی فضائل منسوب کریں۔ کیا
ابو سفیان کی واپسی کیا حضرت ابو بکر یہ تو بیچارے بہ تقلید سنت یوم ہجرت
مع اپنے یار غار حضرت عمر ابن الخطاب کے اُس وقت ایک غار میں چھپے ہوئے
بدوں کی جان کو رو رہے تھے۔ انس بن مالک کے چچا جو وقت اخیر میں
مدینہ سے آئے ہیں انکو یہ دونوں صاحب غار میں چھپے ہوئے ملے اور
اُنھوں نے ہر چند انکو طعن و تشنیع دیے مگر ایک بھی نہ سنی یہ بات تو التبہ لکھی
گئی ہی کہ حضرت ابو بکر و عمر و میدان احد سے بھاگ کر ابو سفیان سے خطا
معاف کرانے کے لئے ابن ابی کی سفارش کرائی اور یہ بات تو کبھی کتاب
اہلسنت میں نہیں لکھی گئی ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکو ابو سفیان کی تعاقب
کے لیے امیر لشکر کرکے بھیجا تھا۔ دراصل یہ معاملہ حضرت علی مرتضی کا ہی اور
مؤلف صاحب نے کمال دانائی سے حضرت ابو بکر سے منسوب کر دیا۔ دیکھو
مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی جلد ثانی صفحہ ۱۴۲ کو کہ اسمیں
یہ درج ہی۔ وصل چون مشرکان بمکہ باز گشتند در خاطر اصحاب دغدغہ
راہ یافت کہ مبادا عزیمت مدینہ نمایند و غارت و تاراج کنند بنا برین علی
مرتضی را رضی اللہ عنہ فرمود تا از عقب مخالفان رود و این خبر تحقیق نماید
پس آنحضرت خبر آورد کہ کافران بمکہ رفتند۔ انتہت والوجہ دیکھیا تعجب

در دلیری ہی۔ کہان ہین حضرت تقریظ نویسان ایسے مواقع تو عبرت پکڑنے اور دیکھنے کے قابل ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

واما قوله دوم غزوہ بنی نضیر مین حضرت نے ایک رات خوفناک مین صدیق اکبر کو امیر لشکر بنایا۔ اور خود بدولت نے اپنے دولتخانہ جنت آشیانہ مین آرام فرمایا۔

اقول بحولہ تعالی۔ یہ بھی دروغ اور کذب اور افترا اور بہتان ہی حقیقت یہ ہی کہ غزوہ بنی النضیر ۴ ہجری مین واقع ہوا۔ حضرت علی مرتضی سردار وعلمدار لشکر تھے۔ دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ۱۹۶ پس در مدینہ ابن ام مکتوم را خلیفہ ساخت ورایت را بعلی مرتضی کرم اللہ وجہہ داد وازمدینہ بیرون رفت۔ بعد اسکے لکھا ہے وحضرت پانزدہ شبانروز آن جماعت را محاصرہ داد۔

اور یہی مضمون مدارج النبوۃ مین درج ہی دیکھو صفحہ ۲۰۹ جلد دوم پس آن حضرت صلعم ابن ام مکتوم را در مدینہ خلیفہ ساخت ولوائے سعد نمودہ بعلی بن ابی طالب داد وازمدینہ مطہرہ بیرون آمد پس ان باتین تو کسیکو شک نہین ہوسکتا کہ اس غزوہ مین سردار علمدار لشکر بطور مستقل حضرت علی مرتضی تھے اب رہی یہ بات کہ شب اول مین حضرت قلعہ یہود کا محاصرہ کرکے لشکر ظفر پیکر کو مصروف محاصرہ چھوڑکر دولتخانہ کو تشریف لے آئے۔ اور مولف صاحب نے اپنے نزدیک حضرت ابوبکر کے وقعت بڑھانے کے لئے اُس شب کو (ایک رات خوفناک) تحریر فرمایا جو کسی

کتاب سیر و تاریخ سے ثابت نہین بلکہ اُس شب کو خوفناک کہنے والا کافر ہوجاتا
کیونکہ اگر اُس شب کو خوفناک کہا جائے تو یہی لازم آئیگا کہ یہی کہے کہ
آنحضرت صلعم بوجہ خوف و ہراس اُس شب کے لشکر کو میدان مین چھوڑ کر
دولتخانہ مین فقط جان بچانیکو تشریف لے آئے اور ایسا عقیدہ نسبت
جناب رسالتمآب کے رطضا بالاتفاق کفر ہی۔ پس جو کچھ کتب سیر و تواریخ
اہلسنت سے ثابت ہی وہ یہ ہی کہ پہلی شب مین فقط لشکر کو محاصرہ پر تعنات
کرنا تھا کوئی اندیشہ لڑائی مقابلہ کا نہ تھا اسلیے آنحضرت صلعم بعد نماز عشا
لشکر کو محاصرہ پر تعنات کرکے دولتخانہ کو واپس تشریف لے آئے۔ اب رہی
یہ بات کہ بعد واپسی آنحضرت صلعم کے سردار لشکر کون تھا اور مولف صاحب
کو حضرت ابوبکر کی سرداری کا شبہہ کیونکر ہوا۔ اسکی یہ وجہ ہی کہ بعض روات
کو اسمین شبہہ ہوگیا کہ سردار لشکر اُس شب مین حضرت علی تھے یا حضرت
ابوبکر چنانچہ مدارج النبوت مین مدرج ہی بگذار تا وقت عشا جنگ کردند و چون
با مسلمانان نماز عشا گذاردند حضرت با چندکس بمنزل شریف تشریف آوردند
آوردند و سایر صحابہ را کہ سردار ایشان ابوبکر بود یا علی رضی اللہ عنہ علی اختلاف
الروایتین تا بوقت صبح بمحاصرہ یہود اشتغال نمودند۔ اور چونکہ حضرت
ابوبکر کی سرداری کے موید کوئی دوسری روایت نہین ہی اور حضرت علی کی
سرداری تائید مین دیگر روایات ایسی موجود ہین کہ جنسے مستقل سرداری اونکی
اس غزوہ مین محقق ہی تو لامحالہ روایت سرداری حضرت ابوبکر کی ساقط
عن الاعتبار ہوگی اور چونکہ عادت علمائے اہلسنت کی یہ ہی کہ اگر دو روایت

متضاد وہ دربارۂ حضرت علی اور حضرت ابوبکر کے ہوویں اور حضرت ابوبکر کی نسبت
جو روایت ہی اُسکو اپنے دلمین کیسے ہی دروغ اور موضوعی جانتے ہوں لیکن اُس
روایت پر جو حضرت علی کی نسبت ہی ضرور ترجیح دینگے جیسی حدیث سد ابواب الا باب
علی کے برخلاف ایک موضوعی حدیث کو بیان کرتے ہین کا دروغ ہونا جلی
بدیہات مین داخل ہی یعنی یہ کہ مرض الموت مین آنحضرت صلعم نے سبکے دروازون
کا جو مسجد مین کھلے ہوئے تھے بند کرنیکا حکم دیا سوائے دروازۂ ابوبکر کے۔ اور یہ امر بدیہی
ہی کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان نواح مسجد مین بھی نہ تھا بلکہ اُنکا مکان مسجد نبوی سے
ایک میل کے فاصلہ پہ محلہ سنح واقع تھا جبکا مفصل حال روضۃ الاحباب مین درج
ہی کہ حضرت ابوبکر بایام خلافت خود اس روزانہ قطع مسافت سی بہت رنج اور تکلیف
پاتے تھے مگر علمائی اہلسنت باوجود صحت و تعدد روایات حدیث متعلقہ حضرت علی کی اُس
جعلی اور موضوعی روایت کو ترک نکرینگے ایسا ہی حال اس روایت کا ہے
کہ کسی راوی نے اُسنے خواہ غلطی سے یا حسب عادت دیدہ و دانستہ براہ کذب
و افترا سرداری مین نام حضرت ابوبکر کا بیان کر دیا لیکن دوسری روایت
کثیرہ برخلاف اسکے موجود ہین کہ حضرت علی اُس شب محاصرہ مین سردار
تھے اور آپکے مستقل سردار غزوہ ہونیکی روایات بھی بلا کسی خلاف و
نزاع کی موجود ہین تو مثلاشئے حق اور منصف آدمی ہرگز اُس موضوعی روایت
پر اعتبار نکریگا۔ خصوصًا مناظرہ مین الیسی روایات پر جاہل بھی استدلال
نہین کیا کرتے (کہ اُس شب ابوبکر سردار تھے یا حضرت علی سردار تھے)
یعنی جبکہ خود ہی شبہ اور شک مین پڑے ہوئے ہو کہ ان دونون مین سے

کون سردار تھا تو اپنے مخالف کو کس دلیل سے اس بات کا یقین دلا سکتے ہو کہ حضرت ابوبکر رح سردار تھے۔ اسی سے تو کہتے ہیں کہ حق کا طرفدار ہمیشہ سرخرو ہوتا ہی اور باطل کا طرفدار ہر بات مین نیچا دیکھتا ہی۔

قولہ سیوم سنہ ۶ ہجری مین بروقت غزوہ بنو لحیان آنحضرت صلعم نے مختلف سرایا روانہ کئے از انجملہ عمدہ سرایا وہ تھا جس پر حضرت صدیق اکبر سردار مقرر کئے گئے تھے یہ سریہ کراع الغمیم کیطرف روانہ کیا گیا۔

اقول افسوس ہی کہ یہ سریہ نہ عمدہ سرایا مین داخل ہی نہ حضرت ابوبکر کی سرداری ثابت ہوتی ہی عمدگی اس سریہ کی تو یہ ہی کہ کل دس آدمی مامور ہوئے اور اُس عمدگی پر طرہ یہ ہوا کہ بلا کسی مقابلہ و مقاتلہ کے واپس چلے آئے۔ سرداری سریہ کی نسبت رواۃ اہل سنت خود مختلف البیان ہین بعضے حضرت سعد بن عبادہ انصاری کی نسبت سردار ہونا کہتے ہین اور بعضے حضرت ابوبکر کا نام لیتے ہین دیکھو مدارج النبوت جلد ثانی صفحہ ۲۱۱ (سرایا باطراف و جوانب فرستاد بعد ازین بعسفان رسیدہ ابوبکر صدیق و بقولے سعد بن عبادہ را با جمعی وبر وایتے با دہ سوار بہ کراع الغمیم فرستاد) اور پھر لکھا ہی (وایشان تا بموضع معہود رفتند و با ہیچ مخالفی و دشمنی اتفاق ملاقات نیفتاد پس ازان موضع باز گشتند) اب فرمائیے کہ مؤلف صاحب کے ایسے خام استدلال سے کیا نتیجہ نکلا۔ اگر مؤلف صاحب کسی سریہ کی سرداری نسبت حضرت ابوبکر ثابت بھی کرتے تو کیا فائدہ نکالتے ادنی ادنی صحابی سریونکے سردار ہوئے اور بہت سی سرایا مین ابوبکر رضی اللہ عنہ ماتحت دوسرونکے رہے اور دس بیس سرایا مین محکوم و مامور ہونا ثابت ہو تو کیا

نتیجہ نکلا قابل استدلال اُنکی امارت صدر سرداری ہی کہ جو ہمیشہ سرداری کیہ ہیں اور کبھی کسی غزوہ یا سریہ مین کسی دوسرے کے محکوم وماتحت نرہے ہون جیسے حضرت علی مرتضی علیہ السلام ہین مگر دنیا کی آنکھون پر ایسا پردہ غفلت پڑا ہے اور تعصب نے اونکو ایسا اندھا بنادیا ہے کہ حق وباطل مین مطلق تمیز نہین کرسکتے ہین۔

قولہ چہارم جب رسولخدا صلعم نے قصد غزوہ تبوک کا فرمایا تو یہ حکم صادر ہوا کہ لشکر ظفر پیکر مدینہ سے باہر جمع ہو اُن سب پر صدیق اکبر امیر رہے۔

اقول بحولہ تعالےٰ الحمد للہ کہ یہ سرداری بھی ثابت نہوئی۔ اور اگر ثابت بھی ہوجاتی تو باہم استدلال کے قابل نہ تھی کیونکہ مؤلف صاحب مقابلہ تو حضرت امیر علیہ السلام سے کررہے ہین اور بوقت جانے اس غزوہ کے حضرت علی مرتضی خلیفہ اور جانشین پیغمبر خدا صلعم کے ہوکر مدینہ مین تشریف رکھتے تھے۔ اب افسوس یہ ہی کہ مؤلف صاحب اس سرداری کو بھی ثابت نہین کرسکتے کیونکہ کتب سیر و تواریخ اہلسنت سے پایا جاتا ہی کہ اس غزوہ مین ہر قوم و قبیلہ کے متعدد سردار تھے۔ سردار اعظم کوئی نہ تھا۔ البتہ مہاجرین کا ایک سردار تھا مگر روات اہل سنت اسمین مختلف البیان ہین مقولہ اکثر کا یہ ہی کہ زبیر بن العوام سردار تھے اور بعض نے حضرت ابوبکر کا نام بیان کیا ہی۔ دیکھو مدارج النبوت صفحہ ۲۰۸ لواء اعظم را بابی بکر صدیق و بروایتی بزبیر بن العوام دادم

قولہ پنجم غزوہ خیبر مین جبکہ رسول خدا کو درد شقیقہ عارض تھا

حضرت نے صدیق اکبر کو اپنا نائب بنا کر بھیجا چنانچہ اُس روز صدیق اکبر سے بہت بڑی جنگ واقع ہوئی۔

اقول وبہ نستعین ہاں خیبر مین تو البتہ حضرت ابوبکر سردار ہوئے بلکہ حضرت عمر بھی لیکن ساتھی اسکے یہ بات بھی کھل گئی۔ کہ آنحضرت صلعم نے ان ہر دو اصحاب کو یکے بعد دیگرے اسی لئے سردار مقرر کیا تھا کہ لوگ اچھی طرح سمجھ لین کہ یہ دونوں قابلیت سرداری کی نہین رکھتے چنانچہ جمیع کتب واحادیث اہل سنن مین یہ حدیث صحیح اور متواتر درج ہے کہ جب شیخین متواتر تین روز تک مقابلہ حارث و مرحب یہودیان سے فرار ہوئے تو اُسروز شام کو یہ فرمایا لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لا یرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ۔ یعنی کل کے دن رایت لشکر ایسے مرد کرار اور بہادر کو دونگا جو ہرگز بھاگنے والا نہین ہے اور خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا ورسول اُسکو دوست رکھتے ہین وہ واپس نہوگا تا آنکہ خدائے تعالی اُسکے ہاتھ پر فتح دے۔ قربان یا رسول اللہ آپکے نور حکمت ورسالت کے۔ جب آپ خوب جانتے تھے کہ علی مرتضی کے ہاتھ پر فتح ہوگی اور شیخین بھاگ جانے والے ہین نہ خدا ورسول کو دوست رکھتے ہین نہ خدا اور رسول اُنکو دوست رکھتے ہین پھر ان بیچارون کو سرداری پر مقرر کرنے کی کیا حکمت تھی۔ وہ یہی حکمت تھی کہ یہ لوگ ضرور ایکدن اپنے آپکو علی کا مد مقابل بنائینگے اور انکی ذریات مومنین پاک دین سے مناظرہ کیا کرینگی اُسوقت سب پر ظاہر ہوجائے کہ یہ لوگ قابل سرداری وخلافت نہ تھے۔

قولہ ششم سال ہفتم میں حضرت ابوبکر کو ایک جماعت کلاب پر سردار مقرر کیا۔
اقول اگر بنی کلاب کی سرداری ثابت بھی ہو تو کچھ فخر کی بات نہیں مگر یہ بھی دروغ ہے سال ششم میں بنی کلاب پر سریہ بھیجا گیا اسکے سردار محمد بن مسلمہ انصاری تھے اور دوسرے سریہ کے سردار ضحاک بن سفیان تھے۔ دیکھو صفحہ ۱۷۰ و ۲۰۱ مدارج النبوت کو کہ اسمیں مطلق ذکر بھی حضرت ابوبکر کا نہیں۔ البتہ سال ہفتم میں متعدد سرایا روانہ ہوئے اگر کسی سریہ پر بھی بھیجے گئے ہوں تو دلیل سرداری نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت سرایا کے سرداروں کو بھی ماتحت بکثرت رہے ہیں۔
قولہ ہفتم قوم بنی فزارہ پر بھی امیر لشکر ابوبکر ہی تھے۔
اقول پھر کیا فخر کی بات ہے ادنی صحابی سریوں کے سردار ہوا ہیں جیسے۔ سریہ ابو سلمہ بہ بنی اسد و سریہ عبد اللہ بن انیس بر سفیان ہذلی و سریہ محمد بن مسلمہ بقرطا و سریہ عکاشہ بن محصن اسدی بغمر و سریہ محمد بن مسلمہ بذی القصہ و سریہ ابو عبیدہ و سرایائے زید بن حارثہ و جموم و عیص و سریہ زید بر بسبلہ از قبیلہ فزارہ و سریہ بشیر بن سعد بر بنی مرہ سریہ غالب بن عبد اللہ بمیفعہ و سریہ القضا بہ بنی ملوح و سریہ الخبط ابو عبیدہ بر قبیلہ جہینہ جسمیں حضرت عمر بھی مامور و محکوم تھے۔ سریہ عمرو بن عاص جسمیں حضرت ابوبکر و عمر دونوں ماتحت تھے۔ سریہ ابو قتادہ سریہ عیینہ بن حصین فزاری سریہ قطبہ بن عامر بہ قبیلہ خثعم۔ لیکن اسمیں فضیلت کی بات نہیں ہے فضیلت فقط اس بات میں ہے کہ ہمیشہ سردار و امیر مقرر ہوئے ہوں کبھی کسیکے ماتحت نہ رہے ہوں۔

قولہ ہشتم سریہ وادی الرمل مین حضرت ابوبکر سردار ہوے۔

اقول یہ البتہ سچ ہی اور مزید بران یہ کہ حضرت عمر بھی سردار ہوے اور پھر ان دونون اصحاب پر عمرو عاص سردار ہوئے اور تینون صاحب بخوف جان بھاگ کر چلے آئے تب آنحضرت صلعم نے ان تینون سردارون پر حضرت علی مرتضیٰ کو سردار مقرر کیا تب فتح ہوئی دیکھو کتب معتبرہ سیر اہلسنت کو کہ ملا غیاث الدین کتاب حبیب السیر مین لکھتے ہین۔ بعد از غزوہ تبوک اعرابی بمدینہ آمدہ بسمع شریف حضرت مقدس نبوی رسانید کہ قومی از عرب در وادی الرمل مجتمع گشتہ داعیہ دارند کہ شبخون بر سر اہل یثرب آرند بنا بران نبی آخر الزمان لوای بابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عنایت کردہ آنجناب را بسرداری جمعی از اصحاب صفہ و غیرہ الشان گردانیدہ و بدفع شر آن جماعت نامزد فرمودہ حالانکہ ایشان در وادی کثیرۃ الحجارۃ والاشجار کہ انحدار دران دشوار بود منزل داشتند و ابوبکر رض چون بدانجا رسیدہ یکبار کفار از اطراف و جوانب حملہ آوردہ سپاہ اسلام انہزام یافت۔ آنگاہ حضرت رسالت رایتے دیگر بستہ بعمر خطاب ارزانی داشت و آنجناب را با طائفہ از مسلمانان جہت تدارک آن مہم ارسال فرمود و فاروق اعظم نیز در لاحق صدیق اکبر ہزیمت خوردہ باز آمد۔ و عمرو عاص متکفل سرانجام آن امر گشت و او نیز بے آنکہ مہمے از پیش برد بمدینہ باز گردید۔ بعد از ان حضرت مقدس نبوی جہت جناب ولایتمآب حضرت مرتضیٰ علیہ السلام لوای عقد فرمودہ آنجناب را سردار سپاہ ظفر پناہ گردانیدہ و فتح آن دادہ کہ تفصیل آن ...

وعمر عاص نیز با آن لشکر دران سفر مرافقت نمانید واز استصواب شاہ مردان تجاوز جائز ندارند۔ تا آخر ذکر فتح ۔

قولہ ہشتم بوقت خانہ جنگی باہمدگر بنی عمرو بن عوف بغیبت آنحضرت نماز عصر حضرت ابوبکر نے پڑھائی باجازت آنحضرت صلعم کے۔

اقول یہ بھی غلط ہے شاید مؤلف صاحب کو بجای عبد الرحمن بن عوف کے نام حضرت ابوبکر یاد رہگیا۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ اگر یہ قول صحیح بھی ہوتا تو کیا فخر تھا ابن ام مکتوم نابینا تھے اور اکثر مسجد نبوی مین باجازت پیمبر خدا صلعم نماز پڑھایا کرتے تھے اور جبکہ یہ مسئلہ مسلمہ اہل السنن ہے کہ ہر بر و فاجر نماز کا امام ہوسکتا ہے پھر ایسے فعل پر استدلال ہی کرنا فضول ہے۔

قولہ دہم جب نوین سال ہجرت کے حج فرض ہوا تو آنحضرت صلعم نے بوجہ لاحق ہونے کاروبار کے خود نہ جاسکے اور حضرت ابوبکر کو امیر الحج مقرر کرکے بھیجا۔

اقول بحولہ تعالی بیشک رسولخدا صلعم نے اول حضرت ابوبکر کو اس کام پہ ماموم فرمایا اور حضرت ابوبکر ایک دو منزل تک چلے بھی گئے لیکن بعد مین جبرئیل امین نازل ہوے اور حکم لائے کہ ابوبکر تمھاری نیابت سے یا تمھاری طرف سے کار تبلیغ رسالت کو انجام نہین دیسکتے تم خود اس کام کو انجام دیسکتے ہو یا علی مرتضی انجام دیسکتے ہین اسلئے تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو معزول کرکے جناب علی مرتضی کو انکے عقب سے روانہ فرمایا اور حضرت علی مرتضی نے حضرت ابوبکر کو راستہ مین ہی جالیا اور سورۂ برات انسے لیکر انکو معزول کردیا کو وہ مدینہ کو

واپس چلے آئے اور حضرت خلیفہ برحق مع سورۂ برات و لشکر بابت خود مکہ کو
تشریف لیگئے۔ حضرت ابوبکر نہایت غمگین ہوکر رسولخدا کے پاس آئے اور پوچھا
کہ مجھسے کیا قصور ہوا کہ مین معزول کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہارے
روانگی کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ پیغام تبلیغ رسالت کو
ہر شخص اسکو آپکی نیابت سے انجام نہین دیسکتا صرف آپ یا آپکے اہلبیت مین
یا علی مرتضی کہ آپ مین سے ہین انجام دیسکتے ہین اسلئے مین نے ایسا کیا۔
یہ ملخص روایات صحیحہ اہل سنت کا ہی۔ دیکھو خصائص امام نسائی۔
قال اخبرنا محمد بن بشار قال حدثنا عفان و عبد الصمد قالا حدثنا
حماد بن سلمه عن سماك بن حرب عن انس قال بعث النبي صلعم ببراءة
مع ابي بكر ثم دعاه فقال لا ينبغي ان يبلغ هذا الا رجل من اهلي
فدعا عليا فاعطاه اياه۔ یعنی کہا انس بن مالک نے کہ آنحضرت صلعم نے
ابوبکر کو تبلیغ سورۂ برات پر مامور کردیا مگر بعد اسکے انکو واپس بلالیا اور فرمایا
ہرگز کوئی شخص قابلیت تبلیغ اس رسالت کی نہین رکھتا سوائے اوس
شخص کے جو میرے اہلبیت سے ہو پس بلایا علی مرتضیٰ کو اور سورۂ برات انکو
عطا کی۔ دوسری روایت خصائص مین مفصل یہ ہے۔
عن علي رض ان رسول الله صلعم بعث ببراءة الى اهل مكة مع ابي بكر ثم اتبعه
بعلي فقال له خذ الكتاب فامض به الى اهل مكة قال فلحقته فاخذت
الكتاب منه فانصرف ابوبكر وهو كئيب فقال يا رسول الله انزل
في شيء قال لا الا اني امرت ان ابلغه انا او رجل من اهل بيتي

یعنی رسولخدا صلعم نے ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورہ برات کیطرف اہل مکہ کے سفر
کیا اور پیچھے اُنکے حضرت علی کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ ابوبکر سے کتاب لیلیو
اور تم اُس کتاب کو لیکر طرف اہل مکہ کے جاؤ۔ علی رضی اللہ عنہ راہ میں
جا ملا ابوبکر سے راہ میں اور اُنسے وہ کتاب لیلی پھر واپس آئے ابوبکر وحی کو
بہت غمزدہ ہوکر اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میرے بارے میں کچھ نازل
ہوا فرمایا نہیں لیکن یہ حکم مجکو ہوا ہے کہ تبلیغ رسالت خود میں کروں
یا وہ شخص کرے جو میرے اہلبیت سے ہو اور اسکے قریب قریب تیسری
روایت سعد سے مروی ہے۔ قال بعث رسول اللہ صلعم
ابابکر ببراۃ حتی اذا کان ببعض الطریق ارسل علیاً رضی اللہ عنہ فاخذ
منه ثم سار بها فوجد ابوبکر فی نفسه فقال له النبی
رسول اللہ صلعم انه لا یودی عنی الا انا او رجل منی۔
یعنی رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو تبلیغ برات پر مقرر کیا جس وقت
وہ راستہ میں تھے تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اس کام پر مقرر
کرکے بھیجا اور حضرت علی نے وہ سورہ اُنسے لیلیا اور سورۂ برات کو لیکر
مکہ کو چلے گئے اسپر ابوبکر اپنے جی ہی جی میں بہت کچھ غمگین ہوئے اور رسولخدا سے اس بارہ عرض کی تو فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ میری طرف سے
کوئی شخص ادائے پیغام و رسالت نہیں کرسکتا الا میں خود یا وہ شخص جو خاص
مجھسے ہی ہے کیفیت اس امارت کی ہی اور واقعی اکیلا یہ قصہ حق پسند
اور انصاف دوست لوگوں کے سمجھنے کے لئے صدہا کتب کی ملاحظہ سے

بڑھکر ہی۔ یعنی بحکم وحی یہ امر طے ہو چکا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم کے متعلقہ امور
کی تبلیغ وغیرہ کوئی شخص آپکا نائب یا خلیفہ ہوکر انجام نہین دیسکتا بجز
اسکے کہ خود آنحضرت تبلیغ رسالت کرین یا آپکے اہلبیت مین سے علی مرتضے
پس جبکہ حضرت ابو بکر قابلیت ادا ایک پیغام یا رسالت کے نیابت
پیغمبر خدا صلعم کی نرکھتے تھے تو بہت صاف ثابت ہی کہ وہ ہرگز قابل خلافت
عام آنحضرت صلعم کے بدرجۂ اولی نہ تھے اور اسی حکم الٓہی سے ثابت ہوگیا
کہ پیغمبر خدا کے جانشین برحق اور خلیفہ مطلق حضرت مرتضی تھے۔ فقط
اسی ایک قصے سے پورے طور پر بیخ کنی مذہب اہل السنن کی ہو گئی [۴]
مگر جب روایات صحیحہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ سے ہی معزول
ہوکر واپس مدینہ مین آ گئے تب اپنا سا منھ لیکر رہ جاتے ہین کیونکہ بموجب
قاعدۂ نقاد محدثین ہرگز روایات واپسی پر یہ عقم عاید نہین ہو سکتا کہ انکو
ضعیف ہی بتلا کر اپنا پیچھا چھڑا دین۔

قولہ یازدہم شب شنبہ سے صبح دوشنبہ تک جملہ اصحاب باصفا کا
پیش نماز بنایا۔

اقول یہ بھی محض افترا ہی اور سوال اول کی جواب کی تردید مین مفصل
ذکر اسکا ہو چکا کہ نہ حضرت صلعم نے حضرت ابو بکر کی پیشنمازی کا حکم دیا نہ انکی
مرضی سے نماز پڑھانے کھڑے ہوئے فقط عورتون کی سازش سے
پیش نماز ہو گئے تھے کہ ایک رکعت کے بعد معزول کئے گئے۔ دیکھو
روایت عبد اللہ بن زمعہ مندرجۂ مدارج النبوت۔

[۴] سلہ متعصبین علماء اہلسنت اس واقعہ کو زبان پر نہ لاکر ذکر سورۂ برأت کو چھپا کر فقط امیر الحج ہونا بیان کرتے ہین اور روایات جعلی بناکر ان کو مکہ تک پہنچا دیتے ہین۔

اسکے بعد مولف صاحب نے یہ لکھا ہی کہ اگر حضرت ابوبکر کی نسبت جہاد
کا نکرنا تسلیم کیا جاوے تو حضرات حسنین علیہم السلام کی نسبت بھی
جہاد کا نکرنا ثابت ہی اور عہد خلافت علی مین اکثر محمد بن حنفیہ لڑائی پر
جایا کرتے تھے تو یہ نسبت حسنین علیہم السلام کے محمد بن حنفیہ زیادہ
تر لائق امامت کے ٹھہرتے ہین۔ یہ فقط معترض کی سمجھ کا فتور ہی حضرت
ابوبکر کی نسبت یہ الزام نہین لگایا جاتا کہ وہ جہاد مین مامور نہین ہوئے یا جہاد
کو نہین گئے بلکہ یہ الزام لگایا جاتا ہی کہ جہاد پر مامور ہوتے تھے اور وہان سے
بخوف جان بھاگ آیا کرتے تھے جیسا احد مین غار کے اندر چھپ گئے
خیبر مین فرار ہو گئے۔ خندق مین عمرو بن عبدود سے منھ چھپا لیا حنین
مین باوجود بیعت نکث بیعت کر کے فرار ہو گئے جیش اسامہ سے بطمع
دنیاوی تخلف کیا۔ حضرات حسنین علیہم السلام وہ مرد میدان شجاعت
تھے کہ چشم روزگار نے ایسے نہ دیکھے ہونگے۔ جس معرکہ مین جلوہ فرما ہوئے
دھاک پڑ گئی۔ نہین سنا کہ ابن ملجم ملعون کا سر ایک ہاتھ مین کتنی دور
اڑایا کربلا کا حال تو بزرگون سے سنا سنایا بھول نہ گئے ہونگے۔ علاوہ
اسکے حضرات حسنین علیہم السلام امام منصوص ہین ہر حالت مین امام
ہین خواہ جہاد کرین یا گھر مین بیٹھ رہین جیسا کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا
صلعم نے ہما امامان قاما او قعدا یعنی یہ دونون امام ہین خواہ جہاد کرین
یا بیٹھ رہین خانہ نشینی انکی کیا کسی اعتراض کے قابل ہی اور پھر اعتراض
بھی کون کرے وہ امت ناہنجار جو اپنے رسول کے پیارے نواسون

واجب الاتباع اماموں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر ملعونون کافرون منافقون
فاسقون کے مطیع اور تابعدار بنگئے خدا و رسول سے کچھ شرم نہ کی جنہنے دو روٹیان
کھانیکو دین اسیکا کلمہ پڑھنے لگے اور انجام کار انھیں فساق و فجار ملاعین
کے کہنے سے آپ اپنے رسول زادون کو قتل کر ڈالا ان مین سے کسیکی نصرت
نہ کی اب کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اماموں پر اعتراض ہے کہ کسینے خروج
نہ کیا کسینے جہاد نہ کیا ای مسلمانون خدا سے ڈرو کچھ تو اسکے رسول سے
شرم کرو کیا مسلک عترت اسیکے معنی ہین کہ حضرات حسنین کو یزید
وغیرہ ملاعین کی خوشنودی کے لئے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالو۔ باقی
آئمہ علیہم السلام کو طرح طرح سے ایذائین پہونچاؤ انکے دشمنون کے
غلام بنے رہو انسے دشمنی رکھو ضرور اکدن منتقم جبار کی حضور مین
کھڑی ہوی ہوگے اور وہان کوئی جواب بن نہ آئیگا بجز رونے اور دانت
پیسنے کے الا لعنت اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای
منقلب ینقلبون۔ یہ قول مؤلف کا کہ امام زین العابدین علیہ السلام
اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ مین خانہ جنگی ہوئی یا حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ آپس مین
لڑے مؤلف کی بڑی لیاقت تاریخ دانی پر دلالت کرتا ہے۔
کتب صحیحہ اہل سنت مین کہیں بھی ان حضرات کی خانہ جنگی کا ذکر نہین شاید
مؤلف نے مرقعہ تحکیم حجر اسود کا کتب اہل سنت مین دیکھکر گمان خانہ
جنگی کا کیا ہے لیکن ہمین اگر ان کی دماغ مین کچھ خبط و خلل نہین ہے تو

اُس قصہ سے خانہ جنگی کے آثار معائنہ نہین کرتے ملا جامی نے شواہد مین
لکھا ہی کہ حضرت امام زین العابدینؑ اور محمد بن حنفیہ مین گفتگو درباب
امامت کی ہوئی محمد بولے کہ مین عمر مین بڑا ہون مین زیادہ مستحق امامت
ہون حضرت امام زین العابدین بولے کہ اے چچا یہ تمھارا حق نہین اسپر
دونون نے حجر اسود کو حکم قرار دیا اور دونون حرم کعبہ مین آئے پہلے
محمد بن الحنفیہ نے حجر اسود کے روبرو اپنا دعوی بیان کیا حجر اسود سے
کچھ جواب نہ آیا بعد ازان امام زین العابدین علیہ السلام نے دعویٰ
اپنا بیان کیا اسپر اول حجر اسود کانپ اُٹھا اور بزبانی فصیح عربی گویا
ہوا کہ اے محمد بن حنفیہ اس بات کو تسلیم کرے کہ حق امامت دوصایت
بعد حسین بن علی کے حق علی بن الحسین کا ہی معتقد امامیہ یہ ہی کہ حضرت
محمد بن الحنفیہ درحقیقت طالب امامت نہ تھے بلکہ یہ واقعہ تحکیم حجر اسود
یون کیا کہ تا سب لوگ اس معجزہ باہرہ کو دیکھکر قائل امامت حضرت
امام زین العابدین کے ہون۔ اسی قسم سے قضیہ حضرت زید کا ہی
خدانخواستہ بھائیون مین کسیدن بھی نوبت جنگ یا خانہ جنگی کی
نہ پہونچی اگر اُنھون نے زمانہ کے اس رنگ کو دیکھکر کہ ادنی ادنلے
عرب کے خاندان جو دین و اسلام مین کوئی مرتبہ نہین رکھتے تھے اور
خواہ مخواہ خلیفہ یا بادشاہ بنگئے کوئی ارادہ یا تدبیر حصول سلطنت یا
خلافت کا کیا تو عجیب بات نہ تھی کیا آل مروان اور آل ابوسفیان سے
بھی آل رسول کا کم رتبہ تھا مگر امت ناہنجار کی بےغیرتی کو دیکھئے کہ

آل رسول کو قتل کرا کر الگ ہو گئے پہلے تو اس اعتبار پر کہ حضرت زید بہت اچھے آدمی ہیں مثل اپنے خاندان کے خلفاء ثلثہ سے تبرا نہیں کرتی انکے ساتھ ہو گئے اور جب بادشاہ وقت نے دھمکایا اور طمع دی اُنسے منحرف ہو کر بہت لوگ خود امام بنگئے اور قاضی و مفتی بنکر دنیا مین شہرت حاصل کی اور اُنکو شہید کرادیا۔

حضرت امام آخر الزمان کی نسبت جو مؤلف نے یہ گستاخانہ فقرہ لکھا ہے کہ نہ باجی آوین نہ گھنٹہ باجے۔ یہ بھی حضرت کی عقلمندی ہے کہ شیعون کے مقابلہ مین ایسے الفاظ تحریر کرتے ہین یہ نہین جانتے کہ شیعہ ایسا کچھ لکھنا جانتے ہین کہ پھر حضرت کو پیچھا چھڑانا مشکل پڑجائے اور انجام کار تالیف کے نام سے توبہ کرنی پڑے۔ مگر مین فقط اس لحاظ سے جواب ترکی بہ ترکی نہین دیتا کہ میرا مقصود اس رسالہ کی تحریر سے یہ ہے کہ ہر شخص بلا کسی نفرت اور اکراہ کے اس کتاب کو مطالعہ کرے۔

واما قوله واضح ہو کہ یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ درباب شوریٰ ہوا اب اون آیات کی طرف متوجہ ہوتا ہون کہ جنکی تاویلات غلط شیعون نے لگا کر حضرت علی کو حضرت ابوبکر رض بلکہ سائر صحابہ پر فضیلت و ترجیح دیدی ہے۔

اقول بحولہ تعالیٰ ؎ تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی + سبحان اللہ ابھی بحث شوریٰ ہی مین کیا کار نمایان کیا تھا کہ مسئلہ ترجیح و فضیلت کو لے دوڑے۔

کوئی مسلمان اس بات کو نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکر یا کسی اور صحابی کو نعوذ باللہ حضرت علی سے درجہ سعادت حاصل تھا بعض روایات اہلسنت میں جو اس قسم کی وارد ہوئی ہیں۔ کہ اصحاب میں سب سے زیادہ افضل ابوبکر تھے وہ سب موضوعی اور جعلی روایات ہیں کیونکہ فضیلت اور ترجیح کے لیے ضرور کسی قسم کے اسباب و وجوہات ہوتے ہیں اور وہ اسباب یا تو باعتبار اعزاز دنیاوی ہوتے ہیں یا باعتبار اعزاز دینی مثلاً کہا جاوے کہ فلاں شخص نبی زادہ ہی یا شاہزادہ پس لامحالہ وہ افضل ہوگا جولاہہ زادہ اور فاسق زادہ سے اسیطرح عالم افضل ہی جاہل سے اور شجاع افضل ہی جبان اور نامرد سے اور سخی افضل ہی لئیم و بخیل سے۔ ایسا ہی دینی اعزاز کا حال ہی کہ جنکو خدا نے معصوم و طاہر بنایا ہی وہی لامحالہ افضل ہیں بخیلوں اور غیر معصوم سے یا بہشتی افضل ہیں دوزخیوں سے یا جہاد میں قائم رہنے والے افضل ہیں بھاگ جانے والوں سے۔ اب اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہیں کہ عموم صحابہ کو کیا نسبت ہی حضرت علی سے بقول شاعر۔
کہے یوں جو چاہے کوئی بیر سے ✤ پہ نسبت علی کو نہیں غیر سے ✤
حضرات اس شعر کو شیعہ کا شعر سمجھکر حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا یہ شعر پورا ترجمہ روایت عبداللہ ابن عمر کا ہی کہ کسی نے انسے بابت حالات علی و عثمان کے سوال کیا تو انھوں نے صاف کہا کہ علی کو اور وں سے نسبت مت دو وہ سب بڑے مقرب رسولخدا کے ہیں دیکھو ہم جبکے

دروازے بند کرا دیے اور آنکا دروازہ کھلا رکھا۔ علاوہ اسکے آقا اور غلامون کی کیا برابری جبکہ احادیث و نصوص قرآنی صاف طور پر صادر ہین کہ علی مرتضی تمام مومنین کے ولی و مولا و امام و سردار و یعسوب ہین پس اگر صحابہ زمرہ مومنین مین داخل ہین تو پھر اپنے مولا سے کسطرح برابری کرسکتے ہین دیکھو آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ الخ و حدیث ھو ولیکم بعدی و حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ و حدیث انہ سید المومنین امام المتقین قائد الغر المحجلین۔

حضرات اہل سنت لفظ صحابی پر ناحق فریفتہ ہوتے ہین حالانکہ بموجب انکے عقاید کے منجملہ ہزارہا صحابیون کے فقط دو چار ہی قابلیت بہشت مین جانیکی رکھتے ہین جیسا کہ مروی ہے۔

اخرج الترمذی والحاکم ان النبی صلعم قال ان الجنۃ لتشتاق الی ثلثۃ علی و عمار و سلمان۔ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بہشت البتہ تین شخصون کی مشتاق ہے اور وہ تین علی و عمار و سلمان ہین دوسری حدیث محبت کے بارہ مین ہے کہ خدا چار شخصون سے محبت رکھتا ہے اور انہین چارون سے محبت رکھنے کا حکم خدا نے رسول اللہ کو دیا۔ اور وہ علی اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہین جیسا کہ مروی ہے۔ واخرج الترمذی والحاکم وصححہ عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم یقول ذلک ثلثا وابوذر والمقداد وسلمان۔

یعنی فرمایا رسول صلعم نے کہ خدا تعالی نے مجھے چار شخصون کی محبت کا حکم دیا اور خبر دی کہ خدا تعالی بھی انسے محبت رکھتا ہی لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ انکے نام ہمکو بتلائیے تو فرمایا کہ انمین سے علی ہین اور کہتے ہین کہ بقیہ تین شخص ابوذر و مقداد و سلمان ہین پس فرمایئے کہ باقی اصحاب کی کیا فضیلت ہوئی۔

اب اگر یون کہا جائے کہ دس اصحاب کی نسبت بہشت مین جانے کی بشارت ہی جنکو عشرہ مبشرہ کہتے ہین لیکن ایسی کوئی حدیث صحیح ثابت نہین ہوئی کہ جسمین عشرہ مبشرہ کا ذکر ہو اور کسی خاص وقت مین مثل اربعہ مندرجہ بالا بشارت دیگئی ہو اور برخلاف اسکے منجملہ اصحاب کے بارہ[۱۲] بلکہ چودہ[۱۴] شخصون کی نسبت یہ حکم ہی کہ وہ ہرگز بہشت کی صورت بھی نہ دیکھینگے اور شتر کا سوراخ سوزن سے گذر جانا آسان ہی اور ان اصحاب کا بہشت مین جانا مشکل ہی اسی پر صحابہ کی خیر و شر کو قیاس کرلو کہ منجملہ ہزارون کے اگر چار یا پانچ یا بالفرض محال دس کے لئے بشارت ہی تو چودہ کے لئے ممانعت بہشت ہی دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ذکر شب عقبہ ہنگام واپسی از تبوک۔

مؤلف صاحب اسرار الہدی انے برخلاف آداب و طریقہ مناظرہ کے محض جوش تعصب مین اصل مقصد اور جواب سوال کو چھوڑ کر یا عاجز آکر بپیرایہ طعن و تشنیع شروع کرکے بعض آیات قرآنی کے معنی اور تفسیر پر مدعیانہ بحث کی ہے۔

اول نسبت آیۃ مباہلہ کی تفسیر کاشانی کے اس فقرہ پر د (سقف) کہ از جملہ احبار بود گفت ای قوم اگر محمد فردا با اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ

نکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص و اقربائی خود بیرون آید از مباہلہ وی حذر کنید) یہ بزور اعتراض وارد کیا) نعوذ باللہ ملا صاحب کی اس قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نتھے بلکہ حضرت کے خواص اقربا یعنی امام المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب وہ قوت اسد اللہی و ہیبت موسوی رکھتے تھے کہ جنکے طفیل مین حضرت رسولخدا بھی نجرانیون پر غالب ہوئے اگر جناب امیر رسولخدا کے ہمراہ نہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسولخدا نجرانیون پر کامیاب نہوتے آخر ہذیانات و مزخرفات

اقول بحولہ تعالیٰ۔ اب تو منصف مزاجون کو شک نہ رہا ہوگا کہ مخالفت اہلبیت پیغمبر کسقدر انسان کی عقل و بصیرت کو زائل کر دیتی ہے بھلا اس غضب کا کہین ٹھکانا ہے کہ مباہلہ کے معنی سے تو آگاہ نہین اور کتاب تصنیف کرنے بیٹھگئے مؤلف صاحب مباہلہ کے معنی جنگ و جدال سمجھے ہوئے ہین۔ یہ تو عام قاعدہ اور ہر شخص کے سمجھنے کے قابل بات ہے کہ جب مابین دو شخصون کے حلف یا قسم ہوتی ہے تو فریق ثانی اپنے فریق مخالف کی اُسی قسم کو موثق اور معتبر جانیگا کہ جو اُسنے اپنی کسی پیاری چیز کی قسم کھائی ہوگی۔ مثلاً کوئی شخص اپنے پسر یا دختر یا باپ یا بھائی کی قسم کھائے تو بہ نسبت اُس شخص کی قسم کے جو اپنے نوکر چاکر غلام سالہ سسرا کی قسم کھائے ضرور معتبر اور قابل یقین سمجھے جاینگے۔ پس اگر نصارائے نجران نے اپنے دل مین اس بات کو قرار دیا کہ اگر آنحضرت صلعم مع اپنے اقربا و اولاد کے مباہلہ مین قسم کھاوین تو سمجھ لینا کہ وہ اپنے قول مین سچے ہین۔ اور اگر مع اصحاب اگر قسم کھاوین اور اولاد

کو علیحدہ رکھین تو سمجھو کہ وہ سچے نہین ہین تو کیا مضائقہ ہی یہ تو عام دستور کی
بات ہی کوئی محل اعتراض نہین اگر منشی صاحب مباہلہ کے معنی سمجھتے یا اس
قصہ سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسے برافروختہ نہوتے۔ مگر منشی صاحب نے جس
معنی مین یہ اعتراض کیا ہی مین اس معنی مین بھی بہت اچھی طرح اطمینان
کردیا جانتا ہون۔ اب مولف صاحب فرض کرین کہ مباہلہ کے معنی مجادلہ
اور جنگ کے ہین اور نصرانیون نے آپس مین یہ کہا کہ اگر آنحضرت صلعم کل کو
ہمسے لڑنے فقط بمعیت حضرت علی کے آوین تو اُنسے ہرگز نہ لڑنا اور اگر جملہ
اصحاب کو ساتھ لیکر آوین اور حضرت علی اُمین نہون تو ہرگز مت ڈرنا۔
اسکی یہ وجہ ہی کہ جسقدر غزوات و معارک آنحضرت صلعم نے کفار سے کئے اونکے
مفصل حالات تمام عرب مین منتشر ہوگئے تھے اور سب لوگ جان گئے تھے کہ فقط
آنحضرت صلعم کے اقربا وقت کام آتے ہین اور اصحاب یعنی یار لوگ وقت
سختی کے حضرت کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہین اور تقسیم غنیمت کے وقت جمع ہوجاتے
ہین کیونکہ سبنے دیکھلیا کہ جب پہلے پہل بدر پر لڑائی ہوئی اور لشکر قریش سے تین
کافر طالب جنگ نکلے اور لشکر اسلام سے انصار انکے مقابل ہوئے تو اُنھون نے
انصار کو واپس کرکے کہا کہ ہمارے کفو والون کو بھیجو مگر یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر
و عمر پسینہ پسینہ ہوگئے اور مہاجرین مین سے کوئی نہ نکلا مجبور حضرت کے اقربا یعنی
ایک تو وہی مرد میدان شجاعت و ولایت جسکے نام اور ذکر سے مولف کے
تن اور بدن مین آگ لگتی ہی دوسرے عم رسول مختار حمزہ نامدار تیسرے
ابوعبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب چچازاد بھائی آپکے نکلے اور کافرون کو

مار آپ بھی زخمی اور شہید ہوئے جنگ احد مین بھی سب نے دیکھ لیا کہ یار غار کو
مین جا چھپے فقط ایک بھائی خون کا شریک باقی رہگیا۔ دیکھو روضۃ الاحباب اور
مدارج النبوت کو کہ سوائے حضرت علی کے سب بھاگ گئے اور بھاگنے والے کافر
ہوگئے جیسا کہ درج ہی کہ آنحضرت نے پوچھا کہ ای علی تم مثل اور اصحاب کے کیون
نہین بھاگے تو آپنے فرمایا کہ کیا مین بھی بعد ایمان لانے کے کافر ہو جاتا
بدر ستیکہ مجھے آپ سے اقتدا ہے یارون سے مجھے کیا کام جو آپ کو تنہا
چھوڑ کر بھاگ گئے۔
جنگ خندق مین سب نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے کئی کئی بار مہاجرین
وغیرہ کو اور خصوصاً حضرت عمر کو حکم دیا کہ عمر بن عبدود کا مقابلہ کر و مگر
صاف منکر ہو گئے اور کانون پر ہاتھ رکھ گئے مجبور وہی بھائی کام آیا جو
خون اور گوشت مین شریک تھا اور جاتے ہی اُس اکفر کو جو برابر ایک
ہزار سوار کے سمجھا جاتا تھا قتل کیا چنانچہ فرمایا مخبر صادق نے المبارزۃ
علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم
القیمہ۔ یعنی البتہ علی کی یوم خندق میری تمام امت کے اعمال سے
افضل ہی جو کچھ کہ وہ قیامت تک کرین منصف لوگ حضرات شیخین کے
مرتبہ کو اس موقعہ پہ قیاس کرین کہ اگر وہ تمام الزامات سے بری ہو کر
صاف اور خالص مسلمان اور داخل زمرۂ امت محمدی قرار دیجاوین
تو شاید کوہ ابوقبیس کے آگے ایک دانہ خردل سے تجاوز نکرین۔ قدر شناسان
شیخین اس موقعہ پر کچھ تدبیر فرمائین فقط زبانی جمع خرچ سے کچھ کام نہین

چلتا کہ فلان سے فلان افضل ہے۔
اسکے بعد خیبر مین دیکھا اُسکے بعد حنین مین دیکھا کہ اقربا رجدید الاسلام مثل ابنا رعباس تک رسولخدا کو تنہا چھوڑکر نہ بھاگے اور بدستور قائم رہے اور حضرت ابوبکر وعمر وجملہ اصحاب خصوصًا شرکاء بیعت الرضوان ایسے فرار ہوئے کہ بیعت الرضوان کی نکث کا بھی خیال نہوا جسکی بابت صاف حکم تھا کہ دیکھو یہ بیعت ایسی ہی کہ گویا خدا کا ہاتھ بیعت کنندگان کے ہاتھ کے اوپر ہی جو کوئی اس بیعت کو توڑیگا وہ اپنے نفس پر توڑیگا یعنی اپنے کیئے کی سزا پاویگا۔ مگر بھاگنے والون کو اسکا بھی ہوش نرہا یہانتک کہ رسول صلعم نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ باواز بلند پکارو اور بیعت یاد دلاؤ اور اس طرح پکارو یا اصحاب السمرۃ سمرہ نام اُس درخت کا تھا جسکے نیچے بیعت واقع ہوئی۔
منشی صاحب ہی فرمائین کہ نصاریٰ نجران پھر ایسے اصحابون سے کیون درتے۔
واما قولہ اب سنیئے کارگزاران شریعت محمدی کی جد وجہد کا حال تفسیر آیۃ۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصّالحات لیستخلفنّھم فی الارض۔ الخ
اقول مطلب مؤلف صاحب کا یہ ہی کہ یہ آیت خلافت خاصہ یعنی خاص اُن لوگون کی ذات سے متعلق ہی جو سریر خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور تمکین خلافت کو دلیل ایمان اور عمل صالح قرار دیا یہ دلیل کمال التفسیر دانی کی ہی مگر اس تمکین خلافت سے شیخین کو اُسیقدر فائدہ پہونچتا ہے

جسقدر معاویہ یزید مروان عبدالملک ولید وغیرہم کو پہونچا اور جبکہ باعتقاد اہلسنت یزید وغیرہ چند خلفاء مومن کامل اور عامل عمل صالح نہ تھے تو پھر اس آیتہکے معنی کس طرح درست ہونگے اور درمیان شیخین اور یزید کے فرق مابہ التمیز کیا رہا اسی سے تو کہتے ہین کہ نادان کی دوستی بھی بری ہوتی ہی۔ علاوہ اسکے جب یہ آیت دلیل قطعی صحت ایمان خلفا کی ہے تو پھر اُنکے کافر ہوجانیکا اندیشہ خدا تعالی کو کیون ہوا کہ یہ فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون۔

قولہ دیکھو شیعو اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول خدا کا برحق ہونا بسبب اشاعت دین وحمایت اسلام اصحاب ذوی الکرام کی ہی سعی بلیغہ سے خلق اللہ پر متحقق ہوا۔

اقول شیعون پر عنایت رکھئیے آپ نئے متکلم ہوئے ہو علماء تقریظ نویسان نے آپ کو متکلم مان لیا ہی اُنکو ہی یہ کلمۂ کفر سنائیے۔ خدا تعالی تو بقول متقدمین اہلسنت دروازہائے بہشت اور پایہائے عرش اور جناح ملائکہ پر یہ رقم فرمائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدناہ بعلی۔ وایدتہ بعلی۔ ونصرتہ بعلی۔ پس اگر آپ لوگون کو آسمان تک رسائی ہی اور افلاک پر جانے کی ممانعت نہین ہوئی ہی تو بجائے نام علی خلفاء ثلثہ کا نام لکھ آئیے۔ اشاعت اسلام حمایت رسول انام ابھی ہم مشروحاً لکھ آئے ہین اُسکو غور سے ملاحظہ فرمائیے اور ذرا شرم وحیا کو بھی کام مین لائیے۔ دیکھیے اپنی صواعق محرقہ کو قال احمد ماجاء لاحدٍ من الفضائل

ما جاء بعلی۔ یعنی امام احمد بن حنبل نے کہا ہو کہ کسیکے حق مین وہ فضائل وارد نہین ہین جو حضرت علی کے حق مین وارد ہوئے ہین۔

واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین اٰمنوا الا وعلی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر۔ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ کہا ابن عباس نے کہ نہین نازل ہوا قرآن مین لفظ یا ایہا الذین اٰمنوا الا یہ کہ علی مرتضی سردار اور بزرگ اس زمرۂ مومنین کے قرار دیے گئے ہین۔ اور البتہ بارہا خدا تعالی نے اصحاب محمد علیہ السلام پر عتاب کیا ہی مگر اُس موقع عتاب مین ذکر حضرت علی کا نہین اور جہان کہین اُنکا ذکر ہی وہ نیکی کے ساتھ ہی۔

واخرج ابن عساکر عنہ قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالی ما نزل فی علی۔ یعنی قرآن پاک مین جو کچھ حق علی مرتضی مین نازل ہوا ہی وہ کسیکے حق مین نازل نہین ہوا۔ واخرج الطبرانی عنہ قال کانت لعلی ثمانیۃ عشر منقبتہ ماکانت لاحد من ھذہ الامۃ۔ یعنی کہا ابن عباس نے کہ حضرت علی مین اٹھارہ ایسے منقبت ہین کہ اس اُمت محمدی مین کسی مین بھی نہین ہین۔

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیۃ مباہلہ مین کوئی لفظ ایسا دکھائین جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاین تو شاید ملا صاحب کے دعوی کی کوئی تکذیب نکر سکے۔

اہلسنت

اقول یہ تو ہر طرح پر کسیکی مجال نہین کہ ملا صاحب کے دعوی کی تکذیب کر سکے۔ اب رہی یہ بات کہ آیت مباہلہ سے خلافت جناب امیر ثابت ہوتی ہی یا نہین سو یہ سب ظاہر اور روشن بات ہی محتاج کسی تاویل کی نہین کہ آیت مباہلہ سے خلافت بلا فصل جناب امیر کی مثل آفتاب نصف النہار روشن ہی۔ دیکھو اس بات کو تو تم مانے ہوئے ہو کہ آیت مین نفس رسول اللہ سے مراد علی مرتضی ہین۔ اور شاید یہ بھی تمنے کسی سے سنا ہو گا کہ شی اور نفس شی مین جدائی اور فصل کی گنجایش نہین پھر اثبات خلافت بلا فصل مین سوائے جاہل یا کم علم کے اور کسیکو کلام نہین ہو سکتے۔ اگر خدا نے سمجھ عطا فرمائی ہی تو سمجھو حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اسی لفظ نفس کی تفسیر ہی ورنہ کب ممکن ہی کہ وہ ہر شخص جسکے مولا رسولخدا ہین علی اُسکے مولا ہون۔ یعنی رسولخدا فرماتے ہین کہ تم لوگ جیسا اپنا مولا مجھکو سمجھتے ہو ویسا ہی علی کو اپنا مولا سمجھو کچھ فرق مت سمجھو یہی معنی نفس کے ہین۔ دیگر احادیث بھی بطریق اہلسنت اس بارہ مین مروی ہین دیکھو خصائص امام نسائی صفحہ ۳۴ قال النبی صلعم علی کنفسی۔ یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مثل میری ذات خاص کے ہی۔

قولہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ دیکھو شیعو اس آیت مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ جس سے اکمال دین اور اتمام نعمت کے مصداق جناب امیر ہون اور شیعہ دعوی اسلام نہین کرتے کوئی اپنکو شیعہ کوئی امامیہ کوئی جعفریہ اثنا عشریہ کی

چیلون مین سے آپ کو کہتا ہے۔

اقول یہ بات تو آپ اہلسنت سے دریافت کرین کہ وہ کیون روایت کرتے ہین کہ یہ آیت بعد خطبہ یوم غدیر اُسی مجلس مین نازل ہوئی اور آن حضرت صلعم نے سب مجلس کے روبرو بعد نزول اس آیت کے فرمایا الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمت ورضی الرب برسالتی والولایت علی ابن ابی طالب من بعدی۔ یعنی جمیع حمد ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر کامل کرنے دین اور اتمام کرنے نعمتون کے اور خوشنودی اُسکی کے ساتھ رسالت میری اور ولایت علی بن ابی طالب کے بعد میرے مفصل بیان اور نشان آپکی کتب معتبرہ کا چند اوراق پیشتر بحث حدیث غدیر مین لکھ چکا ہون اور شیعہ لوگ جو اپنے آپ کو امامیہ جعفریہ وغیرہ کہتے ہین اسکا یہ باعث ہی کہ عوام بدمذہبان نے اپنے آپکو مسلمان کہنا شروع کردیا است تو ابوسفیان و مروان کی اور نام مسلمان چیلے تو خلیفون کے نام مسلمان مرید تو ندیہ اور عبدالوہاب وغیرہ کے نام مسلمان اسلئے شیعون نے اس بات کی تمیز کے لئے کہ ہم امت محمدی اور خیر البریہ مین اپنے آپکو لفظ مومن و شیعہ و امامیہ وغیرہ القاب مقدس و طاہرہ سے موسوم کرلیا۔ اور چونکہ لفظ مسلمان منافقین پر بھی شامل ہی جیسا کہ قرآن مجید مین اعراب و منافقین کو حکم ہوا ہی کہ تم اپنے آپ کو مومن کیون کہتے ہو قولوا اسلمنا یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہین پس امت محمدی و قسم پر منقسم ہی ایک مومن کامل جو صدق دل سے ایمان رکھتے ہین دوسرے

منافق اور بددین جو مصلحتاً اظہار فرمانبرداری دین محمدی کا کرتے ہین اور
فقط مسلمان کہلا سکتے ہین نہ کہ مومن۔ اسلیئے شیعون کا لقب مومن اور
سنیون کا لقب مسلمان یا اہل اسلام ہوگیا فقط تخصیص وتعمیم کا فرق ہی
مؤلف نے صفحہ ۳۸ مین جو کچھ تحریر فرمایا ہی بالکل مخبوطون کے بڑ ہی اور قابل
اسکے ہی کہ جواب اسکا بلا لحاظ لیس وپیش ترکی بہ ترکی دیا جائے تاکہ سنکر
مؤلف صاحب کے دل کو تسکین وآرام ہوجاوے اور وہ تعصب کا جوش
جو باعث جہالت سے تقویت پاکر دل ودماغ مین غلیان وجوشش کھا رہا ہی
گنوار کی عقل کیطرح گدی کے نیچے سکون پائے لیکن ہم پہر تہذیب کو
ہاتھ سے نہین دیتے مگر مولف سے التجا کرتے ہین کہ ایسی ناشایستہ
عبارات والفاظ تحریر کرنیکی عادت کو ترک کرین۔ مناظرہ کا کام علماء
اور اہل دانش کا ہی گفتگو اور مباحثہ ایسا ہونا چاہیے کہ کسی کے دل کو
ناگوار ہو۔ اگر بحث شوری مین آپ عاجز آگئے تھے تو جواب لکھنا کیا
ضرور تھا۔ یہ تو مناظرہ کا قاعدہ نہین کہ جب اصل بحث مین عاجز آوین
تو اسکو چہوڑکر خصم کو گالیان دینے لگین تاکہ وہ غصہ مین بھر جائے
اور اصل معاملہ سے توجہ جاتی رہے اس بحث شورے مین کیا
موقعہ ان الفاظ کا تھا۔ جعفریہ اثنا عشریہ کے چیلے۔ امام صادق
کا لقب کاذب ہوگا۔ ملا صاحب کے استدلال بیجا پر طفل دبستان
بھی قہقہہ لگا سکتا ہی۔ وغیرہ وغیرہ۔
پہر خدا کی قدرت ہی کہ دبستان کے اطفال تو قہقہہ لگائین یا نہ لگائین

بلدیون اور چرواہون کے چھوکرے قہقہہ لگاتے ہین۔ مگر عاقلان خودمند ننہ کا مضمون ہی یہ بھی ہم مولف کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ ملا صاحب کے استدلال کو مضحکہ طفلان نادان قرار دیا۔ اگر خدانخواستہ اسکو مضحکہ علماء وحکماء لکھتے تو ضرور ہمکو بھی جواب دینا پڑتا۔ اب نادانونکی بات کا کیا برا مانئن

قولہ سیوم ایہ انما ولیکم اللہ ترجمہ خبر این نیست کہ اولی بتصرف وحاکم بر امور دینی و دنیوی شما خداست و فرستادہ او کہ محمد ست و آن کسانیکہ ایمان آوردہ اند و متصف اند باین کہ ایشان بجائے میدارند نماز را با شرائط و ارکان و میدہند زکواۃ را و حالانکہ ایشان رکوع کنندگانند در نماز۔ انتہی۔ قول ملا صاحب۔ امامیہ باین استدلال کردہ اند کہ خلافت منصب آنحضرت ست زیرا کہ ولی درین آیت بمعنی اولے بتصرف ست۔ الخ قول مولف شیعہ بجائے انما ولیکم اللہ کے انما ولیکم علی پڑھا کرین تاکہ تصرف کی ضرورت نرہے کیونکہ اس آیت مین تو ولی صفت خدا ورسول وجملہ اہل ایمان کی ہی نہ تنہا جناب امیر کی اگر ملا صاحب میزان الصرف بھی پڑھے ہوتے تو واحد وجمع کے صیغہ کا ضرور ہی خیال رکھتے اور ہرگز معنی اولی بتصرف کو آیہ موصوفہ مین دخل نہ دیتے چونکہ ملا صاحب نرے فارسی خوان ہین اس سبب سے انکو عربی کی مبتدا سے بھی خبر نہین۔

ہان اسقدر تو صحیح ہو سکتا ہی کہ خدائے تعالی نے اس آیت مین البتہ جناب امیر کی سخاوت کی تعریف فرمائی ہے کہ اہی مسلمانون

تمہارا دوست خدا ہے اور اوسکا رسول اور ایمان والے لوگ
یعنی اصحاب باصفا کہ بعض اُنمین کا ایسا بھی ہی جو حالت نماز مین
بھی خیرات کرتا ہی تا آخر ہزلیات۔
اقول بحولہ تعالیٰ مؤلف صاحب کی اس تحریر اور بحث کا لطف تو اوضح
ذی علم ہی اُٹھائینگے یا حضرات تقریظ نویسان نے اُٹھایا ہوگا کیونکہ عالمونکی
باتون سے عالمون کو ہی لطف آتا ہی ملا کاشانی علیہ الرحمہ تو نرے
فارسی خوان تھے اور میزان الصرف بھی اُنھون نہ پڑھے تھے اور مؤلف
صاحب تو ماشاء اللہ عربی اور فارسی بلکہ اُردو کے بھی فاضل اجل
ہین۔ میرے نزدیک مؤلف صاحب کی اس واہیات تقریر سے کوئی
ذی علم یاد انا شخص خواہ سنی ہو یا شیعہ راضی ہوا ہوگا بلکہ اپنے
ذہن مین سنی عالمون نے بھی ضرور خیال کیا ہوگا کہ مؤلف صاحب
ضرور بڑے عالی ظرف اور بلند حوصلہ ہین کہ ملا کاشانی علیہ الرحمہ جیسے
عالم کو بھی اپنے ہی برابر پڑھا ہوا سمجھتے ہین۔
اب مؤلف صاحب کی تفسیر دانی اور معنی فہمی بھی خیال فرمائی
جاوے۔ کہ اول تو اُنکو اب تک اولی بتصرف کے معنی سے ہی
آگاہی نہین ہی نہ ولی کے معنی جانتے ہین نہ مولا سے خبردار ہین۔
اور معنی جو آیت قرآنی کے لگائے ہین وہ بھی قابل غور ہین کہ خداوند
تعالی مخاطب بھی جمیع مومنین سے ہی جو اُسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے
اور ولی بھی صفت جمیع مومنین کی ہی جو اُسوقت تک مسلمان ہو چکے تھے

اس لیاقت پر شیعون سے اُلجھتے ہین۔
بحث اس آیت مین تو فقط یہ ہی ہی کہ مسلمانون کے جو تین اولیا۔ یعنی خدا ورسول اللہ۔ اور مسلمانون مین سے ایسے آدمی جو نماز ادا کرتے ہین اور بحالت رکوع خیرات کرتے ہین (خواہ ایسا ایک ہی ثابت ہو یا دو یا زیادہ) قرار دیے گئے ہین وہ کون کون ہین پس خدا اور رسول کے ولی ہونے مین تو شاید مؤلف کو بھی اعتراض نہوگا اب باقی رہا تیسرا ولی یہ البتہ قابل بحث ہی کہ مومنین مین سے وہ کون شخص ہی کہ جسکو خدا نے ولی مومنان قرار دیا اور جسکی شناخت کے لئے تعریف بھی کردی ہی کہ وہ جسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہی مومن کامل ہی نماز بشرائط وارکان ادا کرتا ہی۔ سب سے بڑی کھلی ہوئی شناخت اُسکی یہ ہی کہ جسنے حالت رکوع مین سائل کو خیرات دی ہی۔ پس اس واقعہ سے تو مؤلف کو بھی انکار نہین کہ یہ قصہ رکوع مین خیرات کرنے کا فقط حضرت علی مرتضی کا ہی کسی دوسرے صحابی کی اسمین شرکت نہین پھر باوجود اس اقرار کے کہ جو صفت ولی کی درج آیت ہی اُسکے مصداق اکیلے علی مرتضی ہین یہ کہنا کہ اس آیت مین ولی صفت مین جمیع مسلمانون کی ہی کسقدر نادانی اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔ جملہ مفسران اہل سنت اس امر مین متفق البیان ہین کہ یہ آیت حق علی مرتضی مین نازل ہوئی اور مؤلف صاحب کو بھی اس سے اقبال ہی لیکن اب برخلاف اسکے جو یہ کہہ رہی ہے کہ ولی صفت جملہ مومنین کی ہی اگرچہ یہ قول خود اسی آیت کے خطاب سے

لغو ہو گیا کہ مخاطب بھی جمیع مومنین ہیں لیکن تاہم مولف صاحب کو ہم اجازت دیتے ہیں کہ اگر انکے ذہن میں واقعی یہ وسوسہ جاگزین ہو گیا ہی کہ سوائے حضرت علی مرتضی کے اور صحابہ بھی ولی مومنان ہیں تو اپنے کتب احادیث سے ہی اس بات کو ثابت کریں کہ فلان صحابی کے حق میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ وہ ولی مومنان ہی جیساکہ احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت میں ہی۔ علی منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی۔ یا حدیث۔
منکنت ولیہ فھذا علی ولیہ۔ یا حدیث منکنت مولاہ فعلی مولاہ یا حدیث انہ سید المومنین۔ امام المتقین۔ یعسوب المومنین قاید الغر المحجلین۔ امام البررۃ۔ قاتل الفجرۃ۔
اگر عوام صحابہ کے حق میں ثابت نکر سکیں تو خلفاء ثلثہ کے حق میں ایسی حدیث ثابت کردیں لیکن یہ بات قطعا محال ہی۔ پس متحقق ہوا کہ خدا تعالی نے جملہ اصحاب محمد صلعم کو یہ حکم دیا کہ بجز این نیست کہ ولی تمھارے خدا اور رسول اور علی ابن ابیطالب ہیں۔
معنی ولی میں جو توجیہات نکالتے ہیں رکاکت اسکے اہل فضل وکمال پر پوشیدہ نہیں حدیث منکنت مولاہ کی بحث میں تو فرماتے ہیں کہ حضرت صلعم نے لفظ ولی کیون نفرمایا کہ صاف معنی اولی بتصرف کے ہوتے اب لفظ ولی پر بھی اعتراض ہی تو گویا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہم حکم خدا ورسول کو نہیں مانتے۔ دیکھیے یہ عام دستور ہی کہ جب لفظ کے متعدد معنی ہوتے ہیں تو انکو موقعہ اور قرینہ کو دیکھکر معنی لگائے جاتے ہیں مثلاً ولی بمعنی

حاکم اولی بتصرف کارساز دوست ہی پس جب کبھی یہ لفظ بمقابلہ خدا وبندگان وپیغمبر وامت وبادشاہ ورعایا استعمل ہوگا وہان معنی اولی بتصرف اور حاکم کے لئے جائینگے اور جب بمقابلہ نابالغ کے بولا جائیگا بمعنی کار پرداز سمجھا جائیگا۔ اور جب مساوی الدرجہ شخصوںمین اسکا استعمال ہوتا ہی تو وہان معنی دوست لیا جاتا ہی پس جبکہ خدا ورسول وامام کے حق مین لفظ اولی وارد ہی تو کیا وجہ ہی کہ بمعنی حاکم واولی بتصرف نہین اور کونسی ایسی دلیل ثابت ہی کہ بمقابلہ خدا ورسول وامام کے بمعنی دوست لی سمجھ لیا جاوے اور قطع نظر اس بات کے کہ ولی کے کیا معنی قرار دیے جاوین یہ بات تو ظاہر ہوگئی کہ دین اسلام مین سب سے بڑے تین شخص ہین۔ خدا۔ محمد۔ علی خواہ انکو حاکم وکارساز سمجھو اپنا دوست سمجھو مگر بعد خدا ورسول کے علی کو سمجھو اور یہی خلافت بلا فصل ہی والسلام۔

اسکے بعد مؤلف نے حوالہ تفسیر آیۂ کریمہ الذین ان مکنٰھم فی الارض کا ذکر اپنے ذہن مین ولایت علی مرتضیٰ پر طعن کیا اور فقط اہل تمکین فی الارض حاصل ہوئی سمجھا یعنی اُنکے نزدیک معاویہ ویزید ومروان ائمہ اہلبیت سے افضل ہین اُنکو تمکین فی الارض حاصل ہوئی اور یہ نئی بات کچھ مؤلف نے ہی نہین کی بلکہ قدیم سے فرقات گمراہان کا یہی دستور رہا ہی کہ انبیا مرسلین غیر مسلط کو ترک کرکے جابر ظالم اور کافر بادشاہوں کے مطیع فرمان ہوئے ہین جسطرح امت ابراہیم خلیل کہ نمرود کی تابع تھی اور قبطی فرعون کی اور امت دانیال وغیرہ تابع بخت نصر کی۔

قولہ چہارم قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔
اس آیت کے معنی مندرجہ تفسیر کاشانی پر۔ اعتراض کیا ہی۔ (مگر طلب میکنم از شما دوستی ثابت ممکن در اہل قرابت) مولف نے یہ قرار دیا ہی کہ قریش کو ہدایت کیگئی ہی کہ تم اپنے قریبون سے محبت رکھو۔ پھر تفسیر پر اعتراض کیا ہی کہ اول فقرات ترجمہ ملا صاحب کا یہ مطلب ہی کہ اے محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ اے قوم قریش تم آپس مین ایک دوسرے سے محبت رکھو اور مجسے اور تمسے قرابت ہی اسکا بھی پاس و لحاظ رکھو۔ اور بعد اسکے یہ فقرہ لکھا ہی (محبت اہلبیت پیغمبر تکلیف ست از جانب خدا تعالی بہ بندگان) یہ اجتماع نقیضین ہے۔
اقول یہ اجتماع نقیضین نہین ہے بلکہ تعصب اور خبط تالیف کا اجتماع ضدین معترض کے دماغ مین ہو رہا ہی۔ معترض درحقیقت فارسی ترجمہ کو سمجھ نہین سکتے ورنہ شروع ترجمہ آیت تفسیر مین یہ ہی (بگو اے محمد مر اہل ایمان را) جسکو معترض صاحب سمجھ رہے ہین (اے محمد تو اپنی قوم سے کہدے کہ اے قوم قریش) اب اہل انصاف فرمادین کہ عبارت تفسیر کا قصور ہی یا معترض کے فہم اور ادعاء فارسی دانی کا ہی جب عام مسلمانون کو قریش سمجھ گئے تو ظاہر ہی کہ نبی کے اقربا کو قریش کے اقربا سمجھنا پڑا اگر یہ معنی اور مراد آیت معترض کو کچھ صلہ محبت کا ہوا ور بجائے مودت ابو جہل وابو سودت ابو جہل وابو سفیان قرار دین تو سید ان مین آئین۔
دیکھو صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۴ (الایۃ الرابعۃ العشرۃ)

قوله تعالی قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی الخ ۔
قال فی تفسیره ۔ اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم وحاکم
عن ابن عباس ان هذه الآیة لما نزلت قالوا یا رسول الله من
قرابتک هولاء الذین وجبت علینا مودتهم قال علی و
وفاطمه وابناهما ۔ وهکذا فی تفسیر الثعلبی والواحدی عن سعید
بن جبیر ۔ واخرج البزار والطبرانی عن الحسن رضی الله عنه من طرق
بعضها حسان انه خطب خطبة من جملتها من عرفنی فقد عرفنی
ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلعم ثم تلا واتبعت ملتنا آبائی
ابراهیم الآیة ثم قال انا ابن البشیر انا ابن النذیر ثم قال وانا من اهلبیت
الذی افترض الله عزوجل مودتهم وموالاتهم فقال فیما انزل علی محمد صلعم
قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً
نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا واقتراف الحسنات مودتنا اهلبیت یعنی
امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ جسوقت یہہ آیہ کریمہ یعنی قل لا اسئلکم نازل
ہوئی تو لوگون نے رسول خدا صلعم سے عرض کی یا حضرت وہ قرابتوالے
آپکے کون ہین جنکی مودت ہم لوگون پر واجب کی گئی ہے فرمایا
آنحضرت صلعم نے وہ علی اور فاطمہ اور اونکے دونون پسر ہین ۔۔
اور بزار اور طبرانی نے کہ بڑی محدث اہلسنت کے ہین امام حسن علیہ السلام
کا خطبہ کئی طریق سے روایت کیا ہے جسکے طرق بدرجہ حسن پہونچی ہوئی ہین

منجملہ اوس خطبہ کے یہہ ہے - جو کوئی مجھکو جانتا اور پہچانتا ہے وہ تو جانتاہی ہے اور جو کوئی مجھکو نہین پہچانتا اوسکو جاننا چاہئی کہ مین حسن ہون بیٹا محمد مصطفے صلعم کا بعد اسکے آیہ کریمہ واتبعت الخ تلاوت فرمائی اور پہر زبان مبارک سے فرمایا کہ مین بیٹا ہون اوس بشیر کا اور پسر ہون اوس نذیر کا یعنے پیغمبر خدا صلعم کا پہر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت مین سے ہون کہ جنکی مودت وموالات خدا تعالی نے فرض کی ہے - پہر فرمایا کہ مین اوس اہلبیت مین سے ہون کہ جنکی حق مین محمد مصطفے صلعم پر یہہ آیت نازل ہوئی - قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا اور اس آیۃ مبارکہ مین مراد اقتراف حسنہ سے ہم اہلبیت کے مودت سے -

افسوس ہے کہ حضرات اہل سنت فرائض سے بہی آگاہ نہین ہین اور کچھ خیال نہین ہے کہ خدا تعالے کے روبرو ان امور سے سوال کیا جائیگا قولہ ترجمہ آیت ان الذین امنوا وعملوا الصلحات اولئک ھم خیر البریۃ جزاؤھم عند ربھم الخ -

اس آیت کے معنے پر مولف نے یہہ اعتراض کیا دیکھو شیعو تمام ترجمہ مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے کہ جس سے خیر البریہ کے معنے علی و شیعہ کے سمجھے جاوین بلکہ فضیلت گروہ مومنین کے کہ وہ اصحاب رسالت مآب ہین بخوبی ثابت ہے -

اور اسکے ضمن مین بہت کچھ مولف صاحب نے علماء شیعہ کے توہین

کی کہ اس روایت کو کیون لکہا کہ مراد خیر البریہ سے علی اور اونکی شیعہ
ہین۔ حضرت کے زمانہ مین وجود شیعہ کہان تہا۔ ابن سبا سنہ ہجری
مین مسلمان ہوا وہ بانی مذہب شیعہ کا ہوا۔ اور بوجہ کمال جہالت
اور تعصب کے اس روایت کو شیعون کے موضوعات سمجہا۔ اور
براہ تعصب یہانتک ہزلیات کو بکا ہے کہ قابل نقل کرنے کے نہین
بطور خلاصہ لکہدیا گیا۔

اقول بحول اللہ العلی العظیم۔ سبحان اللہ معترض صاحب کو ابہی
تک یہہ خبر نہین ہے کہ یہہ آگ تو اونہین کے گہر مین لگی ہوی ہے
دیکہئی اسی لئی کہتے ہین کہ جب تک علم اور لیاقت کافی نہو کتاب کا
تصنیف کرنا اچہا نہین ہے۔ مولف صاحب کو یہہ تو علم نہین کہ کون
روایات سنیون کی ہین اور کون شیعون کے بس جس روایت
اور حدیث کو کبہی نہین سنا یا ترجمہ مشارق الانوار مین نظر نہین
پڑی اوسکی نسبت عقیدہ کرلیا کہ یہہ روایت اہل سنت مین ہو نہین
اور پہر جو کچہہ موہنہ مین آیا بک دیا جو باغیرت لوگ ہوتے ہین اونکو
کچہہ تو خیال اس بات کا ہوتا ہے کہ اگر برخلاف ہمارے تحریر کی
یہہ روایت کتب اہلسنت مین سے نکل آئی تو پہر ہم کیا موہنہ دکہائینگے
مولف صاحب ذرا متوجہ ہوکر ملاحظہ فرمائی آپ ناحق ملا صاحب
کی تحریر پر غضبناک ہوگئی یہہ روایت تو مسلمہ اہل سنن مین اور تمام
مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے کہ مراد خیر البریہ سے اس آیت میں

مین حضرت علی مرتضی اور اونکی شیعہ ہین آپ کسکی بہکالی سے شیعون
کے دشمن ہوگئے بڑی بڑی معتبر روایات اہل سنت سے ظاہر ہے
کہ شیعیان علی کا دشمن جہنمی اور کافر ہے اکابر علمای اہل سنت نے
تو مناظرہ کی کتابون مین بھی اس لفظ کو شان علی اور شیعان مین
تسلیم کیا ہے افسوس ہے کہ آپ بغیر مطالعہ کتب اہلسنت تالیف
کتاب پر متوجہ ہوگئے۔ دیکھئے صواعق محرقہ ابن حجر کا نام تو آپ نے
بھی سنا ہوگا اور اسکے تعصب کی کیفیت بھی شاید گوش زدہ ہوئی
ہوگی اور خود کتاب مذکور سے ہی ظاہر ہے کہ تعصب مین اونکا پایہ
بہرحال آپ سے زیادہ ہے تھا لیکن چونکہ وہ عالم تھی اسلیئے وہ روایات
اہل سنت سے انکار نہین کر سکے مشکل تو مناظرہ مین بمقابلہ جاہل اور
بے علم کے ہوتی ہے کہ اوسکو معاملات سے تو آگاہی نہین ہوتی یہہ خبر
نہین کہ ہمارے مذہب کی کتابون مین کیا لکھا ہے وہ تو فقط سنا سنائی باتون
پر ایسا جم جاتا ہے کہ پہر اوس خبط سے نکلنا اوسکا دشوار ہوجاتا ہے۔
دیکھو صواعق محرقہ خود کی صفحہ ۹۹ مطبوعہ مصر کو (یہہ وہ باب ہے جسمین
آیات قرآنی متعلقہ اہلبیت پیغمبر کا ذکر ہے۔ (الآیۃ الحادیۃ عشرۃ
قولہ تعالیٰ انّ الذّین امنوا وعملوا الصّالحات اولئک ھم خیر
البریہ۔ اخرج حافظ جمال الدّین الذرندی عن ابن عباس رضی
اللہ عنھما ان ھذہ الایۃ لما نزلت قال صلعم لعلی ھو انت وشیعتک
تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضین وتاتی عدوک

عضاباً مقمحین - قال ومن عدوی قال ومن تبرا منک ولعنک

یعنے تفسیر ایۂ خیر البریہ مین امام زرندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے کہا کہ خیر البریہ تو اور تیری شیعہ ہین - قیامت کے دن تو اور تیری شیعہ اس شان سے آئینگے کہ خدا اونسے راضی ہوگا اور خدا سے وہ راضی ہونگی اور تیرے دشمن اس شان سے کہ خدا اونپر غضب ناک ہوگا اور سخت عذاب مین وہ ملاعنہ مبتلا ہونگی - پوچھا یا حضرت میری دشمن کون ہین فرمایا جو تجہہ سے بیزار ہین اور تجہپر وہ ملعون لعنت کرتے ہین -

اب اہل انصاف معترض سے ہماری داد لین کہ اونہون نے بغیر مطالعہ اپنی کتب کے حضرت ملا کاشانی علیہ الرحمہ پر کیون زبان طعن دراز کی وہ اپنی مذہب کی خاص مرویات لکہنے سے ہی ملزم نہین ہوسکتی تہی اور چہ جائیکہ ایسی روایات جو مذہب مخالف مین بہی موجود ہین اونکی نسبت ایسی ترش ردی اور غضب آلود الفاظ کے ساتہہ طعن کیا جاوے افسوس ہے کہ کوئی انصاف کرنیوالا نہین ہے اگر معترض صاحب ذرا تعصب کو دور کرکے تہوڑی دیر کیلئے منصف ہوجاوین تو غالب ہے کہ پہر کبہی مذہب تسنن کا نام نہ لین اور جسنے اونکو وسوسات مین ڈالا ہے اوسکی صورت نہ دیکہین -

ہان مولف صاحب کے دل مین ایک وسوسہ اور معلوم ہوتا ہے کہ بچارے

متعصبین نے مذہب شیعہ کیطرف سے اونکے دلوں میں بہت شکوک ڈال
دئیے ہین اور یہہ سمجھا دیا ہے کہ مذہب شیعہ کا بانی عبد اللہ ابن سبا تہا
اور آنحضرت صلعم یا حضرت علی کے زمانہ مین مذہب شیعہ کا وجود نہ تہا
جیساکہ وہ خود لکھ رہے ہین۔
حالانکہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے جو شخص مذہب شیعہ کی نسبت
ایسا عقیدہ رکہے وہ کافر مطلق ہے کیونکہ بانی مذہب شیعہ درحقیقت
جناب سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات اور حضرت علی مرتضیٰ ہین۔
اونکو ایک یہودی سے نسبت دینا مسلمان کا تو کام نہین۔
اب ہم ثبوت اسبات کا پیش کرتے ہین کہ زمانہ جناب رسول خدا
مین مذہب شیعہ تہا اور بشہادت حضرت پیغمبر خدا صلعم مومن کامل
اور اہل بہشت اور نجات پانے والے فقط شیعہ ہین۔ جو اصحاب
شیعہ علی نہین ہین اونکی نسبت صاف حکم ہے کہ اونکا بہشت مین جانا
ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ سوئی کے روزن سے اونٹ کا گذر جانا۔
اخرج احمد فی المناقب انه صلعم قال لعلی اما ترضی انک معی فی
الجنة والحسن والحسین وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف
ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔
واخرج الطبرانی انه صلعم قال لعلی اول اربعة یدخلون الجنة انا وانت
والحسن والحسین وذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریاتنا
شیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ واخرج الدیلمی یا علی ان اللہ

قد غفر لک ولذریتک ولولدک ولاھلک وشیعتک و
لمحبی شیعتک وایضاً انت وشیعتک تردون علی الحوض
رواء مرویین مبیضۃ وجوھکم وعدوک مقمحین۔
واخرج الدارقطنی قال رسول اللہ صلعم یا علی یا ابا الحسن اما انت
وشیعتک فی الجنۃ۔ بفضلہ تعالے ہم ثابت کر چکے کہ جو کچھ
اعتراض مولف نے تفسیر کاشانی پر کئی تھی وہ سب کم علمی اور تعصب پر
مبنی تھی اور مولف کو مطلق خبر نہ تھی کہ وہ سب روایات کتب صحیحہ اہل سنت
مین بھی موجود ہین اب اگر کچھ بھی اقتضای غیرت ہو تو مولف کو اپنی
افعال ناشایستہ سے توبہ کرنی چاہئی۔
مولف پر ہم ایک اور یہہ احسان کرتے ہین کہ اونہون نے جسقدر
بیہودہ عبارات والفاظ کا استعمال نسبت مذہب شیعہ واکابر وعلمای
ملت شیعہ پر کیا ہے اوسکا جواب ترکی بہ ترکی ہمنے نہین دیا بلکہ
اوسکو اوردن پر ہی چہوڑ دیا مگر یہہ خیال ہو کہ ہم ایسے الفاظ لکہہ
نہین سکتی نہین ہم تو یہانتک لکہہ سکتے ہین کہ مخالف چیخ اوٹہے اور
زندگی دشوار ہوجاے فقط اس خیال سے کہ ایک شخص کے عقلمندی
کیوجہ سے کیون ہزارون آدمیون کو رنج دیا جاوے اور اپنی بیش
بہا کتاب کو ایسے بیہودہ ذکر سے کیون ملوث کیا جاوے ورنہ
اہل انصاف غور فرماوین کہ یہہ فقرات مندرجہ ذیل بہلی آدمیونکی
استعمال کے قابل ہین۔ ابن حسیا صمعانی را فی مذہب شیعہ کا ہے

دیکھئے ذرا یہ تو شیعون کا حضرت کے زمانہ مین کیسا - ملا صاحب کو مسائل
منقول یعنی الامامیہ لطیفہ و متعہ زنان عفیفہ و دیدار فرج شریفہ کا بدل
الفراز ہے اور انکی خط نفس کے واسطے بس ہے - نعوذ باللہ من
شرور انفسہم

دیانت صاحب خاتمہ کتاب خود مین جواب منہ یا نہ کے امیدوار ہین
تو ہمکو انہی الفاظ پر ذرا غور کرنا چاہیئے -

سوال سوم اصل تشیع

اگر ایسی حدیث صریح نہین ہے تو اس امر کو آنحضرت صلعم نے مجمل کیون
رکھا صاف صاف طور سے کیون نہین فرمایا کہ میری بعد فلان پھر اسکے
بعد دیگری خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا -

جواب اہلسنت

حدیث بوجہ تطویل فقط ترجمہ پر اقتصار کیا جاتا ہے ترجمہ روایت
ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جھگڑے آدم اور
موسیٰ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پھر غالب آئے
آدم موسیٰ پر کہا موسیٰ نے تم آدم ہو کہ پیدا کیا تمکو اللہ نے اپنے ہاتھ
سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور
سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور کیا تمکو بیچ جنت
اپنی کے پھر اوتارا تم نے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنی کی طرف زمین کے
یعنی اگر گناہ نکرتے کاہیکو زمین مین آتے اور اولاد یہان پھیلتے کہا

آدم سے تم وہ موسیٰ ہو کہ برگزیدہ کیا تمکو اللہ نے ساتھ پیغمبری اپنی
کے اور ساتھ کلام اپنی کے اور دین تمکو تختیاں کہ بیچ اونکے بیان تھے
ہر چیز کا اور نزدیک کیا تمکو سرگوشی کرنیکو پس ساتھ کتنی مدت کے
پایا تمنے اللہ کو لکھی توراۃ پہلے پیدا ہونے میرے کی کہا موسیٰ
نے چالیس برس پہلی کہا آدم نے پس کیا پایا تو نے بیچ اوسکی مضمون
اس آیت کا نافرمانی کے آدم نے رب اپنی کے پس بہکا کہا کہ ہان
کہا آدم نے کیا پس ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اسپر کہ کرون مین وہ عمل
کہ لکھا ہے اوسکو اللہ نے مجھ پر کرنا اوسکا پہلے پیدا کرنے میرے کے
چالیس برس فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے پس غالب آئی آدم موسیٰ پر
ف زمرد کی تختیون پر توراۃ لکھی ہوئی اوتری تھی آسمانون سی نشتر
اور نقش ان پر لکھی تھی اور مضمون توراۃ قدیم ہے لیکن تختیون پر یا
غیر اوسکے پر چالیس برس پہلے پیدا ہونے آدم کے لکھی گئی تھی اور
یہہ جو کہا اس جہان کا نہین ہے کہ جہان اعمال چھوڑنے درست نہین ہین
بلکہ عالم علوی کا ہے کہ وہان قید تکلیف مین نہین انتہی —
دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اوسکے برخلاف نہ کوئی نبی کر سکتا
ہے اور نہ کوئی ولی جسطرح سے خالق اکبر نے پیدائش حضرت آدم سے
پہلے چالیس برس تقدیر مین لکھدیا تھا کہ آدم دنیا مین بھی جاوینگے پھر اونکی
اولاد سے تمام روی زمین بموجب زینت الارض من الانسان
کے اباد ان ومعمور ہوگی اوسی طرح سے حضرت صدیق اکبر کی قسمت

وبروست ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مین مالک عشرعشر
برین سے کتنی ہی ہزار برس پیشتر لکہہ رکہا تہا کہ بعد خاتم النبیین کے
اونکا یار غار ضروری ہے خلیفہ ہوگا جسکے آفتاب ہدایت کا نور مشرق
سے مغرب تک پہیل جائیگا۔ بعد اونکے درجہ بدرجہ تاختمی خلافت
ولایت دستگاہ سلسلہ خلافت علی الترتیب قایم رہیگا۔ سیح کہو شیعو
تقدیر برحق ہے کہ نہین اگر حق ہے تو پہر نزاع خلافت بلافصل کیسا۔
اقول بحولہ تعالے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ و
مباحثہ مین عاجز آتا ہے اور کوئی جواب معقول یا غیر معقول اوسکو
نہین ملتا تب تقدیر پر حوالہ کرکے اپنے عجز کا اظہار کیا کرتا ہے وہی
کیفیت مولف کی ہوگئی آخر درجہ جب کوئی سند جواز خلافت خلیفہ
اول کی اونکو دستیاب نہوی تو اونکو حوالہ تقدیر کرکے آپ الگ ہوگئے
اور کچہہ خیال اس امر پر نہ کیا کہ نوشتہ تقدیر اس بحث مین مطلق کار
آمد نہین ہے کیونکہ جس طرح کسی فعل کا ارتکاب تقدیر مین لکہا ہوا ہوتا
ہے اوسیطرح اوسکی سزا اور جزا بہی تقدیر مین لکہی ہوتی ہے۔
اگر ہم قول مولف کو تسلیم کرلین کہ خدا تعالے نے خلیفہ اول کے
تقدیر مین لکہدیا تہا کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے اہلبیت پیغمبر کا حق
غصب کرکے خود خلافت پر متسلط ہوجائیگی اور اوسکے بادا شن بہی
ضرور نوشتہ تقدیر مین ثبت ہوگی تو مولف صاحب کے بحث مین کیا
مفید ہوگی اور جواز خلافت پر کسطرح نوشتہ تقدیر سند ہوگا۔ جامع عر

ہے کہ جسطرح حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے اونکی خطا درلوح تقدیر بلکہ الواح توریت پر بہی ثبت ہوچکی تہی تو ضرور شیطان کی گمراہی اور اسکا ابلیس ہونا بہی پہلے سے اوسکی تقدیر مین لکہی گئی ہوگی۔ مگر ظاہر ہے کہ نوشتہ تقدیر نے شیطان کے جرم مین کچہہ تخفیف نہین کی اور لعنت کا طوق اوسکے گردن مین پڑگیا۔ افسوس ہے کہ جو حجت مولف صاحب کو دستیاب ہوئی ہے باوجود بڑا ذی علم ہونیکے بہی شیطان کو دستیاب نہوئی اگر شیطان بروقت اپنی روبکاری کے اس حجت کو خدا تعالی کے روبرو بیان کرتا تو ضرور بعقیدہ مولف شیطان بری ہوجاتا مگر افسوس ہے کہ وہ وقت ہاتہہ سے جاتا رہا مگر اب بہی بڑی روبکاری کا دن آنیوالا ہے مولف صاحب ضرور شیطان کیطرف سے وکیل با اختیار ہوکر اس حجت پر خدا کے روبرو استدلال کرین اگر شیطان کی حق مین اس حجت تقدیری سے کامیابی ہوگئی تو علاوہ خوشنودی شیطان کی ایک عمدہ نظیر مولف صاحب کو ہاتہہ آئیگی اور اوس نظیر کے بناپر اسی قسم کی اور خطاکاردن متمردون سرکشون کے مقدمات مین بریت حاصل ہوجائیگی۔

مولف صاحب نے جو اس موقعہ پر حوالہ تقدیر دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تقدیر کے معنی سے مطلق آگاہ نہین ہین۔ فقط یہہ سن رکہا ہے کہ تقدیر کوئی شئی ہی اور انسان اوسکی برخلاف کچہہ نہین کرسکتا بلکہ امر تقدیری کے کرنے پر قطعی مجبور ہے گویا تقدیر

سے لکھنے والا اون افعال کا ارتکاب ہمکا انسان سی کرتا ہے حالانکہ ایسا عقیدہ بالکل کفر ہے - کیونکہ جب ارتکاب افعال مین انسان بحکم تقدیر مجبور ہے تو سزا اور جزا لازم نہین اور دور عالیکہ جزا و سزا کا دیا جانا مسلم ہے تو ذات باری تعالے پر ظالم ہونیکا اطلاق ہوگا اور یہہ صریحا کفر ہے - واقعی تقدیر کے معنی سمجھنے مین عوام لوگون نے سخت مغالطہ کہایا ہے اور اوسکی اصلی مفہوم اور مراد کو مطلق نہین سمجھتے یہہ ہم بھی کہتے ہین کہ کوئی شخص تقدیر کی برخلاف کچھ نہین کرسکتا - مگر یہہ کہنہ کر سکنا اسوجہ سی نہین ہی کہ ہم ہر کام کو نوشتہ تقدیر دیکہہ دیکہہ کر تے ہین - یا کوئی محرک ایسا ہی کہ ہمکو خواہ مخواہ اون افعال کی کرنے پر مجبور یا آمادہ و مستعد کرتا ہے بلکہ تقدیر ایک نوشتہ ہے اوس عالم الغیوب کا جسکو ہماری تمام وکمال حالات اور افعال اور حرکات و سکنات ہماری پیدائش سی پہلی معلوم ہوچکی ہین اور اوسنی اپنے علم قدیم کی ذریعہ سی معلوم کرکے لکہدیا ہے - پس یہہ سمجھنا چاہیی کہ ہمارا کوئی فعل ایسا نہین ہے جسکا علم خدا تعالے کو پہلی سی نہین ہوچکا ہے اور اوس نوشتی مین نہین لکھا جا چکا ہی گویا ہر انسان جو کچھہ دنیا مین پیدا ہوکر فعل کرنیوالا ہی اوسکی افعال کی فہرست بروی علم غیب لکھی جاچکی ہے - اس عقیدہ کی روسی تقدیر بہی مسلم ہے اور خدا تعالے بہی عادل رہتا ہے اور بہشت دوزخ سے بہی انکار کرنا نہین پڑتا - اگر نقصان ہے تو فقط یہہ ہی کہ ملحدون دہریون ظالمون گنہگارون کو اپنی مجبوری کی حجت اور خدا تعالے پر الزام لگانی کا

موقعہ باقی نہیں رہتا ہے۔ وہ لوگ افعال بد کے الزام کی دفعیہ میں نہیں کہہ سکتی کو ہمارے تقدیر مین لکھنے والے نے یہ ہی لکھدیا ہم اوسکے برخلاف کیسی کرتے۔

مولف صاحب نے اتنا ہی خیال نفرمایا کہ اگر انسان بوجہ تقدیر کے مجبور ہوتا تو خدا تعالے کو انبیاء مرسلین کو مبعوث کرنیکی کیا ضرورت تھی کام بد کی ممانعت نیک کام کی ہدایت کیوں ہوئی جسکو تقدیراً خدا تعالے نے بد پیدا کردیا ہے اوس سے نیکی کی کیون امید ہے اور جسکو تقدیراً نیک پیدا کیا ہے اوس سے صدور بدی کا خوف کیون ہے کہ جسکی وجہ سے انبیاء کو مبعوث کیا کتابین نازل فرمائین۔ پس جبکہ تقدیر مانع جزا و سزا نہیں تو افعال کی جواز و عدم جواز کا مدار بھی تقدیر پر نہ ہوا لہٰذا جواز خلافت خلیفہ اول غیر ثابت ہے مولف صاحب اگر نظر حضرت آدم پر بھی قایم رہین تو ضرور راہ راست پر آجائینگی کیونکہ قصہ حضرت آدم سے ظاہر ہے کہ پہلی کا لکہا ہوا نوشتہ تقدیر اونکی الزام اور گناہ کو رفع نکر سکا جیسا کہ قرآن پاک مین اونکی نسبت نازل ہی فازلهما الشیطان یعنی بہکا دیا اون دونون کو شیطان نے اور بوجہ اغواء شیطان کی وہ درخت ممنوعہ کی پاس گئی اور ظلم کرنیوالون مین سے ہو گئی جیسا کہ صریح عقیدہ اہلسنت کا ہی۔ پس اسی پر قیاس کرو حضرت ابو بکر رح کی حال کو کہ جب اونکو بخوبی متنبہ کر دیا گیا کہ خلافت پیغمبر منصب حضرت علی کا ہی اور تم کسطرح خلیفہ یا نائب پیغمبر خدا کی نہیں ہو سکتی ہو اور

اونکی طرف سی تم ایک حکم کی بہی تبلیغ نہین کرسکتی ہو اور پہر اونہون
نی برخلاف حکم خدا کی خلافت حضرت علی کو نہانا اور خود متصدی امر
خلافت کی ہوگئی تو نوشتہ تقدیر اس الزام کو رفع نہین کرسکتا ـ

قولہ اور اگر آپ حق نہین جانتے اور مثل دیدار خدا کی تقدیر سے
بہی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے ـ

اقول ماشاء اللہ آپ ہی اپنی جواب کو بی وقعت سمجھی ہوئی ہین اور ظاہر
ہے کہ باوجود تسلیم تقدیر کی ہی الزام غصب خلافت رفع نہین ہوتا
پہر ایسی فضول اور ناقابل جواب سی مولعت کو کیا فائدہ حاصل ہوا رہی
دیدار خدا کو خود ہی مولعت نہین جانتی مسئلہ تقدیر سے زیادہ آپ ہین
فاسد العقیدہ ہین پہر اسکا ذکر کیا ضرور تہا ناحق گنہگار ہوئی جب آپ
خدا کی ہاتہ پیر آنکہہ موںہہ بدن وغیرہ کی قایل ہین تو پہر دیدار مین کون
امر مانع ہی حنابلہ بہی تو اہلسنت ہی ہین جنکو ہر شب جمعہ مین دیدار
دیدار خدا کی تمنا ہوتی ہے اور ہر شب جمعہ مین مساجد کے چہت پر ہری
ہری گہانس اور دال نخود رکہتی ہین تاکہ خدا تعالے کا مرکب بہوکا نرہی
اور خیال فاسد اونکا یہہ ہی کہ ہر شب جمعہ کو خدا تعالے موتیون کی نعلین
پہنے ہوئی مرکب پر سوار ہوکر بام مساجد پر آتا ہے یہہ بہی ان حضرات
کا نہی کام ہے کہ تمام عقاید مین قرآن کی مخالفت کو ضروری جانتے ہین
قرآن مجید مین تو یہہ حکم ہے کہ بڑے سے بڑے اولوالعزم کے بہی آنکہہ خدا تعالے
کو نہین دیکہہ سکتے تا حضرت موسے جیسے پیغمبر کو دیدار کے سوال مین یہہ جواب

لالن ترانی نے آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی اور کوئی دقیقہ آپکی اعزاز واکرام مین فرو گذاشت نہین کیا گیا مگر دیدار کی نسبت آنحضرت نے یہی نہین فرمایا اسلئے مسئلہ دیدار کی قایل ہونی سے ضرور ایمان مین فرق آتا ہے جو شئے آنکھ سے نظر آسکتے ہی اوسکی چگونگی اور کیفیت پر ضرور اطلاع ہوتی ہے اور خدا تعالے اس سے مبرا ہے کہ کوئی آنکھ اوسکو دیکھ سکے اگر یون کہا جائے کہ عالم روحانی مین دیدار خدا ممکن الوقوع ہے حضرت موسیٰ کو انکار دیدار بہ حیثیت جسمانی ہوا تو مین یہ بھی نہین کہہ سکتا کہ بموجب عقاید اہل تسنن بہشت مین عالم جسمانی نہین ہوگا محض روحانیت ہوگی کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے معتقد ہین اور بعث سے مراد جسمانی طور پر پیدا ہونا ہے کیونکہ روح کے موت کے قایل نہین۔ پس ظاہر ہے کہ جسطرح دیگر مسائل عظیمہ مین حضرات اہل تسنن ڈانوا ڈول اور غلطان اور پیچان ہو رہے ہین اوسیطرح اس مسئلہ دیدار اور تقدیر مین بھی حیران و پریشان ہوکر بالکل مجسمہ اور جبریہ ہوگئے۔ اور مذہب حق سے بہت دور نکل گئے اور کیون مذہب حق سے دور ہوتے جبکہ حضرت مخبر صادق رح فرما چکے تھے کہ فقط علی مرتضیٰ کی تقلید اور پیروی گمراہی سے بچانی والی ہے۔ پس جن لوگون نے سوای علی مرتضیٰ کے اور اون کی تقلید اور پیروی کی سبب وہ ضرور گمراہ ہوگئے ہین۔ اب مولف صاحب کا دوسرا جواب سُنئے۔

قولہ وہ یہ ہی کہ خدا تعالے نے حضرت رسول خدا صلعم کو جن حکم

شرعیہ کے تبلیغ بیان سو فرمایا تھا بموجب وما ینطق عن الہوی
ان ھو الا وحی یوحی کے پس یقیناً حضرت نے اوسکی تعمیل میں
ہرگز ڈھیل نہیں کی حق یہہ ہے کہ جن معاملات میں حضرت کو علم مفصل
پہونچا اوسکی تبلیغ حضرت نے بھی مجمل کی اور بعض معاملہ میں حضرت
مطلق سکوت فرماتے تھے جیسے اکثر کفار اشرار حضرت سے
قیامت کا حال دریافت کرتے تھے مگر حضرت یہی فرماتے تھے کہ میں
نہیں جانتا اسکا علم خدا کو ہے پس یہہ سوال بھی حضرات شیعہ کا بسبب
انحراف باطنی کے نسبت حضرت ما ینطق عن الہوی کے طعناً
ہے کہ حضرت نے کیوں اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیوں نہ بیان کیا الخ
اقول یہہ جواب مؤلف کا پہلے جواب سے بھی زیادہ لغو اور پوچ
ہے اور صریحاً اوسکی عدم واقفیت شرع کو ظاہر کر رہا ہے یہہ
بیان مؤلف کا محض غلط ہے کہ آنحضرت صلعم نے احکام شرعیہ
مجملہ کی تشریح و تفصیل نہیں فرمائی مرسلین اور پیغمبروں کا اصلی کام
تو یہہ ہی ہے کہ جو احکام خدا تعالے کی طرف سے مجمل نازل ہوتے
ہیں اونکی تشریح اور تفصیل کر کے امت کو سمجھا دیں خصوصاً ایسے
امور کہ جنکا کرنا واجب ہے یا کرنا فرض ہے اونکو تو ضرور ہے
ہر پیغمبر نے بہت شرح طور پر امت کو سمجھایا ہے دیکھو پہلا حکم
پانچ وقت کی نماز کا قرآن مجید میں مجمل ہے اوسمیں کچھ تفصیل اور تشریح
اوقات اور رکعات کی نہ تشریح ارکان وغیرہ کی نازل ہوئی جسجگہ

۴ مفصل کی اور جن امورات میں حضرت کو حکم مجمل اوترا اوسکی تبلیغ حضرت نے

قرآن مین آیا ہے کہ ظہر کے چار فرض ہین اور عصر کی چار رکعت ہین اور
مغرب کی تین اور عشار کی چار اور صبح کی دو رکعت فرض ہین اور کسجگہ
قرآن مین نازل ہوا ہے کہ پہلی نیت باندھو پہر سبحانک اللھم پڑہو پہر
الحمد پڑہو پہر سورہ پڑہو پہر رکوع کرو اور سمع اللہ لمن حمدہ کہکر دو سجدہ
کرو اور دو دو رکعت کے بعد قعود کرو۔ جواب دیجئے کہ آنحضرت صلعم
نے نماز کی حکم مجمل کے اسقدر تفصیل کیون فرمائی پانچ وقت کیون مقرر کئی
رکعات ہر نماز کے کیون معین فرمای دوسرا حکم زکوۃ کا ہی قرآن مین
مجمل ہے اسکی تفصیل بہی حضرت صلعم نے کر کے قواعد مقرر کئے تیسرا حکم
حج کا ہے کہ قرآن مین کوئی تفصیل احرام اور روز تاریخ مقام کی نہین آنحضرت
صلعم نے تفصیل کر کے قواعد حج مقرر کئی چوتھا حکم روزہ کا ہے اسکی
نسبت بہی بہت کچھ تشریح اور تفصیل آنحضرت صلعم کے نے فرمائی ہے ۔
یہہ قول بہی موئف کا محض غلط ہے کہ قیامت کے بیان مین آنحضرت
صلعم نے سکوت فرمایا بلکہ یہہ مین کہتا ہون کہ تمام معاملات سی زیادہ
بیان قیامت کا قرآن مجید مین ہے و آنحضرت صلعم نے بہی ہر معاملہ سے
زیادہ قیامت کی تشریح اور توضیح کی ہے صدہا احادیث شرح حالات
اور علامات قیامت مین آنحضرت صلعم سے روایت کی گئی ہین کبہی آنحضرت
صلعم نے قیامت کے حالات بیان کرنے سے عجز ظاہر نہین فرمایا ۔
اگر موئف صاحب کو یہہ گمان ہو کہ تعین زمانہ قیامت مین آنحضرت
صلعم نے سکوت فرمایا ہے یہہ بہی غلط ہے بلکہ آنحضرت صلعم نے

پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھ علامات صغری اور کبری خاص قیامت
اور قرب قیامت کے بیان فرمائی ہین کہ پہلی فلان علامت ظاہر ہوگی
اوسکے بعد فلان حادثہ ہوگا اوسکے بعد فلان واقعہ ہوگا اوسکے بعد قیامت ہوجائیگی
نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مولف صاحب بغیر کسی فکر اور غوض کے
جو کچھ زبان پر آجاتا ہے قلم سے نکال دیتی ہین اور اوسکی صحت وغلطی پر
کچھ بھی توجہ نہین فرماتے مولف صاحب ایک علم بھی ایسا مجمل بیان نہین
کرسکتے جسکی پوری تفصیل اور تشریح رسول خدا صلعم نے نفرمائی ہو خصوص
اون احکام ہین کہ جنکے نازل کرنے سے خاص مقصود الہی یہہ ہی ہے
کہ امت آگاہ ہو اوسکی تعمیل کرے کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم اوسکو
مجمل چھوڑدین اور اوسکی تفصیل وتشریح کرکے اچھی طرح امت کو تعلیم نکردین
جو امور کہ ہین خدا تعالے اور اوسکی رسول کے راز واسرار ہین اور
خدا تعالے نے یہہ بات چاہی ہے کہ اس راز سے سوای میرے
رسول کی اور کوئی امتی آگاہ نہو ایسی امور کو احکام نہین کہتے ہین بلکہ وہ
اسرار ہین جیسی حروف مقطعات ہین مگر سوائے انکی علم کوئی ایسا معاملہ
نہین ہوا ہے کہ اوسکی پوری تشریح کرکے رسول خدا صلعم نے امت کو
نہ سمجھائی ہو ابھی ہم اکثر آیات نقل کرچکے ہین کہ مثلاً آیۃ مودت نازل
ہوئی اور اوسمین فقط لفظ قربی نازل ہوا مگر حضرت نے اس اجمال کو
اسطرح کھولا کہ ای امت وہ قربی جنکی مودت تم پر فرض ہوئی ہی وہ علیؑ
اور فاطمہؑ اور اونکی دونو پسر ہین۔ اسیطرح آیۃ تطہیر لفظ اہل بیت

بعینہ ایسی ہی فلان فلان فلان فلان

نازل ہوا مگر آنحضرت صلعم نے اوسکی تشریح فرمائی کہ وہ علی اور فاطمہ اور حسن وحسین ہین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اب رہا یہہ امر کہ ولایت و امامت ایسے احکام مین داخل ہین یا نہین کہ اگر کوئی شخص اوسکی تعمیل نکرے تو اوس سے خدا کی حضور مین بازپرس کیجاویگی۔ اگر قابل بازپرس ہے تو یہہ بات غیر ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکی تفصیل اچھی طرح نہ کی ہو۔ دلیل قابل بازپرس ہونیکی یہہ ہے کہ اول تو یہہ حدیث مسلمہ اہل سنت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ دوسری حدیث ثقلین مین بحسب روایت صحیح مسلم عن زید بن ارقم تین بار تکرار اس کلمہ ہے اذکرکم اللہ عزوجل فی اھلبیتی تیسری ان سب سے زیادہ مفصل یہہ ہے کہ ولایت علی ابن ابیطالب کی بابت لوگون سے سوال کیا جاویگا کہ تمنے اسکی تعمیل کی یا نہین جیسا کہ صواعق محرقہ باب تفصیل آیات قرانی متعلقہ اہلبیت رسالت مین بذیل آیت نمبر چہارم درج ہے الایۃ الرابعۃ قولہ تعالیٰ وقفوھم انھم مسئولون اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی امام واحدی نے بھی اسبابنزول مین لکھا ہے قولہ تعالیٰ وقفوھم انھم مسئولون ای عن ولایت علی واھل البیت پس جبکہ یہہ صحیح ہے کہ وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفےٰ کیطرح ولایت علی ابن ابی طالب بھی مسلمانون سے سوال نکرین قبر مین یا روز حساب پیش خدا پوچھی جاویگی

تو ثابت ہوا کہ یہ سب سے اہم فرائض سے اور جملہ طاعات وعبادات سے
مقدم تر ہے تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے ایسے امر اہم اور
ضروری کو مہمل چھوڑا ہو۔ یہہ امر آخر ہے کہ خلفائے ثلثہ کے نسبت کوئی
اس قسم کا علم قرآن یا حدیث مندرجہ کتب اہلسنت مین پایا نہین جاتا
فقط اونکی بارے مین حکم ہونے سے یہہ فتویٰ نہین دینا چاہئی کہ خلافت
وامامت کے بارے مین کوئی حکم مفصل صادر نہین ہوا ممکن ہے کہ آپکے
گمان کے برخلاف کسی اور کے خلافت و امامت کی حکم ہوا اسکی خوب
تحقیقات کرنی چاہئی کیونکہ اگر مفصل احکام اسبارہ مین ظاہر معلوم
ہو گئی اور ہمنے فقط اوسی گمانکی بھروسہ پر کچھ خیال نہین کیا تو تمام طاعات
وعبادات رائگان جائینگے۔ اسبات کو اچھی طرح سمجھہ لینا چاہیے
کہ بغیر عقیدہ امامت وخلافت بلافصل مرتضوی کے توحید ورسالت پر
ایمان لانا کارآمد نہین ہے۔ یہہ معاملہ خلافت مابین فرقہای اسلام کے
خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک مشکل امتحان ہے بغیر افضال ایزدی
اس امتحان مین پاس ہونا ممکن نہین یہی وجہ ہے کہ جنپر فضل خدا ہے
اور اونکو فہم رسا اور بصیرت کامل عطا ہوئی ہے وہ صاف صاف مشرح
احکام خلافت مرتضوی کے اپنے آنکھونسے دیکھہ رہے ہین اور جو فضل
ایزدی سے محروم ہین اونکو خاص اپنی مذہب کی کتابون مین بھی، وہ
احکام نظر نہین آتے ابھی ہم مفصل طور سے احکام قرانی اور احادیث
پیغمبر خدا صلعم کا ذکر کرینگے جو مشرح طور سے کتب اہلسنت مین دربارہ

خلافت و امامت حضرت علی مرتضی سے محروم ہیں اور حضرات اہل سنت
کو تعظر نہیں آتے اور باوجود اس آگاہی سے کہ معاملہ خلافت حضرت امیر
سلمانوں کے لیئے امتحان قرار دیا گیا ہے پھر بھی متوجہ نہیں ہوتے ۔
اس امتحان کی بابت کوئی سلمان انکار نہیں کر سکتا کیونکہ خداتعالے
نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ای محمد اپنی امت سے کہدی کہ فقط ایمان
خدا اور رسول پر لے آنا تمہارے نجات کے لیئے کافی نہیں ہے بلکہ تمہارا
امتحان لیا جائیگا دیکھو ایام حجتہ الوداع میں نصب خلافت مرتضوی
سے پہلے اور حدیث ثقلین سے لگ بہگ اوایل آیات سورہ
عنکبوت ایام قیام مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم
الم ۝ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۝
ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا
ولیعلمن الکاذبین ۝ ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا
ساء ما یحکمون ۝ یعنی آیا لوگ یہہ گمان کرتے ہیں کہ ہم یہہ کہکر کہ ایمان لے
آئے چھٹ گئے اور اونکی آزمایش نہ کی جائیگی اور بالتحقیق کرتے ہیں اون
لوگوں کی بھی آزمائش کی ہے جو انسے پیشتر گذر گئے پس ہر آئینہ
خداوند تعالے ملاحظہ فرمائیگا اونکی حالات کو کہ دعوی ایمان میں سچے ہوتے
ہیں یا کاذب ہیں یعنے خداتعالی راست بازوں اور کاذبوں کا
ظاہر اور متمیز کر دیگا ۔ آیا گمان کرتے ہیں بدکام کے کرنیوالے یہہ
کہ ہم پر سبقت لیجائینگے ۔ بہت برا ہے جو ایسا حکم کرتے ہیں پس

جہانتک غور و فکر کیجائیگی سوائے معاملہ خلافت کے اور کوی معاملہ قابل امتحان نظر نہ آئیگا۔ اسی معاملہ کے اختلاف نے بہت سے فرقات کو گمراہ کردیا۔ فقط وہ لوگ صراط المستقیم پر قایم رہے ہین کہ جنہون نے امام برحق کی تقلید اور پیروی کی ہے اور جنہون سے امام برحق کو شناخت نہین کیا وہ ایسے گمراہ ہو گئے کہ گویا ایمان و اسلام کے اونکو ہوا بہی نہین لگی۔ دیکھو سوای امامت کے اور کون معاملہ ہے کہ جسمین بغیر اوسکے ایمان بوحدانیت و رسالت ہرگز کافی و کارآمد نہین وہ فقط عقیدہ امامت ہے کہ بموجب حدیث شریف کے کیساہی قابل وحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفے صلعم کا ہو اور امام کو نہین جانتا وہ جاہلیت کی موت مریگا گویا ایمان کے اوسکو ہوا بہی نہین لگی کما قال علیہ الصلواۃ والسلام من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ پس جبکہ امامت ایسی ضروری شے ہے کہ بغیر اوسکے عقیدے کے ایمان بوحدانیت و رسالت کارآمد نہین تو کب ممکن ہے کہ رسول خدا صلعم نے اوسکا مفصل حال امت سے نہ کہا ہو اور اگر کچہہ اغلاق یا اجمال رکہا ہو تو اوسی کو امتحانی سوال سمجہنا چاہیے اور ہمیشہ امتحانی سوال کا قاعدہ ہوتا ہے کہ سارا حال شرح بیان کردیا جاتا ہے اور کوئی ایک نکتہ دقیق بہی رکہدیا جاتا ہے کہ اوسکو ذی فہم سمجہہ جاوین اور کند ذہن طبیعت کے غبی اوسمین سرگردان رہا کرین جیساکہ حضرات اہل سنت قیامت تک مولا اور ولی کے معنی مین بہکے

غلطان پیچان رہینگے اور خدا اتقیا سے کے روبرو امتحان مین ناکام رہینگے رسول خدا صلعم نے یہان تک جتلا دیا کہ گمراہی سے بچانے والا تمسک اہلبیت پیغمبر اور عقیدہ ولایت علی ابن ابیطالب ہے مگر غبی لوگ عجب یہی نہین سمجھتے۔

رجوع بمطالب اسرار الہدیٰ مولف اسرار الہدا نے خارج از آہنگ بجواب سوال سیوم چند آیات جو حق مین حضرت علی مرتضیٰ و حمزہ سید الشہدا علیہما التحیۃ والثنا و دیگر صالحین و مومنین مہاجرین و انصار کے نازل ہوئے ہین اور جنکا کچھہ تعلق بہی اصحاب ثلثہ نہین ہے لکھہ کر حضرت ابو بکر کے خلافت پر استدلال کیا ہے اگرچہ تردید استدلال مولف کے لئے خود وہ آیات ہے کافی ہین اور ہر شخص جسکو مولف کے طرح قرآن سے مغایرت نہین ہے وہ سمجھہ سکتا ہے کہ اون آیات مین سند خلافت خلیفہ اول تو کجا اونکی تعریف بہی نہین ہے اس دلیل کے ضمن مین مولف صاحب نے نہایت بیہودہ الفاظ نسبت شیعان و علمائے شیعیان استعمال کئی ہین مگر ہم بفحوای مصرعہ۔ مہہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند سپرد بخدا کرتے نہین اور رشتہ تہذب کو ہاتھہ سے نہین چھوڑتے۔

مولف صاحب نے جسقدر آیات قرآنی پر استدلال کیا ہے وہ سب کے سب امر مبحوث عنہ سے غیر متعلق ہین اسلئے ہر استدلال مولف کے نسبت ذیل مین تردید کیجاتی ہے۔

قولہ آیۃ اول وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ مولف نے بجای ترجمہ کے عبارت تفسیر خلاصۃ المنہج تحریر کی ہے۔ مطلب اس آیۃ کا صاف وصریح یہہ ہے کہ فرقہ مہاجرین و انصار مین سے وہ لوگ جنہون نے ایمان لانے اور نصرت پیغمبر کرنے مین اورون پر سبقت کی ہے اور اونکی علاوہ وہ لوگ جنہون نے ان سبقت کنندگان کی متابعت نیکی کی ساتھہ کی ہے اونسے خدا تعالے راضی ہوا ہے اور وہ خدا سے راضی ہوئی اور اما دہ کیا ہے خدا تعالے نے اونکی لئے بہشت کو جسکے نیچے نہرین بہتی ہین درحالیکہ ہمیشہ اوسمین رہین اور یہہ بڑی کامیابی ہے۔

اقول بحول لہ تعالے حضرات اہلسنت مین سے جو منصف مزاج ہین ذرا اول مین غور کرکے فرمائین کہ اس آیت سے خلافت کو کیا تعلق ہے اور حضرت ابوبکر کو کیا واسطہ۔ اگر محض لفظ ہجرت پر ناز ہے تو صدہا آدمی مہاجرین اولین مین تھی کہ جنہون نے واقعی گھربار کو چھوڑ دیا تھا پہر تخصیص حضرت ابوبکر کی کیا ہے انہون نے تو قطعی طور پر ترک وطن بھی نہین کیا انکے والد ماجد و پسران و دختران و ازواج ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ مین سکونت رکہتے تہے حتی کہ ابو قحافہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر جنگ احد مین کفار کی ساتھہ شامل تہے۔ اب یہہ تو ظاہر ہوگیا کہ جب

مطلب کے لیے مولف نے اس آیت سے استدلال کیا تہا اوسمین اونکو
کامیابی نہین ہوئی کیونکہ اس آیت مین کوئی تاویل بہی حسب مراد مولف
چسپان نہین ہوسکتی یہہ بحث اس بات کی کہ ان سابقون اولون
مین سب سے پہلے سبقت کرنیوالا کون شخص ہے تاکہ وہ اس فرقہ کا
مقدم اور سردار سمجہا جاوے۔ اسمین بھی مولف صاحب کو کامیابی
نہوگی کیونکہ تمام صحابہ ابرار اور محدثین معتبر اہل سنت کا اسپر اتفاق
ہے کہ مردون مین سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ ایمان لائے
اور عورتون مین حضرت خدیجہ کبرے۔ دیکہو صواعق محرقہ ابن
حجر مکی باوجودیکہ مناظرہ کی کتاب ہے اور مطلب اوسکے مولف
کا ابطال مذہب شیعہ اور اثبات مذہب تسنن ہے اوسمین صاف
لکہا ہے الفصل الاول فی اسلامه وهجرته وغیرهما یعنے پہلی فصل
بیان مین ذکر اسلام و ہجرت وغیرہ حضرت علی کی اسلم وھو ابن
عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان وقیل دون ذلک قدیما یعنی
اسلام لائے وہ حضرت دس برس کے عمر مین اور نوسال کی عمر بہی
بیان کی گئی اور آٹھہ سال کی بہی اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ آپ قدیمی مسلمان
ہین بل قال ابن عباس وانس وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعة
انه اول من اسلم ونقل بعضهم الاجماع علیه یعنی بلکہ
ابن عباس اور انس بن مالک اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی
اور انکے علاوہ ایک جماعت صحابہ یہہ کہتے ہین کہ وہ یعنے حضرت علی

علیہ السلام سب سے پہلے ایمان لائے بلکہ بعضون نے اونکین سے
نقل کیا ہے کہ حضرت علی کی سابق الایمانی پر اجماع امت واقع ہے
اور خصایص امام نسائی مین بطرق متعدد وہ زید بن ارقم اور حبہ عرنی
اور عطیف وعمرو بن عباد وعبد اللہ بن ال الہذیل عن علیؑ متعدد روایات
مروی ہین کہ سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے۔ حضرت ابوبکر
وغیرہ سب متاخرین مسلمانون مین سے ہین بمقابلہ حضرت علی کے
کیونکہ مابین اسلام حضرت علی مرتضی واسلام حضرت ابوبکر کے سات
برس کا فاصلہ ہے۔ پس جبکہ بموجب عقاید اہل سنت اجماع امت
اس امر پر واقع ہے کہ سب سے مقدم اور پیشتر حضرت علی ایمان
لائے ہین پھر اگر کسی متعصب نے یہہ لکھدیا ہے کہ حضرت ابوبکر سابق
الایمان ہین تو صریح افترا پردازی اور موضوعیت اوس روایت
کی ظاہر ہے۔ اور جو بعض اذکیاء اہل سنت نے اخفاء اصلیت
کے لیئے کہ تاخیر اسلام حضرت ابوبکر ظاہر نہو یہہ تاویل عایل کہی ہی کہ لڑکون
مین سب سی پہلے حضرت علیؑ اور عورتون مین سب سی پہلے حضرت خدیجہ اور غلامون مین سب
سے پہلے زید بن حارثہ اور اد ہیڑ عمر کے آدمیون مین سب سے پہلی
حضرت ابوبکر مسلمان ہوسے رکاکت اس تاویل کے عیان ہی کیونکہ
بعدی اس تاویل کے شیخ مسٹر کیولم بہی جو چودہوین صدی مین مسلمان
ہوئی ہین سابق الایمان قرار پاسکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ لیور پول
واقعہ انگلستان کے آدمیون مین سب سے پہلے مسٹر کیولم مسلمان

ہوئے - امام نسائی کے روایات سے جنکے نقل عنقریب آئینگے بالکل ثابت ہوگیا ہے کہ عرصہ سات برس تک سوای رسول خدا اور علے مرتضی اور خدیجہ کبریٰ کے کوئی شخص اسلام مین داخل نہین ہوا اور بعثت رسول اللہ صلعم سے سات یا نوسال تک کسی نے خدا کے عبادت نہین کی سوا ے ان تین شخصون کے -

قولہ حضرت ابوبکر کے سابق الایمان ہونے مجمع البیان تفسیر معتبر شیعیان سے بہی ہوتی ہے کہ اسمین درج ہے کہ انیکہ بیشتر از ہمہ ایمان آوردند حضرت خدیجہ اند بعد از ان ابوبکر - مگر ملا فتح اللہ کاشانی قول علامہ طبرسی کی مخالفت کرتے ہین -

اقول دیکھئے یہہ قدرت خدا اور معجزہ پنج تن پاک ہے کہ اہل حق کے کتب مین تحریف کرنیوالا بغیر کسی دلیل کے خود فضیحت و ذلیل ہوجاتا ہے اہل بصیرت کے روبرو ہمکو اصل کتاب مجمع البیان پیش کرنے کے بہی ضرورت نہ ہے خود عبارت موںہہ سے پکار رہے ہے کہ درمیان نام حضرت خدیجہ اور حضرت ابوبکر کے چند نام مرقوم تھے جنکو مولف صاحب نے نکال ڈالا ہے - دیکھئے عبارت تفسیر مجمع البیان کو (کسانیکہ بیشتر از ہمہ ایمان آوردند حضرت خدیجہ اند) اگر اصل مین فقط حضرت خدیجہ کا نام ہوتا تو لفظ کسانیکہ نہوتا بلکہ لفظ کسیکہ لکہا جاتا اور ایسا ہی (ایمان آوردند) کی جگہ (ایمان آورد) (اور بجای حضرت خدیجہ اند) کے ضرور یہہ ہوتا (حضرت خدیجہ ہست) اور یہہ

سارا فقرہ یون لکھا جاتا (کسیکہ پیشتر از ہمہ ایمان آورد حضرت خدیجہ است)
ناظرین با انصاف مولف صاحب کے کارروائی پر غور فرمادین
کہ کیا اچھا طریق مناظرہ کا پیدا کیا ہے۔
اما قولہ اور ملا فتح اللہ کاشانی اس قسم کے الفاظ دور از قیاس جسکا یقین
طفل مکتب کو بھی نہو بہ نسبت جناب امیر کے تحریر فرماتے ہین اور
وہ یہہ ہین (مذہب صحیح کہ طریق اہل بیت است اول کسی از مردان ہمانا
کہ تصدیق نبوت حضرت رسالت کرد امیر المومنین بود) (حضرت
رسالت فرمود کہ ہفت سال فرشتگان بر من و علی درود می فرستادند
زیرا کہ درین ہفت سال بغیر از من و علی کلمہ توحید کہ لا الہ الا اللہ است
باسمان نرسید) اور یہہ کہ (از منہال بن عمرو روایت است کہ گفت کہ من
از علی شنیدم کہ می فرمود من بندہ خدا ایم و برادر رسول خدا اسم و منم صدیق
اکبر) اور یہہ کہ (ابو طلحہ گفت من در پیش ابو ذر رفتم در موسم حج و گفتم
در میان مردمان اختلافی پدید آمدہ من اینقدر ابکنم گفت متمسک بکتاب
خدا شوید و بعلی ابن ابیطالب ملازم این ہر دو شوید زیرا کہ من گواہی میدہم
کہ رسول خدا فرمودہ کہ علی ابن ابیطالب اول کسے است کہ بمن تصدیق
کردہ و اوکسے باشد کہ روز قیامت بامن مصافحہ کند و او صدیق اکبر است
و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین است) افسوس ملا صاحب
کو اس عبارت لکھنے مین شرم نہ آئی کہ جناب امیر کو ہم رتبہ خاتم المرسلین
ٹہرا دیا اور زبردستی آپکو صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور یعسوب مومنین بنا دیا

اور بمقابلہ حضرت صدیق اکبر کے بھی آپکو سابق الایمان سینہ زوری سے کہی دیا خیر یون ہی سہی مگر کلمات صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین مین البتہ گنجایش کلام لا کلام ہے ۔

فاقول بحول اللہ العلی العظیم یہہ بات تو مؤلف صاحب نے البتہ سچ لکہی ہے کہ ملا صاحب کی تحریر کا یقین طفل مکتب کو نہین آسکتا اور غالبا یہہ ہی وجہ ہے کہ مؤلف صاحب کو یقین نہین آیا حالانکہ نیم ملا بنگئے ۔ یہہ مقولہ جو عوام مین مشہور ہے کہ نیم ملا خطرہ ایمان واقعی سچا مقولہ ہے ہر شخص کہ جبتک معلومات مذہبی نہو جسے کہ اپنی مذہب کی کتب سے بھی آگاہ نہو اوسکے ذہن مین بطریق جہل مرکب یہہ بات سما جاے کہ مین خوب واقف ہو گیا ہون ایسا شخص ہمیشہ ہم چشمون مین ندامت اوٹھاتا ہے افسوس ہے مؤلف صاحب اسرار الہدے کے حال پر کہ اونہون نے بغیر حصول واقفیت اور آگاہی کے ایسے نازک میدان مین قدم رکہا ہے کہ اچھے اچھے واقف کارون کے چھکے چھوٹ جائین ۔ جو لوگ کچھ شرم و غیرت رکھتے ہین وہ ایسے مواقعہ پر ضرور اس بات کا خیال رکھتے ہین کہ ایسی بات ہماری زبان یا قلم سے نہ نکلے جو انجام کار باعث ندامت کا ہو جن جن روایات کے نسبت جناب مؤلف صاحب نے ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا ہے اور اون روایات کو بلا علم اور واقفیت کے محض اس بنیاد پر کہ شیعون کے کتاب مین درج ہین دروغ قرار دیا ہے اگر وہ جملہ روایات بجنسہٖ و بلفظہٖ مسلمہ مرویہ محدثین اہل سنت

کے ہون اور کتب معتبرہ اہل سنت مین ورنج ہون تو فرمائی مولف صاحب کو کچھ غیرت آتی جاتی یا نہین ۔۔ ان اعتراضات مولف صاحب سے پایا جاتا ہے کہ اونکو اپنے مذہب کی کتابون سے مطلق آگاہی نہین اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اونکو اسیات کی بہی شرم نہین ہے کہ جن باتونکا ہم اعتراض کر رہے ہین وہ روایات ہمارے ہی مذہب کے ہین لوگ اسکو سنکر کیا کہینگے ۔ کیا سب آدمی تقریظ نویسون کی طرح ہی آنکھہ بند کرکے کتاب کو مطالعہ کرینگے ۔

جسوقت ہم یہہ بات ثابت کرینگے کہ تحریر ملا صاحب علیہ الرحمہ لفظاً بلفظاً مطابق روایات اہل سنت کے ہے نہین کہہ سکتے کہ مولف صاحب کو بہی کچھہ ندامت ہوگی لیکن غالب یہہ ہے کہ حضرات تقریظ نویسان تو ضرور نادم ہونگے اور آیندہ بغیر دیکھے بھالے محض رعایت مذہبی سے کسی کتاب پر تقریظ تحریر نہ فرمائینگے کیونکہ وہ حضرات مشاہیر علماے اہل سنت سے ہین ۔۔

اب مین روایات مندرجہ تفسیر ملا صاحب کو ثابت کرتا ہون کہ عین مطابق مرویات اہل سنت کے ہین پہلی روایت یہہ ہے کہ بموجب مذہب صحیح کہ طریق اہل بیت پیغمبر ہے حضرت علی سب مردون سے پہلے ایمان لائے مولف اسرار الہدیٰ نے اسکو دور از قیاس لکھا ہی پس ظاہر ہے کہ جس جس نے دین اور نصوص مین قیاس کو دخل دیا ہو وہ کون کون ہین ۔ فہو منہم ۔ اب مین کہتا ہون کہ بموجب مذہب اہل سنت الجماعت

اجماع امت اس امر پر واقع ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان
لائے عبارت صواعق محرقہ معہ ترجمہ اوپر بہی نقل ہو چکی ہے کہ قال ابن عباس
وزید بن ارقم وسلمان الفارسی وجماعت انہ اول من اسلم ونقل بعضہم الاجماع
علیہ۔ واخرج النسائی فی خصائصہ عن زید بن ارقم قال اول من
اسلم مع رسول اللہ صلعم ہو علی ابن ابی طالب۔ واخرج ایضاً عن
زید بن ارقم بطریق عبد اللہ بن سعد وہو یقول اول من صلی مع
رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالب۔ وفی روایۃ اول من اسلم
مع رسول اللہ صلعم علی رضی اللہ عنہ۔

مولف صاحب سے پوچھا جائے کہ اب بہی اونکی قیاس میں آیا اور
شاید ان باتون پر اب بہی یقین کرینگے یا نہیں یا آئندہ بہی اونکو علم درکار ہے
دوسری بہی روایت یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ایک مدت سات برس تک
ملائکہ مجہپر اور علی پر درود بہیجتے رہے اور اس زمانہ میں بغیر میرے اور علی
کے کسیکا کلمہ توحید آسمان پر نہیں پہونچا۔

پس اگر ملائکہ کا درود بہیجنا مولف کے قیاس سے باہر ہو تو مولف
صاحب اسلام سے خارج ہیں کہ صریح کلام ربانی اور آیات قرآنی کا
اونکو یقین نہیں قولہ تعالی ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ
وقولہ تعالی سلام علی آل یٰس کی تفسیر پڑہنا چاہئے اور یہی ان
آیات کی تفسیر حسب منشاء صواعق محرقہ آگے لکہی ہے کہ حسب الحکم ان
آیات کے تمام امت محمدی مامور کی گئی ہے کہ محمد وآل محمد پر درود اور

اور سلام بہیجا کرین کہ خدا تعالی اور ملائکہ بہی اوس پر درود و سلام بہیجتے ہیں
اور اگر سات برس تک سوای حضرت علی کے اور لوگون کے مسلمان
نہونے اور نماز و عبادت خدا نکرنے پر بد یقینی ہے یہ بہی تو صریح
ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ ملا صاحب نے تو سات ہی برس تک
حضرت ابو بکر وغیرہ کا مسلمان نہونا بموجب ایک روایت اہل سنت کے
لکہا ہے مگر اہل سنت وجماعت کے صحاح مین تو نو برس تک انحضرت سے
کسیکا سوا ے حضرت رسول خدا و علی مرتضی کے نماز کا نہ پڑہنا درج
ہے۔ یہہ ہر دو روایات سات برس اور نو برس کے مندرجہ صحاح اہل سنت
والجماعت ہین اگر ملا صاحب نے بخاطرداری اہل التسنن سات برس کے
ہی روایت کو نقل کردیا تو کیا گناہ کیا ذرا ادہر متوجہ ہوجئے۔ اخرج
النسائی فی خصائصہ حدثنا احمد بن سلیمان الرہاوی قال حدثنا
عبد اللہ بن موسی قال ثنا العلاء بن صالح عن المنہال عن عمرو بن عباد بن
عبد اللہ قال قال علی رض انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق
الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین ولا یقولہا بعدی غیری الا
کاذب یعنی راوی باسناد خود کہتا ہے کہ فرمایا علی مرتضی نے کہ مین بندہ
خدا کا ہون اور بہائی رسول اللہ کا اور مین ہون صدیق اکبر اور اسلام
لایا مین سب آدمیون سے سات برس پہلے اور میری بعد جو شخص ایسا
دعوی کرے وہ جہوٹا ہے۔
فرمائیں مولف صاحب کہ اب بہی یقین آیا یا نہین ملا صاحب نے کیا خطا کی

یہہ تو اہل سنن کے صحاح سے ثابت ہے اور حضرات اثنا عشری نقضوں حدیث
پر بھی ذرا توجہ ہو جاے اور یہہ تو فرمائی کہ آیندہ کسی اور کو بھی صدیق اکبر
کا خطاب دیجیگا۔ معاذ اللہ استغفر اللہ کہیں حضرت ابو بکر نے تو اپنی زبان مبارک
سے یہہ نہیں فرما دیا کہ میں صدیق اکبر ہوں۔ اگر ایسا ہوا تو ہمسر حضرات
اہل سنت کو اتباع روافض کا کرنا پڑیگا ورنہ قرآن پاک کے مخالف قصور
حضرت ابو بکر کی سابق الایمانی اور صدیقیت کا حال تو معلوم ہو چکا
اب اگر فرمائی تو وہ روایت بھی عرض کروں جو آپکی صحاح میں مروی ہے
کہ بعثت رسول اللہ صلعم سے نو سال تک سوای حضرت علی کے اور
کسی نے حضرت کے ساتھہ نماز نہیں پڑھی۔ دیکھو خصائص نسائی کی اوسی
صفحہ کو کہ بعد نقل حدیث متذکرہ بالا کے ذکر عبادتہ رضہ کی سرخی دیکر
روایت نقل کی ہے عن علیؑ قال لا اعرف احدا من ھذہ
الامۃ عبد اللہ مع نبینا صلعم غیری عبدت اللہ قبل ان
یعبدہ احد من ھذہ الامۃ تسع سنین یعنی فرمایا حضرت
علی مرتضیٰ نے کہ نہیں پہچانتا میں اس امت میں سے کسی کو کہ اوسنے عبادت
کی ہو خدا تعالیٰ کی ہمراہ ہمارے نبی صلعم کے سواے میرے۔ میں نے
عبادت کی ہے خدا تعالیٰ کی نو برس پہلے ہر عبادت کرنے والے
سے اس امت کے۔

تیسری روایت ملا صاحب نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے لکھی ہے
جسمیں تمسک کرنا قرآن اور علی علیہ السلام سے اور القاب آپکے

کے درج ہین۔ صدیق اکبر۔ فاروق اعظم۔ یعسوب مومنین۔ اور یہہ
جملہ امور مسلمات اہل تسنن سے ہین بلکہ صحاح ستہ کے متواتر روایات
سے ثابت ہین۔ تمسک قرآن وعلیؑ کے بابت حدیث متواتر مندرجہ
صحیح مسلم وصحیح بخاری وبقیہ کتب صحاح موجود ہے قال رسول اللہ صلعم
انی تارک فیکم الثقلین الخ جو چند بار اس رسالہ مین نقل ہو چکی ہے
علاوہ اسکے یہہ روایت صواعق محرقہ سے نقل ہوی ہے۔ اخرج الطبرانی
فی الاوسط عن ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول
علیؑ مع القران والقران مع علیؑ لا یفترقان حتی یردا علی الحوض
اور نیز صواعق محرقہ سے ثابت ہے کہ اس حکم کا چند بار رسول خدا صلعم نے
تکرار فرمایا ہے خصوصًا بعد حجۃ الوداع وایام مرض الموت مین بلکہ ابن عمر
سے روایت ہے آخرا تکلم بہ النبی صلعم اخلفونی فی اہل بیتی۔
نسبت القاب جناب امیر کے اگرچہ کلام ہے تو ابھی ایک روایت
اہل تسنن کی صحاح سے نقل ہو چکی کہ خود فرمایا جناب امیر نے کہ مین
صدیق اکبر ہون اور میرے سوا جو کوی صدیق اکبر ہونیکا دعوی کرے
وہ کاذب اور مفتری ہے۔ دوسرے صواعق محرقہ مین یہہ مروی ہے
کہ آنحضرت صلعم نے یہہ فرمایا کہ دنیا مین فقط تین شخص صدیق گذری ہین
ایک حزقیل مومن آل فرعون دوسری حبیب نجار صاحب یسین اور
تیسرے علی ابن ابیطالب۔ اور علی افضل ہین ان دونون سے
اخرج ابن نجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون

ثلثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب یٰس وعلی ابن ابی طالب - اور حافظ ابو نعیم اور ابن عساکر نے بھی اس روایت کو باہزاد اس فقرہ کے لکھا ہے وعلی ابن ابی طالب وھو افضلھم پس جبکہ بحکم جناب رسولؐ خدا صلعم دنیا مین فقط تین آدمی صدیق ہوئے ہین دو امم سابقہ مین اور ایک حضرت علی علیہ السلام اس امت مرحومہ مین تو صاف ظاہر ہو گیا کہ اہل سنت نے محض براہ کذب و افترا حضرت ابو بکر کے نام کے ساتھہ یہہ لقب لگا دیا ہے - علی ہذا القیاس فاروق اعظم بھی لقب حضرت علی کا ہے اور یعسوب مومنین بھی آپکا ہے لقب ہے دیکھو صواعق محرقہ کو اخرج ابن عدی عن علی ان النبی صلعم قال علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ علی یعسوب مومنین ہین اور منافقون کا یعسوب مال ہے یعسوب شہد کے مکھی کی بادشاہ کو کہتے ہین جسکی سب مکھیان مطیع و فرمان بردار ہوتے ہین -

علاوہ اسکے جس روایت مندرجہ تفسیر ملا صاحب پر مولف صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ روایت بلفظہا اہل سنت والجماعت کے معتبر محدثون کے ہے مولف صاحب نے محض ناواقفیت سے اور بیجا اعتراض کیا ہے - طبرانی جو اجلہ محدثین اہل سنت سے ہین اونھون نے اس حدیث کو بلفظہ حضرت سلمان فارسی اور نیز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ہے اخرج الطبرانی عن سلمانؓ

وابی ذر رضی اللہ تعالی عنہما معاً ان النبی صلعم قال لعلی
ان ھذا اول من امن وھو اول من یصافحنی یوم القیامۃ
وھذا الصدیق الاکبر وھذا فاروق ھذہ الامۃ یفرق بین
الحق والباطل وھذا یعسوب المومنین یعنے روایت کی ہے
طبرانی نے حضرت سلمان اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلعم
نے حضرت علی کی نسبت فرمایا کہ یہہ سب سے پہلے ایمان لایا اور
یہہ ہی سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے معانقہ کریگا۔ اور
یہہ ہی ہے صدیق اکبر اور فاروق اس امت کا کہ فرق کرنیوالا ہے
حق اور باطل میں اور یہہ ہی ہے یعسوب مومنین کا۔
افسوس منشی جوہر علیصاحب کو اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے
شرم نہ آئی۔ دیکھیے یہہ وہی نقل ہوی کہ اولٹا چور کو توال کو ڈانڈے
کیا خوب آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ملا صاحب کو اس عبارت کے لکھتے ہوئے
شرم نہ آئی۔ حالانکہ منشی صاحب کی تحریر نہایت قابل شرم ہے۔
خیر یہہ اعتراض تو منشی صاحب نے بوجہ نادانی اور لاعلمی کے ملا صاحب
پر کیا تھا جس میں اونکو خود نادم ہونا پڑا لیکن آیہ کریمہ السابقون
الاولون میں بحث کرنا کہ صحابہ میں سے سابق تر کون شخص ہے
ہرگز مسلمان کا کام نہیں کیونکہ خود رسول خدا صلعم اس امر کا فیصلہ کرچکے
ہیں کہ اس امت محمدی میں سابق یعنے (ایمان لانے میں سب پر سبقت
کرنیوالا) حضرت علی مرتضی علیہ السلام ہیں اور خود اکابر فضلاء و محدثین

اہل سنت ان روایات کو لکھتے ہین تو ظاہر ہے کہ بموجب عقیدہ انکی جو شخص سواے حضرت علی کے کسی اور کو سابق بتلاوے تو وہ کافر مطلق ہے کیونکہ وہ مخالفت حکم پیغمبر خدا کی کرتا ہے ۔

اگرچہ مراد سابق سے وہی اول مین اسلم ہے اور ہم چند روایات مندرجہ صحاح اہل سنت سے ابہی لکھہ چکے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سب سے پہلے ایمان لانے والا علی ہے مگر اس خیال سے کہ شاید لفظ سابق مین کوئی اور باریکی اسکے سوا ہو اور منشی صاحب کو پہر کوئی وسوسہ دامن گیر ہو اسلئے ہم صاف طور سے بتلاتے ہین کہ بموجب روایات اہل سنت کے سابق اور سبقت کرنیوالا بہی کوئی شخص سواے علی مرتضے کے نہین ہے دیکہو صواعق محرقہ ابن حجر کو کہ اس مین بڑے بڑے اکابر محدثین اہل سنت سے یہہ روایت درج ہے ۔ اخرج الدیلمی عن عائشۃ والطبرانی ۔ وابن مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلعم قال السبق ثلاثۃ فالسابق الی موسی یوشع ابن نون والسابق الی عیسی صاحب یٰس والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب یعنی روایت کی ہے دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ سابقون یعنی ایمان لانے مین سب پر سبقت کرنیوالے تین شخص ہوئی ایک سابق الی موسی یعنی حضرت موسی پر ایمان لانے مین سبقت کرنیوالا یوشع بن نون ہے اور جیسے معرفت سبقت کرنیوالا صاحب

یس یعنی شمعون لیطرس ہے اور محمد صلعم کیطرف سبقت کرنیوالا علی ابن ابیطالب ہے علیہ السلام۔
اب منشی صاحب تلاوت فرمادین آیہ کریمہ السابقون الاولون الخ کو اور اگر اونکے نزدیک یہہ آیت خلافت بلافصل سے متعلق ہے تو ایمان لادین خلافت بلافصل حضرت علی مرتضی علیہ السلام پر اور باطل و ناحق سمجھین خلافت اغیار کو۔ غور تو کیجیے کہ مرسلین سلف کے خلفاء بھی وہی لوگ ہوئے ہین جنہون نے پیغمبر پر ایمان لانے مین سب پر سبقت کی دیکھئے یوشع بن نون حضرت موسی کے خلیفہ ہوئے اور شمعون الصفا حضرت مسیح کے خلیفہ ہوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سابق الی محمد صلعم خلیفہ بلافصل محمد صلعم کا نہوگا۔ منشی صاحب نے حدیث منزلت ہارون من موسی پر یہہ بحث فرمائی تھی کہ اگر بجاے ہارون کے حضرت یوشع کی نظیر حضرت علی سے دیجاتی تو دلیل خلافت بلافصل حضرت علی کی ہوسکتی تھی اب خدا کی فضل سے حضرت یوشع کی نظیر بھی مل گئی دیکھئے منشی صاحب کیا قدر دانی فرماتے ہین اگر اونکی دل مین کچھہ بھی انصاف ہوگا تو اپنی وعدہ کو ایفا کرینگے۔ ناظرین بالانصاف غور فرمادین کہ اگر منشی صاحب نے یہہ رسالہ اسرار الحق محض بنظر تعصب مذہب لکھا ہے تو بہت بیجا اور نامناسب کیا اونکو ایسی حالت مین کہ ابتک وہ ہرگز اپنی مذہب کے کتابون اور اپنے مذہب کے حالات سے واقف نہین ہین ہرگز تصنیف کتاب کیطرف توجہ

کرنی لازم نہ تہی ہر معاملہ اور ہر بحث مین اونکی لاعلمی اور ناواقفی ظاہر
ہوتی چلی جاتی ہے اور پہر طرہ اوسپر یہہ ہے کہ آپکی ذہن مین یہہ بہی سمایا
ہوا ہے کہ مجہی اپنے مذہب سے پوری آگاہی ہے حالانکہ معمولی منشی
لوگون سے بہی اونکے معلومات کا پایا برتر نہین سطرفہ یہہ کہ جب آپ
قرآن وحدیث سے سبقت وتفضیلت حضرت ابوبکر کی ثابت نکرسکے
تو روضتہ الصفا خاوندشاہی کو شیعون کے تاریخ قرار دیکر اوسپر استدلال
فرمایا حالانکہ خاوندشاہ ایک متعصب سنی المذہب ہے اور ماخذ اوسکی
تاریخ کا جوکچہ ہے وہ بہی اوسنے لکہا ہے سکوئی قصہ یا روایت اس کتاب
مین کتب شیعہ سے ماخوذ نہین ہر قصہ پر حوالہ کتب درج ہین اگر کوئی
شیعہ بہی اس طرح بحوالہ کتب اہل تسنن لکہتا تو مولف صاحب حجت
نہین کرسکتے تہے اور چہ جائیکہ مولف کتاب بہی سنت جماعت
اور حوالہ بہی کتب اہل سنت کا ہی پہر ایسے اقوال لغو وپوچ پر سند
لانا عقلمندونکا کام نہین ہے۔

مولف صاحب نے جو آیہ کریمہ محمد الرسول اللہ والذین معہ الخ
پر استدلال کیا ہے اوسکو بہی اصحاب ثلثہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ
ہر معرکہ مین کافرون سے ڈرکر بہاگ گئے۔ کسی جنگ مین انکے
نسبت ایک کافر کا بہی قتل کرنا ثابت نہین۔ احد حنین خیبر وغیرہ مشاہد
عظیمہ سے ایسے بہاگے کہ بعضون کا تین روز مین پتہ لگا۔ مومنین پر
البتہ جوکچہ غلظت وشدت ان صاحبان نے فرمائی ہے وہ مشہور ہے

حتی کہ مسلمان لوگ پکار رہے تھے کہ ہم پر فلان فظ غلیظ القلب کیون سردار کیا جاتا ہے باقی ہتک خالد و احراق بیت سعد و رکوفہ و اخراج ابوذر و ضرب عمار و ابن مسعود علاوہ ستم بر اہل بیت رسالت مشہور کارنامے ہین حضرت ابوبکر کے شدت جو اس قصہ سے نکالی ہے کہ اونہون نے احد کے دن حضرت سے پوچھا تہا کہ اگر آپ کہو تو مین اپنے باپ کو مار دون - اول تو اوسروز اونکو یہ ہوش کہان تہے مع حضرت عمر کے فرار ہو کر ایک غار مین پوشیدہ تہے دوسرے والد صاحب اونکے کیا ہمراہیون سے الگ تہی کہ جا لگتے ہی مار ڈالتے لیکن مین عرض کرتا ہون کہ اگر آپکو قتل والد منظور ہی تہا تو حضرت سے پوچھنا کیا ضرور تہا موقع پاتے ہی فورًا قتل کر ڈالنا تہا - اور آنحضرت صلعم در انحالیکہ ہادی برحق تہے تو وہ ایسے فعل کی اجازت کیون دینے لگے تہے کہ بیٹا باپ کو مار ڈالے اگر اسکے برعکس ہو تو مضایقہ نہین مگر جو لوگ مرنے اور مارنے والے ہوتے ہین وہ ایسی باتون کے مشورے نہین کیا کرتے - بہلا صاحب فرض کیا جاوے کہ اپنے ابو قحافہ کو تو حضرت کے منع کر دینے سے قتل نہ کیا لیکن اور کافرون کے قتل کرنے سے کسنے منع کیا تہا اور بہاگ جانے کا مشورہ کسنے دیا تہا - اور عبد الرحمن اپنے پسر کو جو ہمراہ کفار تہا کیون قتل نہ کر ڈالا

آیۃ ثانی اثنین الخ پر جو استدلال کیا گیا ہے وہ آیتہ دراصل مذمت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مین نازل ہوئی ہی نہ کہ منقبت مین خود سیاق

آیہ شاہد ہے کہ خدا تعالے اپنے رسول کی تعریف کرتا ہے اور مسلمانون
کو تہدید فرماتا ہے کہ اگر تم میرے نبی کا ساتھہ نہ دوگے تو وہ محتاج تمہارے
نصرت کا نہین کیا تمنے نہین سنا ہمارے رسول کی بہادری اور سکون وہ وقت
کو کہ جب وہ فقط ایک آدمی کے ساتھہ غار مین تہا اور وہ ہمراہی بہی بخوف
جان خود رورہا تہا تو ہماری پیغمبر کو اوس ہمراہی کے جبانت اور اپنی تنہائی
سے کچہہ ہراس نہوا بلکہ اوسکو دلاسا دیا کہ تو کیون روتا ہے خدا ہمارے
ساتھہ ہے ایسی ہی اگر تم لوگ بہی ہمارے رسول کے مدد نکروگے تو تمہارے
امداد کی کچہہ پروا نہین جسطرح ہمنے غار مین اپنے نبی پر تسکین نازل فرمائی
تہی اوسیطرح اب بہی ہم غیب کے لشکرون سے اوسکی مدد کر سکتے
ہین - انوار الہدے و شمس الضحے مین پوری بحث ان آیات کے
بابت ہم لکہہ چکے ہین اور مولف صاحب کے معاونین نے اوسکو بذریعہ
سکوت تسلیم کر لیا ہے اور جواب اوسکا نہین دیا ہے جسکو ضرورت
ہو اون کتابون مین اس بحث کو دیکہہ لے -

اگر کوئی منصف مزاج اس آیہ کریمہ کے معنے اور مطلب پر غور کرے تو اسی سے
عدم صدیقیت حضرت ابو بکر کے صاف ظاہر ہو رہی ہے یعنے رسول خدا نے
پیشتر سمجہا دیا تہا کہ مین بحکم خدا ہجرت کرتا ہون خدا تعالی ہمکو ہرگز ضایع
نکریگا لیکن صدیق اہل سنت نے ہرگز یقین نہ کیا اور غار مین بیٹہہ کر بخوف جان رونے لگے
عجیب صدیق اکبر ایسے ہوتے ہین کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے یہہ فرمادیا
کہ تم میری بستر پر آرام کرو ہرگز کچہہ خوف اور ڈر نہین ہے فوراً صدق دل سے یقین

کر لیا اور بلا خوف و خطر بستر رسول خدا پر سو رہے یہ دونون کا مذکور قرآن مین
موجود صدیق برحق کی شان مین من یشری نفسہ الخ نازل ہو کہ جس سے کمال خلوص
ظاہر۔ اور صدیق برائے نام کی نسبت یہہ آیت مستدلہ بیان کرتی ہین جس سے کامل
طور پر نفی صدیقیت کی ہوتی ہے۔

مولف صاحب نے از راہ تعصب تذبذب عبد الرحمن بن ابو بکر کو جناب امیر پر ترجیح دی،
حالانکہ بزمانہ ہجرت وہ مشرک اور کافر تہو اور اسکے بعد بہی وہ کئی سال ہی عناد و بغض آنحضرت صلعم کا
نہین گیا یہانتک کہ جنگ احد مین یہہ ہی عبد الرحمن بن ابو بکر لشکر کفار کی شامل ہو آنحضرت
صلعم سے لڑنے کو گیا دیکھو مغازی واقدی کو۔

بعض اوقات اسبات سے زیادہ تعجب ہوتا تہا کہ حضرات خلفاء ثلاثہ ہر معرکہ جنگ اور
مین کیون طرح دیجایا کرتی تہی اب معلوم ہوا کہ ہمیشہ جنگ سے طرح دیجانا نہ فقط جبانت
سے ہی نہ تہا بلکہ بعض معارک مین برعایت مخالفین طرح دیجاتے تہے با ایں پسر
کفار کے شامل رہے کہا آپ رسول خدا کی ساتہہ رہی جس طرف فتح حاصل ہو اپنا کام بنا
سبحان اللہ کیا خوب صدیقیت ہی گویا ہر دم یہہ ارادہ تہا کہ اگر حضرت رسول خدا صلعم
شہید ہو جاوین تو پہر مرتد ہو کر بشمول پدر و پسر کفار مین جا ملین جیسا کہ خداوند تعالی
خود ایسے اصحاب سے خطاب فرماتا ہے افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم
معلوم ہو کہ حضرات اہل تسنن کو اب تک قول خدا و رسول کا یقین نہین ہے۔ مولف صاحب تحریر فرماتے ہین
(البتہ اگر کفار اشرار ان دونون صاحبون کو پالیتے ضرور ہی جان سی مار ڈالتی) پہر اسوقت کی کیفیت
بہی ایسی ہی تہی کہ رسول خدا صلعم برابر فرماتے ہین کہ مین بحکم خدا ہجرت پر مامور ہون
اور مجہکو کفار کچہہ بہی ایذا نہین دے سکتے مگر حضرت صدیق بخوف کفار برابر گریہ و زاری مین مصروف تہے

قال صاحب اسرار الحق سے اگر باوصف اثبات آیات بینات کے بہی اہل بغض کا اطمینان نہوا ہو اور زبردستی ہی کی جاوین کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث مفصل دربابِ خلافت بلافصل حضرت صدیق برحق نہ دکہا وینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نہ مانینگی اور اوسمین بہی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے بعد دیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بہی صحیح حدیث اہل سنت کے طرف سے لیجئے لیجئے اور اہل سنت کے حق بجانب ہونیکے کچہہ بہی تو داد دیجئے وہ حدیث پاک یہہ ہے حدیث ابو ھریرۃ بینا انا نائم رأیتنی علی قلیب علیہا دلو فنزعت منہا ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحافہ فنزع بہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم استحالت غربا فاخذھا فاخذھا ابن الخطاب فلم ار عبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تہا کہ مین نے اپنی تئین دیکہا ایک کنوئین پر کہ اوسپر ایک ڈول پڑا ہی سو مین نے اوس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پہر اوسکو ابن قحافہ نے لیا تو اوس نے ایک یا دو ڈول نکالی اور اوسکے کہینچنے مین کچہہ سستی و آہستگی تہی اور خدا اوسکو معاف کریگا پہر وہ ڈول ایک بڑا ڈول بن گیا پہر اوسکو عمر خطاب نے لیا سو نہین دیکہا گیا آدمیون مین عبقری کہ جسکا کہینچنا عمر کی کہینچنے کے موافق ہو یہانتک کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو اوسکی نشست گاہ حوض پر بہلا دیا تا آخرہ۔ اسکے بعد مؤلف صاحب نے فضیلت کر تشریح فرمائی اور بعد اسکی تحریر فرمایا جو حضرت کی بعد ہونا تہا اوسکو خدا نے آپکو خواب مین دکہلا دیا

اقول بحولہ تعالیٰ ماشاء اللہ چون کار از فورگذرد مردان چنین کنند- اہل انصاف منشی صاحب کے اس کار نمایان پر غور کرین کہ اپنی مذہب کا اثبات اپنی کتابون سے کرنے پر طالب داد ہین اور آپکو اسپر بہت بڑا ناز ہے کہ ہمنے ایک حدیث خواب وخیال کے بڑی تلاش سے دو خلافت کے اثبات کے لیئے پیدا کی ہین- یہہ بزرگی اور تفوق تو خدا نے حضرات اہل سنت کو ہی بخشا ہے کہ اپنی عقاید اور مذہب کو اپنی ہی روایات اور کتب سے ثابت کرنے مین مثل خر در گل افتادہ ہین- اول تو اوسکے قایل منشی صاحب نے یہہ کام کیا ہے کہ باجماع اہل سنت چار خلافت برحق ہین منشی صاحب نے دو خلافت کو تو پہلی ہی اوڑا دیا اور دو خلافت کے برحق ہونیکی سند پیش کی- اسلئے وہ دائرہ تسنن سے تو خارج ہو چکی- اب رہی بحث صحت وسقم حدیث پر سو ظاہر ہے کہ یہہ حدیث بالکل موضوعی ہے اور مخالف مذہب اور اجماع اہل سنت کے ہے اور بپایا جاتا ہے کہ خوارج کے وضع کی ہوی ہے- راوی اول حضرت ابوہریرہ جنکا کوئی تعلق رسول خدا سے ایسا نہ تہا کہ آنحضرت کوئی راز کے بات انسے کہتے یہہ متاخرین مسلمانون مین داخل ہین آنحضرت صلعم نے انکے حرکات وسکنات دیکھہ کر انکو اپنے پاس روزمرہ آنے سے منع کردیا تہا اور آنحضرت صلعم کا اخلاق ایسا وسیع تہا کہ سوای ابوہریرہ کے اور دیگر منافقین کو بہی کسی حیلہ سے اپنے پاس آنے سے منع نہین کیا- اسبارہ مین فقط یہہ حضرت ابوہریرہ ہی منفرد ہین کہ آنحضرت صلعم نے انکے لقاء شریف کو مکروہ جان کر اس حیلہ سے انکے

روز مرہ کی حاضری لیوے دکا بعبارت سعدی - ای ابوہریرہ ہر روز میا تا محبت زیادہ شود - حالات ابوہریرہ درباب وضع روایات بین الانام مشہور عام ہین یہانتک کہ ایک بیچارہ اپنے نفع کے لئے پیاز کی فضیلت مین حدیث وضع کے اور عرب کے جاہل لوگ تمام پیاز کو اسنے بقیمت گران خرید لیگئے بی بی عائشہ نے یہہ حال سنکر انکو تنبیہ کی کہ کیون ایسے دروغ روایت بیان کی تو اونہون نے جواب دیا کہ ای بی بی جب مینے تمہارے والد کے حق مین بہت سے روایات وضع کین تو کبہی آپنے منع نہ کیا اب فقط ایک حدیث مین نے اپنی پیاز فروخت ہونے کے لئے وضع کی تو آپ مانع ہوتے ہین یہہ بات بیتے سکے سنکر ام المومنین بہی خاموش ہوگئین - علاوہ ازین ابوہریرہ کا نام اوس گروہ کی فہرست مین داخل ہے جو بمعیت حضرت ابوبکر عقبہ پر تشریف لیگئے تھے اور شتر حضرت رسول خدا کو رم کرنا چاہتا تہا اور جنکی نام آنحضرت نے حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ کو بتلائی تہی اور جنکی نسبت اہل تسنن مین یہہ حدیث مروی ہے کہ شتر کا سوراخ سوزن مین ہوکر نکلنا آسان ہے اور ان لوگون کا بہشت مین جانا دشوار ہے - پہر ایسے لوگون کی روایات پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے مضمون حدیث اجماع اہلسنت کے خلاف ہے اسلئے وہ خود استدلال نہین کرسکتے - اگر اس حدیث کو ماؤل بخلافت کیا جاوے تو کوئی وجہ مضمون حدیث مین ایسے نہین کہ حضرات اہل سنت اس حدیث کو صحیح تصور کرین کیونکہ اگر مراد دلو دیاوہ سے خلافت ہوتی تو ضرور چار خلیفون کا ذکر ہوتا اور جبکہ ایسا نہین تو کیون ماؤل بخلافت سمجہا جاوے تا ان خوارج کے

مذہب کے موافق کہ وہ فقط حضرت ابو بکر و عمر کے خلافت کو برحق جانتے ہیں اور خلافت حضرت عثمان اور حضرت علی کو باطل قرار دیتے ہیں یہ حدیث صحیح ہو سکتی ہے اور وہ خوارج سے فقط اسکو باوّل خلافت کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ مولف صاحب نے اس حدیث پر استدلال کیا ہے اور آخر رسالہ میں اکثر اعتراضات نسبت ایمان و اسلام و خلافت حضرت امیر کے کئے ہیں ہمکو تردید کرنا لازم آیا ورنہ بمقابلہ حضرات اہل سنت ہمکو اس حدیث کے تردید کرنیکی حاجت نہ تھی۔

اگر ہم وضع و افترا اور نامعتبری راوی سے در گذر کر کے مضمون خواب غور کریں تو خلافت کا کہیں ذکر یا نشان یا اشارہ تک پایا نہیں جاتا۔ بلکہ کسی ایسے معاملہ کی خبر معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر نے اپنے مرتبہ کو نہ پہچان کر کسی بڑے کام میں جسکے وہ قابلیت نہ رکھتے تھے بیجا طور پر دست اندازی کی اور پھر اوس کام کو وہ انجام نہ پہونچا سکے اور اوسکے انجام نہ پہونچانے میں گنہگار ہوئے اگر ڈول سے مراد امارت مسلمانان ہے تو ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اسکام کی قابلیت نہ رکھتے تھے بعد ازان وہ ڈول صورت بدل کر ڈول ہوگیا یعنے خلافت پیغمبر باقی نہ رہی فقط سلاطین کے سرداری رہ گئی اور وہ جس سے رسول خدا نے پانی کھینچا تھا اور ابو بکر نے بلا استحقاق و بغیر قابلیت از خود اوٹھا لیا تھا حضرت عمر کے ہاتھ نہ آیا بلکہ وہ ڈول مستحیل بہ بل ہو گیا جس سے حضرت عمر نے پانی کھینچا اور البتہ خوب کھینچا مگر ناجائز بلا قابلیت و استحقاق کے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ میں نے تو آدمیون میں ایسا عبقری

نہین دیکھا جو عمر کے طرح پالے کھینچا ہو۔ مولف صاحب نے عبقری کے معنی شدہ روز غلط لکھے ہین بلکہ عبقری منسوب بعبقر ہے اور عبقر ایک دیہہ ہے وادی عرب مین جہان کے بہوت اور خبیث مشہور ہین اور اہل عرب اپنے اصطلاح مین عبقری بہوت خبیث کو کہتے ہین۔ اس اعتبار پر جو کچھہ معنے حدیث کے ہوتے وہ ظاہر ہین۔ مولف صاحب نے معلوم نہین اس حدیث کو کس غرض سے ظاہر کیا ہے اونکو کوئی فائدہ اس سے نہین پونچتا کیونکہ گفتگو نفس خلافت پر ہے نہ کہ اخبار غیر واقعیت پر اس سے تو شیعہ بھی انکار نہین کرتے کہ پیغمبر خدا کے وفات کے بعد اول حضرت ابوبکر پہر حضرت عمر پہر حضرت عثمان خلیفہ ہوئے مگر بلا مرضی اور بغیر حکم پیغمبر خدا کے یہہ لوگ بطریق غلبہ وتسلط جبریہ کے خلیفہ بنگئے اور شیعہ اسبات کا بہی اقرار کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم کو بذریعہ وحی و وخواب ودیگر علوم نبوت جملہ حالات کی پیشتر خبر ہوچکی تہی کہ میرے وفات کے بعد میری امت ایسا ایسا کریگی۔ اور فلان فلان خلیفہ بنجاینگے یہانتک کہ تمام خلفاء بنی امیہ وبنی عباس کے نام وکنیت ولقب بہی آپکو معلوم تہے پس اگر حضرت ابوبکر وعمر کے تسلط پانیکی خبر آنحضرت صلعم کو اسی خواب کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہو تاہم ان دونون بزرگون کے خلافت کا جواز اس سے ثابت نہین ہوسکتا ہان اگر خواب مین حضرت صلعم یہہ دیکھتے کہ مین نے اول

ڈول سے پانی کھینچا اور پھر وہ ڈول مین نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر کو دیا اور
بعد ابوبکر کے وہ ڈول مین نے اپنے ہاتھ سے عمر کو دیا تو البتہ خلافت
پیغمبر صلعم کے خبر نکل سکتی تھی لیکن خواب مین تو صاف یہہ درج ہے
کہ ابوبکر نے اوس ڈول کو لیلیا۔ پھر وہ ڈول صورت بدل کر ڈول بن گیا اور اوسکو
عمر نے لیلیا آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے دینا بیان نہین فرمایا۔ اسلئے
یہہ حدیث جواز خلافت کی دلیل نہین ہو سکتی بلکہ حسب مصرحہ بالا شیخین
کا تغلب تصرف ناجائز صاف صاف ثابت ہوتا ہے اور یہہ معجزہ جناب
پیغمبر آخر الزمان صلوۃ اللہ والسلام علیہ کا ہے کہ کوئی شیخین موضوعی روایت
بنا کر کامیاب نہین ہو سکتا۔

حضرات منصف مزاج غور فرماوین کہ مذہب برحق وہ کہلاتا ہے جو اپنے
حقیت کو دوسری مذہب کے کتب سے ثابت کردی مگر وای برحال
حضرات اہل تسنن کہ باوجود کوشش بلیغ اپنے مذہب کو اپنی کتب سے بھی
ثابت نہین کر سکتی۔ ہمیشہ مناظرہ شیعہ و سنی مین دیکھا ہوگا کہ شیعہ اپنی
مذہب کا اثبات کس زور شور سے کتب مخالفین سے کرتے ہین اور برابر
حوالہ کتب فریقثانی کا دیتے ہین کہ دیکھو تمہاری بخاری مین یہہ لکھا ہے اور
بقیہ صحاح مین یہہ درج ہے۔ اور حضرات اہل سنت جب مناظرہ کرینگے
تو فریقثانی سے یہہ فرماوینگے کہ ہماری صحیح بخاری مین یہہ لکھا ہے اور ہمارے
صحاح مین یہہ درج ہے لیکن پھر بھی ہمیشہ اونکا استدلال غلط نکلتا ہے اور
فریقثانی کو کبھی اس جواب کے دینے کی نوبت نہین پہنچتے کہ اگر تمہارے

صحیح بخاری مین لکھا ہے تو ہم پر کیونکر حجت ہو سکتی ہے بلکہ جہانتک ہوتا ہے
برابر اونکے استدلالات کو اونکے ہی کتب سے رد کر دیتے ہین اور یہہ بات
بالضرور بوجہ امداد روح القدس کے ہے - اور یہہ ہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے
وقت حضرات اہل سنت کے ہوش وحواس درست نہین رہتے ڈر کے مارے
اپنی کتب کو دوسرون کے تبلادیتی ہین احادیث کا حوالہ تواریخ مین دیکے لگتی
ہین اسیکو ماری رعب کے ہاتہہ پیر بہول جانا کہتے ہین - جیسا کہ مولف
صاحب کے فقرہ آیندہ سے ظاہر ہے -

قال صاحب اسرار الہدیٰ جو حضرت کے بعد ہونا تہا سو خدا نے آپکو خواب
مین دکہلادیا اگر کہین کہ اہلسنت کے حدیث کو شیعہ تسلیم نہین کر سکتے ہین جبتک
کہ اپنی کتب معتبرہ مین ایسی کوئی حدیث صحیح نہ دیکہہ لین تو بفضل خدا و ببرکت
سید الانبیاء اہل سنت پر یہہ بات بھی کچہہ دشوار نہین بلکہ بہت آسان ہے
کیونکہ جملہ تواریخ اہل تشیع مین مثل حملہ حیدری و روضۃ الصفا و طبری وکشف الغمہ
وغیرہ کی خلافت خلفاء اربعہ کے علی الترتیب مرقوم ہے اگر شیعہ آنکہہ رکہتی
ہون تو دیکہہ لین اگر کان رکہتے ہون تو سن لین الی آخر الہزلیات - یعنی

اقول بجولہ - کیون انصاف والو کچہہ سنا - واقعی اگن کے بچے کیچر مین تبلادیں
حضرات اہلسنت پر کچہہ دشوار نہین - دیکہئے کس فخر اور ناز سے کتنا بڑا
دعوی کیا ہے کہ ایسے حدیث صحیح کتب شیعہ مین تبلائینگے اور وہ حدیث
صحیح کیا نکلے کہ تواریخ شیعہ مین خلفاء کا ذکر ترتیب وار لکہا ہوا ہے
ایسا نہین کیا کہ یزید کے خلافت کا ذکر پہلے لکہتے پہر حضرت عمر کے

پہر حضرت عثمان کے اور پہر حضرت ابو بکر کے مولف صاحب نے اثبات خلافت کے لئے اس ترتیب دار ذکر کو غنیمت سمہا۔ اور طرہ یہہ ہے کہ پہر اپنے کتابون کو شیعون کی کتابین بتلانے لگے لیکن روضۃ الصفا یا طبری کے انکار سے مولف صاحب کا کام نہین چلتا تواریخ کے کتب کا حوالہ مناظرہ مین کون دیتا ہے دراصل اہل سنت کے مذہب کا استیصال تو حدیث کی کتابین کر رہی ہین مولف کو چاہئے کہ اول اونکو جلا دین کتب تواریخ کے سر کیون ہوئی ہین اگر مولف صاحب روضۃ الصفا اور طبری ہی سے ڈرتے ہین تو اونکی ماخذ کا کیا علاج کرینگے اور کس کتاب سے انکار کرینگے۔ شواہد النبوت کو بھی دیکہئے کہ بذکر جناب امیر علیہ السّلام لکہتے ہین (کہ وی امام اول ست از ائمہ اثنا عشریہ) اور اس فقرہ سے بالکل ابطال امامت خلفاء ثلثہ کا ہوتا ہے کیونکہ حدیث ائمہ اثنا عشر و دوازدہ خلفاء برحق اہلسنت کے متواتر اور مندرجہ صحیحین سے ہی اور خلفا ثلثہ کا کہین نام ونشان تک نہین تو مولف صاحب کو لازم ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم اور شواہد وغیرہ کو بہی تصانیف اہلسنت سے خارج کرین۔

اس سے بڑہکر کارگزاری مولف صاحب کی یہہ ملاحظہ فرمائی کہ آپ احقاق الحق کے اس مسئلہ کو۔ (کہ بنی ہاشم نے جو خلافت خلفاء ثلثہ پہ صبر و سکوت کیا یہہ بوجہ وصیت پیغمبر خدا کے تہا کہ وہ حضرت علی کو صبر کی وصیت کر گئے تہے تا کہ ضعیف مسلمان نہ مارے جائین اور دین محفوظ رہے) حدیث صحیح نص خلافت خلفاء ثلثہ کی تصور کرتے ہین۔ واقعی ڈوبتے ہوئے کو

تنکہ کا سہارا ہوتا ہے خواہ وہ تنکہ غرق کرے ہین اور سرعت گاہی باعث کون ہو
نقل مسئلہ اسطرح لکھی ہے کان فی ھذا السکوت مراعین لما وصّٰی
بہ النبی علیا من الصبر وعدم مجادلۃ الثلثۃ ابقاءً فی ذلک
علی المسلمین المستضعفین وحفظ الدّین اور مطلب اسکا صاف
یہہ ہے کہ رسول خدا اور علی مرتضی اور تمام بنی ہاشم کے نزدیک خلفاء
ثلثہ واجب القتال تھے مگر بخیال ضعفاء مسلمین و بنظر حفاظت دین آپنے
ترک جدال کرکے صبر و سکوت فرمایا۔ اس سکوت کو مولف صاحب
دلیل حقیت خلافت اصحاب ثلثہ کے قرار دیتے ہین اور ماشاء اللہ
اس مسئلہ کو حدیث سمجھے ہوئے ہین ۔ ہان اسمین شک نہین کہ مسئلہ مذکور
کسی حدیث سے ہے اخذ کیا گیا ہے مگر مولف صاحب کو وہ حدیث
دستیاب نہین ہوئے وہ حدیث اس مسئلہ سے زیادہ شرح اور تفصیل
وارد ہے اور چونکہ وہ حدیث مرویات اہل سنت سے ہے اس لیئے
مولف صاحب کو اوسپر ایمان لانا بھی ضرور ہوگا اور پیشتر اسی رسالہ مین
ہم نقل بھی کرچکے ہین دیکھئے وہ حدیث صحیح مرویہ اہلسنت یہہ ہے۔
فی مناقب خوارزمی و مناقب ابن مردویہ بسندھما الی ابی الطفیل
عامر بن واثلہ قال کنت علی الباب یوم الشوری فارتفعت
الاصوات بینھم فسمعت علیاً یقول بایع الناس ابوبکر وانا
واللہ اولی بالامر واحق منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان ترجع
الناس کفاراً یضرب بعضھم اعناق بعض بالسیف ثم بایع ابوبکر بعمر وانا

واللہ اولی بالامر منہ فسمعت واطعت مخافۃ ان ترجع الناس کفارا
ثم انتم تریدون ان تبایعوا عثمان اذن لا اسمع ولا اطیع
ثم قال انشدکم اللہ الیٰ آخر مناشدہ یعنے مناقب خوارزمی و مناقب ابن
مردویہ مین بسند ہا سے جو منقے ہوتے ہین طرف ابی الطفیل عامر بن واثلہ
کے مروی ہے کہ کہا عامر بن واثلہ نے کہ روز شوری مین دروازہ پر تہا کہ آوازین
بلند ہوئین اور مینے حضرت علی کو یہہ کہتے ہوی سنا کہ وہ فرماتے ہین کہ دیکہو
لوگون نے ابو بکر سے بیعت کی اور بخدا مین اوسے تر او مستحق تر خلافت
کا تہا ابو بکر سے لیکن مین سنکر اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ لوگ مرتد ہوکر
کافر ہو جاوینگے ایکدوسرے کی گردن تلوارون سے کاٹینگے۔ بعد اسکی بیعت
کی ابو بکر نے عمر کے لئے اور قسم خدا کی مین بہ نسبت عمر کے اولی تر تہا لیکن
اوسی خوف ارتداد مسلمانان سے کہ پہر کر کافر ہوجاینگے مین خاموش ہو گیا
اب تم لوگ یہہ ارادہ کرتے ہو کہ عثمان سے بیعت کرو سو اسکو مین نہ مانونگا
اور نہ بسمع قبول و رضا اصغا کرونگا پہر اسکے بعد آپ نے لوگون کو متوجہ کرکے
فرمانا شروع کیا کہ تم لوگون کو قسم ہے خدا کی تم مین سے کوئی ایسا میرے
سوای ہے کہ جسمین یہہ فلان صفت ہو تا آخر سوال —

قولہ بفرض محال اگر شروع ہی سے جناب امامت دستگاہ خلیفہ بلافصل
بنائی جاتے تو ترقی درکنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بہی دنیا مین سے
مٹ جاتا جیسا کہ دستور العمل جناب امام المشارق و المغارب سے اظہر من الشمس ہے
اقول بحولہ تعالی پہلے ہمکو اسباب کا جتلا دینا بہی ضرور ہے کہ رسالہ تو

پر مولوی محمد لطف اللہ صاحب کے تقریظ ثبت ہے اب اس قول کو فقط
سید جوہر علیصاحب کاہی قول نہین سمجھنا چاہئی بلکہ یہہ قول جمہور اہلسنت کا
قرار پاگیا۔ اگر یہہ قول فقط مولف کاہی ہوتا تو شاید ہم تردید سے قطع نظر
کرجاتے کہ اونکو ادعاء سیادت بھی ہے۔
مولف نے یہہ صریح طعن کیا ہے دستور العمل جناب امیر علیہ السلام پر کہ
اونہون نے ناکثین اور قاسطین اور مارقین کو کیون قتل کیا اور اپنی نزدیک
انہین لوگون کو مسلمان اور اہل اسلام خیال کیا ہے۔
مطلب مولف کا یہہ ہے کہ حضرت علی نے اپنی زمانہ خلافت مین اون لوگون
سے قتال کیا جو دعوی مسلمانی رکھتے تھے اگر اول بار ہی آپ خلیفہ کردیئے
جاتے تو سب مسلمان آپ کے ہاتھہ سے قتل ہوجاتے۔
مولف کے اعتقاد مین حضرت علی محافظ دین اور حامی ملت اور ولی مومنان
اور مولای مسلمان نہ تھی لیکن بروی عقاید صحیحہ اہل سنت ایسے عقیدہ کا آدمی
قطعی کافر ہے کیونکہ اوسنے بحمایت کفار و منافقین مولای مومنین سے
بداعتقادی پیدا کی اسلئے وہ منکر قرآن اور تکذیب کرنے والا قول پیغمبر کا ہے
قرآن مین تو صاحب یہہ حکم ہے کہ علی مرتضیٰ مثل خدا و رسول کے سب مومنین
کا ولی جیساکہ اینہ انما ولیکم اللہ سے روشن ہے اور مولف برخلاف اسکے
اپکو کشندہ اور دشمن مسلمانان کہتا ہے۔ رسولخدا صلعم فرماتے ہین انہ ولی
کل مؤمن من بعدی کہ علی میری بعد سب مومنین کا ولی ہے اور من کنت
مولاہ فعلی مولاہ جسکا مین مولا ہون علی اوسکا مولی ہے۔ جنہیں فرمایا من انفسہم

تفقد ابغضنی ومن احبہ فقد احبنی جسنے علی سے بغض وعناد رکہا اوسنے مجہسے بغض رکہا جسنے علی سے محبت رکہی اوسنے مجہسے محبت رکہی پہر فرماتے ہین کہ علی امام البررۃ قاتل الفجرۃ۔ علی امام ہے ابرارونکا اور قاتل ہے فاجرونکا۔ پس ان تمام آیات واحادیث سے ثابت ہوگیا کہ جو لوگ حضرت علی کے مخالف یا دشمن یا عداوتی تہے یا جنسے حضرت علی نے قتال کیا وہ منافق اور فاجر اور کافر تہے۔

علی باب حطۃ من دخل منہ کان مؤمنا ومن خرج منہ کان کافرا وحدیث دیگر لا یحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ الا منافق یعنے علی باب حطہ ہے جو اوسمین داخل ہوا وہ مومن ہوا اور جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا اور علی کو سوائے مومن کے کوئی دوست نہین رکہتا اور علی سے سوای منافق کے کوئی بغض نہین رکہتا۔ پس جن لوگون سے حضرت علی نے قتال کیا وہ بشہادت مخبر صادق سب کے سب منافق اور فاجر اور کافر تہے۔ اون لوگون کے جو دوست ہین وہ بہی منافق اور کافر اور فاجر ہین اور نیز دشمنان علی کو یا علی سے لڑنے والون کو یا علی کے ہاتہ سے مارے گئے لوگون کو جو شخص مومن یا مسلمان سمجہے وہ بہی اونہین مین سے ہے اور کوئی حضرت علی پر طعن کرے اور اونکو مسلمانون کا دشمن سمجہے وہ قطعی کافر ہے یہہ عقیدہ بموجب مذہب صحیح اہل سنت کے ہے۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ سوالف صاحب یا مولف صاحب کے ایسے عقاید کے مدح وثنا کرنے والے کس مذہب کے آدمی ہین۔

پس جبکہ یہہ بات تو بروے قرآن اور احادیث ثابت ہو گئی کہ حضرت علی مومنین کے ناصر و معین و خیرخواہ اور ولی اور مولا اور گمراہی سے بچانے والے اور اونکے پشت پناہ تھے اور جنہون اونہون نے قتال کیا ہے وہ لوگ کافر و فاجر منافق تھے تو ظاہر ہے کہ اگر حضرت علی اول ہی مرتبہ خلافت پر متسلط ہو جاتے تو مومنین کے نصرت و اعانت و خیرخواہی اور ولایت کرتی اور منافقون فاجرون کافرون کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیتے اور اسی سے مراد روی زمین پر اسلام کا پھیل جانا اور کفر کا سٹ جانا ہے مگر مسلمانون کی شامت اعمال نے یہہ بات نہونے دی درمیان مین نا قابل خلافت لوگ حایل ہو جاتے اسلام قسطنطنیہ کے حد پر ہے پہونچکر کیون رک جاتا اور اسلام ایسا ذلیل و خوار کیون ہوتا کہ فیصدی پانچ مومن اور پچانوی منافق شامل ہین منافقون اور فاجرون کا کہین نشان بھی نہ ملتا اور تمام روی زمین پر ایک مذہب برحق شیعیان علی کا جاری ہو جاتا۔

قال صاحب اسرار الہدیٰ دوم مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیر نے حضرت رسول خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلا فصل حق حضرت صدیق اکبر کا ہے بعد اونکے عمر فاروق کا بعد حضرت عثمان کا بعد اونکی حضرت علی کا۔

اقول وبہ نستعین دوم سے مراد مولف کے حدیث دوم ہے مگر اوس حدیث کو کسی جگہ نقل نہین کیا بندہ نے احتیاطاً اسوجہہ سے حاشیہ مین

بہی دیکہا کہ لفظ مجمع البحرین پر نشان حاشیہ کا اسطرح دیا ہے (مجمع البحرین) لیکن حاشیہ پر بہی وہ حدیث نقل نہ پائی بلکہ برخلاف اوسکے خلاصۃ المنہج کے حوالہ سے تفسیر آیۃ امنوا باللہ ورسولہ لکہہ رکہی ہے۔ معلوم نہوا کہ مجمع البحرین کو کس لغت مین خلاصۃ المنہج کہتے ہین۔ اور اس لفظ پر نشان دیکر کیون تفسیر اس آیت کے لکہی ہے۔ اور حدیث کے نقل کرنے سے کس مصلحت سے گریز کیا۔ جبکہ مولف نے حدیث کی نقل ہی نہین کی پہر ہم جواب کس بات کا دین۔ شیعہ البتہ جس کتاب اہلسنت کا نام لیکہین کہ اوسمین یہہ روایت ہے کہ رسول خدا نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو فہمایش کر دیا تہا کہ خلافت بلا فصل حق حضرت علی کا ہے اور سوای میرے اہلبیت کے اور کوئی شخص خلیفہ و امام و پیشوا نہین ہو سکتا تم لوگ غصب حقوق اہلبیت کے مظلمہ سے بچنا تو البتہ ثابت کر سکتے ہین یہانتک کہ قرآن مجید اور تفاسیر اہلسنت اور جملہ کتب احادیث اہل سنت سے اسبات کو ہر وقت ثابت کر سکتے ہین۔ جیساکہ ہم عنقریب اسی رسالہ مین مفصل طور پر اثبات اس امر کا کرینگے۔ استدلال مولف کے وقعت اسی سے ظاہر ہے کہ جن مواقع پر آپ نے نقل روایات بہی کی ہے وہ بالکل اونکی بحث اور استدلال کے خلاف ہے اور جس موقعہ پر نقل روایت سے گریز کیا ہے یعنے مولف صاحب خود ہی نقل کرنے سے شرماتے ہین وہ استدلال ضرور قابل تعریف ہوگا۔

قولہ سوم نہج البلاغت مین جو شیعون کے نزدیک متواتر کتاب ہے

یہہ خطبہ منقول ہے جسکے ہر حرف سے بوی خلافت بلافصل حضرت صدیق اکبر کے آتے ہی - تا آخر ہزلیات و لغویات - اسکے بعد فرماتی ہین (اگرچہ نقل خطبہ جناب کے کتاب الموافقہ ابن سمان عالم اہلسنت سے کیجاتی ہے مگر اہل تشیع خطبہ موصوفہ کو بلفظہ نہج البلاغت سے ملا دیکھین امید قوی ہے کہ جمہور اہل انصاف اس خطبہ شریف کو عدالت کے آنکھہ سے ملاحظہ فرمائینگے ضرور ہے کہ جناب امیر کے ہر ایک کلمہ دردناک پر آنسوؤن کا دریا بہائینگے -

اقول و بہ نستعینہ بقول شخصے پرائے بہروسہ کیلا جوا - اج ہمتوا کل سوا کجا کتاب الموافقہ ابن سمان اور کجا نہج البلاغت - اہل انصاف ہی کچہہ خیال فرمائینگے کہ جب مولف نے بچشم خود اس خطبہ کو نہج البلاغت مین معاینہ فرما لیا تھا پہر ابن سمان کے حوالہ سے کیون زیب رقم فرمایا ہے - آیا تالیف ابن سمان کی کچہہ زیادہ وقعت شیعون کے نزدیک سمجہے تہی یا نہج البلاغتہ پر شیعہ اعتبار نہ کرتے تہے بہرحال کوئی وجہ تو ضرور ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مولف صاحب نے افترا پردازی سے حوالہ نہج البلاغت کا دیا یا اوسمین یہہ خطبہ کسی دوسرے عنوان سے ہے ممکن تہا کہ ہم نہج البلاغتہ مین اس خطبہ کو اور بہی تلاش کرتے مگر جبکہ خود مولف کو بہی اطمینان اسبات کے نہین ہے اور واقعی اونہون نے نہج البلاغتہ مین اس خطبہ کو نہین دیکہا ہے ورنہ بحوالہ نہج البلاغتہ نقل کیا ہے پہر ہمکو زیادہ تلاش مین سعی کرنا کیا ضرور ہے خصوصًا جبکہ ہم اسے خطبہ کو اہل سنت کے بڑے معتبر کتاب سے یہ بنابیع المودہ مین بلفظہ بہ تبدیل بعض کلمات و نام

حضرت علی کے حق مین حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا درج پاتے ہین پہر نہج البلاغۃ سے اسکو کیا سروکار رہا۔

یہہ عجیب بات ہے کہ ایک عالم اہل سنت تو اس خطبہ کے نسبت لکہتے ہین کہ خواجہ خضر علیہ السلام نے جنازہ جناب امیر علیہ السلام پر بیان کیا۔ دوسرے صاحب براہ تدلیس تلبیس فرماتے ہین کہ حضرت علی نے نعش ابوبکر سے مخاطب ہو کر بیان فرمایا پہر منشی جو ہر علیصاحب کسکے قول پر اعتبار کرکے اس خطبہ کو تحریر کرتے ہین جبکہ خود اونکے ہی عالم مختلف البیان ہین تو ظاہر ہے کہ منشی صاحب اس خطبہ پر استدلال نہین کر سکتے۔ ہان البتہ شیعیان والے ضرور اہل سنت پر اس خطبہ سے حجت لا سکتے ہین اور اونکو ساکت کر سکتے ہین کہ تمہارے ایک بہت بڑے عالم نے لکہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جنازہ جناب امیر پر یہہ خطبہ پڑہا جس سے اثبات خلافت بلافصل جناب امیر کا ہوتا ہے۔ اور اہل سنت کے دیگر کتب معتبرہ مین بھی اس قسم کے خطبات ہواتف مروی ہین کہ جو جنازہ جناب امیر پر گوینده غیبی بیان کرتے تہی از انجملہ شواہد النبوت جامی ہین سے ایک یہہ فقرہ گوینده غیب کا ہمکو بھی زبانی یاد ہے۔ (گوینده غیبی میگفت کہ محمد علیہ السلام درگذشت و وصی وی شہید شد نگہبانے امت کہ تو انہ کرد۔ دیگری جواب داد ہر کہ پیروی الشان کند و سیرت الشان ورزد) دیکہئے خلافت بلافصل کا اثبات اسکو کہتے ہین تردید رسالہ اسرار الہدے تمام ہوئے۔ اسکی بعد مولف نے ایک تتمہ رسالہ لکہا ہے گویا اسرار الہدے کے دو حصے ہین ایک

از جانب اہل سنت اور دوسرا از جانب نواصب و خوارج جسکے تردید آیندہ کیجاتی ہے مگر ہم اقبل تردید اقوال ناصبی ملعون کے کچھ مختصر ذکر اون آیات و احادیث مندرجہ کتب اہلسنت کا کرتے ہین جو صریحاً خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السلام پر دلالت کرتے ہین اور جنسے خلافت اغیار صریحاً باطل قرار پاتی ہے۔

مقالہ در اثبات خلافت بلافصل
جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

اس مقالہ کو ہم دو باب پر منقسم کرتے ہین باب اول در بیان آیات قرآنی والہ بر خلافت بلافصل جناب امیر المومنین علیہ السلام باب دوم در بیان احادیث صحیحہ مرویہ اہلسنت در باب اثبات خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السلام۔ اور ہمنے اس تحقیقات مین التزام کامل اسبات کا کیا ہی کہ جملہ آیات کی تفسیر کو تفاسیر معتبرہ اہل سنت سے اور جملہ روایات احادیث کو کتب صحیحہ حدیث اہلسنت سے لکھا ہی اور کوئی روایت یا حدیث کتب اہل التشیع سے نقل نہین کی ہے

باب اول در بیان آیات قرانی والہ
بر خلافت بلافصل جناب امیرع

اگرچہ اس بارہ خاص مین بہت آیات قرانی وارد ہین اور اگر تفاسیر اہلسنت مین تلاش کیا جاوے تو کم سے کم تین چار سو آیات قرانی اسی مطلب مین نکلین مگر اس موقعہ پر نہ زیادہ حاجت ہے نہ ایسی زیادہ ضرورت ہے خوف طوالت کتاب کا بھی ہے اسلئے بعض آیات کا ذکر

تفاسیر معتبرہ اہل سنت سے کیا جاتا ہے۔
آیت اول قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون یعنی اللہ جلشانہ سب مسلمانان سے جو خدا کی واحدانیت اور محمد صلعم کی رسالت پر ایمان لائی ہین یہ خطاب فرماتا ہے کہ سوای اسکے نہین ہے کہ تمہاری ولی یعنی حاکم واولی بتصرف فقط تین ہین اللہ جلشانہ اور اوسکا پیغمبر اور وے مومن جو برپا کرتی ہین نماز اور ادا کرتے ہین زکوٰۃ درانحالیکہ رکوع مین ہین پس خدا اور رسول کو تو سب جانتے ہین۔ تیسرا ولی مومنان وے شخص یا اشخاص ہین جو مومن اور برپا کنندہ نماز اور ادا کنندہ زکوٰۃ بحالت رکوع مین۔ اب دیکھنا فقط اسبات کا رہا کہ وہ شخص ایک ہے یا چند اشخاص ہین جنھون نے بزمانہ نزول اس آیت کے بحالت رکوع زکوٰۃ دی تھی اور بموجب تفاسیر صحیحہ اہل سنت بجملہ اصحاب پیغمبر علیہ السلام کے وہ شخص کون ہے پس جمیع مفسرین اہل سنت کا اتفاق اور جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ اس آیہ کریمہ مین مراد خیرات کنندہ بحالت رکوع سے فقط حضرت علی مرتضیٰ ہین۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین بطرق متعدد عطا اور عبد اللہ بن سلام اور ابو ذر غفاری سے روایت کرتا ہے اور ابن اثیر جامع الاصول مین عبد اللہ بن سلام سے۔ اور جمع بین الصحاح الستہ کے جزو ثالث کے اواخر مین در تفسیر سورہ مائدہ صحیح نسائی سے بذیل قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ الخ عبد اللہ بن سلام سے۔ اور امام ثعلبی

اپنی تفسیر مین ابن عباس اور ابو ذر رضی اللہ عنہم سے۔ اور تفسیر زاہدی مین مجاہد سے۔

علامہ جلال الدین السیوطی تفسیر درمنثور مین بطریق متعدد روایت کرتے ہیں اور علاوہ انکے زمخشری۔ بیضاوی نیشاپوری۔ ابن سبع و احدی و اقدی سمعانی بیہقی نطنزی اجلہ و اکابر مفسرین و محدثین اہل سنت بالاتفاق اس امر کو لکھتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام نے بحالت رکوع مسجد نبوی کے اندر سائل کو انگشتری عطا فرمائی تھی اسلئے خیرات کنندہ بحالت رکوع مراد حضرت علی سے ہے۔ اب اہل انصاف فرمائین کہ اس سے زیادہ نص صریح اور حکم قطعی خلافت بلافصل کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ لفظ انما سے ولایت مومنین منحصر خدا اور رسول و علی پر ہو چکی اسکے برخلاف عقیدہ رکھنے والا منکر قرآن اور کافر مطلق ہے۔

آیت دوم صریح حکم استخلاف و نصب ولی عہدی حضرت علی مرتضی صلوٰۃ اللہ علیہ کا ہے۔

قولہ تعالیٰ - یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے ای رسول پوہنچا دے اوس پیغام کو جو تیرے رب کیطرف سے تجپر اوترا ہے اور اگر یہہ نہین کرتا ہے پس نہین پوہنچای تو نے رسالت اپنے پروردگار کے اور اللہ جلشانہ تجکو آدمیون سے بچا دیگا۔ فی تفسیر درمنثور للعلامہ جلال الدین

۲ السیوطی- اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویه و ابن عساکر عن ابی
سعید الخدری نزلت هذه الآیة بلغ ما انزل الیک الخ یوم غدیر
خم فی علی ابن ابیطالب و زاد انه اخرج عن ابن مسعود قال کنا
نقرء علی عهد رسول الله صلعم یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک ان علی مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله
یعصمک من الناس- علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین روایات ابن ابی
حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر عن ابو سعید الخدری اسطرح لکھتے ہین
کہ کہا ابو سعید خدری نے کہ یہہ آیہ بلغ ما انزل الخ غدیر خم مین حضرت
علی کی حق مین اوتری- اور زیادہ کیا اس فقرہ کو کہ ابن مسعود سے یہہ روایت
ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم زمانہ رسول خدا مین اس آیت کو اسطرح پڑہا کرتے
تھے کہ من ربک کے بعد ان علیا مولی المومنین قرات کیا کرتے تھے
-یعنی ای رسول پہونچا دی اوس پیغام کو جو تیری رب کیطرف سے تجھے پہونچا
اور ترا کہ علی جملہ مومنین کا مولا ہے اور اگر تبلیغ اس پیغام کی نکریگا تو نہین
پہونچائی تو نے رسالت پروردگار کی اور اللہ تجکو آدمیون سے بچا دیگا
امام واحدی اسباب نزول مین باسناد خود مرفوعا ابو سعید خدری سے
اور تفسیر ثعلبی اور شواہد التنزیل حسکانی مین ہے نازل ہونا اس آیہ
کا حق علی مرتضی مین بیوم غدیر درج ہے اور امام فخر الدین رازی تفسیر
کبیر مین دسوین وجہ نزول مین لکھتے ہین نزلت هذه الآیة یوم غدیر خم فی
حق علی ابن ابیطالب- یعنی یہہ آیت بیوم غدیر خم حضرت علی کی حق مین

نازل ہوئے۔
آیت سوم قولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی فرماتا ہے اللہ جلشانہ کہ آج کے دن پورا کیا میں نے تمہارے لئے دین کو اور تمام کیا میں نے تم پر اپنی نعمتوں کو اور راضی ہوا میں تمہارے لئے دین اسلام سے۔
علامہ سیوطی تفسیر در منثور میں بروایت ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابو سعید الخدری روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو غدیر خم میں نصب کیا اور ولایت علی مرتضی کی صدا بلند کی تو جبرئیل امین نازل ہوئے اور یہہ آیت لائے الیوم اکملت لکم دینکم الخ اور نیز روایت کی ابن مردویہ و خطیب بغدادی و ابن عساکر نے ابوہریرہ سے کہ یہہ آیت بروز غدیر خم بحق علی ابن ابیطالب علیہ السلام نازل ہوئی۔
اور ابن المغازلی نے اور خطیب بغدادی تشریح کرتے ہیں کہ قبل برخاست جلسہ ولایت علی اوسی مجلس میں یہہ آیت نازل ہوئی۔ اور خوارزمی ابن مردویہ تشریح کرتے ہیں کہ بعد خطبہ تہنیت مولاہ اور قبل دعای اللھم انصر من نصرہ کے نازل ہوئی اور نیز لکھتے ہیں کہ بعد نزول آیۃ ہذا پیغمبر خدا صلعم نے یہہ دعا کی اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی و ولایت علی ابن ابی طالب من بعدی کہ خدا بزرگ و برتر ہے (یہہ نعرہ خوشی ہے) اور سب تعریف

ثابت ہین واسطے خدا کے اوپر اکمال دین و اتمام نعمت و رضامندی پروردگار کے ساتھہ رسالت میری اور ولایت علی ابن ابی طالب کے میرے بعد-

آیہ چہارم- تائید ولایت علی ابن ابیطالب کے نازل ہوئی ہے اور امت کو تنبیہ کی گئی کہ درباب ولایت علی ابن ابیطالب تمہاسے سوال [illegible] کے روبرو پوچھے جاؤ گے- جیسا کہ صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی مین ہے [illegible]

قولہ تعالے وقفوھم انھم مسئولون اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایت علی ابن ابی طالب- یعنی سلمانو تمکو مطلع کرو کہ تم ولایت علی کی بابت پوچھے جاؤگے-

آیہ پنجم- یہہ کہ خدا تعالے نے علی ابن ابیطالب اور باقی آئمہ اہلبیت کو حبل اللہ قرار دیا ہے اور سلمانونکو اونکی تمسک کا حکم دیا جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے الایۃ الخامسہ-

قولہ تعالے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اخرج الثعلبی فے تفسیرہا عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال نحن حبل اللہ الذی قال اللہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی امام ثعلبی نے اس آیت کے تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ وہ حبل اللہ ہم ہین جسکے بارہ مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ مضبوط پکڑو حبل اللہ کو سب کے سب اور پراگندہ مت ہو- اور نیز دیگر صحاح مین

بضمن حدیث ثقلین یہہ ہے لفظ حبل اللہ الممدودہ من السماء حق اہل بیت علیہم السلام من مروی ہے —
آیۂ ششم خدا تعالے نے مسلمانون کو حکم دیا کہ خدا سے ڈرو اور صادقون کے ساتھ رہو اور مراد صادقین سے علی ابن ابیطالب اور دیگر ایمہ اہل بیت ہین —
کما قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی ای وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خدا تعالے سے ڈرو اور صادقون کے ساتھ رہو —
علامہ سیوطی تفسیر درمنثور مین — اور امام ثعلبی اپنی تفسیر مین حضرت عبداللہ ابن عباس سے اور نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ اس آیۃ مین مراد صادقون سے علی ابن ابیطالب اور اونکے اہل بیت ہین —
آیۂ ہفتم خدا تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ خدا انہین عذاب نکریگا لوگون پر جبکہ اہل بیت محمد صلعم اونمین موجود ہون — گویا اہل بیت محمد صلعم امان ہین دنیا کے لیئے ایسی ہی جیسے رسول خدا صلعم امان تہے دنیا کے لیئے — یعنی بعد پیغمبر خدا صلعم اہلبیت پیغمبر قایم مقام پیغمبر صلعم کے ہین اور مراد اہلبیت سے علی و فاطمہ و حسنین اور ایمہ ذریت اونکی ہین جیسا کہ اکثر احادیث سے مستفاد ہوتا ہے دیکھو صواعق محرقہ ابن حجر کے فضل و کرامات متعلقہ اہل بیت رسالت مین الایۃ السابعۃ

قوله تعالیٰ وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم اشار صلعم الی وجود ذالک المعنی فی اهلبیته وانهم امان لاهل الارض کما کان هو صلعم امانا لهم وفی ذالک احادیث کثیرة ومنها النجوم امان لاهل السماء واهلبیتی امان لامتی ومنها صحیحها الحاکم علی شرط الشیخین النجوم امان لاهل الارض من الغرق واهلبیتے امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتها قبیلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس ومنها ما جاء من طرق عدیدة یقوی بعضها بعضا۔ انما مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها غرق ومنها اهلبیتی کباب حطة من دخلها کان مومنا ومن خرجها کان کافرا

یعنی صاحب صواعق محرقہ ذکر آیات متعلقہ اہل بیت رسالت مین لکھتے ہین کہ آیت ہفتم یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ البتہ خداوند کریم اونکو عذاب نہین کریگا جبکہ تو اونمین ہے اشارہ کیا آنحضرت صلعم نے وجود اس معنی کا اپنی اہل بیت مین اور اہل بیت پیغمبر صلعم امان ہین واسطے اہل ارض کے جیسے کہ رسول صلعم امان تھے واسطے اونکے اور اس بارہ مین بہت سی حدیثین وارد ہین ازانجملہ یہہ کہ ستارے امان ہین واسطے اہل سما کے اور اہل بیت میری امان ہین واسطہ امت میری کے وازانجملہ وہ حدیث ہے کہ صحیح کے جسکے امام حاکم نے بشرط شیخین یہہ کہ نجوم امان ہین اہل ارض کے لیئے غرق ہونے سے اور اہلبیت میری امان ہے واسطے امت میری کے اختلاف سے پس جسوقت مخالفت

میری اہلبیت سے کسی قبیلہ عرب نے تو وہ مختلف ہو کر شیطان کا لشکر
بنگئے وازانجملہ وہ حدیث ہے جو متعدد طرق سے مروی ہے اور بعض طرق
اوسکے موید بعض طرق کے ہیں کہ مثال اہل بیت میری ہے کشتی نوح کی
سے ہے کہ جو اوس پر سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جسنے اوس سے تخلف
کیا وہ غرق ہو گیا — وازانجملہ یہہ ہے کہ اہل بیت میری مثل باب حطہ کے
ہے کہ جو اوسمیں داخل ہوا وہ مومن رہا اور جو اوس سے خارج ہوا وہ کافر
ہوا - اور بعض روایات میں بجا سے اہلبیتی کباب حطۃ کے یہہ ہے
علی کباب حطۃ

واضح ہو کہ اس آیات اور نیز آیہ نمبر ششم سے پایا جاتا ہے کہ مصداق ان
آل محمد اور اکابر ان اہل بیت پیغمبر ہو مثل رسول صلعم کے باعث امن از عذاب
الہی واسطے امت کے ہیں ہمیشہ امت محمدی میں رہنے چاہئیں کیونکہ یہ مزید
آیات کے احکام دوام کے لیئے ہیں چنانچہ فرمایا حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فی کل خلف من امتی عدول من اہل بیتی - و نیز لا یزال
امر الاسلام قائما الی یوم القیامت ما ولیھم اثنا عشر خلیفۃ — اور یہہ بات
بغیر عقیدہ امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے منطبق نہیں ہو سکتی
آیۂ ہشتم یہہ کہ خداوند تعالے نے قرآن مجید میں وعدہ بخشش کا شخص
تائب و مومن صالح سے بایں شرط کیا ہے کہ وہ مہتدی بولایت اہل بیت
پیغمبر صلعم کے ہوں جیسا کہ صواعق محرقہ میں ہے —

الآیۃ الثامنۃ

قولہ تعالیٰ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

قال ثابت البنانی اهتدی الی ولایت اهلبیتہ صلعم وجاء ذلک عن ابی جعفر الباقر رضی اللہ عنہ ایضاً۔ یعنی آٹھوین آیتہ یہہ ہے کہ فرمایا اللہ جل شانہ نے کہ مین بڑا غفور رحیم بخشنے والا ہون واسطے اوس شخص کے جسنے توبہ کی اور جو ایمان لایا اور عمل صالح کئے پھر مہتدی ہوا کہا ثابت بنانی نے کہ مراد اهتدی سے مہتدی ہونا طرف ولایت اہل بیت رسالت کے ہے اور حضرت امام ابو جعفر باقر علیہ السلام سے بھی یہہ ہے روایت آئی ہے

آیہ نہم مباہلہ ہی قال فی الصواعق قولہ تعالیٰ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ قال فی الکشاف لا دلیل اقوی من ھذا علی فضل اصحاب الکساء وھم علی وفاطمہ والحسن والحسین صاحب کشاف کہتے ہین کہ اس سے زیادہ اور کیا قوی دلیل ہوگی اوپر فضیلت آل عبا کے وہی علی اور فاطمہ اور حسن وحسین ہین۔ اس آیتہ مبارکہ کے تفسیر مین کسی مفسر یا محدث اہل سنت کو کلام نہین کہ مراد نفس رسول صلعم سے علی مرتضیٰ ہین اور دیگر روایات بھی اسکے موید ہین جیسا کہ امام نسائی خصائص مین روایت کرتے ہین قال رسول اللہ صلعم علی کنفسی پس ظاہر ہے کہ بموجودی نفس رسول صلعم کوئی شخص امام امت اور خلیفہ رسول صلعم کا نہین ہو سکتا۔

آیتہ وھم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جمیع اہل بیت محمد یہ یعنے اصحاب کساء اور انکی

ذریت پر آتش دوزخ کو حرام کیا کما قال فی الصواعق الآیۃ العاشر
قولہ تعالیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ نقل القرطبی عن ابن
عباس انہ قال رضی محمد صلعم ان لا یدخل احد من اہلبیتہ النار
یعنے خدا تعالے نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلعم سے فرمایا کہ مین تجکو
ایسی چیز عطا کرونگا جس سے تو راضی ہو جائیگا (پس کیا چیز ہے وہ کہ
جس سے آنحضرت صلعم راضی ہوی) نقل کی قرطبی نے ابن عباس سے
کہ راضی ہونا آنحضرت صلعم کا اس چیز سے ہے کہ اونکی اہل بیت مین سے
کوئی متنفس داخل نار نہوگا۔ پس ظاہر ہے کہ بجز وجودی لیسے افضل گروہ
کے اور کون قابل خلافت ہو سکتا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ عشرہ مبشرہ
بہی مبشر بہ بہشت ہین سوال تو سواء حضرت علی کے انمین سے
کسی کے لیئے بشارت دخول جنت بروی قرآن وسنت ثابت نہین حسنین
وشوکت سے یہہ بشارت سورہ ہل اتے ہین نسبت جناب امیر نازل ہوئی
ہے اس طرح پر کسیکی حق ہین نازل نہین ہوے سواے اسکی احادیث
کثیرہ مرویہ اہل سنت ہین جو تفصیلوار حال داخل بہشت کا درج ہے
اونمین اول پنج تن پاک کے جانے کا اور اونکے عقب ہین ذریت اونکی
کا اور اونکے محب دراست اونکے شیعون کا جانا مروی ہے حضرات
تسعہ مبشرہ کا بہشت مین جانا اون احادیث مین ذکر نہین کیا گیا بلکہ حضرت
علی کے ساتہہ ہین حضرت عمار وسلمان رضی اللہ عنہم کے نسبت مشتاق
ہونا بہشت کا مروی ہے۔ اور اگر بطریق تنزل ہم اقوال اہل سنت بنسبت

بشارت شیعہ ان ہی لین تو بہشت مین جانا یا نہ دخول نار ہمین بہت لوگ اپنے اعمال کے سزا پاکر بہشت مین داخل ہونگے لیکن طرہ یہہ ہے کہ اصحاب عقبہ کے نسبت صاف طور پر صحاح اہل سنت مین یہہ روایت ہے کہ اونٹ کا سوراخ سوزن مین ہوکر گذر جانا اسان ہے اور اصحاب عقبہ کا بہشت مین جانا دشوار ہے فافہم۔

آیۃ یازدھم یہہ ہے کہ خداوند تعالے جل شانہ نے حضرت علی مرتضی اور اونکے شیعون کو خطاب مستطاب خیر البریہ عطا فرمایا پس بمقابلہ خیر البریہ کے غیر خیر البریہ مستحق خلافت نہین ہوسکتے

قال فی الصواعق

قولہ تعالی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ

خرج حافظ جمال الدین الذرندی عن ابن عباس رض ان ھذہ الایۃ لما نزلت قال صلعم لعلی ھو انت وشیعتک یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ بتحقیق ایمان والے اور صالحین یعنے جو لوگ ایمان لائے اور جنہون نے عمل صالح کئے یہی لوگ خیر البریہ ہین (اور مراد خیر البریہ سے کون ہین) روایت کی حافظ جمال الدین ذرندی نے ابن عباس سے کہ جسوقت یہہ آیۃ نازل ہوئی آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی خیر البریہ تو ہے اور تیرے شیعہ ہین وقال صلعم یاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین ومرضیین ویاتی عدوک غضبانا مقمحین۔

آیۃ دوازدھم قران شریف مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مقام اعراف

یعنی اہلبیت محی صلعم اپنے دوستون اور دشمنون کو چہرہ کے رنگ سے پہچان لینگے یعنے اونکے دوست نورانی چہرہ ہونگے اور اونکی دشمن سیاہ رو ہونگے کما فی الصواعق

قولہ تعالی وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم اخرج البخاری فی تفسیر ھذہ الآیۃ عن ابن عباس انہ قال الاعراف موضع عال من الصراط علیہ العباس والحمزۃ وعلی وجعفر ذوالجناحین یعرفون محبیہم ببیاض الوجوہ ومبغضیہم بسواد الوجوہ یعنے امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا عبد اللہ ابن عباس نے کہ اعراف ایک بلند مقام ہے صراط کی اوسپر عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار اپنے دوستون کو سفید چہرون سے اور دشمنون کو سیاہی چہرون سے پہچانینگے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دوست اور دشمن سے پنجتن پاک اور اونکی ذریت کے دوست و دشمن ہین کیونکہ اسلام مین کوئی فرقہ ایسا نہین ہے کہ وہ مخصوص ہو دوستی یا دشمنی عباس و حمزہ و جعفر مین رضی اللہ عنہم جو فرقہ محب اہلبیت ہے وہ شیعیان علی ہین باقی جملہ فرقہائے اسلام دشمنان اہلبیت مین داخل ہین خواہ بعضے اونمین سے خاص ذات بابرکات حضرت علی سے دشمنی رکھتے ہون کیونکہ دشمنی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ایک خاص دشمن۔ ایک دوست کا دشمن ایک دشمن کا دوست بہرحال سوای شیعیان کے اور کوئی فرقہ دشمنی اہلبیت سی بری نہین

تفسیر مین ذکر عباس وحمزہ وجعفر علیہ السلام قادح مقصود نہین کیونکہ وہ حضرات نہایت عزیز وقریب حضرت علی کے ہین اگر وہ دشمنان علی کو پہچان پہچان کر جہنم کیطرف روانہ کرین اور اونکی دوستون کی مدارات کرین توکچہ تعجب کے بات نہین ورنہ دوستی ودشمنی سے اونکا واسطے تعلق نہین ہے۔ اور نیز دیگر روایات کثیرہ مرویہ اہل سنت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ خاص حضرت علی کے متعلق کام ہے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو خطاب دیا قائد الغر المحجلین غر المحجلین اونکو کہتے ہین جنکے چہرے پیشانیان اور ہاتہ پیر نورانی سفید چمکتے ہوئے ہین۔ اور یہہ لوگ وہ ہین جنہون نے حضرت علی کو اپنا امام اور سردار مانا ہے پس بموجب اس لقب کے ظاہر ہوا کہ جن لوگون نے حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل مانا ہے وہی لوگ غر المحجلین ہین اور اور حضرت علی غر المحجلین کے سردار ہین۔ اور جبکہ تشبیہ واقع ہوگی کہ سفید چہرہ والون کے سردار تو حضرت علی مرتضی ہین تو ضرور ہے کہ اور لوگ سیاہ چہرون کے سردار ہون جیسا کہ فرمایا مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الائمۃ من القریش ابرارہا امراء ابرارہا وفجارہا امراء فجارہا یعنی سردار تو قریش ہین سے ہے ہونگی مگر ابرار ابرارون کے سردار اور فجار فجارون کے سردار ہونگے۔

دوسری حدیث موید اس آیۃ کے یہہ ہے قال فی الصواعق وروی ابن السماک ان ابا بکر رض قال لہ رضی اللہ عنہما سمعت رسول اللہ

ای علی ۱۲

صلعم تقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب له علی الجواز صواعق
محرقہ مین ہے کہ روایت کی ابن سماک نے کہ حضرت ابو بکر نے حضرت
علی کی نسبت فرمایا کہ مین نے سنا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے
تھے نہین گذر سکیگا کوئی شخص صراط سے مگر یہہ کہ پروانہ راہداری سے
اسکو جائزہ ہو اور اسکے پاس حضرت علی کا لکھا ہوا۔

تیسری حدیث موید اس آیت کی یہہ ہے قال فی الصواعق - اخرج
الدارقطنی ان علیا قال للستة الذین جعل عمر الامر شوری بینهم
کلاما طویلا من جملته انشدکم بالله هل فیکم احد قال له
رسول الله صلعم یا علی انت قسیم الجنة والنار یوم القیامة غیری
قالوا اللهم لا یعنی صواعق محرقہ مین ہے کہ روایت کی دارقطنی نے
کہ حضرت علی نے ان چھہ شخصون سے جنکے درمیان حضرت عمر نے
امر شوری قرار دیا تھا بہت طول انے گفتگو فرمائی ازانجملہ یہہ ہے کہ آپنے
فرمایا کہ مین تمکو قسم خدا کی دیتا ہون سچ کہو کہ آیا میرے سوا کوئی اور
شخص ہے جسکی نسبت رسول خدا صلعم نے یہہ فرمایا ہو کہ ای علی تو تقسیم
کرنیوالا بہشت اور دوزخ کا ہے قیامت کے دن - سب لوگ بولے
کہ بخدا آپکے سوا اور کوئی نہین اب اہل انصاف غور کرین کہ سردار
اور امام و پیشوا کون ہے وہ شخص جو ہر ایک کو صراط سے گذرنے
کا جائزہ دیتا ہے اور اپنے دوستون تابعدارون کو بہشت مین اور
مخالفون اور دشمنون کو جہنم مین بھیجتا ہے یا ایسے لوگ ہی سردار

ہوسکتے ہین کہ جو محتاج جائزہ ہون اور بحالت ثبوت اطاعت رضی الله عنہ کے بحکم علی مرتضیٰ بہشت یا دوزخ مین بھیجے جاوین۔

آیت سیزدہم قوله تعالى انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا یعنے فرمایا حضرت باری تعالیٰ نے کہ بجز این نیست کہ خدا اہتمام کرتا ہے کہ البتہ دور کرے تم سے رجس یعنے گناہ و نجاست و برائی ظاہری و باطنی کو ای اہل بیت رسالت اور پاک کرے تمکو جیسا کہ پاک کرنیکا حق ہے قال فی الصواعق اکثر المفسرین علی انها نزلت فی علی وفاطمه والحسن والحسين۔ واخرج احمد عن ابی سعيد الخدری انها نزلت فی خمسة النبی صلعم وعلی وفاطمه والحسن والحسين۔ واخرجه ابن جرير مرفوعاً بلفظه انزلت هذه الاية فی خمسة فی وفی علی والحسن والحسين والفاطمه۔ واخرجه الطبرانی ايضاً۔ صواعق محرقہ مین ہے کہ اکثر مفسرین اسپر ہین کہ یہہ آیت حضرت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے حق مین نازل ہوئی اور امام احمد بن حنبل نے ابو سعید خدری سے یہہ روایت کی ہے کہ یہہ آیت پنج تن کے حق مین نازل ہوئی یعنے نبی صلعم اور علی و حسنین و فاطمہ کے حق مین اور روایت کی ابن جریر نے مرفوعاً بلفظہ پیغمبر خدا صلعم کہ فرمایا آپنے یہہ آیت نازل ہوئی پنج تن کے لئے۔ میرے اور علی اور حسن و حسین و فاطمہ کے حق مین۔

بعض متعصبین نے ازواج النبی صلعم کو بھی اس آیت مین شامل کیا ہے

مگر یہہ ادعا اونکا بچند وجوہ باطل ہے اول یہہ بروایت صحیح مسلم ثابت ہے کہ حضرت ام سلمہ نے اوسوقت تحت کسا ر داخل ہونیکی آرزو کی اور وہ درخواست منظور نہوئی - دوسری زوجہ داخل اہلبیت نہین ہوسکتی کیونکہ جب عورت کو طلاق دیدیا جاتا ہے تو اوسکو شوہر کے خاندان سے کچھ علاقہ نہین رہتا - تیسرے آیت مین تمام ضمائر مذکر کے ہین اگر ازواج شامل ہوتین تو ضمایر تانیث مستعمل ہوتین جیساکہ دیگر آیات متعلقہ مین ہین -

پس طہارت وعصمت کے عطا ہونے کے وجہ بجز پیشوائی امامت کے نہین ہے خداوند تعالے فقط اوسیکو طاہر ومعصوم کرتاہی جسکے اطاعت وفرمان برداری مین مخلوق خدا کو سپرد کرتا ہے کسی ماموم ومحکوم کے لیے حاجت طہارت وعصمت کی نہین ہے - ایسا ہی خدا تعالے کسی غیر معصوم وغیر طاہر کو ایسا سردار نہین بناتا جسکی اطاعت وفرمان برداری امت پر فرض کردیجاوے پس جو معصوم ہے وہ ضرور مفترض الطاعت ہے اور جو مفترض الطاعت ہے وہی معصوم ہے اور اوسیکو امام برحق کہتے ہین -

آیۃ چہارم ہو قولہ تعالی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی فرمایا خداوند تبارک وتعالی نے کہ کہدے اے محمد صلعم اپنے امت سے کہ مین تم سے ہدایت اور تبلیغ رسالت کا کچھ عوض نہین مانگتا بجز اسکے کہ محبت رکھو میرے اہل قرابت سے - قال فی الصواعق

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان هذه الآیة لما نزلت قالوا یا رسول الله من قرابتك هؤلاء الذین وجبت علینا مودتهم قال علی وفاطمة وابناهما

یعنے صواعق محرقہ میں ہے کہ روایت کے امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے کہ یہہ آیت جسوقت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ آپکے اہل قرابت کون ہیں جنکے محبت ہم پر واجب ہوئی ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ وہ علی اور فاطمہ اور دونوں پسر اوسکے ہیں —

پس امت پر واجب ہونا محبت اہل بیت پیغمبر کا بے سبب نہیں ہے بلکہ دلیل سرداری اور پیشوائی کی ہے

آیۃ پانزدھم یہہ کہ بحکم خدا تعالے جمیع امت محمدی مامور کئے گئے کہ نبی صلعم اور آل نبی صلعم پر درود اور سلام بھیجا کریں اور یہہ دلیل قوی ہے پیشوائی اور سرداری اہل بیت پیغمبر کی قال فی الصواعق الآیة الثانیة قوله تعالیٰ انّ الله وملئکته یصلون علی النّبی یا ایّها الذین امنوا صلّوا علیه وسلّموا تسلیماً صح عن کعب بن عجرة قال لما نزلت هذه الآیة قلنا یا رسول الله صلعم قد علمنا کیف نسلم علیك وکیف نصلی علیك فقال علیه السلام قولوا اللهم صل علی محمد وعلی ال محمّد الی اخره وفی روایة الحاکم فقلنا یا رسول الله کیف الصلوة علیکم اهل البیت قال قولوا

اللّٰھم صل علی محمد و علی اٰل محمد الخ۔ فسوالھم بعد نزول الاٰیۃ
واجابھم باللّٰھم صل علی محمد و علی اٰل محمد دلیل ظاھر علی ان الامر
بالصلوٰۃ علی اھل بیتہ وبقیۃ اٰلہ مراد من ھذہ الاٰیۃ والا لم
تسئلوا عن الصلوٰۃ علی اھل بیتہ واٰلہ عقب نزولھا ولم یجابوا بما ذکر فلما
اجیبوا بہ دل علی ان الصلوٰۃ علیھم من جملۃ المامور بہ۔ وانہ صلعم
اقامھم فی ذلک مقام نفسہ۔ یعنے کعب بن عجرہ سے روایت صحیح یہہ ہے
کہ کہا اونسنے جسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تو ہمنے رسول خدا صلعم سے
عرض کی کہ آپ ہمکو تبلادین کہ ہم کسطرح آپ پر درود وسلام بھیجین فرمایا
یون کہو اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد الخ۔ اور امام حاکم کے تسیح
روایت مین اسطرح ہے کہ ہمنے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کیونکر تم اہل بیت
پر درود بھیجین تو فرمایا کہ کہو اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد الخ۔ بعد اسکے
شیخ ابن حجر لکھتے ہین پس سوال اون لوگونکا بعد نزول آیۃ اور وہ جواب
جو سابق کلمہ اللھم صل الخ سے اونکو دیا گیا دلیل ظاہر اس امر کے ہے
کہ آل محمد پر درود بھیجنے کا حکم دیا جانا خاص مراد اوس آیت کی ہے
ورنہ وہ لوگ درود بر اہل بیت کے بابت سوال نکرتے اس آیت
کے نازل ہونے پر۔ اور نہ وہ جواب اونکو دیا جاتا جسکا ذکر کیا گیا
پس چونکہ جواب دیا گیا اونکو یہہ تو صریح دلالت اثبات کی ہے
کہ درود بھیجنا اہلبیت محمد صلعم پر منجملہ اون امور کے ہے جنکا است
کو حکم دیا گیا اور نیز دلیل اثبات کی بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے

اپنے اہل بیت کو قایم مقام اپنے نفس کا گردانا۔

آیۃ شانزدھم قال فی الصواعق قولہ تعالے سلام علی آل یٰسین نقد نقل جماعت من المفسرین عن ابن عباس ان المراد بہ ذالک سلام علی آل محمد۔

یعنے فرمایا اللہ جلشانہ نے کہ سلام ہو اوپر آل یٰسین کے۔ ایک گروہ مفسرین کا ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ سلام ہو اوپر آل محمد کے۔ پھر اونکی سرداری میں کیا شک ہے علاوہ ان آیات کے اور بہت آیات شان علی مرتضیٰ و اہل بیت میں وارد ہیں کہ اس مختصر میں گنجایش اونکی ذکر کی نہیں ہے۔ تمام آیات جنمیں صفت مومنین اور متقین و صادقین و مجاہدین کے وارد ہیں وہ سب حضرت علی کے شان میں ہیں مثل آیات سورہ دھر و آیات خدمت نسب صحبت و آیات اذن واعیۃ و آیۃ ولکل قوم ھاد وغیرہ حتی کہ اکثر محدثین اہل سنت نے کہا ہے کہ ہر آیۃ جسکے سر پر کلمہ یاایھاالذین آمنوا نازل ہے اور عتاب سے خالی ہے وہ شان میں حضرت علی اور اونکی اتباع کے ہے۔

باب در ذکر احادیث دالہ بر خلافت بلا

فصل حضرت امیرالمومنین علیہ السلام

چونکہ اس باب میں مختلف مضامین کے احادیث منقول ہیں اسلیئے ہمنے اس باب کو چند فصول پر منقسم کیا ہے فصل اول

فصل اول در بیان سبقت در ایمان و اسلام و عبادت واضح
ہو کہ جمیع محدثین اہل سنت کا اجماع اس امر پر واقع ہے کہ سب سے
پہلے حضرت علی ایمان لائے اور عبادت خدا کرنے لگے ہیں سب پر سبقت
لے گئے اور پیغمبر کا بھی وہی خلیفہ وہی شخص ہو سکتا ہے کہ جس نے ایمان لانے میں
سب پر سبقت کی ہو اور اوسکو صدیق اکبر کہتے ہیں قال فی الصواعق
قال ابن عباس و زید بن ارقم و سلمان الفارسی و جماعۃ
انہ اول من اسلم و نقل بعضہم الاجماع علیہ صاحب صواعق محرقہ
لکھتے ہیں کہ قول ابن عباس و زید بن ارقم و سلمان فارسی و غیرہم ایک
جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان لایا ہے وہ علی مرتضیٰ
ہیں صلوٰۃ اللہ علیہ۔ اور بعض محدثین نے نقل کی ہے کہ جمیع صحابہ
و امت کا اجماع اسی پر ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے ایمان لائے۔
واخرج النسائی فی خصائصہ عن زید بن ارقم قال اول من
اسلم مع رسول اللہ صلعم ھو علی ابن ابی طالب واخرج ایضاً
عن سلمہ بن کہیل قال سمعت حبۃ العرنی قال سمعت علیاً
یقول انا اول من صلی مع رسول اللہ صلعم۔ وعن زید بن ارقم
قال اول من صلے مع رسول اللہ صلعم و ھو علی۔ ومن طریق عبد
اللہ بن سعد عن زید بن ارقم و ھو یقول اول من صلے مع رسول
اللہ صلعم علی ابن ابی طالب وقال فی موضع اخر اول من اسلم
مع رسول اللہ صلعم علی رض یعنے روایت کی امام نسائی نے

اپنی کتاب خصائص مین زید بن ارقم سے کہ جو شخص سب سے پہلے رسول خدا کے ساتھہ ایمان لایا وہ علی ابن ابیطالب ہین۔ اور نیز سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے کہ کہا اسنے سنا مین نے حبہ عرنی سے کہ حضرت علی فرماتے تہے کہ مین وہ ہون جس نے سب سے پہلے رسول خدا صلعم کے ساتھہ نماز پڑہی اور نیز روایت کی زید بن ارقم سی کہ سب سی پہلی جس نے رسول خدا کے ساتھہ نماز پڑہی ہے وہ علی ہین۔ اور اسکو بطریق عبد اللہ بن سعد بہی روایت کیا۔ اور دوسری جگہہ روایت ہے کہ سب سے پہلی حضرت علی ایمان لائے ہین اس سبقت اسلام سے یہہ ہی نہ سمجھنا چاہیے کہ اور اصحاب کے ایمان لانے سے دس پانچ دن یا دو چار برس پہلے آپ ایمان لائے ہین اور دیگر صحابہ آپکے تہوڑے عرصہ کے بعد ہی ایمان لائے ہون۔ نہین بلکہ آپکے ایمان لانے کے بعد ایک مدت دراز تک کوئی شخص ایمان نہین لایا۔ بعض روایات اہل سنت مین یہہ مدت سات برس ظاہر ہوئی ہے اور بعض سے نو برس۔

خصائص نسائی مین جو روایت طولانی یحییٰ بن عطیف عن ابیہ درج ہے اوسمین کوئی مدت محدود نہین بلکہ جب اوسنے حرم مین رسول خدا صلعم و خدیجہ الکبریٰ و علی مرتضیٰ کو نماز پڑہتے ہوئے دیکہہ کر براہ تعجب حضرت عباس سے دریافت کیا تو آپنے سب حال بیان کرکے فرمایا کہ سوای ان تین شخصون کے اور کوئی اس مذہب کا آدمی روی زمین پر نہین۔ اور دوسری روایت مندرجہ خصائص مین مدت سات

سے مروح ہے اخرج النسائی فی خصائصہ عن علی قال علی انا
عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر واسلمت
قبل الناس سبع سنین ولا تقولہا بعدی الا کاذب یعنی فرمایا
حضرت علی نے کہ مین بندہ خدا کا ہون اور بہائی رسول کا اور مین ہون
صدیق اکبر اور اسلام قبول کیا مینے سب آدمیون سے سات برس
پہلے اور میری سوا جو شخص یہہ بات کہے وہ کاذب ہے وایضاً فی
الخصائص عن عبد اللہ بن ال الھذیل عن علی قال لا اعرف
احدا من ھذہ الامۃ عبد اللہ مع نبینا غیری عبدت اللہ
قبل ان یعبدہ احد من ھذہ الامۃ تسع سنین یعنی خصائص
مین عبد اللہ بن آل الہذیل سے روایت ہے کہ اونسے روایت کی حضرت
علی سے کہ فرمایا آپ نے کہ مین اس امت مین کسی شخص کو نہین پہچانتا کہ
جسنے میری سوا پیغمبر خدا صلعم کے ساتھ نماز پڑہی ہو مین نے عبادت
کی خدا کی سب آدمیون کے عبادت شروع کرنے سے نو برس پیشتر
وقال فی الصواعق - اخرج الدیلمی عن عائشۃ والطبرانی وابن
مردویہ عن ابن عباس ان النبی صلعم قال السبق ثلاثۃ
فالسابق الی موسیٰ یوشع ابن نون والسابق الی عیسیٰ صاحب یٰس
والسابق الی محمد علی ابن ابی طالب یعنی صواعق محرقہ مین ہے
کہ روایت کی دیلمی نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی و ابن مردویہ نے
ابن عباس سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ سب پر سبقت لیجانی والی

تین شخص ہین - ایک سبقت کرنیوالا طرف موسیٰ کے یوشع بن نون ہے اور دوسرا سبقت کرنیوالا طرف عیسیٰ کے صاحب یس یعنے شمعون الصفا ہے - تیسرا سبقت کرنیوالا طرف محمد صلعم کے علی ابن ابیطالب ہے - اسبات کو تو ناظرین خوب جانتے ہونگے کہ حضرت موسیٰ کے وصی اور خلیفہ بلافصل حضرت یوشع بن نون تھے - اور حضرت مسیح کے خلیفہ حضرت شمعون ہوئے گویا خلیفہ ہر پیغمبر کا وہ شخص ہوا ہے جسنے اوس پیغمبر پر ایمان لانے مین سبقت کی ہو پس کوئی وجہ نہین کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل پیغمبر خدا کے نہون - پس یہہ حدیث صریح نص خلافت بلافصل حضرت علی کے ہے -

فصل دوم اس بیان مین کہ حضرت علی نے کبھی بت کو سجدہ نہین کیا کیونکہ جسنے کبھی خدا کے ذات مین کسی کو شریک کیا ہے وہ ظالم ہے اور قابل امامت نہین کیونکہ شرک اور بت پرستی بدترین اقسام ظلم سے ہے اور حق تعالے نے حضرت ابراہیم سے اسی شرط پر وعدہ عطائے امامت اونکی اولاد مین کیا ہے کما قال اللہ تعالی لا ینال عہدی الظالمین پس خلیفہ بلافصل اور امام برحق وہ ہے جسنے کبھی بت وغیرہ کو پرستش نکیا ہو اوسپر اطلاق ظلم کا کبھی نہوا ہو اور یہہ بات بجز عترت پیغمبر صلعم کے اور ون مین انجیل ممتنعات سے کیونکہ حضرت پیغمبر صادق فرماتے ہین فی کل خلف من امتی عدول من اہل بیتی کما فی الصواعق یعنے میری امت کے ہر زمانہ مین میری اہل بیت سے

عادل موجود ہونگے - اسلئے سوای اہل بیعت پیغمبر کے اور کوئی شخص لائق خلافت نہین پس خلافت و امامت منحصر ہوئے اہل بیعت پیغمبر - ثبوت عدم پرستش اصنام نسبت حضرت علی کے یہہ ہے قال فی الصواعق اسلم وھو ابن عشر سنین وقیل تسع وقیل ثمان وقیل دون ذالک قدیما یعنی اسلام لائے حضرت علی دس برس کے سن مین اور نو سال بہی کہتے ہین اور آٹھہ سال بہی اور اس سے کمتر بہی یہانتک کہ آپ قدیمی سلمان اور یہہ الیشی مومن ہین - اور یہہ ہی حق ہے - واخرج ابن سعد عن حسن بن زید قال لم یعبد الاوثان قط لصغرہ روایت کی ابن سعد نے حسن بن زید سے کہ حضرت علی نے کبہی بت کو نہین پوجا بوجہ صغر سنی مین سلمان ہونیکے

فصل سیوم - درمیان اسکے کہ خلیفہ بلافصل اور امام برحق کامل الایمان اور صدیق اکبر ہونا چاہیے اور اوسکے تکمیل ایمان کا امتحان خدا نے لیا ہو - محبوب خدا اور رسول ہو امت اوسکی محبت و نصرت پر مامور ہو اونکی بغض و دشمنی اور ترک نصرت سے امت منع کی گئی ہو - رسول صلعم سے ظاہرا و باطنا قربت قریبہ ہو - اکثر صفات نبوت مین شرکت ہو اور شرکت بہی ایسی کہ مثل نفس پیغمبر کے ہووے - پس ظاہر ہے کہ یہہ سب باتین حضرت علی مین موجود ہین اور اصحاب ثلثہ مین سے کسی صاحب مین یہہ صفات نہین مین انجملہ صدیقیت واضح ہو کہ امت محمدی مین سوای حضرت

علی کی کوئی صدیق نہیں ہے نص قطعے اسپر وارد ہو چکے کہ امت
محمدی میں فقط حضرت علی صدیق ہیں۔ اہل تسنن نے جو نام حضرت
ابوبکر کا صدیق رکھہ لیا ہے یہ بطور خود ہے ورنہ خود انکی روایات
صحیحہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی سوائے حضرت علی کے دعوے
صدیقیت کرے وہ کاذب ہے جیسا کہ ایک روایت خصائص
امام نسائی پہلی فصل میں مرقوم ہو چکی کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے
انا الصدیق الاکبر واسلمت قبل الناس سبع سنین
ولا تقولہا بعدی الا کاذب۔
دو روایات صدیقیت کے بابت صواعق محرقہ سے نقل کیے
جاتے ہیں اخرج ابن النجار عن ابن عباس ان النبی صلعم قال الصدیقون
ثلثۃ حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب آل یس وعلی ابن
ابی طالب یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ فقط دنیا میں تین شخص صدیق
گذرے ایک حزقیل دوم حبیب نجار سوم علی مرتضٰے واخرج ابو نعیم وابن عساکر عن ابی لیلی ان رسول اللہ صلعم قال الصدیقون
ثلثۃ۔ حبیب النجار مومن آل یس قال یا قوم اتبعوا المرسلین
وحزقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ
وعلی ابن ابی طالب وہو افضلہم۔ اس سے ثابت ہوا کہ جملہ امم
سابق وحال میں فقط تین صدیق ہوئے حبیب وحزقیل امم سلف میں
اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس امت مرحومہ میں اور یہ حضرت افضل

ہین اور وہ صدیقون سے ہے یعنے یہ صدیق اکبر ہین لفظ اکبر سے یہ گمان نہین کرنا چاہیے کہ جب حضرت علی صدیق اکبر ہین تو اصحاب ثلثہ ہی ہین اور صدیق اصغر ہونگے یہ بات ہرگز نہین بلکہ آپ کا لقب قدر مزید آپ کے بمقابلہ دو صدیقان امم سابقہ کے ہے اور صدیقیت بحکم مخبر صادق علیہ السلام صدیق اور منحصر ہے جس کی تمام عالم مین فقط تین شخصون پر —

تکمیل ایمان اس کا حال ہے کہ حضرات اہلسنت و جماعت روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے بمقابلہ حضرت ابوبکر و عمر کے حضرت علی کی نسبت فرمایا قد امتحن اللہ قلب علی الایمان یعنے خدا تعالے نے امتحان کرلیا ہے علی کے دل کا واسطے ایمان کے - اخرج النسائی فی خصائصہ اخبرنا ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن مبارک المخزومی قال حدثنا الاسود بن عامر قال اخبرنا شریک عن منصور عن ربعی عن علی قال جاء النبی صلعم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفائک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لہم رغبة فی الدین ولا رغبة للفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم جیرانک وحلفائک فتغیر وجهه النبی صلعم وقال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجیرانک وحلفائک فتغیر وجه النبی صلعم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبه للایمان یضربکم علی الدین او یضرب بعضکم - قال ابوبکر انا هو یا رسول اللہ قال لا قال

عمر لنا ہو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف
النعل وقد کان اعطی علیا نعلہ یخصفہا یعنی رسول خدا صلعم
کے پاس قریش سے چند شخص آئی اور عرض کیا کہ یا محمد صلعم ہم تمہارے
ہمسایہ اور حلیف ہیں اور ہمارے چند غلام تمہارے پاس چلے آئی
ہیں سو انکو دین میں تو کچھ رغبت نہیں ہے نہ تفقہ فی الدین کی طرف راغب ہیں مگر
اپنی نیست کہ ہماری کھیتی باڑی اور مال کو چھوڑ کر تمہارے پاس بھاگ
آئے ہیں سو انکو آپ ہمیں واپس دیدیں۔ آنحضرت صلعم نے حضرت
ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو ابوبکر بولے کہ ہاں یہہ لوگ سچ کہتے
ہیں آپکے ہمسایہ اور حلیف یعنے ہم قسم ہیں (یعنے جو انکے غلام مسلمان
ہوگئے ہیں انکو واپس کردو کہ پھر کافر ہو جائیں) یہہ بات سنکر چہرہ جناب
رسول خدا صلعم کا غصہ کے مارے بدل گیا اور حضرت عمر سے پوچھا
کہ تم کیا کہتے ہو انہوں نے بھی وہی کہا کہ ہاں یہہ قریش سچے ہیں آپکے
ہمسایہ اور ہم عہد ہیں (یعنے مسلمانونکو کافر ہونے کے لئے انکے
حوالہ کردو) یہہ سنکر پھر دوبارہ چہرہ جناب رسول خدا صلعم کا غصہ کے
مارے متغیر ہو گیا پھر قریش سے خطاب کر کے فرمایا ای گروہ قریش
قسم خدا کے البتہ خداوند تعالے تم پر مبعوث کریگا ایک مرد کو قریش
میں سے کہ جسکے قلب کا امتحان لیلیا ہے خدا تعالے نے واسطے ایمان
کے اور وہ ماریگا تمکو دین پر یا یون فرمایا کہ وہ ماریگا بعضون تمہارے کو
یہہ سنکر ابوبکر بولے کہ کیا میں ہونگا وہ مرد ای رسول خدا آپنے فرمایا

نہین پہر عمر بولے کہ کیا وہ مرد مین ہونگا یا رسول اللہ آپنے فرمایا نہین
بلکہ وہ مرد یہہ ہے جو میری کفش کی مرمت کر رہا ہے اور اوسوقت اپنے
کفش مرمت کرنیکو حضرت علی کو دی تہی - یہہ صاف صاف خبر خلافت
و امامت حضرت علی کے ہے اور صریح انکار ہے خلافت شیخین کا -
تعجب ہے شیخین کے اس آرزو اور طمع ریاست پر کہ افعال و اقوال
تو ایسے کہ جنسے غصہ آئ رسول صلعم کو تکمیل و تصدیق ایمان کی وہ کیفیت
کہ حضرت صلعم نے اونکے ایمان قلبی کی تصدیق سے انکار کہویا اور رسول
دور از مجال یہہ کہ انا ہو یا رسول اللہ عجب دانائی ہے کہ صریحا عند
مومنین کے کافر ہو جانے کی رای دی رہے ہین اور پہر تکمیل ایمان کا ادعا
محبوبیت خدا اور رسول کی یہہ کیفیت ہے کہ باجماع محدثین و اہل سیر
ثابت ہے کہ جنگ خیبر مین آنحضرت صلعم نے تین روز تک اول حضرت
ابوبکر و بعدش حضرت عمر کو علمدار لشکر کرکے یہودیون کے مقابلہ پہ
بہیجا اور یہہ دونون ہر روز بحالت ناکامی واپس آتے رہے تیسرے
دن انکے بہاگ آنے پر یہہ فرمایا کہ کل کے روز مین علمدار لشکر ایسے
جری اور بہادر کو کرونگا جو ہرگز بہاگنے والا نہین اور وہ خدا اور رسول
کو دوست رکہتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکہتے ہین
نہ لوٹیگا وہ بغیر فتح کئی - اور یہہ حدیث متواترات اہل سنت سے
ہے - لاعطین الرایة غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ
ورسوله ویحبه اللہ ورسوله لا یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیه اس حدیث

سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر عمر غیر کرار اور معرکہ جنگ سے بھاگ جانے والے ہیں نہ محبوب خدا ہیں نہ خود خدا و رسول کو دوست رکھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ ہرگز سزاوار خلافت نہیں ہوسکتے پس یہ حدیث نص صریح ہے انکار خلافت شیخین اور اثبات خلافت دیگر آیۃ مودت بضمن آیات منقول ہو چکی کہ محبت علی مرتضیٰ تمام امت پر فرض ہوئی۔ حدیث طیر جس سے حضرت علی کا خدا کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ محبوب ہونا ثابت ہے احادیث مشتہرہ اہل سنت سے ہے اور خصائص نسائی میں بھی مروی ہے بوجہ غایت شہرت ضرورت نقل کی نہیں ہے۔ واخرج الترمذی عن عائشۃ کانت فاطمۃ احب الناس الی النبی صلعم و زوجہا علی احب الرجال الی اللہ واخرج الترمذی والحاکم عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبہم قیل یا رسول اللہ سمہم لنا قال علی منہم یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجکو چار شخصوں کے محبت کا حکم دیا اور خبر دی مجکو کہ خدا تعالیٰ سب ہی اونکو دوست رکھتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اونکے نام ہمکو بتلائیے فرمایا اونمیں سے ایک علی ہے۔ واخرج الطبرانی عن ام سلمہ من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ جسنے دوست رکھا علی کو اوس نے مجھے دوست رکھا اور جسنے مجھے دوست رکھا اوسنے خدا کو

دوست رکہا اور جسنے علی سے بغض و دشمنی رکہی اوسنے مجہسے دشمنی رکہی اور جسنے مجہسے دشمنی رکہی اوس نے خدا سے دشمنی رکہی واخرج احمد والحاکم عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول من سب علیا فقد سبنی۔ یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے جسنے علی کو برا کہا اوسنے مجہی برا کہا واخرج الخطیب عن انس ان النبی صلعم قال عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی۔ واخرج الخطیب عن البراء والدیلمی عن ابن عباس قال صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من بدنی۔ واخرج الطبرانی والحاکم عن ابن مسعود ان النبی صلعم قال النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی خطیب نے روایت کی انس سے کہ فرمایا نبی صلعم نے عنوان صحیفہ مومن کا حب علی ہے اور فرمایا آنحضرت نے علی مجہسے بمنزلہ سر کے ہے میری بدنسے۔ اور فرمایا علی کے چہرہ کو دیکہنا عبادت ہے قربت روی فی الخصائص علی منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی یعنے فرمایا آنحضرت نے کہ علی مجہسے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ یعنے علی تمہارا والی و حاکم ہے میرے بعد واخرج احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی۔ روایت کی امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجہہ سے ہی اور مین علی سے اور نہین ادا رسالت کر سکتا ہے میری طرف سے کوئی شخص بجز میری اور علی کے۔ یہہ دونون روایت نص صریح ہین اوپر

خلافت بلافصل علی مرتضیٰ کے اور نیز نفی کرتے ہیں واسطے خلافت حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کے۔ واخرج الترمذی والحاکم قال النبی علیہ السلام ماتریدون من علی ماتریدون من علی ان علیا منی و انا منه وهو ولی کل مؤمن بعدی ومومنة یعنی کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے بالتحقیق علی مجھ سے ہے اور مین علی سے اور وہ ہر مومن و مومنہ کا ولی ہے میرے بعد۔

فقال علیه الصلواة والسلام انا وعلی من نور واحد۔ وقال النبی صلعم الناس من شجر شتی وانا وعلی من شجرة واحدة۔ واخرج الترمذی عن ابن عمر قال لعلی انت اخی فی الدنیا والاخرة

علاوہ انکی صدہا روایات اس قسم کی کتب اہل سنت مین موجود ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ ذات نبی و علی مین ہرگز گنجایش فصل نہین۔ امت محمدی ماموز کی گئی نصرت علی پر اور یہہ امر سوای امام واجب الاطاعت کی دوسری سے متعلق نہین ہو سکتا۔ اصحاب ثلثہ کی نصرت کا ہرگز امت کو حکم نہین دیا گیا فقط حضرت علی مرتضیٰ اس امر مین منفرد ہین۔ قال فی الصواعق اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررة وقاتل الفجرة منصور من نصرة ومخذول من خذاله۔ یعنی علی امام ہے صالحین و ابرار کا اور قاتل ہے فاجروں کا پس نصرت کرنیوالا اوسکا منصور من اللہ ہے اور ترک نصرت کرنیوالا اوسکا مخذول من اللہ ہے اور نیز خطبہ یوم غدیر مین ہے اللهم انصر من نصره واخذل من خذله

بار خدایا نصرت کر اوسکی جو علی کے نصرت کرے اور مخذول کر اوسکو جو علی کے نصرت ترک کرے - یہہ حدیث بہی نص صریح امامت مرتضوی کی ہے - ﴿ صفات متعلقہ رسالت مین شرکت ﴾

واضح ہو کہ جب تک صفات رسالت مین شرکت نہو وصی یا خلیفہ پیغمبر کا نہین ہو سکتا - اور یہہ شرکت ممتنع ہے خلفاء ثلثہ مین - اور مجتمع ہے ذات مرتضوی مین بحسب مندرجہ ذیل - اول طہارت و عصمت ہے کہ بڑا لازمہ رسالت و نبوت کا ہے - اخرج احمد عن ابو سعید الخدری ان آیۃ التطہیر نزلت فی خمسۃ النبی صلعم و علی و فاطمہ و الحسن والحسین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین دوم صلواۃ و سلام مین حضرت علی شریک رسول خدا کے ہین جیسا کہ آیات مین گذرا سیوم محبت و مودت مین امت مامور کیے گئے کہ مثل پیغمبر خدا کے حضرت علی سے محبت رکہین - ثبوت اسکا باب آیات و احادیث مندرجہ فصل ملحقہ سے ہوتا ہے چہارم ولایت بموجب آیۃ انما ولیکم اللہ کے حضرت علی مثل رسول صلعم ولی مومنان قرار پائی - پنجم بموجب نص غدیر و آیۃ بلغ حضرت علی نفس رسول اللہ قرار پائی ششم قال صلعم لعلی لایحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری و غیرک

یعنی فرمایا حضرت نے کہ ای علی تیری اور میری سوای کسی یہہ حلال نہین ہے کہ بحالت جنابت مسجد مین جاوے - ہفتم ادا رسالت مین حضرت علی کو شرکت ہے جیسا کہ اوپر گذرا ہشتم انتظام آخرت مین

حضرت علی کے مداخلت بھی کذا فی الصواعق قال علی فی یوم الشوریٰ
انشدکم باللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ صلعم یا علی انت قسیم
الجنۃ والنار یوم القیامۃ غیری قالوا اللھم لا۔ وروی ابن السمان
ان ابابکر قال لہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یجوز احد الصراط
الا من کتب لہ علی الجواز یعنی ثابت ہوا کہ حضرت علی تقسیم کرنیوالے
بہشت اور دوزخ کے ہیں۔ اور بغیر اونکے پروانہ راہداری کے کوئی
شخص صراط سے گذر نہ سکیگا۔ واخرج احمد والحاکم عن ابو سعید
ان رسول اللہ صلعم قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القران کما
قاتلت علی تنزیلہ۔

فصل در بیان علم۔ دین کی پیشوائی منحصر یہ علم ہے جو علم ہی وہی
امام ہے۔ اعلم ہونا حضرت علی کا جملہ صحابہ سے متفق علیہ ہے قول صلعم
انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب رواہ
البزاز والطبرانی فی الاوسط عن جابر والطبرانی والحاکم عن ابن عمر والترمذی
والحاکم عن علی وفی روایت ابن عدی علی باب علمی یعنی علی میرے علم کا دروازہ
ہے اور دوسرے انا دار الحکمۃ علی بابھا۔ یعنی حکمت کا گہر ہوں علی
اوسکا دروازہ ہے علم قران کی یہہ کیفیت ہے اخرج ابن سعد عنہ
قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین نزلت وعلی
من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا ابن
سعد نے خود حضرت علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ قسم خدا کے

کوئی ایسی آیت نہیں اوتری الا یہہ کہ مین اوسکو جانتا ہون کہ کس بارہ
مین اوتری کہان اوترے کسپر اوترے کیونکہ میری ربنے مجھے قلب
عقول اور زبان ناطق عطا فرمائی ۔ وعن ابی الطفیل قال قال علی سلونی
عن کتاب اللہ فانہ لیس من اٰیۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام
بنہار ام فی سبیل ام جبل ابی طفیل سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
علی نے کہ سوال کرو مجھسے کلام مجید کے بابت پس تحقیق یہہ ہے کہ کوئی آیت
ایسی نہین کہ جسکا علم مجھے نہو کہ رات کو اوتری ہے یا دن کو یا نچی زمین مین اوتری
تہی یا اونچی زمین پہ ۔ اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ام سلمہ قالت
سمعت رسول اللہ صلعم یقول علی مع القراٰن والقران مع علی لایفترقان
حتی یردا علی الحوض ۔ وفی روایۃ ابن ابی شیبہ عن عبد الرحمن
بن عوف ایضا یعنے ام سلمہ کہتے ہین کہ مین نے سنا
رسول خدا کو یہہ کہتے ہوئی کہ علی قرآن کے ساتھہ ہے اور قرآن علی کے
ساتھہ ہے یہہ آپس مین ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہون گی تا آنکہ وارد
ہون اوپر حوض کے اور ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن عوف سے یہی
روایت کی ہے ۔ علم قضا ۔ جو اہم امور متعلقہ خلافت سے ہے
اسکا یہہ حال ہے کہ ہر سہ خلفاء اس فن سے قطعاً عاری تہی یہی حضرت
ابو بکر کا عجز مسئلہ میراث جدہ مین مشہور ترین وقایع سے ہے حضرت عمر کا
عجز بہت مسائل اور قضایا مین مشہور ہے چنانچہ شمہ مقام پر حضرت
علی نے اونکو سنبہالا اور اونہون نے یہہ لفظ کہا لولا علی لہلک عمر

اور بالاخر یہہ کہا کہ بار خدایا اوس مشکل سے مجھے بچا یا حسین علی مرتضی اوس مشکل کے کھولنے والے ہون کما فی الصواعق اخرج عن سعید بن المسیب قال عمر بن الخطاب یتعوذ باللّٰہ من معتضلۃ لیس لہا ابو الحسن ای علیا حضرت عثمان کو اسکے ضرورت ہی نہ تہی صدہا معاملات مین مخالفت حکم خدا اور رسول کے ہوتے تہے اور مطلق لحاظ نہین کیا جاتا تہا بیگناہ قتل ہوتے تہے فتوی سے بیشتر قتل ہو جاتے تہے

اخرج ابن سعد عن ابو ہریرۃ قال قال عمر ابن الخطاب علی اقضانا یعنی عمر ابن خطاب نے کہا کہ ہم سب مین علی بڑے قاضی اور فیصل کنندہ قضایا وہین قال رسول اللہ صلعم اقضاکم علی یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ تم سب مین بڑا قاضی علی ہے وجہ نزول اس حکم کے صاحب صواعق محرقہ نے یہہ لکہی ہے کہ ایکروز رسول خدا صلعم مع ایک جماعت صحابہ کے بیٹھے ہوئی تہی کہ اتنی مین دو شخص جہگڑتے ہوئی آئی اور اونمین سے ایک نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری پاس ایک گدہا تہا اور دوسری کی گائی تہی اسکی گائی نے میری گدہی کو مار ڈالا۔ اصحاب حاضرین مجلس بولے کہ بہائم پر ضمان نہین اسپر رسول خدا صلعم نے حضرت علی کو حکم دیا کہ ان دونون متخاصمین کے درمیان مقدمہ کا فیصلہ کردے حضرت علی نے متخاصمین سے اول یہہ سوال کیا کہ دونون جانور بندہے ہوئی تہی یا کہلے ہوئی یا اونمین سے ایک بندہا ہوا اور ایک کہولا ہوا۔ متخاصمین بولے کہ حمار بندہا ہوا تہا اور گائی کہلی ہوئی تہی اور مالک اوسکا اوسکے

سا بہتہ تہا پس حکم دیا علی مرتضیٰ نے کہ گائی والے پر ضمان ہے یعنی وہ حمار کے قیمت مالک حمار کو ادا کرے پس قایم رکہا رسول اللہ صلعم نے اس حکم کو علی کے اور جاری کیا اس فیصلہ کو اور فرمایا اصحاب سے اقضاکم علی اور نیز منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے دعا کی تہی حضرت علی کے حق مین اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ اور اوس روز سے قضا ما فیصل کرنے مین کبہی غلطی نہ کہائی اور فرمایا آنحضرت صلعم نے امت سے حضرت علی کے حق مین۔

انہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال یعنے علی تمکو ہدایت سے نہ نکلنے دینگے اور گمراہی مین نہ پڑنے دینگے یہہ بہی نص ہے آپکی امامت کے اور نفی ہے امامت اغیار کے کیونکہ منحصر ہوگئی ہے ہدایت فقط بتمسک علی پر اور اغیار کے تمسک سے ضرور گمراہی ہوتی ہے۔

فصل در بیان احادیث متعلقہ استخلاف مرتضوی

اس فصل مین وہ احادیث مرویہ اہلسنت منقول ہین کہ جنمین صریحًا خبر یا نص خلافت مرتضوی مروی ہے یا بانعقاد مجلس استخلاف واقع ہوا ہے احادیث مرویہ اہلسنت متعلق بہ اخبار و نص خلافت مرتضوی اخرج الحاکم عن جابر ان النبی صلعم قال علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ۔ اخرج البزاز عن انس قال صلعم علی یقضی دینی وقال النبی صلعم قد اوحی الی فی علی انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین۔ واخرج

الحافظ ابو نعیم فی حلیۃ بسندہ ان علیا دخل علی رسول اللہ صلعم فقال صلعم مرحبا بسید المسلمین وامام المتقین ۔ واخرج ابن عدی عن علی ان النبی صلعم قال علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین وروی الحافظ ایضاً ۔ فی حلیۃ بسندہ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلعم لابی برزہ وانا اسمع یا ابا برزہ ان اللہ عہد الی فی علی ابن ابی طالب انہ رایۃ الھدی ومنار الایمان وامام اولیای ونور جمیع من اطاعنی یا ابا برزہ علی ابن ابی طالب امینی غدا فی القیامہ وصاحب رایتی فی القیامہ علی مفاتیح خزائن رحمۃ ربی وھو الکلمۃ التی الزمتہا المتقین من احبہ احبنی ومن ابغضہ ابغضنی فبشرہ بذالک ۔

نقل الترمذی بسندہ عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلعم جیشاء استعمل علیہم علی ابن ابیطالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریہ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقنا رسول اللہ اخبرناہ بما صنع علی ابن ابیطالب فکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالھم فلما قدمت السریہ فسلموا علی رسول اللہ فقام رجل من الاربعۃ فقال یا رسول اللہ صلعم الم تر الی علی ابن ابیطالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال

مثل ما قالوا فاقبل الیھم رسول اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجھہ فقال ماتریدون من علی ماتریدون من علی - ان علیا منی وانا من علی وھو ولی کل مؤمن بعدی خلاصہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ ایک کنیز جو خمس میں واقع ہوئی تھی حضرت علی نے کہ سردار لشکر تھے بعد تقسیم غنیمت اوس پہ تصرف کیا ہمارے حضرت کے اصحاب با صفا میں سے چار شخصوں نے سریہ سے واپس آکر حضرت سے شکایت کی آنحضرت نے تین شخصوں کے بات تو سنکر موہنہ پھیر لیا جب چوتھی نے بھی شکایت کی تو آپ متوجہ ہوئی مگر چہرہ سے آثار غضب نمودتہی فرمایا اون لوگون سے کیا ارادہ رکھتے ہو علی سے کیا ارادہ رکھتی ہو علی سے بہ تحقیق کہ علی مجھسے ہی اور میں علی سے ہون اور وہ میری بعد سب مسلمانون کا ولی یعنی حاکم و مالک ہے - امام نسائی نے خصایص میں بھی عمران بن حصین سے بعینہ انہین الفاظ سے روایت کی ہے = ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مؤمن بعدی -

دوسری روایت خصایص میں عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ درج ہے جسمین بریدہ نے خالد بن ولید کا خط بہ شکایت علی مرتضی پاس رسول خدا کے لیجانا اور حضرت کا غضبناک ہوکر یہ فرمانا درج ہے -

لا تعصبین یا بریدۃ فی علی فان علیا منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی

اخرج النسائی فی الخصائص عن بریدۃ قال رسول اللہ صلعم ماکان احد بعد رسول اللہ افضل من علی یعنی بعد رسول خدا کے

علی سے افضل کوئی شخص نہیں ہے - اخرج الدارقطنی فی الافراد عن ابن عباس ان النبی صلعم قال علی باب حطۃ من دخل منہ کان مومنا ومن خرج منہ کان کافرا یعنی علی دروازہ حطہ ہے جو اوس مین داخل ہوا وہ مومن رہا جو اوس سے نکلا وہ کافر ہوا -

اخرج حافظ ابو نعیم فی حلیۃ عن الحسن ابن علی علیہ السلام قال قال لی رسول اللہ صلعم ادع لی سید العرب یعنی علیا فقالت عائشۃ الست سید العرب فقال انا سید ولد ادم وعلی سید العرب فلما جاء ارسل الی الانصار فاتوہ فقال لھم یا معشر الانصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم بہ ان تضلوا بعدہ ابدا قالوا بلی یا رسول اللہ قال ھذا علی فاحبوہ بحبی واکرموہ بکرامتی فان جبریل امرنی بالذی قلت لکم عن اللہ عزوجل وعلا -

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ مجھسے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سید عرب یعنی علی کو میرے پاس بولا لاؤ عایشہ بولی کہ کیا آپ سید العرب نہین ہین فرمایا مین سید اولاد آدم ہون اور علی سید عرب ہے پس جسوقت حضرت علی آ گئے تو حضرت رسول خدا صلعم نے انصار کو بلایا اور جب وہ حاضر ہوئی تو انحضرت نے انصار سے فرمایا کہ آیا مین تمکو دلالت ایسے امر کی نکرون کہ اگر تم اوس سے تمسک کرو تو پھر کبھی بعد اسکے گمراہی مین نہ پڑو سب نے عرض کی فرمائیے یا حضرت تب آپ نے فرمایا کہ یہہ علی ہے محبت کرو اس سے ایسی کہ جیسے محبت

مجھسے کرتے ہو اور بر زگذشت کرو اسکی جیسے کہ میری کرتے ہو بہ تحقیق
کہ جبرئیل کے حکم سے مین سنے تمکو کہا جو کہ وہ خدا تعالے کے حضور سے
لائی تھی - وروی الامام الحافظ المذکور فی حلیتہ بسندہ عن انس بن
مالک قال قال رسول اللہ صلعم یا انس اسکب لی وضوءًا - ثم قام
فصلی رکعتین ثم قال یا انس اول من یدخل علیك من هذا الباب
امیر المومنین وقائد الغر المحجلین - وخاتم الوصیین قال انس قلت
اللهم اجعله رجلا من الانصار وکتمته اذ جاء علی فقام مستبشرا
فاعتنقه ثم جعل یمسح عرق وجهه بوجهه ویمسح عرق وجه علی
بوجهه فقال علی یا رسول اللہ لقد رایتك صنعت لی شیئا ما
صنعت لی قبل قال وما یمنعنی وانت تؤدی عنی وتسمعهم صوتی
وتبین لهم ما اختلفوا فیه بعدی روایت ہے انس بن مالک سے کہ فرمایا
آنحضرت سنے اے انس مجھکو وضو کرا پھر حضرت کھڑی ہوئی اور دو رکعت
نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے انس جو کوئی شخص اول اس دروازہ سے
تجھپر داخل ہو وہ امیر المومنین اور سید المسلمین اور قائد المحجلین اور خاتم
الوصیین ہے انس کہتے ہین کہ اپنے دل ہین مین نے کہا بار خدایا ایک
شخص انصار مین سے ہو کہ اتنے مین حضرت علی تشریف لائے اور پیغمبر
خدا صلعم نے فرمایا کہ انس یہ کون ہے مین نے عرض کی کہ علی ہین پس
رسول خدا صلعم بشارت دیتی ہوئی اوٹھہ کھڑی ہوئی اور علی سے
معانقہ کیا بعد اسکے اپنی چہرہ کا عرق اپنے چہرہ سے مسح کیا حضرت علی

علی کے چہرہ سے اور علی کے چہرہ کا عرق

ثم قال من هذا یا انس فقلت علی

نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آگے کبھی ایسا نہیں کیا یہہ کیا بات ہے آپ نے اسکی وجہہ ارشاد فرمائی کہ یہہ بات اسلئے کی ہین تاکہ تو میری طرف سے اداء رسالت اور اتمام دعوت کریگا اور امت کو میری آواز سنائیگا اور جبکہ امت میرے بعد جن امور مین اختلاف پیدا کریگی اون امور کو اونپر ظاہر آشکارا کریگا —

اور فی الواقع یہہ ایک طریقہ وصیت ہے کہ پیغمبران سلف بہی اپنے خلفاء کو ایسی ہی برکت اور اختیار بخشتے تہی —

اس قسم کی بہت روایات کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہین اور ظاہر ان احادیث سے مطلب رسول خدا صلعم کا یہہ ہے تاکہ سب امت واقف ہوجاوے کہ بعد نبی صلعم کے اونکا جانشین حضرت علی مرتضیٰ ہے —

مگر وای برحال امت کہ نبی صلعم کے ایک نہین سنتے ہین نتیجہ ان روایات کا دو صورت کے سوا اور کچہہ نہین کہ یا تو حضرات اہل سنت اسکے قائل ہون کہ نبوت وغیرہ کچہہ نہ تہی اور نعوذ باللہ حضرت نے دنیا طلبی اور حصول سلطنت کے لئے یہہ نبوت کا ڈہنگ ڈالا تہا اور اپنے خاندان مین سلطنت قایم رکہنے کو اپنی دامادو کے تعریفین کیا کرتے تہی — یا یہہ کہین کہ نبی صلعم برحق نبی تہی اور سوای حکم خدا کے اپنی طرف سے یا اپنی غرض اور منفعت کے لئے کچہہ نہین کہتے تہے اور جو کچہہ وہ فرماتے تہے وہ سب برحق ہے لیکن امت ناہنجار حضرت کی وفات

باقی ہی طمع دنیاوی مین پہنس کر خدا اور رسول سے منحرف ہو گئی اور خدا و رسول کے کسی ارشاد کو نہ مانا – اسی پر تمام نزاعات کا فیصلہ ہے اور یہ ان دونون صورتون سے درگذر کرنا چاہتے ہین تو یہہ اقرار کرین کہ اہل سنت کے تمام تفاسیر و کتب احادیث کذب و افترا اور دروغگوئی سے مملو ہین اور کوئی کتاب قابل اعتبار نہین –

ذکر استخلاف مرتضوی

معائنہ کتب اہل سنت سے واضح ہے کہ جسقدر کثرت سے آنحضرت صلعم نے نسبت خلافت حضرت علی کے امت کو حکم دیا یا مطلع کیا ایسی کثرت اور کسی قسم کی حکم یا معاملہ کے پائی نہین جاتی مین نے جو کچھہ مختصراً گذارش کیا ہے بلا مبالغہ عرض کرتا ہون کہ مشتے نمونہ از خروارے بھی نہین ہے اول تو جس موقعہ پر مین نے گذارش کیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ مختصر لکھنے کا موقعہ تھا اسکے لیئے تو ایک جداگانہ مبسوط کتاب درکار ہے – دوسری ایسا ذخیرہ کتب کا مجھی کہان میسر اور ایسے استعداد اور فرصت کہان کہ اس بیان مین کوئی مبسوط کتاب لکھہ سکون – اسموقعہ پر مجھکو اسکے لکھنے کی یون ضرورت ہوئی کہ مولف اسرار الہدے نے خلافت کے بارہ مین حدیث صریح ہونے سے گویا بالکل انکار کیا ہے حالانکہ انکو تشریح کے ساتھہ انکار کرنا چاہیئے تھا یہہ فرماتے کہ خلفاء ثلثہ کی خلافت کے لیئے کوئی صریح حدیث نہین ہے –

ان احادیث وروایات کو دیکھکر کوئی منصف مزاج کیا یہہ کہہ سکتا ہے
کہ آنحضرت صلعم نے معاملہ خلافت کو مہمل چھوڑ دیا ہرگز نہین بلکہ مین
کہتا ہون کہ اس سے زیادہ تشدد کسی معاملہ مین نہین ہوے مگر
تعصب اور ناانصافی کا کچھ علاج نہین - آنحضرت صلعم نے فقط خبر
اور نص خلافت مرتضوی پر ہے اکتفا نہین کیا بلکہ صاف طور پر عام
اعلان کرکے چند بار حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنایا ہے مگر امت ناہنجار
جو آنکھ سے نظر آتی ہوئی شے کا بھی انکار کرے تو اسکا کیا علاج
مگر آنحضرت پر الزام عاید نہین ہوسکتا اپنی اپنی زندگی مین کوئی دقیقہ
اظہار و اعلان خلافت مرتضوی کا اوٹھا نہین رکھا -

اب ہم شروع سے آخر تک اون مجالس استخلاف کا ذکر کرتے
ہین جو کتب اہل سنت مین مندرج ہین اگرچہ کتاب انوار الہدیٰ
مین شروع سے بارہ مرتبہ استخلاف ہونا بمقالات مستقلہ جدا جدا درج
کیا ہے اس موقع پر اعادہ کے چندان حاجت نہین مگر اطلاع ناظرین
کے لیئے اونمین سے چند استخلاف بطور اختصار بیان کئے جاتی ہین

استخلاف مرتضوی بمرتبہ اول یہہ استخلاف عین قریب زمانہ بعثت
پیغمبر خدا صلعم کے واقع ہوا خاص مکہ معظمہ مین جبکہ حضرت علی بہت
صغیر سن تھی اور ابو طالب بھی اوسوقت زندہ تھی یہہ وہ زمانہ ہے
کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی - آنحضرت
صلعم نے تمام بنی عبد المطلب کو بلا کر ضیافت کے اور حضرت علی سی

ایک ران بکری کا کہانا پکوایا جس سے برومی برکت و اعجاز تمام قبیلہ سیر ہو گیا اور تین مرتبہ اسیطرح ضیافت ہوئی کیونکہ دو مرتبہ حضرت کو مہتمع گفتگو کا بوجہ ابولہب کے دخل در معقولات کے نملا۔ تیسرے روز اسنے تناول طعام کے بعد فرمایا کہ ای بنی عبدالمطلب اگرچہ میں عموماً پر مبعوث ہون لیکن بالتخصیص تم پر میری بعثت ہے تمکو چاہئے کہ میری معاضدت کرو اور میرے وزیر اور وارث اور ساتھی اور خلیفہ ہو۔ مگر کسینے قبیلہ میں سے جواب نہ دیا سوا علی مرتضی کے کہ عرض کی یا رسول اللہ میں آپکے خدمت میں حاضر ہون اور آپکے فرمان کو اجابت کرتا ہون یہانتک یہہ قصہ بروایات محمد بن اسحق و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابو نعیم و بیہقی یکسان ہے اور خصائص نسائی میں بھی سوائے ذکر نزول آیتہ بعینہ یہہ قصہ بروایت ربیعہ بن باجد درج ہے اور یہہ فقرہ جملہ روایات میں ہے فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی ووصیی وخلیفتی فیکم یعنے تم میں سے کون ہے جو معاضدت اور رشتی مری کرے اس امر رسالت میں اوپر اس بات کے کہ ہووے وہ بہائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا تم میں - ابن جریر کہتے ہین کہ جب قبیلہ میں سے کوئی نہ بولا تو حضرت علی نے فرمایا کہ مین نے یون عرض کی قلت یانبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم قال ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فاسمعوا لہ واطیعوا۔ یعنے عرض کی مین نے کہ یا رسول اللہ صلعم مین ہوتا ہون آپکا پشت

بتاہ اور معاضد اس امر رسالت پر پس اپنی میری گردن پکڑی اور فرمایا یہہ ہے بہائی میرا اور وصی میرا اور خلیفہ میرا ای قبائل بنی ہاشم تم سب اسکی بات کو سنو اور اسکی اطاعت کرو۔ اور روایت ابن اسحق و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابونعیم و بیہقی مین اسطرح منقول ہے فاخذ برقبتی ثم قال ھذا اخی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون لابی طالب ویقولون قد امرک ان تسمع ویطیع لعلی یعنے (فرمایا حضرت علی نے) کہ حضرت نے میری گردن پکڑکے فرمایا یہہ ہی بہائی میرا اور خلیفہ میرا تم مین اسکی بات سنو اور اسکی اطاعت کرو پس اوٹھہ کہڑی ہوی قوم ہنستی ہوی حضرت ابوطالب سی اور یہہ کہتی ہوی کہ ای ابوطالب تمکو حکم ہوا ہے کہ علی کی بات مانو اور اطاعت کرو روایات نسائی احمد مین لفظ وارثے زیادہ ہے۔ واقعی خلافت حقہ وہی ہے کہ جسکا استخلاف بعثت رسالت کے ساتھہ ساتھہ ہووے۔

استخلاف مرتضوی مرتبہ ثانی۔ یہہ ہے کہ جب سید عالم صلعم نے مکہ معظمہ سے طرف مدینہ مکرمہ کیطرف ہجرت کی تو حضرت علی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا تا کہ آنحضرت کیطرف سے ادای ودایع وامانات کرین قال فی الصواعق ولما ھاجر النبی صلعم الی المدینۃ امرہ ان یقیم بعدہ بمکۃ ایاما حتی ودی عنہ امانتہ والودایع والوصایا التی کانت عند النبی صلعم ثم یلحقہ باھلہ کہا ہے صاحب صواعق

محرقہ ۔ نے جبکہ ہجرت کے بنی صلعم سنے طرف مدینہ منورہ کے حکم دیا علی مرتضی کو کہ میری بعد چند روز مکہ مین قیام کرو تاکہ حضرت کیطرف سے ادا کرین امانتون کو اور ودیعتون کو جو بنی صلعم کے پاس تہین پہر بعد ادا امانات وودائع ووصایا کے آپ معہ اہل وعیال بنی صلعم حضرت سے جا ملے اس ضمن مین ایک خاص خلافت بہی واقع ہوئی جسکو سنکر اہل معرفت کو وجد آجائے اور وہ یہہ ہے کہ جب بوقت شب رسول خدا صلعم راہی غار ہوی تو حضرت علی کو اپنی بستر پر اپنی چادر اوڑہا کر سلا گئے وزعم الناس انہ رسول اللہ صلعم ۔

استخلاف سیوم نزول آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ ومن راکعون ترجمہ اور تفسیر اسکی باب آیات مین لکہی گئی ہے مطلب آیت کا یہہ ہے کہ مسلمانون کے تین ولی قرار دی گئی خدا و رسول اور رکوع مین خیرات کرنیوالا مومن نمازی یعنے علی مرتضی ۔ یقین ہے کہ ولایت خدا اور رسول کا کوئی انکار نکریگا اسلئے خدا اور رسول نے بعد نزول آیت ندا ہمیشہ امت کو آگاہ کیا ہے کہ تیسرا ولی تمہارا علی مرتضی ہے ذکر آیات مین گذرا کہ ہر مسلمان سے خدا کے روبرو ولایت علی کا سوال ہوگا ۔ باب احادیث مین چند روایات منقول ہوچکین کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی دیگر یا علی انت منی

وانا منک وانت ولی کل مومن ومومنة من بعدی ویگر یا بریدہ لاتصبین فی علی انہ منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی۔ و ویگر من کنت ولیہ فھذا علی ولیہ۔ اگر کتب اہل سنت کو بغور ملاحظہ کیا جاوے تو صدہا روایات اس آیۃ قرانی کی تائید میں با ظہار ولایت علی ابن ابی طالب نکلیں گے۔ ازانجملہ خصایص نسائی میں متعدد روایات ولایت درج ہیں کہ جنمیں سے بیشتر چند روایات نقل ہو چکی ہیں۔ ویگر عن عائشة بنت سعد ان رسول اللہ خطب وقال اما بعد ایھا الناس فانی ولیکم قالو صدقت ثم اخذ بید علی وقال ھذا ولیی و یودی عنی وال اللہ من والاہ وعادہ من عاداہ وعن سعد قال اخذ رسول اللہ صلعم بید علی فخطب فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال الم تعلموا انا اولی بکم من انفسکم قالوا نعم صدقت یا رسول اللہ ثم اخذ بید علی فرفعھا فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ وان اللہ لوال من والاہ وعادی من عاداہ۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ چہارم

بوقت تبلیغ سورۂ برات کے ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ تبلیغ احکام سورۂ برات بوقت حج ضرور تھی مگر اس سال حضرت کا جانا نہوسکا اور معاملہ خفیف سمجھکر حضرت نے سورۂ برات حوالہ حضرت ابوبکر کے کردی کہ مکہ معظمہ میں جاکر بوقت حج تبلیغ احکام سورہ کے کریں بعد ازان وحی الہی نازل ہوئے کہ یہہ تبلیغ رسالت ہے

یا تم خود جاؤ یا علی مرتضی کو بھیجو کیونکہ کار تبلیغ رسالت تمہارے طرف
سے سوای تمہارے اور علی کے اور کوئی انجام نہیں دی سکتا
نقل النسائی فی الخصائص عن انس قال بعث النبی صلعم برات
مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلے
فدعا علیا واعطاہ ایاہ یعنی حضرت نبی صلعم نے اول حضرت
ابوبکر کو مع سورۂ برات مامور کیا اور پھر واپس بولا کر فرمایا کہ اسکی
تبلیغ سوای میری اہل کے اور کوئی نہیں کرسکتا پس بولا یا علی مرتضی
کو اور سورۂ برات آپکی حوالہ کی - بلکہ دیگر روایات سے پایا جاتا ہے
کہ حضرت ابوبکر چند منزل قطع مسافت کر چکے تھے اوسکے بعد بموجب
حکم وحی واپس بولا کر حضرت علی کو تعینات فرمایا۔
اخرج النسائی عن علی ان رسول اللہ ص بعث ببرات الی اھل
مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ بعلی فقال لہ خذ الکتاب فامض بہ
الی اھل مکۃ قال فلحقتہ فاخذت الکتاب منہ فانصرف ابوبکر
وھو کئیب فقال یا رسول اللہ انزل بی شی قال لا الا انی امرت ان
ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی روایت کی امام نسائی نے حضرت
علی سے کہ نبی صلعم نے تعین کیا ابوبکر کو واسطے تبلیغ سورۂ برات
طرف اہل مکہ کے پیچھے اونکی حضرت علی کو بھیجا اور حکم دیا ابوبکر سے
کتاب لیکر تم مکہ کو جاؤ اور تبلیغ سورہ برات کرو فرمایا حضرت علی نے
کہ میں جا ملا ابوبکر سے اور کتاب رسول صلعم اون سے واپس لیلی پس

لوٹ آئے ابو بکر مگر نہایت غمگین و رنجیدہ اور عرض کی یا رسول اللہ میرے حق میں کوئی حکم اترا فرمایا نہیں مگر مجھے حکم ہوا ہے کہ یا تو خود میں اسکے تبلیغ کروں یا مرد میری اہلبیت کا ۔

یہہ بات صاحبان عقل پر پوشیدہ نہیں کہ خلافت پیغمبر مراد اوسی منصب سے ہے کہ غیبت پیغمبر میں پیغمبر کے طرف سے تبلیغ رسالت کیجاوے پس جبکہ حضرت ابو بکر قابل اس منصب کے قرار نہ پائی اور عام اصحاب کیلئے ممانعت ہوگئی کہ کوئی شخص سوائی اہلبیت پیغمبر کے پیغمبر کیطرف سے ادا رسالت نہیں کرسکتا تو ثابت ہوگیا کہ خلافت پیغمبر فقط اہل بیت پیغمبر سے متعلق ہے جو غیر لوگ خلیفہ مقرر ہوئے اونکی خلافت قطعی باطل اور ناجائز ہے ۔

امتناع خلافت جملہ صحابہ

و انحصار خلافت بر اہل بیت پیغمبر

عام صحابہ کے استحقاق خلافت کا امتناع بروی روایات مندرجہ بالا ظاہر ہوا مگر دیگر روایات میں اس سے زیادہ تشریح ہوی ہے یعنے مندرجہ بالا سے تو یہہ ہی پایا گیا کہ حضرت ابو بکر قابلیت تبلیغ رسالت نیابتاً عن النبی صلعم نہیں رکھتے خود پیغمبر خدا انجام دیں یا اونکی جگہ حضرت علی خلافتاً و نیابتاً انجام دیسکتے ہیں مگر جو روایات آئندہ لکھی جاتی ہیں اونسے علی العموم ہر غیر اہلبیت کو ہر حکم ہر معاملہ کے تبلیغ سے ممانعت ہوی تھی۔ انہیں روایات کے بعد خصائص نسائی میں جو روایت سعد سے کی گئی ہے اوس میں یہہ لفظ ہے

فلا یودی عنی الا انا او رجل منی یعنی نہین ادا کر سکتا میری طرف سے کوئی شخص الا مین یا وہ مرد جو مجھہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ وہ مرد علی ہین کیونکہ فرمایا ہے حضرت نے انہ منی وانا منہ یعنے وہ مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون۔ یہہ امتناع اگرچہ فقط تبلیغ سورہ برات کے لیے واقع ہوا لیکن یہہ حکم عام تبلیغ رسالت سے متعلق ہے خواہ کوئی معاملہ ہو کیونکہ بعینہ یہہ سے حکم علاوہ تبلیغ سورہ برات کے عام امورات متعلقہ رسالت کے تبلیغ کی بابت صادر ہوا ہے اور اوسکو قصہ سورۂ برات سے کچھہ علاقہ نہین عام احکام کی بابت ہے کما نقل النسائی فی خصاخصہ اخبرنا احمد بن سلیمان قال حدثنا اسمٰعیل عن ابی اسحاق عن حبشی بن عبادۃ السلولی قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ فلا یودی عنی الا انا و علی یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ علی مجھسے ہے اور مین اوس سے پس کوئی شخص ادا رسالت میری طرف سے نہین کر سکتا بجز میری اور علی کے۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ پنجم۔ ایک بہت بڑا استخلاف ہی اور قصہ اوسکا یہہ ہے کہ جسوقت نبی صلعم بارادہ جنگ قیصر روم عازم تبوک ہوئے تو علی مرتضی کو مدینہ منورہ مین اپنا خلیفہ مقرر کر گئی جن لوگون کو عقل و فراست سے کچھہ بھی حصہ ملا ہے وہ اس خلافت کی ضرورت اور اوسکے وقعت کو خوب جان سکتے ہین۔ کیونکہ فن سیر و تاریخ

اسکے ماہر خوب جانتے ہین کہ حضرت علی کے شجاعت اور دلاوری کا درجہ
کہانتک مرتبہ بلند پر پہونچا ہوا ہے تمام غزوات نبی صلعم مین ہمیشہ اپنی
کار نمایان کئے یہانتک کہ سب اصحاب اکثر مقامات پر نبی صلعم کو تنہا چھوڑ
کر بہاگ گئے مگر وہ کرار غیر فرار نبی صلعم کو کبھی تنہا چھوڑنے کا روادار
نہوا - اصحاب فہم وذکا اسبات کو دریافت کر سکتے ہین کہ نبی صلعم کو حضرت
علی پر کہانتک بہروسہ تہا - یہہ عزم جنگ تبوک کسی قبیلہ یا قوم سے کچھ
لڑائی نہتی یہہ ایک بڑی جلیل القدر شہنشاہ کا مقابلہ تہا ایسے وقت
مین حضرت علی کو مدینہ مین چھوڑنا صاف صاف اوس ضرورت کو
ظاہر کر رہا ہے جو نبی صلعم کو اوسوقت اونکی مدینہ مین چھوڑنے پر
داعی ہوئی تہی - جو لوگ طریقہ حکومت اور انتظام سلطنت کو
جانتے ہین اونسے پوچھئے - کہ واقعی یہہ وقت ایسا ہے تہا کہ نبی صلعم
اپنی وارث جائز کو اپنی تخت گاہ پر قایم کرین اور جو کچھ حضرت
علی سے ساتھ رکھنے سے بوجہ اونکی شجاعت اور دلاوری سے آنحضرت
کو تقویت اور دلجمعی تہی اوسکا کچھہ خیال نکرین چنانچہ آنحضرت صلعم
نے اوسی قانون حکومت پر خیال کر کے حضرت علی کو مدینہ مین اپنا
جانشین کر دیا - گویا فی الواقع نبی صلعم نے سب امت پر اسبات
کو جتلا دیا کہ محمد صلعم کے تاج وتخت کا وارث حقیقی علی مرتضی ہے
جسکو ایسی بڑی عظیم مہم پر جاتے وقت اپنا خلیفہ کر دیا =
یہہ حدیث بوجہ غایت شہرت اور تواتر کے محتاج کسی ثبوت کے

نہین خود مولف نے بہی اسکو نقل کیاہے اور نہی بہت تشریح کی ساتہ اسی رسالہ مین اس حدیث اور اسکے معنی کو لکہاہے اس موقعہ پہ زیادہ ضرورت تحریر روایات کے نہتی مگر چونکہ مولف نے براہ عداوت لفظ خلافت کو ترک کر کے ابطور محافظ زنان مقرر کرنا لکہاہے اسلئے ہم کو یہہ عبارت صواعق محرقہ کے لکہنی پڑی۔ (باب ماثر علی) کے شروع کے عبارت ہم پیشتر نقل کر چکے ہین ذکر ہجرت تک اور اوسکے بعد یہہ لکہاہی

وشھد مع النبی صلعم سائر المشاھد الا تبوك فانه صلعم استخلفه علی المدینة وقال له حینئذ انت منی بمنزلة ھارون من موسی الا انه لا نبی بعدی

یعنے حضرت علی تمام مشاہد مین سوای تبوک کے ہمراہ رسول خدا صلعم کے رہے اور تبوک مین ہمراہ نجانے کے یہہ وجہ تہے کہ آنحضرت صلعم نے اونکو مدینہ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا اور اوسوقت حضرت علی کے شان مین یہہ فرمایا کہ تو میری نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون تہا موسی کے نزدیک الا یہہ کہ بعد میری کوئی نبی نہین ہے۔

استخلاف ششم - اگرچہ نبی صلعم نے بارہا امت کو اس امر سے آگاہ کر دیا کہ خلافت وامامت حق اہل بیت پیغمبر کا ہے اور سوای اہل بیت کے اور نہ کوئی شخص صحابی ہو یا غیر صحابی منصب خلافت کو نہین پاسکتا مگر پیغمبر خدا نے امت کے لشرہ سے اور انکی حرکات وسکنات سے اس امر کو دریافت کر لیا کہ ان لوگون کے دل مین فساد ہے اور اون احکام کو گوش ہوش سے نہین سنا اسلئے آخر زمانہ حیات مین جبکہ آنحضرت صلعم بارادہ ادای

حج مکہ کو تشریف لے چلے تو آپنے تمام قبایل عرب مین منادی کرادی
کہ جسکو نبی صلعم کے ساتھہ حج کرنا ہو وہ مکہ کو چلے اس حج کو حجۃ الوداع
کہتے ہین اگرچہ عوام لوگ خیال کرتے ہین کہ اس سال حج کے لئے رسول
خدا کا جانا واسطے تعلیم مسائل حج کے تہا لیکن درحقیقت آپ فقط انتظام
خلافت کے لیئے تشریف لیگئے تہے۔ کہ وہان تمام قبایل عرب پر ظاہر ہو جائیگا
کہ بعد نبی صلعم کون پیشوای امت ہوگا۔ مضمون آیۂ کریمہ یا ایہا الرسول
بلغ سے آشکارا ہے کہ اس عزم حج سے پیشتر نبی صلعم مامور ہو چکے تہے
کہ حضرت علی کو اپنی جگہ خلافت پر نصب کردین اور آنحضرت صلعم اسے وجہ
سے حج کو تشریف لیگئے مگر اس خیال سے کہ منافق لوگ طعنہ دین کہ اپنی
عزیز برادر و داماد کو سلطنت کا مالک کئے جاتے ہین یا بروی امر
تقدیری کہ امت کے ایمان کا امتحان اسی معاملہ پر منحصر کیا گیا ہے عرفہ کے
دن اگرچہ اس امر کو قرار دیدیا کہ میری وفات کے بعد امام اور پیشوای
برحق جسکے تمسک سے امت ہدایت پائی۔ اور ترک تمسک سی گمراہ
ہوجاسے قرآن اور اہل بیت پیغمبر ہین اور امت کے یہہ اطمینان بہی
کرادی کہ میری اہل بیت ہمیشہ قرآن کے ساتھہ رہینگے۔ اور قرآن ان
کے ساتھہ رہیگا آپس مین ایک دوسری سے جدا نہونگے اگرچہ یہہ اشارہ
بہی ابلغ من التصریح تہا۔ اور درحقیقت یہہ بہی صریح استخلاف مرتضوی
تہا۔ لیکن کسی ضرورت یا مصلحت سے اوسوقت آپنی بطریق معہودہ
اہل حکومت و ریاست مسند نشین نہین کیا۔ فقط امت کو ہدایت کردی

انی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لم تضلوا بعدی فانھما لم یفترقا حتی یردا علی الحوض یعنے مین اپنی بعد تم مین دو شی جلیل القدر جو ایک دوسری سے بڑی ہین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا کے دوسری اہل بیت میری اگر ان دونون سے تم تمسک کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے اور بہ تحقیق کہ یہہ دونون باہم ایکدوسرے سے جدا نہون گے تا آنکہ حوض کوثر پر میری پاس پونہچین۔

اگرچہ جاننے والے جانتے ہے کہ اہل بیت وعترت سے بہی علی ابن ابیطالب سے مراد ہین کیونکہ بارہا آنحضرت نے لفظ اہل بیت کی تشریح فرمائی جیسا کہ آیۂ تطہیر آیہ مودت آیۂ مباہلہ آیۂ صلواۃ مین مرقوم ہوچکا اور یہہ بہی بارہا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ القران مع علی وعلی مع القران لا یفترقان حتی یردا علی الحوض رواہ الطبرانی فی الاوسط لیکن اسی موقعہ پر فقط اسیقدر ہدایت پر اکتفا کیا گیا۔ کہ جس سے امت پر یہہ ثابت ہوگیا کہ ہمارا دینی پیشوا سوای اہل بیت پیغمبر کے اور کوئی نہین ہوسکتا۔ مگر خدا تعالے کو یہہ کارروائی پسند نہین آئی یہانتک کہ حضرت نے مکہ معظمہ سے کوچ کردیا۔ اور نواحی جحفہ مین سرراہ آنحضرت معہ لشکر چلے ہوی جاتے تہے جس وقت خم غدیر کے موقع پر پہونچی اوسیوقت یہہ آیت نازل ہوی کہ آپنے ہمارا حکم امت کو کیون نہین پونہچایا یعنے علی کو اپنا جانشین کیون نہین کردیا

اگر اشرار امت سے خوف ہی تو تمہارے محافظت کرینگے اوسوقت رسول خدا صلعم مجبور رہ گئے اور چلتے چلتے ٹھیر گئے۔

استخلاف ہفتم ذکر نزول آیۂ بلغ الخ مع حوالہ تفاسیر باب آیات مین گذرا۔ اور خطبہ غدیر شروعاً اس رسالہ مین چند بار نقل ہوچکا اور خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ منجملہ روایات صحیحہ متواترہ اہل سنت کے ہے اور کتب ستہ و دیگر جمیع کتب حدیث اہل سنت مین مروی ہے یہانتک کہ شیخ ابن حجر صواعق مین لکھتے ہین۔

وانہ رواہ عن النبی صلعم ثلثون صحابیاً وکثیر امن طرقہ صحیح او حسن یعنے یہہ حدیث غدیر وہ حدیث ہے جسکو تیس اصحاب پیغمبر خدا نے پیغمبر خدا صلعم سے روایت کی ہے اور بہت سے طرق اس حدیث کے صحیح اور حسن ہین۔

امام نسائی نے قریب دس بارہ طرق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اکثر طرق مین بجاے لفظ مولا کے ولی مستعمل ہے جس سے وہ گنجائش بھی اہل سنت کو جاتی رہے کہ کہا کرتے تھے کہ مولا بمعنے غلام بھی ہے اب ہم حدیث کی نقل کرتے ہین اگر جدا جدا ہر کتاب کی روایت کو لکہا جاوے تو طول کے سوای کوئی فائدہ نہین۔

اخرج احمد عن براء بن عازب والنسائی بطرق عدیدہ فی الخصائص ۔ عبارت تمہید یعنے نزول غدیر خم و تیاری منبر و گفتگوی تمہیدی رسول خدا صلعم انی اولی بالمومنین من انفسہم وغیرہ

کو چھوڑکر اصل عبارت حدیث نقل کیجاتی ہے

ثم قال کانی قد دعیت فاجبت وانی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی فانظروا کیف یخلفون فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردعلی الحوض ثم قال ان اللہ تعالی عزوجل مولای وانا ولی کل مومن ثم انہ اخذ بید علی وقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ودار الحق معہ حیث دار یعنے فرمایا نبی صلعم نے کہ گویا میں خدا کے حضور بولایا گیا ہوں یعنے پیام اجل آیا ہے اور میں نے اوسکی اجابت کی ہے اور بہ تحقیق کہ میں اپنے بعد تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک دوسری سے بڑی ہے کتاب خدا کی اور عترت واہلبیت میری اگر تم لوگ ان دونوں سے تمسک کروگے تو میری بعد ہرگز گمراہ نہوگے۔ پس نگاہ رکھو کہ میری پیچھے اونسے کیا سلوک کروگے پس بتحقیق کہ وہ ایک دوسری سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہوں پھر فرمایا کہ بہ تحقیق اللہ تعالے جلشانہ میرا مولا ہے اور میں ولی جملہ مومنین کا ہوں پھر آنحضرت نے علی مرتضی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا بارالہا جس کسی کا کہ میں مولا ہوں پس علی اوسکا مولا ہے بارخدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھی اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ اور نصرت کر اوسکی جو علی کی نصرت کری۔ اور مخذول کر اوسکو جو علی کی نصرت ترک کرے اور

پہیرے حق کو اوسکے ساتھہ جدہر کو وہ پہرے —
بعد اسکے ذکر مبارکباد دینی حضرت عمر کا ہے بخ بخ لک یا ابن ابی طالب الخ یہہ روایت امام احمد بن حنبل کی ہے جسکو صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا اور روایت مندرجہ خصائص نسائی عن زید بن ارقم اسی کے قریب قریب ہے فقط یہہ تبدیلی ہے — ثم انہ اخذ بید علی فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ الی اخرہ — یعنے خصائص مین بجای مولا کے ولی روایت کیا گیا ہے —
قد نقل فی الصواعق انہ صلعم قال حدیث الثقلین فی حجۃ الوداع بعرفۃ وقال بالمدینۃ فی مرضہ وقد امتلاءت الحجرۃ باصحابہ وایضا انہ قال ذلک بغدیر خم — وایضا قال لما قام خطیبا بعد انصرافہ من الطائف وفی روایۃ عند الطبرانی عن ابن عمر اخر ما تکلم بہ النبی صلعم اخلفونی فی اھلبیتی یعنے بقول صاحب صواعق حدیث ثقلین کو آنحضرت صلعم نے فرمائی — حجۃ الوداع مین بمقام عرفات — مدینہ منورہ مین بوقت بیماری جبکہ حجرہ اصحاب سے بہرا ہوا تہا غدیر خم مین جسکا تذکرہ شروع ہو چکا بوقت واپسی از طائف خطبہ فرماتے ہوئے — بحسب روایت طبرانی عن ابن عمر ثابت ہوتا ہے کہ بوقت رحلت نبی صلعم جو آخر کلام آپ کے زبان سے واسطے ہدایت امت کے نکلا وہ یہہ تہا اخلفونی فی اھلبیتی

تمام شد کتاب لاجواب الموسوم بہ اعلان الہدیٰ جواب اسرار الہدیٰ بتاریخ یکم ماہ ذی حجہ ۱۳۱۱ ہجری

مطابق ۷ جون ۱۸۹۴ء

قطعہ تاریخ از تصنیف شاعر عالی فکر نازک خیال و مورخ با استعداد ناظم و نثار با کمال جناب سید جواد علی صاحب متخلص بہ جواد مصنف مثنوی فسانہ عشق شاگرد رشید عالیجناب فیض مآب شاعر شیرین کلام مداح امام علیہم السلام سید باقر علی صاحب متخلص بہ ہنر دام افضالہم و زاد اقبالہم

نسخۂ اہدای ہدایت شعار | تازہ کن مزرعۂ ایمان نوشت
گفت بہ بدیہہ ہاتف غیب از جواد | عقدہ کشا نو گل خندان نوشت

۱۳۱۱ ہجری

صحت نامہ کتاب اعلان الہدیٰ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳	۱۲	الامتہ	۱۹	۱۹	دروازہ کھونا	۲۶	۱۲	حضرات	۳۴	۱۱	مغلق
"	۱۶	السعیدین	۲۰	۶	روایت کرتے ہین	۲۷	۱۴	مرجاؤ	"	۱۴	ارادہ
۴	۴	اواخر	"	۹	نسائی	"	۱۶	آپ	۳۵	۱۶	کرانا
۵	۶	تین	۲۲	۴	تمبر	۲۸	۱۵	ہمت	۳۶	۵	ولی
"	۱۰	کیے گئے	"	۱۴	مضمون پر	۳۰	۱۵	بندوبست کرنا	"	۷	خلافت
"	۱۳	پہلی شہری	۲۳	۱۷	لان یکون	۳۱	۱۴	پیش رفت	"	۱۱	دے سکتا
۶	۱	رشیقہ	"	"	حمر	"	۱۵	قراراون	"	۱۷	ہوتین
۹	۱۴	چھچھوڑا	۲۴	۱	اس روایت کو	"	"	روم	۳۷	۱	عائشہ
۱۴	۱	بالکل موضوعی	"	۲	نصلتین	"	۱۸	تیمنی	"	۶	روایت
"	۴	پہچانی	"	۱۲	فاتحہ	۳۲	۳	کھے	۳۸	۳	کہ لوگون
۱۷	۶	پاک مسجد	۲۵	۷	حلال ہین	۳۳	۱	نو	"	۱۰	راویان
"	۹	یا مسل	۲۶	۴	قاتی	"	۴	تو	"	۱۲	علیہ الصلوٰۃ
۱۸	۱	بیہقی	"	"	جبیر بن	"	۱۹	موقع تھا	۳۹	۳	ہوگا
۱۹	۱۶	ثقات ستہ	"	۹	جبیر بن	۳۴	۲	کوچار ناچار	"	۴	اور جبکہ جملہ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۳۹	۵	مڑ گئی	۵۵	۷	دبا	۹۰	۱۱	نہیں ہے	۱۲۵	۴	پوچھو
〃	۱۴	معزول کر دیا	۵۸	۸	مضحکہ	۹۱	۳	بڑے درجہ کے	〃	۹	بڑھ لی
〃	۱۵	کی	۶۶	۱۵	جنگ تبوک	〃	۷	فاصل	〃	۱۷	درمیان میں
〃	۱۶	صحاح اہل سنت	۶۷	۶	ہو سکتا	〃	۱۲	فرق	۱۲۶	۸	باطل ہو گئی
۴۰	۱۴	کرد	〃	۹	رازداری کی	۹۲	۱۲	تاکید	〃	۱۰	پیغمبری
〃	۱۵	جہیر الصوت	۶۸	۴	کہ رسول صلعم	۹۳	۳	کے شروع	۱۲۷	۹	تشبیہ
〃	۱۸	ذلیل کرایا	〃	۶	تین جہات	〃	۸	بحران	۱۳۰	۱۳	اور حسینؑ اور علیؑ
۴۱	۱۲	پابہائے	۷۰	۷	ان جملہ	〃	۱۲	کہ آو بلاویں	۱۳۱	۱۳	اعمام
〃	۱۷	پیش نمازی	۷۲	۱۴	برعکس	۹۴	۱۳	مخلوقات	۱۳۳	۱۰	عالم
۴۲	۱۸	مخصوص	۷۴	۸	واہمہ	۹۵	۱۶	بھائی	〃	۱۵	گناہوں
۴۳	۵	مخصوصہ	۷۹	۱	براہ	۱۰۱	۱۳	کا صاف	〃	۱۹	شرعی
〃	۹	تمہارا	〃	۱۸	عائشہ	۱۰۲	۱۱	زہرہ	〃	〃	زمانہ رسول خدا
۴۴	۱۲	دے سکتے	۸۰	۸	اسوقت	۱۰۳	۱۶	اس سے	۱۳۴	۱۳	وہ
〃	〃	بطریق اخبار	〃	۱۳	ہوں	۱۰۵	۱	بخلاص	۱۳۸	۱۴	جو اہل
〃	۱۹	۔ فی اللہ	۸۳	۲	کہ	〃	۶	خلیفہ	〃	۱۶	حمل
۴۵	۸	براز	〃	۳	علف	〃	۱۶	انہا	۱۳۹	۶	گردون میں
〃	۹	قالوا	۸۴	۸	عنوان	۱۰۷	۸	ہنوز	۱۴۴	۱۳	استیصال
〃	۱۰	علیکم الفدا	〃	۱۸	دوسرے سے	۱۰۸	۱۶	دیران	〃	۱۳	خارج
			۸۵	۱	رہ گئے	۱۰۹	۱	گردانیدہ	۱۴۶	۳	گشتہ
۴۶	۷	بمنزلتہ	〃	۱۵	علی	۱۱۰	۱۳	بخلافت	〃	۹	بوسے
۴۸	۱۹	انہ	۸۶	۳	الیوم	〃	۱۶	نہ خلافت	〃	۱۶	خلیفہ
۵۰	۱۶	بالجرف	〃	۴	دنیا	۱۱۱	۱۰	کو اپنا	〃	۱۹	علیحدہ علیحدہ میں
〃	[illegible]	جزء دروغ گفتند	۸۷	۲	مابعد	〃	۱۹	مخلص	۱۴۷	۱۲	بن کعب کے
۵۱	۴	اون میں	۸۸	۵	کسی کے	۱۱۲	۵	عاد	〃	۱۹	اور بدل ج
۵۴	۷	وزیرا	〃	۹	تمکو	۱۱۳	۶	یہ نہیں	۱۴۹	۱	کھینچے
〃	۱۵	قد اوتیت سؤلک	〃	۱۵	انتظام	۱۱۴	۷	رسول خدا	۱۵۴	۱۳	کا محالات
		یاموسیٰ سؤقال	۸۹	۲	بدرجہ اولے	۱۱۵	۵	حکم کی	۱۵۶	۱۰	نمونہ
		فی سورۃ الاخریٰ	〃	۴	اتنی	۱۱۷	۱۰	ہوئی بات	〃	۱۴	فی سبیل
		ولقد اتینا موسیٰ	〃	۱۰	کا ہو	۱۱۸	۱۲	بڑو لی	۱۵۷	۱۷	عثمان نے
		الکتاب و	〃	۱۸	لکھا ہے	۱۲۱	۱۰	فرما رہے ہیں	۱۵۹	۱۷	پوچھ پوچھ کر

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
١٦١	٦	آخر	١٩٩	٣	غلاۃ	٢٣٥	١٢	پاوے	٢٥١	١	تسمیہ
〃	٧	سورتون	٢٠٢	٧	کا	〃	〃	بخاری	〃	٩	دعا
١٦٢	١٠	قرآن	٢٠٣	١٣	کا	〃	١٩	ہین	〃	١٥	بامراریب رب
١٦٣	١٧	تطویل	٢٠٥	١١	بلکہ ہین	٢٤١	٧	انہون نے	٢٥٢	١	قطبیہ
١٦٤	٨	ہین بیان	٢٠٧	١٠	مشورہ	٢٤٢	١٢	فانفذہ	〃	٣	اسرائیل
١٦٦	٨	علی ابن	〃	١٩	اشارہ	٢٤٣	١٤	متشبہ	〃	٥	البعا
〃	١٥	بجہیس	٢٠٨	١٥	اجماع اور قیاس پر	٢٤٥	٦	مرتد ہوکر	٢٥٣	١١	نبوت
١٦٧	١	حکم کو	٢١١	١٥	موتہ	〃	١٢	ضرور	〃	١٩	کھیلنے کودنے
١٧٠	٦	سمرہ	٢١٣	٣	ہین بیٹھہ	〃	〃	ساری	٢٥٤	١	الزبیر
١٧١	٦	اسراف	〃	٤	کرنیلی	〃	١٨	تجہیز	〃	١٠	زیدبن
١٧٢	١	تخلف	٢١٥	٧	تقرر	٢٤٦	٢	اہل	٢٥٥	٥	کافرا
〃	١٧	بڑے	〃	١٩	بدبختی سے	〃	٥	مشکواۃ	〃	١٤	بیوم
〃	١٨	مخالفت	٢١٨	١٣	تبع	٢٤٧	٣	مخصوص	〃	١٧	مولاہ
١٧٣	١	قطنی	٢١٩	٥	وہ کون	〃	〃	خلافت سے	٢٥٦	١	١٦٩
١٧٦	٤	دعوی	٢٢٠	٧	غلام	〃	١٦	دو یارہ	〃	١٩	جمہور
〃	١١	معنی	〃	٨	اور مال	٢٤٨	٢	ہجوم	٢٥٧	١	کراحق
١٧٩	٥	جواب	٢٢٣	١٩	نبی	٢٤٩	١	یکجب	٢٥٨	١٠	تقدم
١٨٢	٧	منقول ہین	〃	〃	ساتھہ	〃	〃	ورسولہ	٢٥٩	١٠	شجاعت
〃	١٤	صاحب نے	〃	〃	اپنی	٢٥٠	٤	یہ نہ سمجھے کہ حق تو	٢٦١	١١	جنہون
١٨٣	٣	مفضول	٢٢٥	٨	سہ	٢٥١	٩	وجہہ	٢٦٢	٤	استحقاق
١٨٥	١٠	گذرتا	٢٢٦	٣	جوکچھہ	٢٥٢	١٨	کہ	٢٦٤	١٢	افضلہ کو
١٨٦	١٩	ہاجرہ خاتون	٢٢٧	١٣	کہ یہ اپنے	〃	١٩	گمان وے	〃	١٩	بشیر
١٩١	١١	مشرب	٢٢٨	٣	کردیا جاوے	٢٥٣	١	مقاتلہ	٢٦٥	٦	خویش
١٩٢	١٢	توآپ نے	〃	١٣	وہی صورت	〃	١٥	احق	٢٦٦	١٣	مداوا
١٩٣	١٩	خرائی			نکرے گا	〃	١٩	الی	٢٦٧	٤	ناواقفیت
١٩٥	٧	السجادی	〃	١٩	پریشان	٢٤٨	٧	افتقلتموہ	〃	١٣	آپ
١٩٦	١٩	روتا ہے کیا	٢٢٩	٣	ہوتا ہو	٢٤٩	٥	ہوالذی	٢٦٩	١	جب
〃	〃	ہے کیا	〃	١٦	بنائی	〃	٦	تخعلم	〃	١٣	جوکہ حضرت
١٩٨	٥	یادو ہین اور	٢٣٠	٣	المال	〃	〃	تخعلم	٢٧٠	١٥	غدار
١٩٩	٣	طغاۃ	〃	١٢	یہ حکم	٢٥٠	١٣	جاعلک	٢٧١	١٤	وسائر